اے امامِ سیدِ والانسب
دودمانت فخرِ اشرافِ عرب
(اقبالؒ)

اشرافِ عرب

☆

سیّد نجم الحسن فضلی

ناشر

جاجنیری اکیڈمی
آستانہ سادات سانجہ
۱۰۸ای جہانگیر روڈ غربی۔ کراچی ۷۴۸۰۰
فون 4925970

نام کتاب	اشرافِ عرب
نام مؤلّف	سیّد محمد نجم الحسن
کتابت	تنویر الکتابت اینڈ پرنٹنگ پوائنٹ کراچی
تزئین و پینٹنگ	شفاعت الرسول بھٹی
ناشر	جاجنیری اکیڈمی
صفحات	۷۲۰
ہدیہ	۲۵۰ روپے
اشاعت	۱۴۱۳ھ ۱۹۹۳ء

اِنتساب

میں اپنی کتاب "اشرافِ عرب" نانی محترمہ سیدہ سائرہ خاتون مرحومہ اور نانا محترم سید عبدالرحمٰن تیگھروی مرحوم کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے کمال شفقت سے میری پرورش و پرداخت کی اور مجھے اس قابل بنایا کہ میں آج یہ کتاب ضبطِ تحریر میں لاسکا۔

حقیرِ پُرتقصیر

سید محمد نجم الحسن نجم مونگیری

۱۰۸-ای جہانگیر روڈ غربی کراچی ۷۴۸۰۰

۲۵، اپریل ۱۹۹۲ء

فہرست ایک نظر میں

فہرست

فہرست کتب جن سے استفادہ کیا گیا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف/مؤلف	زبان
۱	اذکارِ تاج الاولیار	فریدالدین شاہ تاجی کریم بابا	اردو
۲	اسکیچ اینڈ لائف آف سید امیر علی	جی اے سنیتے سن اینڈ کمپنی مدراس	انگریزی
۳	اعیانِ وطن	حکیم سید شعیب پھلواروی	اردو
۴	اعجازِ خسروی	امیر خسروؒ	فارسی
۵	الصلوٰۃ	مفتی خلیل خاں برکاتی	//
۶	القریش والافغان	رحم علی خاں	
۷	امیر نامہ	نواب سید امیر علی	فارسی
۸	انوارِ بندگی	مولانا شاہ محمد سراج عطا سلونی	اردو
۹	انڈین دی کواری	سر ولیم میور	انگریزی
۱۰	انوار السادات	سید ظفر یاب حسین ترمذی	اردو
۱۱	انوار الصفا	محمد خصلت حسین صابری	//
۱۲	اولیار لواری شریف	ڈاکٹر ہوتچند مولچند گربخشانی	سندھی
۱۳	اے کمپریہنسیو ہسٹری آف بہار	ڈاکٹر سید حسن عسکری	انگریزی
۱۴	آبشارِ اولیار	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	اردو
۱۵	آثارِ مدینہ منورہ	عبدالقدوس انصاری	عربی
۱۶	آداب السالکین	سید شاہ آلِ احمد اچھے میاں مارہروی	اردو
۱۷	آستانۂ داناپور	حبیب الرحمٰن داناپوری	//
۱۸	آئینۂ نزہت (تواریخ الفطرت)	منشی بہاری لال فطرت وکیل لہریا سرائے دربھنگہ مطبوعہ لکھنؤ ۱۸۸۸ء	//
۱۹	بزمِ جاناں	صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر	//
۲۰	بزمِ شمال	شاداں فاروقی	//

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۲۱	بزمِ صوفیہ	سید صباح الرحمٰن دیسنوی	اردو
۲۲	بہار میں ابوالعلائی فیضان	سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائیؒ	〃
۲۳	بہار میں اردو ادب کا ارتقا	پروفیسر اختر اورینوی	〃
۲۴	بیس بڑے مسلمان	عبدالرشید ارشدؒ	〃
۲۵	پنڈوہ	فقیر سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائیؒ	فارسی
۲۶	تاریخِ افغان	سید جمال الدین افغانی	فارسی
۲۷	تاریخِ افغانستان	آقائے عبدالحیٔ حبیبی	فارسی
۲۸	تاریخ الشرفاء	سید عبدالحسین (دادا آرزو کسمری (استاد مؤلف)	〃
۲۹	تاریخِ بارہ گیاں	پروفیسر مجیب الرحمٰن	اردو
۳۰	تاریخِ حسن	سید جواد حسین گیاوی	〃
۳۱	تاریخِ روہیلکھنڈ	عبدالعزیز خاں بریلوی	〃
۳۲	تاریخِ ساداتِ باہرہ	خان بہادر سید مظفر علی خاں شاکر	〃
۳۳	تاریخِ سندھ	غلام رسول مہر	〃
۳۴	تاریخِ صوفیاء گجرات	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	〃
۳۵	تاریخِ فیروز شاہی	ضیاء الدین برنی	〃
۳۶	تاریخِ قائم خانیان (حصہ اوّل)	قمرالزماں خاں ناشر تاج محمد قلی سیٹھ عمرکوٹ	〃
۳۷	تاریخِ ناصری	منہاج سراج	〃
۳۸	تاریخِ ولیٔ کامل	مولانا محمد جمیل انصاری مدرس مدرسۂ عالیہ۔ کلکتہ	〃
۳۹	تحفۃ الکرام	شیر قانع ٹھٹھوی	فارسی
۴۰	تحقیق الاقوام	سید افضل حسین فخری شیر پوری	〃
۴۱	تخلیق البیان	محوی عثمانی	اردو
۴۲	تذکرۃ الاولیاء سندھ	مولانا محمد اقبال نعیمی	〃

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۴۳	تذکرہ اکابر اہلِ سنت	محمد عبدالحکیم شرف قادری	اردو
۴۴	تذکرہ اولیاء کرام نقشبندیہ لواری شریف	چوہدری شمشاد علی وارثی	〃
۴۵	تذکرہ اولیاء لاہور	وارث کمال	〃
۴۶	تذکرۃ الاولیاء	سید فریدالدین عطارؒ	〃
۴۷	تذکرہ جلال منیریؒ	حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی	〃
۴۸	تذکرہ شہید	محمد خالد یوسف	〃
۴۹	تذکرہ صوفیائے سندھ	اعجاز الحق قدوسی	〃
۵۰	تذکرہ صوفیائے بنگال	اعجاز الحق قدوسی	〃
۵۱	تذکرہ سید عطا حسین منعمی	فقیر سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی	〃
۵۲	تذکرہ صادقہ	مولانا عبدالرحیم صادقپوری (تقریظ از مولانا ابوالکلام آزاد)	عربی
۵۳	تذکرۃ المحدثین	علامہ غلام رسول سعیدی	اردو
۵۴	تذکرہ مسلم شعراء بہار	سید احمداللہ ندوی	〃
۵۵	تذکرہ مشائخ کرام	محمد قاسم فرشتہ	فارسی
۵۶	تذکرۃ المصنفین درسِ نظامی	پروفیسر اختر راہی	اردو
۵۷	تذکرۃ النجاۃ		عربی
۵۸	تعارف علماء اہلِ سنت	مولانا محمد صدیق ہزاروی	اردو
۵۹	جامع العلوم تنا عمادی	انیس الرحمٰن	〃
۶۰	چہار انواع	سید شاہ برکت اللہ	〃
۶۱	حالاتِ زندگی سید علاء الدین بخاری شطاریؒ	محمد ہاشم شطاری	〃
۶۲	حدیقۃ الانساب	سید خلیل اختر ایڈووکیٹ، مظفر پور	〃
۶۳	حیات بعد الممات	فضل حسین بہاری	〃
۶۴	حیاتِ ثبات	مخدوم نجم الدین فردوسی	فارسی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف/مؤلف	زبان
۶۵	حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ	ڈاکٹر مسعود احمد	اردو
۶۶	خواجگانِ چشتؒ	مولوی محمد منیر لکھنوی	//
۶۷	ریاض الانساب	سید مقصود علی نقوی	//
۶۸	زیورِ اخلاق	کامل اورنگ آبادی	//
۶۹	ساداتِ بارھہ کی تاریخ کا جائزہ	سید سلیمان علی خاں	//
۷۰	ساداتِ نواز پورہ	سید ارتضیٰ حسین زیدی	//
۷۱	سبع سنابل	میر سید عبدالواحد بلگرامیؒ	//
۷۲	سفینۃ الاولیاء	دارا شکوہ	//
۷۳	سکینۃ الاولیاء	دارا شکوہ	//
۷۴	سلطانِ چشت	فقیر سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائیؒ	//
۷۵	سندھ کا تعارف	سندھ ادبی بورڈ، حیدرآباد	سندھی
۷۶	سیدانِ بادشاہ گر	محمد فیض بخش کاکوروی	اردو
۷۷	سید سالار غازی	شیخ طفیل احمد مسعودی، حیدرآباد	//
۷۸	سید التاریخ	سید روشن علی	//
۷۹	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ شبلی نعمانی	//
۸۰	شاہ یقیقؒ	محمد صدیق میمن	//
۸۱	شجرۂ سادات	سید وزیر حسن زیدی	//
۸۲	شجرۂ ساداتِ بالگرامی	ساداتِ بلگرام	//
۸۳	شجرۂ سندھ	ساداتِ سندھ	//
۸۴	شجرہ ساداتِ نہٹور (یوپی)	مولانا سید عبدالرشید ندوی	//
۸۵	شواہد النبوت	علامہ عبدالرحمٰن جامیؒ	//
۸۶	صغیر بالگرامی	پروفیسر ڈاکٹر ظفر اوگانوی	//

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف/مؤلف	زبان
۸۷	صوفیائے بہار اور اردو	پروفیسر معین دردائی ایم اے علیگ	اردو
۸۸	طبقاتِ ناصری	منہاج سراج	فارسی
۸۹	عربی النسل مسلمان	ابوالقاسم عبدالسلام حسینی ہسوی	اردو
۹۰	فرہنگِ آصفیہ	سید احمد باروی دہلوی	//
۹۱	فسانۂ خورشیدی	سید افضل الدین احمد	//
۹۲	کتاب الانساب	عبدالودود عثمانی	فارسی
۹۳	کنز الانساب	سید عطا حسین عبدالرزاق داناپوریؒ	//
۹۴	کرسی نامہ (پھولانگر)	ساداتِ جاجنیری	//
۹۵	کلیاتِ نعمت	شاہ نعمت اللہ صدیقیؒ	اردو
۹۶	گلزارِ ابرار	محمد غوثی شطاری مانڈویؒ	//
۹۷	لطائفِ اشرفی	حضرت سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانیؒ	فارسی
۹۸	مجدد الف ثانیؒ	نظام الدین مجددی	اردو
۹۹	محدث سورتی	خواجہ رضی حیدر	//
۱۰۰	مخدوم جلال الدین حیدر جہانیاں جہاں گشتؒ	پروفیسر ایوب قادری	//
۱۰۱	مخزن الانساب	سید کریم الدین احمد حسینی جعفری میردادی	فارسی
۱۰۲	مراۃ الانساب	سید ضیاء الدین احمد علوی	//
۱۰۳	مصطفےٰ سے حیدر حسن تک	سید آل حسین میاں قادری برکاتی	اردو
۱۰۴	مضامین مولانا گیلانی	ڈاکٹر مظفر گیلانی وائس چانسلر بھاگلپور یونیورسٹی	//
۱۰۵	معارفِ مثنوی	مولانا حکیم محمد اختر	//
۱۰۶	مقالاتِ سعیدی	علامہ غلام رسول سعیدی	//
۱۰۷	مقاماتِ فضیلہ	مولانا سید بدار حسین شاہ	//
۱۰۸	مکتوباتِ سلیمانی	عبدالماجد دریابادی	//

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف/مؤلف	زبان
۱۰۹	مکتوبات صدی	مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ	فارسی
۱۱۰	ملتان ذیشان	منشی عبدالرحمٰن خاں	اردو
۱۱۱	مونس آخرت	فقیر سید حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائیؒ	"
۱۱۲	نسبنامہ سادات وملوک دلیسنہ	سید نجم الہدیٰ دلیسنوی	"
۱۱۳	نشانِ منزل	سید عبدالجلیل تیگھروی	"
۱۱۴	نور علی نور	سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں	"
۱۱۵	وسیلۂ شرف و ذریعۂ دولت	ابو محمد جلیل الدین حسین عرف سید شاہ فرزند علی صوفی منیریؒ	فارسی
	رسالے		
۱۱۶	آستانہ	دہلی	اردو
۱۱۷	المجیب	پھلواری شریف، پٹنہ، بہار	"
۱۱۸	رسالہ نور (مجدد الف ثانی)	ماہنامہ، لاہور	"
۱۱۹	روحانی ڈائجسٹ	جنوری ۱۹۸۹ء	"
۱۲۰	ندیم	گیا، صوبہ بہار	"
۱۲۱	الملک (مجلہ)	بدرالحسن ملک النور سوسائٹی، کراچی	"
	روزنامہ		
۱۲۲	جسارت (مودودی نمبر)	۱۹۸۰ء	"

مُصنّف ایک نظر میں

نام ــــــ سیّد محمد نجم الحسن

تخلص ــــــ نجمؔ مونگیری

ولدیت ــــــ سیّد محمد بدرالحسن

جائے پیدائش ــــــ موضع سانحہ پرگنہ بلیا ضلع مونگیر

پیشہ ــــــ سرکاری ملازمت

موجودہ عہدہ ــــــ آڈٹ آفیسر محکمہ زکوٰۃ وعشر، اسلام آباد۔ (فی الحال اکاؤنٹس آفیسر کیبنیٹ ڈویژن کراچی)

مقابلہ کا امتحان ــــــ ایس اے ایس کا امتحان ۱۹۷۴ء میں پاس کیا۔

اعلیٰ تربیت ــــــ پاکستان ریلوے اکاؤنٹس اکیڈمی کوئٹہ سے اعلیٰ ٹریننگ حاصل کی۔

اساتذہ کرام ــــــ پرائمری اسکول احمد گنج: سید وسیم الدین، پنڈت نیوہ لال گروجی۔

شہیدِ ملت اسکول میمن سنگھ، سیّد حسن رضا، سیّد عبدالحفیظ، سہراب خاں اعظمی، پروفیسر یحییٰ ادھمی

رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول ڈھاکہ، سیّد حفیظ الرحمٰن، سیّد مصباح الہدیٰ دیسنوی،

مولانا سیّد احمد ندوی، محمد کلیم، سید حسن رضا و شمشاد احمد اشرفی

ڈھاکہ کالج: پروفیسر شاہ نجم الحسن، پروفیسر سیّد اقبال عظیم، پروفیسر سعد منیر

قائدِاعظم کالج: پروفیسر سیّد عقیل احمد، پروفیسر سید عبدالرؤف فاطمی

ڈھاکہ یونی ورسیٹی: ڈاکٹر پروفیسر عندلیب شادانی

ادبی سرگرمیاں ــــــ سابق جوائنٹ سیکرٹری، بزمِ ادب جہانگیر روڈ، کراچی

تصانیف ــــــ (۱) پوئمز آف پاکستان (انگریزی نظموں کا مجموعہ) مطبوعہ ۱۹۸۷ء

(۲) اشرافِ عرب (زیرِ نظر)

(۳) گل و گلستاں (اردو و فارسی کا مجموعۂ کلام) زیرِ طبع

(۴) این انسائیکلو پیڈیا آف انسیسٹری زیرِ طبع

موجودہ پتہ ــــــ ۱۰۸، ای جہانگیر روڈ ویسٹ، کراچی۔

کچھ "پوئمز آف پاکستان" اور "گل و گلستاں" کے بارے میں

سید نجم الحسن

ڈیئر سید

آپ کی انگریزی نظموں کا حیران کن اور دیدہ زیب مجموعہ کلام نظر نواز ہوا۔

بہت بہت شکریہ!

نیازمند

جے گلیسر، ایم ایس پی ایچ ڈی

اسوسی ایٹ پروفیسر آف بیامیٹری و کمپیوٹر سائنس

یونیورسٹی آف ٹیکساس، ہیلتھ سائنس سینٹر ایٹ

ہوسٹن، امریکہ (یو این او)

"گل و گلستاں" کی طباعت و اشاعت میرے لیے دلی مسرت کا باعث ہے۔ صاحب "گل و گلستاں"، میرے ان رفقاء میں ہیں جن کا ذوق و شوق اور ولولہ قابلِ تقلید ہے۔ موصوف نے حصول مقصد کے لیے جو کاوشیں کی ہیں وہ اہل علم کے لیے مشعل راہ ثابت ہونگی۔

سندھ کی سرزمین میں حافظ شیخ عبدالوہاب المعروف سچل سرمست شاعرِ ہفت زبان گزرے ہیں اور بیسویں صدی میں اسی سرزمین سے سید نجم الحسن نجمؔ شاعرِ سہ زبان کی حیثیت میں ابھر رہے ہیں۔ ابھی ان کا قلم اور ذہن جوان اور تازہ دم ہے۔ کاروانِ شعروادب کو ان سے بے شمار توقعات ہیں اور انشاء اللہ العزیز یہ ان توقعات پر بفضلہ تعالےٰ پورا اتریں گے۔

"ایں دعا از من فراز جملہ جہاں آمین باد"

سیّد الامین میر نگری۔ شرف آباد، کراچی

یکم شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ

سعید الزماں عباسی بدایونی

تصانیف

۱۔ آبرنگ (مجموعۂ غزلیات)

۲۔ حرفِ عجز (مجموعۂ نعت)

۳۔ خوابِ رنگ (شعری مجموعہ)

پتہ:۔ ۱۲/۲ ای جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی ۵

عزیزی، نجم الحسن نجمؔ کی شاعری پر تبصرہ کرنے سے قبل یہ ضرور دیکھنا اور سوچنا پڑتا ہے کہ موصوف کا رجحان نہ صرف اُردو غزل و نظم کی طرف ہے بلکہ وہ انگریزی شاعری بھی اسی روانی و برجستگی سے کر رہے ہیں جس کے لئے برسوں کی محنت و کاوش درکار ہوتی ہے۔ مختلف اصنافِ شاعری میں ان کا دخل ان کے وجدان کا پتا دیتا ہے اور مجھے قوی اُمید ہے کہ اگر ان کا قلم اسی طرح فکری منازل طے کرتا رہا تو ایک دن جو ظاہری خامیاں اُردو لُغت کے تناظر میں نظر آتی ہیں خود بخود مفقود ہو جائیں گی اور ان کی شاعری وقت کے ساتھ ساتھ نکھرتی اور سلجھتی جائے گی۔

سعید عباسی

۱۲ جنوری ۱۹۸۹ء

<u>خمار فاروقی</u>

مصنف : ۱۔ناکشیدہ

۲۔ آتش غم

۳۔پیمان کربلا

پتہ :۔ جہانگیر ویسٹ، کراچی ۵

محترم جناب سید نجم الحسن صاحب کی تخلیق "پوئمز آف پاکستان" پڑھ کر اندازہ ہوا کہ شاعری صرف اہلِ زبان کا ہی حق نہیں ہے اور زبان کسی کی بھی میراث نہیں۔ انہوں نے انتہائی مہارت، چابکدستی اور کمالِ فن سے اپنے تاثرات و جذبات قالب شعری میں ڈھال دیے ہیں۔ زبان میں روانی اور سلاست ہے جس سے ان کی مشاقی کا پتہ چلتا ہے۔

خمار فاروقی

ڈئیر سید نجم الحسن

پہلے تو آپ میری دلی مبارکباد قبول کیجیے کہ آپ نے اپنی خوبصورت انگریزی نظموں کا مجموعہ شائع کیا۔ میں نے آپ کی کتاب "پوئمز آف پاکستان" کا مطالعہ کیا ہے آپ نے بڑی مہارت اور چابکدستی سے حب الوطنی کے پیغامات سادہ اور سلیس زبان میں قارئین کرام تک پہنچا کر ایک مستحسن فرض انجام دیا ہے جو قابلِ قدر و ستائش ہے۔

میری آرزو ہے کہ آپ مشق جاری رکھیں اور دعا گو ہوں کہ رب العزت آپ کی کاوشوں کو بار آور کرے۔ آمین!

نیازمند

محمد ارشاد راجپوت

۱۱۶۔ای جہانگیر ویسٹ کراچی ۵

۱۰ نومبر ۱۹۸۷ء

<u>سید احمد</u>

۱۸/۲۹۲ شرف آباد۔ کراچی فون نمبر ۴۲۲۷۳۹

۲۹ نومبر ۱۹۸۷ء

پیارے نجم السلام وعلیکم

پچھلی شام کو میں نے اپنی میز پر ایک کتاب رکھی دیکھی جس کا عنوان تھا "پوئمز آف پاکستان" میں نے مطالعہ کرنا شروع کیا اور جوں جوں پڑھتا گیا دلچسپی بڑھتی گئی۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں کہ میں کوئی ادیب، شاعر یا دانشور نہیں ہوں لیکن شاعر نے اس کتاب میں اپنے احساسات اور جذبات جس انداز میں اپنے قارئین تک پہنچانے کی کامیاب کوشش کی ہے اس سے میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ حیاتِ مستعار کے مختلف گوشوں پر خامہ فرسائی کی گئی ہے اور الفاظ و خیالات کا ایک سمندر موجزن ہے جو تھمنے کا نام نہیں لیتا۔ موضوعات کا انتخاب روایتی ڈگر سے ہٹ کر اچھوتے انداز میں کیا گیا ہے۔ معاشرتی، عمرانی، حسنِ فطرت، قومی ترقی، آفاقی محبت، ماضی کی یادیں اور پیشہ ورانہ موضوعات پر نظمیں لکھی گئی ہیں۔

میں شاعر کو اس خوبصورت کاوش پر بے اختیار مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

مجھے امید ہے کہ آپ نئی جہتوں کو بھی روشن کریں گے اور دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق اپنے آس پاس کی سسکتی ہوئی انسانیت کو بھی موضوعِ قلم بنائیں گے۔

نیازمند

سید احمد

داماد سیّد احمد ندوی

مصنف :"مسلم شعرائے بہار"

شرف آباد، کراچی

بسم الله الرحمٰن الرحیم

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نوّر القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
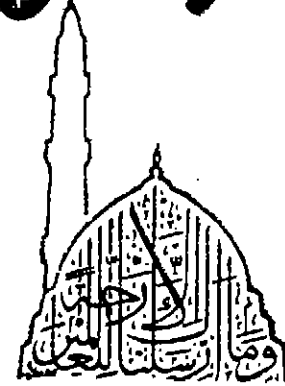
عرضِ حال

رہتا قلم سے نام قیامت تلک ہے ذوقؔ
اولاد سے تو بس یہی دو پشت چار پشت

شجرہ میں اولاد کے پشت در پشت نام درج ہوتے ہیں۔ توارث اور ماحول انسانی کردار کی تعمیر میں ہر دو عناصر فیصلہ کن طور پر کارفرما ہوتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے توارث کو ماحول پر زیادہ فوقیت دی ہے۔ شجرہ کو نسبنامہ اور کرسی نامہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے مرتب کرنے کی ریت بہت پرانی ہے۔ اہلِ عرب گھوڑوں اور اونٹوں تک کے شجرے تیار کر کے اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے تاکہ ان کی اصل نسل کا سراغ لگانے میں آسانی ہو جبکہ اپنے قبیلوں اور خاندانوں کا شجرہ تیار کرنا تو ان کے لیے ازبس ضروری تھا۔ عربوں کا شمار علم الانساب کے بہترین ماہروں میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے والد بزرگوار خطاب اپنے وقت کے عرب کے مشہور "نساب" تھے یہاں تک کہ عرب قبائل اپنے نسبناموں پر ان کی مہر تصدیق ضروری خیال کرتے تھے اور یہ رواج بہت پرانا تھا۔

اگرچہ خاندانی اعزاز اور شرافتِ انسانی ایک طرۂ امتیاز ہے مگر فخر و مباہات فرومایہ کے سرمایہ ہیں۔ فضیلت کا معیار تو تقویٰ کی اقدار پر ہے۔ حسب و نسب کی تاریخ ہماری تہذیب و ثقافت کا ایک اہم عنصر رہا ہے۔ اپنی اولاد کو اپنے اسلاف کے شاندار کارناموں کا حامل بنانے کے لیے اسلاف سے آگہی ضروری ہے اس لیے یہ فن زمانہ کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتا رہا۔ خاص طور پر عرب علم الانساب کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ شجروں کا مرتب کرنا ایک نہایت کٹھن کام ہے اس لیے کہ اس میں پشت در پشت کڑیاں ملانی پڑتی ہیں جو جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ اس قسم کے موضوعات میں ازراہ بشریت سہو کا امکان ہے چونکہ تحقیق کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے اس لیے آئندہ اس کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس قسم کی جرأت اس لیے

کی گئی تاکہ آنے والے نئے محققین کو دعوتِ فکر دی جائے اور وہ اس طرف متوجہ ہوں۔ مزید برآں انہیں کچھ آسانیاں فراہم ہوجائیں۔

سیر و سوانح و شجرۃ الانساب کی تصنیف و تالیف ایک نہایت دقیق اور مشکل کام ہے زیرِ نظر کتاب ”اشرافِ عرب“ میں انبیاء کرام، خلفائے راشدین، ائمہ کرام، اصحابِ رسول، بزرگانِ دین، صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کا شجرۂ نسب و شجرۂ طریقت مع مختصر حالاتِ زندگی ترتیب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ وہ خرقہ پوش، بادیہ پیما اور صحرا نورد بزرگ ہیں جنہوں نے انسانوں کی تقدیریں بدل دی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ نویں صدی ہجری میں صوفیائے اسلام کے روحانی نظریات اور عقاید تصوف کو فروغ ملا۔ صوفیاء و مشائخ کی تعلیمات نے شاہانِ وقت کو بھی متاثر کیا۔ تیموری فاتحین تو مشائخ کی تعلیمات سے اتنے متاثر تھے کہ کسی مہم پر نکلتے تو ان بزرگوں سے حصولِ دعا ضروری خیال کرتے۔ کسی شہر کو فتح کرنے کے بعد بقیۃ السیف میں سے اہل اللہ کی تلاش ہوتی اور مزارات اور خانقاہوں پر حاضر ہوکر سرِ تسلیم خم کرتے۔ دراصل ان فاتحین کی فتوحات میں اولیاء اللہ کی روحانی قوتیں ساتھ ہوتی تھیں۔

چونکہ یہ کتاب ضروری معلومات پر مبنی ہے اور اختصار سے لکھی گئی ہے اس لیے معجزات و کشف و کرامات اور دیگر تفصیلات سے کتاب کی ضخامت کے پیشِ نظر اجتناب کیا گیا ہے۔

”گر قبول افتد زہے عزّ و شرف“

اس کام کا آغاز ”تاریخ حسن“، مصنف سیّد جواد حسین گیاوی سے ہوا جس میں صفحہ ۱۸۱ پر مجھے اپنے مورثِ اعلیٰ سید شاہ برہان الدینؒ بن سید احمد جاجنیریؒ مدفون موضع سانحہ پرگنہ بلیا تحصیل بیگو سرائے ضلع مونگیر کا حوالہ ملا۔ یہ نایاب کتاب فارسی زبان میں ہے۔ مجھے یہ کتاب سید عبدالقیوم جیپاروی صاحب نے بہ کمالِ مہربانی عنایت فرماکر دستِ تعاون بڑھایا۔ اس کے بعد سید وزیر حسن زیدی الواسطی مصنف شجرۂ سادات باہرہ نے میری بڑی حوصلہ افزائی کی۔ بہت سارے شجرے اور کتابیں رعند الطلب فرماکر مجھے تشکریہ کا موقع دیا۔ جناب سید مصباح الہدیٰ صاحب دیسنوی میرے بزرگ استاد ہیں اور عصرِ حاضر کے معروف ادیب اور اسکالر

ہیں۔ انہوں نے نسبنامہ سادات و ملوک دیسنہ عنایت فرماکر مجھے سرفراز کیا۔ حضرت بندگی شاہ سید برہان الدین لقاؔ نظامی صاحب شاعر، حکیم حاذق اور عصرِ حاضر کے راہِ طریقت کے شہسوار ہیں انہوں نے ہر قدم پر میری رہنمائی فرمائی اور اپنے بصیرت افروز مشوروں سے مجھے سرخرو فرمایا بلکہ مقدمہ تحریر کرنے کا وعدہ کرکے میرے جوشِ جنوں کو اور آگے بڑھایا۔

خصوصاً سید محمد ظفیر الحسن صاحب سکونت شرف آباد، کراچی، انچارج بیدلؔ لائبریری، شرف آباد کلب سے مجھے بڑی مدد ملی جنہوں نے ازراہِ کرم ڈھونڈ ڈھونڈھ کر نایاب اور قدیم نسخے فراہم کئے اور میرے کام میں بے حد دلچسپی لی۔ ظفیر الحسن صاحب کتابوں کی دیکھ بھال، ورق گردانی اور تصنیف و تالیف کے کاموں میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ نئی نئی کتابیں اور رسالے لا لاکر بیدل لائبریری کو مالا مال کررہے ہیں۔ قدیم نسخوں کا حاصل کرنا ان پر تحقیق کرنا اور انہیں منظرِ عام پر لانے کا شوق ان کو جنون کی حد تک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے گا۔ موصوف مجھ سے بڑی شفقت سے پیش آتے ہیں اور میری مدد کرکے انہیں یک گونہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کی مدد کے بغیر میں اس کتاب کی تالیف کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں تمام معاونین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ بزرگ و برتر اس نیک کام میں معاونت کے لیے انہیں اجرِ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں سید عاصم تبریز صاحب کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے کتاب کی معاونت کا فرض سرانجام دے کر میری کامیابی کو ممکن بنایا۔

نام نیک رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

احقر العباد
سید نجم الحسن نجم
شادم از زندگیِ خویش کہ کارے کردم (مؤلف)

تعارف

سید نجم الحسن اس صدی کے پانچویں عشرے میں سابق مشرقی پاکستان کے دارالحکومت ڈھاکہ کے ایک مشہور اسکول "رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول" میں طالب علم تھے۔ یہ اسکول قیام پاکستان کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ڈھاکہ کے پہلے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سید شہاب الدین رحمت اللہ کے نام پر اور ان کی سرپرستی میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے بانیوں میں دو شخصیتیں نمایاں تھیں۔ ایک ڈپٹی معین مرحوم، دوسرے سید حفیظ الرحمٰن صاحب۔ یہ مشرقی پاکستان کا پہلا اردو میڈیم اسکول تھا۔ اس اسکول سے کئی طلبا نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اسکول کا نام اونچا کیا۔ اس اسکول کے ہیڈ ماسٹر سید محمد کلیم تھے۔ اساتذہ میں، عبدالستار، مولانا سید احمد ندوی، ظہور الحسن رمز کسمری، جہانگیر صاحب، عبدالستار دوم، سید حفیظ الرحمٰن دوم، فضل الرحمٰن صاحب، سید صاحب، فروغ احمد اور راقم الحروف شامل تھے۔ اسکول کا نظم و نسق، تعلیمی ماحول اور تربیتی انداز منفرد تھا۔ طلبا اپنے اساتذہ کا پورا ادب و احترام کرتے اور اساتذہ مشنری جذبہ سے درس دیتے اور سب سے زیادہ زور کردار کی تعمیر پر دیا جاتا تھا۔ یہاں ہر سال ۲۱ اپریل کو یوم اقبال منایا جاتا۔ بچے علامہ اقبال کے اقوال و اشعار پر مشتمل مکالمے اور ڈرامے اساتذہ کی نگرانی میں کرتے۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں اسی اسکول سے ماہنامہ "شاہین" شائع ہوتا تھا جس کی مقبولیت پورے مشرقی پاکستان میں ہوئی۔ اساتذہ میں دو اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے ایک رمز کسمری اور دوسرے فروغ احمد۔ سب سارے اساتذہ اردو ادب کے شیدائی تھے۔ طلبا عبدالستار صاحب کو بابائے انگلش اور رمز کسمری کو بابائے اردو کہتے تھے۔ اس اسکول میں اس وقت کے گورنر ملک فیروز خان نون، بابائے اردو مولوی عبدالحق، شام کے سفارتکار پروفیسر احمد الاحمد اور کئی دیگر مشاہیر آئے اور اسکول کی کارکردگی سے متاثر ہوئے۔

نجم الحسن نے اسی مایۂ ناز اسکول میں تعلیم و تربیت پائی۔ شعر و ادب کا ذوق بھی وہیں پیدا ہوا۔ اس اسکول سے فارغ ہونے کے بعد نجم الحسن نے گورنمنٹ کالج ڈھاکہ میں تعلیم حاصل کی۔ یہ ایشیا کا بہترین کالج تھا بلکہ مشرقی بنگال کا سب سے پہلا کالج تھا جو ڈھاکہ یونیورسٹی سے بھی پہلے قائم ہوا تھا۔

-

ماشاءاللہ وہ اس وقت وفاقی حکومت کے محکمہ زکوٰۃ و عشر، اسلام آباد میں آڈٹ آفیسر ہیں۔ حسابات کی جانچ پڑتال کے سلسلہ میں وہ شہر شہر اور قریہ قریہ گھومے پھرے اور مقامی زبانیں نہ صرف سیکھیں بلکہ ان میں شعر کہنے لگے۔ انگریزی، اردو اور فارسی ادب کا ذوق تو بہت پہلے ہی پروان چڑھ چکا تھا۔ وہ پہلے انگریزی، اردو اور فارسی تین زبانوں میں اشعار کہتے تھے۔ سرزمین سندھ کے مختلف علاقوں میں گھومتے پھرنے اور لوگوں سے قریبی تعلق پیدا کرنے کے بعد سندھی زبان میں بھی شعر کہنے لگے۔ نئی زبان سیکھنے اور پھر اس میں اشعار کہنے میں ان کو بڑی مہارت حاصل ہے۔ دنیا میں چند ہی ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے نہ صرف اپنی مادری زبان بلکہ دوسری کئی زبانوں میں شاعری کی اور ان کے اشعار زبانِ زد خاص و عام ہوئے۔ آج سے چند سال پہلے ان کی پہلی تصنیف انگریزی زبان میں "دی پوئمز آف پاکستان" کے نام سے منظرِ عام پر آئی۔ اس میں ان کی کئی انگریزی نظمیں ہیں جو تاریخی اہمیت کی حامل ہیں۔ یہ کتاب انگریزی ادب کے شائقین تک پہنچی اور قدر کی نظروں سے دیکھی گئی۔ اردو اور فارسی زبان میں ان کے شعری مجموعے طباعت کے لیے پہلے ہی سے تیار ہیں۔ سندھی اشعار بھی یکجا کیے جا رہے ہیں۔

اس دوران میں ان کی مخفی تحقیقی صلاحیتیں اپنے اظہار کے لیے انہیں بیقرار کرنے لگیں اور انہوں نے ایک کٹھن اور صبر آزما کام کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے خلفائے راشدین سے لے کر دورِ حاضر کے سادات، مشائخ اور عالمی مشاہیر کے سلسلۂ نسب اور دیگر کوائف یکجا کرنے کے لیے پبلک لائبریریز، انفرادی اور ذاتی کتب خانوں، مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نگارشات کا سراغ لگایا اور دن رات کی محنت شاقہ کے بعد ایک بڑی ضخیم اور نادر معلومات پر مبنی کتاب مرتب کی۔ یہ کام جو بارہ سال میں ہوتا انہوں نے بارہ ماہ میں مکمل کر دیا۔ مستند معلومات جمع کرنے، ان کی چھان پھٹک کرنے اور ان کی صحت کو یقینی بنانے کے لیے جو تگ و دو انہیں کرنی پڑی اس کا اندازہ اس کتاب کے مندرجات سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کا نام انہوں نے "اشرافِ عرب" رکھا ہے جو بہت ہی موزوں ہے۔

شجرۂ نسب کے بغیر تذکرہ نگاری مکمل نہیں کہلا سکتی۔ ایک ہی کتاب میں شجرۂ نسب اور سوانح یکجا کر کے انہوں نے واقعتاً ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں شجرۂ نسب کا احاطہ آدم تا این دم کیا ہے جو اصولِ فطرت کے عین مطابق ہے اور دنیا کے تمام خانوادوں پر محیط ہے۔ اس نوعیت کی کوئی کتاب اس سے قبل منظرِ عام پر نہیں آئی۔ اپنی کتاب میں مزید دلچسپی پیدا

کرنے کے لیے مؤلف نے جابجا اولیاء و مشائخ اور بزرگوں کا نمونۂ کلام بھی درج کیا ہے جس سے کتاب کی اہمیت دوبالا ہوگئی ہے۔ اس میں وحدتِ اسلامی کا درس بھی دیا گیا ہے جو مستحسن قدم ہے لیکن یہ کسی ایک شخص کے بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لیے تو ایک ادارہ یا انجمن درکار ہے۔

شجرۂ نسب کی غلطیوں کے ازالے کے لیے بھی انہوں نے جابجا اپنے تبصرے درج کرکے اپنی ازلی تحقیقی صلاحیتوں کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ صوفیائے بہار اور صوبہ بہار کے اشراف خاندانوں پر اپنی توجہ مرکوز کرکے وہاں کے گمنام گوشوں کو اجاگر کرنے کا فرض بھی سرانجام دیا ہے۔ اب اس کتاب کے بارے میں کراچی کے چند مشاہیر کی آراء بھی ملاحظہ فرمالیجئے؛

حکیم حاذق پیرِ دانا سید شاہ محمد برہان الدین بقاؔ نظامی فرماتے ہیں:

"مؤلف نے "اشرافِ عرب" تالیف کرکے مُردوں کے ذکر کو زندہ کردیا ہے۔"

جامعہ کراچی کے پروفیسر ڈاکٹر سید مجتبیٰ رضوی رقمطراز ہیں:

"مؤلف نے (اسپیڈ ورک) کیا ہے اس سے پہلے اس مضمون پر کسی نے اتنی محنت نہیں کی۔ یہ کتاب بہت جلد (ریفرنس بک) بن جائے گی اور جو بھی آئے گا اسی کتاب کو (کوٹ) کرے گا۔"

اورنگی کے نابینا مولانا افتخار احمد خانقاہِ پھلواری شریف کے تربیت یافتہ اور شاہ قمر الدین پھلواری کے مرید فرماتے ہیں:

"پانچ سو برس کے بعد اللہ پھر کسی ایسی شخصیت کو پیدا کرے جو اس کام کو وہیں سے آگے بڑھائے لہٰذا میں یہ توقع کرسکتا ہوں کہ بلاشبہ "اشرافِ عرب"، مؤلف کی معرکۃ الآراء تصنیف ثابت ہوگی۔ مجھے اپنے اس شاگرد پر بڑا ناز ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عامۃ الناس میں زیادہ سے زیادہ مقبول کرے"۔ آمین

سید مصباح الہدیٰ دیسنوی
حیدری، کراچی ۱۸ جولائی ۱۹۹۲ء

تقریظ

حکیم سید شاہ محمد برہان الدین بقاؔ نظامی

شکر الحمدللہ کہ آں خیر کہ خاطر می خواست — آخر آمد کہ پس پردہ تقدیر پدید

اس افراتفری کے دور میں جب کہ ہر شخص نفسی نفسی میں مبتلا ہے اور زندگی قیامتِ صغریٰ کا نمونہ بنی ہوئی ہے ایسے دیوانے بھی ہیں جو بے غرض اور بے لوث علمی خدمت انجام دے رہے ہیں جناب سید نجم الحسن جاجنیری ایک علم دوست شخص ہیں۔ میری ان سے تقریباً دس پندرہ سال کی ملاقات ہے۔ فقیر نے ان کی علم دوستی کا بچشمِ خود مشاہدہ کیا ہے۔ ان کی طبیعت تحقیق کے ادق مضمون سے مانوس ہے۔ ان کی پہلی تصنیف "دی پوئٹز آف پاکستان"، بزبانِ انگریزی اہلِ علم میں وقیع نگاہوں سے دیکھی گئی ہے۔ لیکن ان کا سب سے وقیع کام ان کی حالیہ تالیف "اشرافِ عرب" ہے جو تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ماہرینِ علم الانساب ہی اس کتاب کی صحیح قدر و قیمت کو سمجھ سکیں گے۔ اس کتاب کی تالیف کے لیے بیس سال بھی کم تھے لیکن مؤلف نے صرف ایک سال کے اندر اس کتاب کو مکمل کرکے اپنے والہانہ جذبات اور خدمتِ علمی کا اظہار کیا ہے۔

اس کتاب میں سیکڑوں خاندانوں کا اجمالی ذکر موجود ہے۔ نصف ہزار سے زائد شجروں کی چھان پھٹک، ان کی صحت اور سیاق و سباق کے ساتھ ان کا اندراج کوئی آسان کام نہیں حتی الامکان کوشش یہ کی گئی ہے کہ صحتِ بیان متاثر نہ ہو۔ غلو سے بھی دامن بچایا گیا ہے۔ بہرحال میں اس کتاب کی تالیف پر جناب سید نجم الحسن جاجنیری صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور علم دوست حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کتاب سے استفادہ کریں اس لیے کہ یہ کتاب ماہرینِ علم الانساب کے لیے گائیڈ بک کی حیثیت رکھتی ہے۔ "اشرافِ عرب"، عہدِ حاضر کی ایک مایہ ناز تالیف ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب اہلِ علم کو پسند آئے گی۔ اور دن بدن اس کی قدر و قیمت بڑھتی جائے گی۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ،

حکیم سید بندگی شاہ محمد برہان الدین بقاؔ نظامی ۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ بمطابق ۲۲ جولائی ۱۹۹۲ء

مصنف ۱۔ نقشِ بقاؔ ۲۔ صہبائے بقاؔ ۳۔ مکتوبِ بقاؔ ۴۔ مطلوب القلوب ۵۔ مراۃ بندگی ۶۔ محرماتِ درویشی، ۷۔ شہپرِ جبرئیلؑ ۸۔ محرمِ راز ۹۔ چشمِ وا۔

علامہ سید شاہ جمال الدین کاظمی سجادہ نشین

میرا بھی ارادہ تھا کہ میں اس طرح کا کچھ کام کروں مگر اللہ تعالیٰ نے مؤلف کو اس کام کے لیے چن لیا۔ اللہ تعالیٰ کچھ خاص لوگوں میں کچھ خاص صلاحیتیں ودیعت کرتا ہے تاکہ خاص مضمون پر خاص توجہ مرتکز ہو سکے۔ دنیا کے تمام خانوادوں کا سیر و سوانح اور شجرۂ نسب کے اعتبار سے احاطہ کرنا نہایت دشوار کام ہے۔ مؤلف نے اپنی محنتِ شاقہ اور دن رات کی لگن سے وہ کام کر دکھایا جو دوسرے سوچ بھی نہیں سکتے۔ میں ان کی اس معرکۃ الآراء تالیف سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ میں ان کو اس حیرت انگیز تالیف پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مجھے یہ معلوم کر کے بھی حیرت ہوئی کہ موصوف نے "اشرافِ عرب" کا نہ صرف جلد دوم کے لیے مواد تیار کر رکھا ہے بلکہ دونوں جلدوں کا ترجمہ بھی انگریزی زبان میں کر چکے ہیں۔ مزید برآں اس کتاب میں "کتابیات"، "قاموس الاسماء" اور "اشاریہ (مقامات)" شامل کر کے مؤلف نے نہ صرف عصرِ جدید کے تقاضوں کو پورا کیا ہے بلکہ اس کی افادیت بدرجہا بڑھا دی ہے۔

خدا کرے ان کی تمام تالیفات زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر جلد منظرِ عام پر آ جائیں تاکہ علم دوست حضرات کو ان سے مستفید ہونے کا موقع ملے۔ میں مؤلف کی درازیٔ عمر کی دعا کرتا ہوں۔ "ایں سعادت بزورِ بازو نیست"

علامہ سید شاہ جمال الدین کاظمی مہتمم مدرسہ قمر العلوم فریدیہ رضویہ، ماری پور روڈ، کراچی

مصنّف

۱۔ اسلام میں عورت کی حکمرانی

۲۔ مغربی پارلیمانی طریقِ انتخاب علماءِ امّت کی نظر میں۔

حضرت آدمؑ و حضرت حواؑ

شجرہ ص ۴۲

۲۔ حضرت شیثؑ

۳۔ حضرت انوشؑ

۴۔ حضرت قینانؑ

۵۔ حضرت مہلائیلؑ

۶۔ حضرت بیاردؑ

۷۔ اخنوع (اخنوع) حضرت ادریسؑ

۸۔ متوشلخ

۹۔ لمک

۱۰۔ حضرت نوحؑ

ارم

۱۱۔ سام

۱۲۔ ارفخشد

۱۳۔ سالخ ذوالمطیع

۱۴۔ عابر (ہود)

۱۵۔ قالغ (شابد)

۱۶۔ ارغو (عابر)

۱۷۔ شارغ (قابض)

۱۸۔ ناحور

۱۹۔ تارخ (برادر آذر)

ہاران ۲۰۔ حضرت ابراہیمؑ

حضرت لوط (صفحہ)

بیقال

لبان

باعور

حضرت لقمان

اسور

عوض (جد شداد)

عاد اکبر

خلود

رباح

عبداللہ

حضرت ہودؑ

حضرت یونسؑ

کاثر

ثمود

جاذر

عبیل

شالخ

آصف

عبیل

حضرت صالحؑ

اولاد حضرت ابراہیمؑ ۲۳

- ۲۱۔ حضرت اسمٰعیلؑ (صفحہ)
- حضرت اسحٰق
  - ۲۲۔ حضرت یعقوب (اسرائیل)
    - ۲۳۔ یہودا
      - ۲۴۔ یارض
      - ۲۵۔ حصردن
      - ۲۶۔ ارم
      - ۲۷۔ عمینوداب
      - ۲۸۔ یحشون
      - ۲۹۔ سلمون
      - ۳۰۔ غوبید اعز
      - ۳۱۔ ایشا
      - ۳۲۔ حضرت داؤدؑ
      - ۳۳۔ حضرت سلیمانؑ
      - ۳۴۔ رحبعیم
      - ۳۵۔ اینا
      - ۳۶۔ بادم
        - ۳۷۔ ناحور
        - ۳۸۔ ضیا
        - ۳۹۔ صدلقز
        - ۴۰۔ مسلم
        - ۴۱۔ سیمان
        - ۴۲۔ رادر
        - ۴۳۔ بختناہ
        - ۴۴۔ مسلم
        - ۴۵۔ اذان
        - ۴۶۔ حضرت زکریا۔
        - ۴۷۔ حضرت یحییٰ
        - اخزبہوم
        - یاداش
        - اموص
        - ارمینیا
        - یوسام
        - اخریق
        - خزقیا
        - نیشا
        - راہون
        - تامان
        - عمران
        - حضرت مریم — حضرت عیسٰی
    - لادی
      - قاہث
      - عمران
        - حضرت موسیٰؑ
        - حضرت ہارونؑ
          - عبزاز
          - فنحاص
          - یاسین
          - حضرت الیاسؑ
          - (مع حضرت عزیرؑ)
    - حضرت یوسف
  - عیصوادوم
    - اعوائل
    - زارخ
    - حضرت ایوبؑ
- مدین
  - عتیق
  - نویب
  - اعویل
  - قوبک
  - حضرت شعیبؑ
  - صفورا زوجہ حضرت موسیٰؑ

(ریاض الانساب صد ۲۱)

حضرت اسمٰعیلؑ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک نسب پشتیں

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	حضرت اسمٰعیلؑ	۱۵	ارعوا
۲	قیدار	۱۶	بلخی
۳	عوام	۱۷	سجری (سجری)
۴	عوص اوّل	۱۸	بری (بری)
۵	مرّہ	۱۹	یلبین
۶	سادے	۲۰	حیران
۷	زراح	۲۱	الدّعا
۸	ناجب	۲۲	عبید
۹	معصر	۲۳	عنف
۱۰	ابہام	۲۴	عبقی
۱۱	افشار	۲۵	مامی
۱۲	عیسٰی	۲۶	ناحور
۱۳	حسان	۲۷	فاجم (ماجم)
۱۴	عنقا	۲۸	کالح

نمبرشمار	اسمائے گرامی	نمبرشمار	اسمائے گرامی
۲۹	بدلان	۵۰	معد دوم
۳۰	یلدارم	۵۱	نزار
۳۱	حزا	۵۲	مضر
۳۲	ناسل	۵۳	الیاس
۳۳	ابی العوام	۵۴	مدرکہ
۳۴	ہبنساویل (نساویل)	۵۵	خزیمہ
۳۵	برد	۵۶	کنانہ
۳۶	عوص دوم	۵۷	نضر
۳۷	سلامان اول	۵۸	مالک
۳۸	الہمیسع اول	۵۹	فہر
۳۹	ادد اول	۶۰	غالب (سیلائل)
۴۰	عدنان اوّل (۶۰۰ ق م)	۶۱	لوئی
۴۱	معد اوّل (۵۸۸ ق م)	۶۲	کعب
۴۲	حمل	۶۳	مرّہ
۴۳	ثابت	۶۴	کلاب
۴۴	سلامان دوم	۶۵	قصی (یا زید)
۴۵	الہمیسع دوم	۶۶	عبدمناف (مغیرہ)
۴۶	الیسع	۶۷	ہاشم (ہرکان)
۴۷	ادد دوم	۶۸	عبدالمطلب (شیبۃ الحمد)
۴۸	اُدّ	۶۹	عبداللہ
۴۹	عدنان دوم	۷۰	حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (نبی آخرالزماں)

حضرت اسمٰعیلؑ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پشتوں پر تبصرے

علامہ سہیلی مصنف "روض الانف" نے بہت سے تاریخی حوالوں اور شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ عدنان سے حضرت اسمعیلؑ تک چالیس پشتوں کا فاصلہ ہے۔ (صفحہ ۱۵۴ سیرت النبی جلد اوّل از شبلی نعمانی)

علامہ طبری نے تاریخ میں لکھا ہے کہ مجھ سے بعض نسب دانوں نے بیان کیا کہ میں نے عرب میں ایسے علماء دیکھے جو معد سے لے کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک چالیس پشتوں کے نام لیتے تھے اور اس شہادت میں عرب کے اشعار پیش کرتے تھے۔ اس شخص کا یہ بھی بیان تھا کہ اس سلسلہ کو اہل کتاب کی تحقیقات سے ملایا تو پشتوں کی تعداد برابر تھی البتہ کچھ ناموں میں فرق تھا۔ (سیرت النبی جلد اوّل صفحہ ۱۵۵، از شبلی نعمانی)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی سنہ ولادت سنہ ۱۹۱۰ ق م تاریخ ابن خلدون جلد دوم صفحہ ۲۵۸ (ریاض الانساب صفحہ ۵۸ از سید مقصود نقوی)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سن ولادت سنہ ۵۷۱ء (سیرت النبی جلد اول صفحہ ۱۶۲، از شبلی نعمانی)

دونوں ولادتوں کا سال مجموعہ: (۵۷۱ + ۱۹۱۰) = ۲۴۸۱ سال اگر اس زمانہ میں ایک نسل کی عمر ۳۶ سال فرض کر لیا جائے تو درمیان میں (۳۶ ÷ ۲۴۸۱): ۶۹ یا ۷۰ پشتیں بنتی ہیں۔ علم عمرانیات کی رو سے ایک پشت کا فرق نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے میں نے ۷۰ پشتوں کو درست خیال کرتے ہوئے ریاض الانساب صفحہ ۵۸ پر درج اسمائے گرامی من و عن نقل کرنے کی جسارت کی ہے تاکہ آنے والے محققین کے لیے مزید تحقیق کچھ آسان ہو جائے۔

نوٹ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب ناموں میں کم نام درج ہونے کے سبب عیسائی مؤرخوں کو ایسی جرأت ہوئی کہ انہوں نے حضورؐ کے نسب ناموں کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہے (سیرت النبیؐ جلد اوّل صفحہ ۱۵۶)

اولادِ عدنان (پشت نمبر ۶۹) (صفحہ)

- معد
- نزار
- مضر
- الیاس
- مدرکہ
- خزیمہ
- کنانہ
- نضر (قریش)
- مالک
- فہر
- غالب
- لوئی
- کعب
  - عدی
    - رزاح
    - قرط
    - عبداللہ
    - رباح
    - عبدالعزیٰ
    - نفیل
    - خطاب
    - حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (خلیفۂ دوم)
  - مرہ
    - تیم
      - سعد
      - کعب
      - عمر
      - عامر
      - ابو قحافہ عثمان
      - حضرت ابوبکر صدیق رض (خلیفۂ اول)
    - کلاب
      - قصی (بازید)
      - عبد مناف (مغیرہ)
        - ہاشم (ہوکان)
          - عبدالمطلب (شیبہ)
            - عبداللہ
              - حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں
            - ابی طالب
              - حضرت علی کرم اللہ وجہہ (خلیفۂ چہارم)
        - عبدالشمس
          - امیہ
          - ابوالعاص
          - عفان
          - حضرت عثمان غنی رض (خلیفۂ سوم)

شجرہ اولاد قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب

- عبد مناف
  - ہاشم
    - عبدالمطلب
      - عبداللہ
        - حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
          - زینب رض زوجہ ابوالعاص رض
          - رقیہ رض زوجہ عثمان غنی رض
          - ام کلثوم زوجہ عثمان غنی رض
          - فاطمۃ الزہرہ رض زوجہ حضرت علی رض
      - حضرت عباس
      - ابوطالب
        - حضرت علی رض
        - حضرت جعفر طیار رض
        - ام ہانی رض
        - جمانہ رض
        - حضرت عقیل رض
          - مسلم رض
      - حضرت حمزہ شہید
      - ام حکیم زوجہ کریز
        - اروی زوجہ عفان
          - حضرت عثمان غنی رض
      - حضرت صفیہ رض زوجہ عوام
        - حضرت زبیر رض
      - امیمہ رض زوجہ جحش
      - حارث
        - مغیرہ رض
        - حضرت زبیر
        - حضرت ابوذر رض
  - مطلب
  - وہب
    - حضرت آمنہ والدہ رسول اللہ
  - عبدالشمس
    - عبدالعزیٰ
      - ربیع زوج ہالہ رض
      - حضرت ابوالعاص رض
      - زوج حضرت زینب رض بنت رسول اللہ
      - بی بی امامہ رض
      - زوجہ ثانی حضرت علی رض
    - کریز
      - زوج ام حکیم
    - امیہ
      - ابی العاص
        - عفان زوج اروی
        - حضرت عثمان غنی رض
      - حرب
        - حضرت ابوسفیان رض
          - ام حبیبہ رض زوجہ رسول اللہ
          - حضرت معاویہ رض
- عبدالعزیٰ
  - اسد
  - خویلد
  - اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض

(کتاب الانساب از عبدالودود عثمانی صفحہ ۲۱،۲۲)

شجرہ اولادِ اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی

خویلد زوج
فاطمہ بنت زائدہ

نوفل
ورقہ

ام المومنین حضرت خدیجہ رضؓ
زوجہ رسول اللہ

ہالہ رضؓ
زوجہ ربیع

ابوالعاص رضؓ زوج
حضرت زینب رضؓ
بنت رسول اللہ

حضرت امامہ زوجہ ثانی
حضرت علی رضؓ

عوام زوجہ حضرت صفیہ رضؓ
حضرت زبیر رضؓ

حضرت عبداللہ　حضرت عبدالرحمن رضؓ

زینب رضؓ
زوجہ ابوالعاص رضؓ

رقیہ رضؓ
زوجہ عثمان غنی رضؓ

اُمّ کلثوم رضؓ
زوجہ عثمان غنی رضؓ

حضرت فاطمہ رضؓ
زوجہ حضرت علی رضؓ

اولاد حضرت عثمان غنی رضؓ خلیفہ سوم

رقیہ رضؓ　اُمّ کلثوم رضؓ　فاختہ رضؓ　اُمّ عمرو رضؓ　فاطمہ رضؓ　اُمّ البنین　رملہ رضؓ　نائلہ رضؓ　اُمّ ولد

عبداللہ الاکبر رضؓ　عبداللہ الاصغر رضؓ　عبدالمالک رضؓ　مریم رضؓ　اُمّ البنین رضؓ

عمرو رضؓ　خالد رضؓ　ابان رضؓ　عمر رضؓ　مریم رضؓ

عائشہ　اُمّ ابان　اُمّ عمرو

ولید رضؓ　سعید رضؓ　اُمّ سعید

کتاب الانساب صفحہ ۲۰،
نسب نامہ خاندانِ قاضیان پلول، گوڑگانواں ص ۱۱،
از قاضی محمد رفیق الدین احمد عثمانی، مارٹن کوارٹر، کراچی۔

خانوادۂ بنو ہاشم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان اگرچہ معزز و ممتاز تھا لیکن نضر بن کنانہ کو "قریش" کا لقب دیا گیا۔ اس زمانہ میں حرم کے متولّی حلیل خزاعی تھے۔ قصیٰ نے حلیل کی دختر حبّیٰ سے عقد کیا اور حرم کے متولّی بن گئے۔ قصی نے ایک دارالمشورہ قائم کیا جسے دارالندوہ کہا گیا۔ تمام اجتماعی تقریبات وہیں انجام پاتی تھیں۔ قصی نے اتنے مفید کام کیئے اور عربوں کی ایسی خدمات انجام دیں کہ انہیں قریش اوّل کا لقب دیا گیا۔ قصی کے بعد قریش کی ریاست عبدمناف نے حاصل کی۔ عبدمناف کے چھ فرزندوں میں ہاشم سب سے زیادہ لیاقت مند باصلاحیت اور بااثر تھے۔ اس لیے ہاشم ہی حرم کے متولی بنائے گئے۔ ہاشم نے بڑی نیک نامی کمائی اور بڑے بڑے کارنامے انجام دیے۔ ایک بار ہاشم تجارت کی غرض سے شام گئے۔ راستہ میں مدینہ میں ٹھہرے جہاں سالانہ بازار لگا ہوا تھا۔ ہاشم نے وہاں بنو بخّار کی شریف النفس حسین و جمیل عورت کو دیکھا جس کا نام سلمیٰ تھا۔ ہاشم نے نکاح کا پیغام دیا جو قبول کر لیا گیا نکاح ہو گیا۔ بعدازاں ہاشم تجارت کی غرض سے شام چلے گئے جہاں غزّہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ سلمیٰ کو ایک لڑکے کی ولادت ہوئی جس کا نام شیبہ رکھا گیا۔ شیبہ نے آٹھ برس تک مدینہ میں پرورش پائی۔ ہاشم کے حقیقی برادر مطلب کو جب بھتیجا کے بارے میں علم ہوا تو فوراً مدینہ روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر بھتیجا کو تلاش کیا۔ سلمیٰ کو جب ان کے آنے کا حال معلوم ہوا تو ان کو اپنے گھر بلوا بھیجا۔ مطلب تین دن تک سلمیٰ کے مہمان رہے چوتھے دن شیبہ کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ مکہ معظمہ میں شیبہ کا نام اپنے چچا کے نام کی مناسبت سے عبدالمطلب پڑ گیا۔

عبدالمطلب کے دس یا بارہ بیٹے تھے جن میں ابولہب، ابوطالب، عبداللہ، حضرت حمزہ رضؓ اور حضرت عباس رضؓ مشہور ہوئے۔ حضرت عبداللہ جب جوان ہوئے تو حضرت عبدالمطلب کو ان کی شادی کی فکر دامنگیر ہوئی، وہ مدینہ پہنچے قبیلہ زہرہ میں وہب بن عبدمناف کی دختر کا نام

آمنہؓ تھا جو قریش کے تمام خاندانوں میں ممتاز تھیں۔ حضرت آمنہؓ اس وقت اپنے سگے چچا وہب بن عبد مناف کے پاس رہتی تھیں۔ حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عبداللہؓ کے لیے حضرت آمنہؓ کا رشتہ مانگا جو منظور کر لیا گیا چنانچہ نکاح ہو گیا۔ حضرت عبدالمطلب نے خود بھی وہیب کی دختر ہالہ سے نکاح کیا جن کے بطن سے حضرت حمزہؓ تولد ہوئے۔ حضرت آمنہؓ اور ہالہ آپس میں حقیقی چچازاد بہنیں تھیں۔ شادی کے بعد حضرت عبداللہؓ تین دن تک سسرال میں رہے پھر گھر چلے آئے۔ اس وقت ان کی عمر سترہ سال کی تھی۔ حضرت عبداللہؓ تجارت کی غرض سے شام گئے۔ واپسی میں مدینہ میں ٹھہرے اور یہیں وہ بیمار ہو گئے۔ حضرت عبدالمطلب کو جب بیٹے کی علالت کی اطلاع ملی تو اپنے بڑے بیٹے حارث کو خبر لانے کے لیے بھیجا۔ جب حارث مدینہ پہنچے تو عبداللہؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔ چونکہ حضرت عبداللہؓ خاندان میں سب سے زیادہ محبوب تھے اس لیے تمام خاندان کو سخت صدمہ پہنچا۔

سیرت النبیؐ جلد اول صفحہ ۱۵۵ تا ۱۶۱

سیرت ابن ہشام (برحاشیہ زاد المعاد، جلد اوّل)

امام الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

مختصر احوال

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ختم مرسلین ۲۰ اپریل ۵۷۱ء[1] میں عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف لائے[2]

رضاعت سب سے پہلے آنحضرتؐ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ نے اور دو تین روز کے بعد ثوبیہ نے دودھ پلایا جو ابولہب کی لونڈی تھی۔ ثوبیہ کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے آپ کو دودھ پلایا۔ اس زمانہ میں دستور تھا کہ شہر کے رؤسا اور شرفاء شیرخوار بچوں کو قصبات اور دیہات میں بھیج دیتے تھے تاکہ بچے بدؤوں میں پل کر فصاحت کے جوہر پیدا کر سکیں۔

حضرت آمنہؓ کی وفات آنحضرتؐ کی عمر جب چھ برس کی ہوئی تو آپؐ کی والدہ آپؐ کو لے کر مدینہ گئیں۔ ایک ماہ تک قیام کیا واپسی میں مقام ابواء پر ان کا انتقال ہو گیا اور یہیں مدفون ہوئیں۔ امّ ایمنؓ آنحضرتؐ کو لے کر مکہ میں آئیں۔

عبدالمطلب کی کفالت والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آنحضرتؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آنحضرتؐ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ عبدالمطلب نے بیاسی برس کی عمر میں وفات پائی اور حجون میں مدفون ہوئے۔ اس وقت حضورؐ کی عمر مبارک ۸ برس کی تھی۔ آپؐ اپنے دادا جان کے انتقال کے بعد اپنے سگے چچا حضرت ابوطالب کی کفالت میں چلے گئے۔

شغل تجارت آنحضرتؐ کے جدِ اعلیٰ "ہاشم" کے زمانہ ہی سے خاندانی پیشہ تجارت تھا حضرت ابوطالب خود تاجر تھے بلکہ حضورؐ نے کئی بار اپنے چچا کے ساتھ شام کا سفر بھی اختیار کیا تھا جو تجارت کی غرض سے تھا۔ اس لیے آپ بھی تجارت کرنے لگے۔ جب آپؐ پچیس برس

---

[1] مصر کے مشہور ہیئت داں عالم محمود پاشا فلکی کے رسالہ کے مطابق (سیرت النبی جلد اوّل صفحہ ۱۶۳)

[2] ماہنامہ برہان دہلی اور المجیب پھلواری کے مطابق اس ولادت باسعادت ۹ دسمبر ۵۶۹ء ہے۔

کے ہوئے تو حضرت خدیجہؓ سے آپ کا رشتہ مناکحت ہوا۔

مکہ معظمہ سے تین میل پر ایک غار تھا جسے حرا کہتے ہیں آپ مہینوں وہاں جاکر قیام فرماتے اور عبادت و غور و فکر میں مشغول رہتے۔ جب حضورؐ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپؐ پر وحی کا نزول ہوا اور حضورؐ منصب رسالت پر فائز ہوئے اشاعت اسلام میں حضورؐ کو بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا اور بڑوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام لائے۔ رفتہ رفتہ اعلانیہ دعوت کا کام ہونے لگا تو اہل قریش بہت بدظن ہوئے اور مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جانے لگے مجبور ہو کر حضورؐ نے اپنے کچھ ساتھیوں کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ واقعہ سنہ ۵ نبوی میں پیش آیا۔ اہل مکہ کی ایذا رسانی بڑھتی گئی یہاں تک کہ آپؐ کو اور آپ کے خاندان والوں کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا اور ناکہ بندی کر دی گئی تاکہ ان کو کھانے پینے کی کوئی چیز نہ مل سکے۔

عام الحزن آنحضرتؐ ابھی شعب ابی طالب سے نکلے ہی تھے کہ حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا جس سے آپؐ کو بہت صدمہ پہنچا اس لیے حضورؐ نے اس سال کو "عام الحزن" فرمایا۔

ہجرت جب نبوت کا تیرھواں سال شروع ہوا اور اکثر صحابہؓ مدینہ پہنچ چکے تو وحی الٰہی کے مطابق آنحضرتؐ نے مدینہ کا عزم کیا اور حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا "تم پلنگ پر سو رہو اور صبح سب کی امانتیں جاکر واپس دے آنا"۔ رات کو قدرت نے دشمنوں کو بے خبر کر دیا حضورؐ ان کے حصار سے نکل آئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غار ثور میں تین راتیں گذاریں۔ چوتھے دن آپؐ غار ثور سے نکل کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ تشریف آوری کی خبر مدینہ پہنچ چکی تھی۔ تمام شہر ہمہ تن انتظار تھا۔ آپ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو قبا کے مقام پر مسجد کی تعمیر کی۔ قبا میں آپ کا داخلہ [1] ۸ ربیع الاول سنہ ۱۳ نبوی (مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۶۲۲ء) کو ہوا۔ چودہ دن قبا میں رہ کر جمعہ کو آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ مدینہ پہنچ کر آپ نے حضرت ایوب انصاریؓ کے گھر میں قیام کیا۔

غزوۂ بدر ۱۲ رمضان سنہ ۲ھ کو آپ تقریباً تین سو جاں نثاروں کے ساتھ شہر سے نکلے اور ۱۷ رمضان کو بدر کے مقام پر پہنچے۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے مقابل ہوئیں۔ اس

[1] سیرت النبی جلد اول صفحہ ۲۶۱

جنگ میں کفار مکہ کے دو بڑے سالار ابوجہل اور امیہ کام آئے اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ کفار مکہ ہزیمت سے دوچار ہوئے۔

ذی الحجہ سنہ ۲ھ میں حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔

غزوۂ احد سنہ ۳ھ میں غزوۂ احد پیش آیا۔ اس غزوہ میں حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے اس جنگ میں ستر صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔

سنہ ۴ھ میں شعبان مہینے میں حضرت امام حسینؓ کی ولادت ہوئی۔

سنہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا۔

سنہ ۷ھ میں غزوۂ خیبر کا واقعہ پیش آیا۔

سنہ ۸ھ میں غزوہ موتہ ہوا۔

رمضان سنہ ۸ھ مطابق جنوری سنہ ۶۳۰ء میں مکہ فتح ہوا اور عام معافی کا اعلان ہوا۔

جب سنہ ۹ھ میں غزوۂ تبوک پیش آیا۔

۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ ء میں حضورؐ کا وصال ہوا۔ حضورؐ کا روضہ مبارک مسجد نبوی، مدینہ منورہ میں ہے۔

نعت شریف

شمع انوار خدا ذات محمدؐ — ایں ارض و سماوات معجزات محمدؐ
نازل شود قرآن کہ جبرئیل رسانید — آیات خداوند کہ آیات محمدؐ
بر عرش خدا صاحب معراج چوں آید — دیدار خدا بود مدارات محمدؐ
چہ وصل خدا بود در معراج نبوت — وجہ شد ہر روز ملاقات محمدؐ
نازاں شود نجمی کہ بہ توفیق الٰہی — مدحت می سراید کہ نعت محمدؐ

ازواجِ مطہرات رض — اولادِ رسول ؐ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض بنت خویلد	۱	حضرت قاسم رض
۲	حضرت عائشہ رض بنت ابوبکر رض	۲	حضرت عبداللہ رض
۳	حضرت رملہ بنت ابوسفیان رض	۳	حضرت زینب رض
۴	حضرت حفصہ رض بنت حضرت عمر رض بن خطاب	۴	حضرت رقیہ رض
۵	اُمّ المساکین حضرت زینب رض	۵	حضرت فاطمہ رض
۶	حضرت ہندہ اُمِّ سلمیٰ رض	۶	حضرت اُمِّ کلثوم رض
۷	حضرت زینب رض (پھوپھی زاد بہن)	۷	حضرت ابراہیم رض
۸	حضرت جویریہ رض		(والدہ ماجدہ حضرت ماریہ قبطیہ رض)
۹	حضرت صفیہ بنت دارا		
۱۰	حضرت ماریہ قبطیہ رض		
۱۱	حضرت سودہ رض بنت زمعہ		

(والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض)

حضرت اُمِّ حبیبہ رض حضرت رملہ بنت ابوسفیان کی کنیت ہے۔ (مؤلف)

باب ۲ تذکرہ و شجرۂ خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیق رض خلیفۂ اوّل

پشت نمبر	شجرۂ نسب	مختصر حالات
۱	حضرت ابوبکر رض	اسمِ گرامی عبداللہ کنیت ابوبکر والد کی کنیت ابوقحافہ اور نام عثمان بن عامر
۲	ابوقحافہ عثمان	تھا۔ والدہ کی کنیت اُمّ الخیر تھی اور نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر آپ
۳	عامر	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سال چھوٹے تھے۔ یعنی سن ولادت
۴	عمر	۵۷۴ء ہے۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے اپنی تالیف "صدیق اکبر رض"
۵	کعب	میں حضرت ابوہریرہ رض کی روائت بیان کی ہے کہ شبِ معراج میں حضرت
۶	سعد	جبرئیل ؑ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ زمین پر اس واقعہ
۷	تیم	کی تصدیق حضرت ابوبکر رض کریں گے اس لیے کہ وہ صدیق ہیں۔
۸	مرۃ	مرض الموت کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رض نے حضرت سلمان فارسی رض
۹	کعب	سے فرمایا تھا کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالےٰ کی ذمہ داری
۱۰	لوئی	میں آگیا۔
۱۱	غالب	۲۱ر جمادی الاخریٰ ۱۳ھ مطابق ۲۲ر اگست ۶۳۴ء پیر کو
۱۲	فہد	سورج غروب ہونے کے بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ اور اسی رات
۱۳	مالک	دفن کیے گئے۔ وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔
۱۴	نضر (قریش)	اُسی چارپائی پر حضرت کا جنازہ رکھا گیا جس پر حضور مقبول حضرت
۱۵	کنانہ	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد وصال جسمِ اطہر رکھا گیا تھا۔ نمازِ جنازہ
۱۶	خزیمہ	خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔
۱۷	مدرکہ	آپ کو متفقہ طور پر مدینہ میں مسجد نبوی کے اندر رسول اللہ کے
۱۸	الیاس	پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کی مدت خلافت دو سال چار ماہ دس
۱۹	مضر	دن تک ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم

پشت نمبر	اسمائے گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت عمر فاروقؓ	حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول کے وصال کے بعد آپ امیر المومنین ہوئے
۲	خطاب	اس طرح آپ دوسرے خلیفہ راشد تھے۔ آپ نہایت اعلیٰ منتظم
۳	نفیل	تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ میں شجاعت، تدبر اور عدل کا
۴	عبدالعزیٰ	وصف نمایاں تھا۔ آپ کے عہدِ خلافت میں ملک فارس فتح ہوا۔
۵	ریاح	آپ کے عہدِ خلافت میں بہت سارے ملک فتح ہوئے۔ دولت
۶	عبداللہ	اور مال غنیمت کا انبار دیکھ کر آپ زار زار روتے تھے کہ
۷	قرط	کہیں دولت کی فراوانی سے عرب گمراہ نہ ہو جائیں آپ ہی
۸	زراح	کے عہد میں بصرہ اور کوفہ کے شہر آباد ہوئے۔ آپ نے پہلی بار
۹	عدی	عرب میں حساب وکتاب کا محکمہ قائم کیا اور بیت المال قائم
۱۰	کعب	کیا۔ دنیا میں پہلی بار عدل اسلامی قائم ہوا۔
۱۱	لوی	حسب ونسب حضرت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ
۱۲	غالب	بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن
۱۳	فہر	لوی بن غالب بن فہر بن مالک
۱۴	مالک	وفات ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء کو آپ کو
۱۵	نضر (قریش)	ایرانی غلام ابولؤلؤ نے شہید کر دیا۔ آپ کی کل مدتِ
۱۶	کنانہ	خلافت ۱۰ برس ۶ ماہ ۴ دن ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ
۱۷	خزیمہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اجازت سے آپ کو حرم نبوی میں
۱۸	مدرکہ	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں دفن
۱۹	الیاس	کیا گیا۔

حضرت عثمان بن عفّان ذوالنورینؓ خلیفہ سوم

پشت نمبر	اسمائے گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت عثمانؓ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ دوم کی شہادت
۲	عفان	کے بعد حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سندِ
۳	ابوالعاص	خلافت پر فائز ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمانؓ تیسرے
۴	امیہ	خلیفہ راشد تھے۔ آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں اس لیے کہ
۵	عبدالشمس	حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے
۶	عبدمناف	آپ کے نکاح میں آئیں۔ عثمان آپ کا اسم گرامی، ابوعبداللہ
۷	قصی (بانید)	اور ابوعمر آپ کی کنیت اور ذوالنورین آپ کا لقب تھا۔
۸	کلاب	آپ واقعہ فیل کے چھٹے سال تولّد ہوئے۔ ۳۴ سال
۹	مرہ	کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ اسلام لانے میں آپ کا نمبر
۱۰	کعب	سینتیسواں ہے۔ آپ اصحابِ عشرہ مبشرہ میں ہیں۔
۱۱	لوی	غزوۂ بدر اور اُحد میں آپ شریک ہیں۔ آپ صاحب
۱۲	غالب	بیعت الرضوان بھی ہیں۔ آپ کاتب وحی بھی تھے۔
۱۳	فہر	آپ ۲۴ھ مطابق ۶۴۴ء میں خلیفہ نامزد ہوئے۔
۱۴	مالک	۳۵ھ مطابق ۶۵۵ء میں مفسدوں نے آپ کو شہید
۱۵	نضر (قریش)	کر دیا۔
۱۶	کنانہ	آپ سے ۱۴۶ حدیثیں مروی ہیں۔ آپ شرم وحیا
۱۷	خزیمہ	کے پتلے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ چہارم

پشت نمبر	اسمائے گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت علیؓ	داماد رسول ہیں۔ خلیفہ چہارم ولادت ۱۳ رجب بروز جمعہ ۳۰ سنہ
۲	حضرت ابوطالب	بعد عام الفیل (مولود خانہ کعبہ) مدت خلافت تین ماہ کم پانچ
۳	حضرت عبدالمطلب	سال ہے۔ ۲۱ رمضان شب یک شنبہ سنہ ۴۰ھ بمقام کوفہ ابن
۴	ہاشم	ملجم کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ مزار نجف اشرف میں ہے۔ عمر
۵	عبد مناف	۶۳ یا ۶۵ سال آپ کثیر الاولاد تھے۔
۶	قصی	**اسمائے گرامی ازواج مطہرات**
۷	کلاب	۱۔ حضرت بی بی فاطمۃ الزہرہؓ، دختر رسولؐ ہیں۔ آپ کے بطن سے
۸	مرۃ	تین پسران اور دو دختران ہوئیں۔ (۱) امام حسنؓ (۲) امام حسینؓ
۹	کعب	(۳) حضرت محسنؓ۔ دختران (۱) حضرت زینب کبریٰؓ زوجہ عبداللہ
۱۰	لوی	بن جعفر طیارؓ (۲) اُمّ کلثوم
۱۱	غالب	۲۔ اُمّ البنین بنت حرام کلابیہ، ان سے عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان
۱۲	فہر	پیدا ہوئے۔
۱۳	مالک	۳۔ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلیہ، ان سے عبداللہ اور ابوبکر دو
۱۴	نضر (قریش)	صاحبزادے تولد ہوئے۔ سلسلۂ اولاد منقطع ہے۔
۱۵	کنانہ	۴۔ اسماء بنت عمیس خشعمیہ، ان سے محمد اصغر اور یحییٰ پیدا ہوئے۔
۱۶	خزیمہ	۵۔ صہباء بنت ربیعہ تغلبیہ، یہ اُمّ ولد تھیں۔ ان سے عمر اکبر اور
۱۷	مدرکہ	رقیہ ہیں۔

[۱] حدیقۃ الانساب صفحہ ۴ تا ۶

پشت نمبر	اسمائے گرامی	مختصر حالات
۱۸	الیاس	۶۔ امامہ بنت ابی العاص بن ربیع ان کے بطن سے محمد اوسط پیدا ہوئے۔
۱۹	مضر	۷۔ خولہ بنت ایاس بن جعفر حنفیہ یہ اُمّ ولد ہیں۔ خولہ دراصل حبشیہ
۲۰	نزار	سندیہ (سندھ کی رہنے والی) تھیں اور بنی حنفیہ کی کنیز تھیں۔
۲۱	معد	ان کے بطن سے محمد اکبر (محمد حنفیہ) پیدا ہوئے جو بڑے بہادر تھے۔
۲۲	عدنان	سنہ ۸۱ھ میں طائف میں وفات پائی۔ آپ کی اولاد پاک و ہند
		میں سادات علوی کہلاتے ہیں۔
		۸۔ اُمّ سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی ان سے اُمّ الحسن، رملہ کبریٰ
		اور اُمّ کلثوم ہیں۔
		۹۔ محیاۃ بنت امرئ القیس بن عدی کلبیہ ان کے بطن سے ایک لڑکی
		خورد سال فوت ہوئی۔

یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

۱۳۸۵ھ

آپ کی اولاد اناث جو مختلف ازواج سے ہیں اُمّ ولد ہیں :۔
اُمّ ہانی میمونہ، زینب صغریٰ، رملہ صغریٰ، اُمّ کلثوم صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، اُمّ الکرام، اُمّ سلمیٰ، اُمّ جعفر، جمانہ اور نفیسہ ہیں۔ جملہ اولاد جناب علی مرتضیٰ چودہ فرزندان اور سترہ دختران ہیں۔ ان میں سے سلسلۂ نسل صرف پانچ صاحبزادوں سے ہے۔ حضرت حسین رضؓ، محمد بن حنفیہ، عباس اور عمر اکبر تقبیہ۔ وقتِ شہادت تیرہ فرزند اور دختریں جو وارث ہوئے۔ ان میں سے چھ فرزند معرکۂ کربلا میں شہید ہو گئے۔

چودہ یا پندرہ صحاب حضرت علیؓ کے فیض یافتہ خلفاء تھے[۱]

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ	۹	حضرت اویس قرنی رضؓ
۲	حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ	۱۰	حضرت امام حسن رضؓ
۳	حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ	۱۱	حضرت امام حسین رضؓ
۴	حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ	۱۲	حضرت حسن بصری رضؓ
۵	حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ	۱۳	حضرت کمیل بن زیاد رضؓ
۶	حضرت انس بن مالک رضؓ	۱۴	قاضی عبدالمقدام رضؓ
۷	حضرت ابوہریرہ رضؓ	۱۵	شریح بن ہانی رضؓ بن زید الحارثی
۸	حضرت محمد بن ابی بکر رضؓ		

۱؎ اعیانِ وطن صفحہ ۱۸۷

(باب ۳ ائمہ سادات)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت علی رضؓ

آپؑ کی ولادت ۱۵ رمضان سنہ ۳ھ میں ہوئی اور یکم ربیع الاوّل سنہ ۴۹ھ یا ۲۸ صفر سنہ ۵۰ھ میں آپ کی شہادت زہرخورانی سے ہوئی۔ آپ نے نوّے عقد کیے۔ صفوۃ میں ہے کہ آپ کے پندرہ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں تھیں۔ ابن الوداع ابوبکر احمد کا قول ہے کہ آپ کے گیارہ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی نام یہ ہیں :۔ (۱) عبداللہ (۲) قاسم (۳) حسن مثنیٰ (۴) زید (۵) عمرو (۶) عبیداللہ (۷) عبدالرحمٰن (۸) احمد (۹) اسمٰعیل (۱۰) حسین (۱۱) اثرم (۱۲) عقیل

دختران :۔ (۱) اُمّ الحسن۔ بروایت ذخائر عقبیٰ آپ نے پانچ فرزند چھوڑے (۱) حسن (۲) عبداللہ (۳) عمرو (۴) زید (۵) ابراہیم مختصر جامع کے مطابق : (۱) حسن (۲) زید (۳) عمرو (۴) حسین اثرم (۵) طلحہ (۶) عبدالرحمٰن (۷) قاسم (۸) ابوبکر (۹) عبداللہ۔ تین موخر الذکر کربلا میں شہید ہو گئے۔ سلسلۂ اولاد کا حسن مثنیٰ اور زید صرف دو صاحبزادوں سے ہے۔ آپ کی اولاد کو سادات حسنی کہتے ہیں۔

امام حسن رضؓ کا سراپا جسم اطہر سفید مائل بہ سرخی، چشم سیاہ و فراخ، رخسار بسیار ملائم، از سینہ تا ناف یک خط کشیدہ مائل بہ سیاہی، ریش مبارک بسیار، گیسو دراز تا دوش، جملہ اعضا فربہ، سینہ فراخ و وسیع، قامت میانہ، خضاب وسمہ را دوست داشتے۔

۱؎ حدیقۃ الانساب جلد اوّل صفحہ ۶

امام حسینؓ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

آپ[1] شہید کربلا ہیں۔ ولادت ۵ شعبان سنہ ۴ھ کو ہوئی۔ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۰ھ میں میدانِ کربلا میں شہادت پائی۔ جسم اطہر میدانِ کربلا میں اور سر مبارک جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ آپ کے پانچ پسران (۱) علی اکبر (۲) جعفر (۳) عبداللہ (۴) علی اصغر (۵) زین العابدین ہوئے۔ اور ایک دختر سکینہؓ میدانِ کربلا سے صرف حضرت زین العابدین زندہ لوٹے۔ سلسلۂ اولاد حضرت زین العابدینؓ سے ہے۔ آپ کی اولاد ساداتِ حسینی کہلاتی ہے۔

حضرت امام حسینؓ کے چند رجزیہ اشعار یہ ہیں۔

أَنَا ابْنُ عَلِيِّ الطُّهْرِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ — كَفَانِيْ بِهٰذَا مَفْخَرًا حِيْنَ أَفْخَرُ
وَجَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَكْرَمُ مَنْ مَشٰى — وَنَحْنُ سِرَاجُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ يَزْهَرُ
وَفَاطِمَةُ أُمِّيْ سَلَالَةُ أَحْمَدٍ — وَعَمِّيْ يُدْعٰى ذُو الْجَنَاحَيْنِ جَعْفَرُ
وَفِيْنَا كِتَابُ اللّٰهِ أُنْزِلَ صَادِقًا — وَفِيْنَا الْهُدٰى وَالْوَحْيُ وَالْخَيْرُ يُذْكَرُ

میں حضرت علیؓ کا پاکیزہ فرزند آل ہاشم سے ہوں۔ مجھے فخر کے وقت یہی فخر کافی ہے۔ اور میرے نانا پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں جو سب سے اکرم ہیں اور ہم خدائی چراغ زمین میں روشن ہیں اور میری والدہ مکرمہ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ جو احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لختِ جگر ہیں۔ اور میرے چچا جعفر ذوالجناحین کے لقب سے مشہور ہیں۔ ہم میں سچی کتاب (قرآن) نازل کی گئی۔ اور ہم ہی میں ہدایت اور وحی اور خیر کا ذکر کیا جاتا ہے۔

[1] حدیقۃ الانساب جلد اوّل صہ ۶

پنجتن پاک کی تاریخِ وفات

رفتم بباغِ فکر دیدم بہ ہر چمن
از بہرِ چیدنِ گل تاریخِ پنجتن
ہر غنچہ را کشودم و جستم بہ ہر گلے
ناگہ صدائے بلبل آمد بگوشِ من
احمد و فاطمہ و حسین و علی حسن
تاریخِ فوت شان مجو الّا ز یاسمن
اوّل دو حرف بہرِ محمدؐ و فاطمہؓ
باقی سہ حرف بہرِ حسینؓ و علیؓ حسنؓ

<u>نام حروف مع عدد</u>

<u>یاسمن:</u>

ی : ۱۱ سنہ ۱۱ھ وفات حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم
ا : ۱ سنہ ۱۱ھ وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
س : ۶۰ سنہ ۶۰ھ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
م : ۴۰ سنہ ۴۰ھ شہادت امام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
ن : ۵۰ سنہ ۵۰ھ شہادت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

نوٹ: واقعہ کربلا سنہ ۶۱ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ سنہ ۶۱ھ میں صرف دس دن گزرے تھے اس لیے سنہ ۶۰ھ زیادہ مشہور ہوا۔

(۲) یہ ایران کے مشہور شاعر انوری کا کلام ہے جسے ایک انگریز مسٹر سیمسن نے پٹنہ میں اپنے نام سے شائع کرا دیا لہٰذا اس غلطی کا ازالہ ہو جانا چاہیئے۔ (مولف)

[1] ماہنامہ رسالہ المجیب جون سنہ ۱۹۶۲ء صہ ۳۹ از مسٹر سیمسن

حضرت زین العابدینؓ بن امام حسینؓ

آپؓ کا نام علی لقب سجاد اور زین العابدین ہے۔ کنیت ابو محمد و ابوالحسن ہے۔ بعض جگہوں پر ابوبکر بھی لکھا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام شہربانو تھا جو یزدجرد شاہ ایران کی دختر تھیں جن کا اصلی نام سلاقہ[۱] تھا اور انہیں (السندیہ) یعنی سندھیہ بھی کہتے تھے بقول امام زہریؒ ان کی والدہ محترمہ سندھ کی رہنے والی تھیں۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۳۳ھ میں ہوئی۔ بعضوں نے ۳۶ھ اور ۳۸ھ بھی لکھا ہے۔ ۱۳ محرم الحرام ۹۴ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کے دس فرزندان اور چھ دختر تھیں۔ چھ فرزندوں سے سلسلۂ نسب جاری ہوا۔

فرزندان (۱) سید عمر الاشرف (۲) سید حسین اکبر (۳) سید سلیمان (۴) سید عبداللہ (۵) سید حسن اصغر (۶) سید حسین اصغر (۷) سید زید شہید (۸) سید حسن اکبر (۹) سید محمد اصغر (۱۰) سید علی اصغر (۱۱) امام باقر۔

منقبت

هٰذَا ابْنُ رَسُوْلِ اللهِ اِنْ كُنْتَ جَاهِلَهٗ	اَلْبَيْتُ يَعْرِفُهٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ
هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةَ اَسَدُ اللهِ وَالِـدُهٗ	بِجَدِّهٖ اَنْبِيَاءُ اللهِ قَـدْ خُـتِمُوْا
هٰذَا اِذَا جَاءَ الْقُرَيْشُ قَالَ قَائِلُهُمْ	اِلٰى مَكَارِمِ هٰذَا الْفَتٰى يَنْتَهِي الْكَرَمُ
اِنْ عُدَّتْ اَهْلُ التُّقٰى فَهُمْ اَئِمَّتُهُمْ	وَاِنْ قِيْلَ مَنْ خَيْرُ خَلْقِ اللهِ قِيْلَ هُمْ

شعراء عرب میں سے فرزدق شاعر نے ایک لمبا قصیدہ مناقب میں باآواز بلند پڑھا اس قصیدہ کے چار شعر یہ ہیں ؎

یہ علی زین العابدینؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں ان کو بیتُ اللہ حل و حرم پہچانتے ہیں اگر تو ان کو نہیں پہچانتا تو اب پہچان لے کہ، یہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور شیر خداؓ کے فرزند ہیں۔ ان کے

[۱] حدیقۃ الانساب جلد اول صہ۶
[۲] مراۃ الانساب صہ۱۵

نانا پاکؐ پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا، یہ وہ شخص ہیں کہ قریش ان ہی کے بارہ میں کہا کرتے ہیں کہ اس جوان کے مکارم و فضائل پر کرم کی انتہا ہے۔ اگر تو اے مخاطب اہل تقویٰ کی گنتی کرے تو یہ ان کے امام ہیں اور اگر خلق اللہ میں سے سب سے اچھے آدمی کی بابت سوال ہو تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ یہ وہی ہیں۔

ہشام نے جب یہ قصیدہ سنا تو شاعر کو قید کروا دیا۔ حضرت امام زین العابدینؒ نے یہ ماجرا سنا تو بارہ ہزار درم فرزدق شاعر کے پاس ارسال فرمائے تاکہ وہ دے کر اپنی جان چھڑا لے۔ فرزدق نے وہ درہم واپس کر دیئے اور کہلا بھیجا کہ میں نے یہ کلمات خدا اور رسولؐ کی رضا کے لیے کہے ہیں کہ ظالم کے روبرو کلمۂ حق کہنا مومن مخلص کا شعار ہے۔ امامؒ نے دوبارہ وہ درہم اس کے پاس ارسال فرما دیئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو تیری نیت خیر پر جزا دے۔ بے شک یہ کلمات و اشعار تو نے طمع اور انعام کے لیے نہیں کہے تھے لیکن ہم بھی ایسے خاندان سے نہیں ہیں کہ اپنے عطیات اور ہبہ کو واپس لے لیں۔ اس پر فرزدق نے وہ درہم قبول کر لیے۔"

شجرہ و تذکرہ حضرت ابو جعفر محمد باقرؓ

پشت نمبر	اسماء
۱	حضرت ابو جعفر باقرؓ
۲	حضرت زین العابدینؓ
۳	حضرت امام حسینؓ
۴	حضرت علیؓ
۵	ابو طالب
۶	عبد المطلب
۷	ہاشم
۸	عبد المناف

آپ کا اسمِ گرامی محمد باقر اور کنیت ابو جعفر ہے۔ آپ کی تاریخ ولادت ۲ صفر بروز جمعہ ۵۷ھ ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہؓ بنت امام حسنؓ ہیں آپ کی وفات ۱۱۳ھ یا ۱۱۷ھ میں ہوئی۔ آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

آپ کے پانچ فرزند ہوئے[1]

(۱) سید ابو تراب علی

(۲) سید محمد ابراہیم

(۳) سید جعفر صادقؓ

(۴) سید عبداللہ الکریم حسن

(۵) سید زید

[1] حدیقۃ الانساب جلد اوّل صفحہ ۱

شجرہ و تذکرہ

حضرت جعفر صادقؓ

پشت نمبر	اسماء
۱	حضرت جعفر صادقؓ
۲	حضرت ابو جعفر باقرؓ
۳	حضرت زین العابدینؓ
۴	حضرت امام حسینؓ
۵	حضرت علیؓ
۶	ابو طالب
۷	عبد المطلب
۸	ہاشم
۹	عبد مناف

آپ کا اسمِ گرامی سید محمد جعفر تھا اور لقب "صادق"۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور اسمٰعیل ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسمِ گرامی اُمِّ فروا تھا جو قاسم کی بیٹی محمد کی پوتی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی پرپوتی تھیں۔ آپ مدینہ منورہ میں ۸۳ھ یا ۸۵ھ میں تولد ہوئے اور وہیں ۱۵ رجب ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

آپ کے سات فرزند تھے[1]

(۱) سید محمد تاج المامون

(۲) سید محمد علی عریضی

(۳) سید ابو الحسن موسیٰ کاظمؓ

(۴) سید محمد عبداللہ

(۵) سید محمد علی

(۶) سید محمد عباس

(۷) سید محمد اسحٰق مؤتمن

[1] مراۃ الانساب صفحہ ۱۵۱

شجرہ وتذکرہ حضرت موسیٰ کاظمؒ

اسماء

حضرت موسیٰ کاظمؒ
حضرت جعفر صادقؒ
حضرت محمد باقرؒ
حضرت زین العابدینؒ
حضرت امام حسینؓ
حضرت علیؓ
ابو طالب
عبدالمطلب
ہاشم
عبد مناف

آپ کا اسمِ گرامی سیّد محمد موسیٰ تھا اور لقب کاظم تھا۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابراہیم ہے۔ آپ مکہ معظمہ میں ۷ رصفر بروز یک شنبہ تولّد ہوئے۔ ہارون الرشید نے آپ کو سیاسی، ملکی مصلحتوں کی بنا پر زندان میں ڈال دیا تھا۔ آپ نے قید ہی کی حالت میں جمعہ جمادی الثانی ۱۸۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کے ۲۵ ریا ۲۹ ر فرزند اور ۱۹ ر دختران تھیں۔

(۱) سید حمزہ (۲) سیّد محمد ہارون (۳) سیّد محمد ابراہیم (۴) سیّد محمد العابد (۵) سیّد محمد جعفر (۶) سید محمد عباس (۷) سید محمد علی رضا (۸) سیّد احمد (۹) سیّد عبداللہ (۱۰) سیّد اسمٰعیل (۱۱) سیّد اسحٰق (۱۲) سیّد حسن (۱۳) سید حسین۔

مراۃ الانساب کے مطابق :۔

(۱۴) سیّد علی الاکبر (۱۵) سید محمد الادریس (۱۶) سیّد محمد ہارون۔

[1] حدیقۃ الانساب جلد اوّل ص
[2] ریاض الانساب ص۷۶

شجرہ وتذکرہ حضرت علی رضاؒ

پشت نمبر	اسماء گرامی
۷	حضرت علی رضاؒ
۶	حضرت موسیٰ کاظمؒ
۵	حضرت جعفر صادقؒ
۴	حضرت باقرؒ
۳	حضرت امام زین العابدینؒ
۲	حضرت امام حسینؓ
۱	حضرت علی کرم اللہ وجہہ
	ابوطالب
	عبدالمطلب
	ہاشم
	عبد مناف

آپ کا اسمِ گرامی سید محمد علی موسیٰ تھا اور لقب رضا۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۱۵۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی وفات طوس میں ۱۲ر رمضان بروز جمعہ ۲۰۸ھ میں ہوئی۔

آپ کے پانچ فرزند اور ایک دختر تولد ہوئی[1]۔

(۱) سید ابراہیم (۲) سید جعفر
(۳) سید تقی الجواد
(۴) سید حسن (۵) سید علی

مراۃ الانساب کے مطابق صاحبزادوں کے اسماء گرامی یہ ہیں :۔

(۱) سید ابراہیم
(۲) سید حسن ابوجعفر
(۳) سید ہادی
(۴) سید تقی الجوادؒ

[1] مراۃ الانساب و ریاض الانساب ص۸۷

شجرہ وتذکرہ حضرت تقی الجوادؓ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۸	حضرت تقی الجوادؓ
۷	حضرت علی رضاؓ
۶	حضرت موسیٰ کاظمؓ
۵	حضرت جعفر صادقؓ
۴	حضرت باقرؓ
۳	حضرت زین العابدینؓ
۲	حضرت امام حسینؓ
۱	حضرت علیؓ
	ابوطالب
	عبدالمطلب
	ہاشم
	عبد مناف

آپ کا اسم گرامی محمد تھا اور لقب تقی الجواد۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ثانی ہے۔ مدینہ منورہ میں ۱۰ رجب بروز جمعہ ۱۹۵ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کی وفات سہ شنبہ ۶ ذی الحج ۲۲۰ھ کو ہوئی۔

آپ کے چار فرزند تھے :

(۱) سید جعفر (۲) امام نقیؓ

(۳) موسیٰ المبرقع (۴) سید ابراہیم

مراۃ الانساب کے مطابق آپ کے چھ فرزند تھے :

(۱) عبداللہ جعفر (۲) امام علی ہادی نقی (۳) موسیٰ المبرقع

(۴) سید ابوالحسن (۵) سید ابوطالب (۶) سید زید

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

نیکی کا حکم کر اور برائی سے منع کر۔ (القرآن)

شجرہ وتذکرہ حضرت علی ہادی نقیؒ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۹	حضرت علی ہادی نقیؒ
۸	حضرت تقی الجوادؒ
۷	حضرت علی رضاؒ
۶	حضرت موسیٰ کاظمؒ
۵	حضرت جعفر صادقؓ
۴	حضرت باقرؓ
۳	حضرت زین العابدینؓ
۲	حضرت امام حسینؓ
۱	حضرت علیؓ

آپ کا اسم گرامی علی تھا، لقب ہادی ونقی اور کنیت ابوجعفر تھی آپ مدینہ منورہ میں بروز عرفہ ۲۱۴ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کی وفات "سرمن راء" کے مقام پر ہوئی۔ "سرمن راء" بغداد کے نواح میں واقع ہے۔ سال وفات ۲۵۴ھ ہے۔ اس وقت خلیفہ مستنصر باللہ تھا۔ آپ کے ۵ پسر تولد ہوئے :

(۱) عبداللہ جعفر

(۲) امام حسن عسکری

(۳) سید حسن

(۴) سید حسین

(۵) سید ابوزید موسیٰ

۱؎ مراۃ الانساب ص ۱۶۳

شجرہ و تذکرہ حضرت امام محمد سیّد حسن عسکری رضؓ

نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱۰	حضرت امام حسن عسکری رضؓ
۹	حضرت امام علی ہادی نقی رضؓ
۸	حضرت امام تقی ابوادؓ
۷	حضرت امام علی رضا رضؓ
۶	حضرت امام موسیٰ کاظم رضؓ
۵	حضرت امام جعفر صادق رضؓ
۴	حضرت امام باقر رضؓ
۳	حضرت امام زین العابدینؓ
۲	حضرت امام حسین رضؓ
۱	حضرت علی رضؓ

آپ کا اسمِ گرامی حسن بن علی لقب عسکری و ہادی اور کنیت ابو محمد ہے۔ آپ ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ بروز جمعرات صبح مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ... خاتون تھا۔ آپ گیارہویں امام ہیں۔ آپ کو خلیفۂ وقت معتمد عباسی نے قید میں رکھ کر زہر دے کر شہید کرا دیا۔ آپ نے ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو رحلت فرمائی۔ آپ اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں سامرہ میں مدفون ہیں۔ آپ کی اولاد کے بارے میں سخت اختلافات پائے جاتے ہیں۔

مراۃ الانساب[1] کے مطابق سید محمد ابوالقاسم بن امام حسن عسکریؓ شعبان ۲۵۸ھ میں تولد ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ اپنے گھر کے تہہ خانے میں اترے آپ کی والدہ خمطیا نرگس آپ کو دیکھتی رہیں لیکن آپ واپس نہیں آئے۔ یہ واقعہ ۲۷۵ھ کا ہے۔ آپ کی عمر اس وقت ۱۷ سال کی تھی۔ روایت ہے کہ وہیں سے غائب ہو گئے یا تقیہ کر لیا۔ "واللہ اعلم بالصواب"۔

[1] مراۃ الانساب ص ۱۶۴

(باب ۴ ائمہ اربعہ)

امام ابو حنیفہ (امامِ اعظمؒ)

(شجرۂ نسب ص ۵۴۷)

مشہور مورخ ابن خلدون کے مطابق تقریباً پورا مشرق ہمیشہ حنفی مسلک سے منسلک رہا ہے تمام ممتاز و معروف مشائخ عظام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، مولانا امداداللہ تھانوی مہاجر مکی اور شاہ احمد رضا بریلویؒ وغیرہ فقہ حنفیہ ہی کے پیروکار تھے۔ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۴ رجب ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ کشف المحجوب میں حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کے حوالہ سے مرقوم ہے کہ وہ ایک بار ملک شام میں حضرت بلالؓ کے مزار کے سرہانے سو گئے تھے خواب میں آنحضرت کی زیارت ہوئی کہ آپ بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں اور ایک معمر بزرگ کو اپنے پہلو میں لیے ہوئے ہیں۔ وہ سوچ رہے تھے کہ یہ بزرگ کون ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تمہارے شہر کے لوگوں کا امام ہے یعنی امام ابو حنیفہ۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ نے ملتِ اسلامیہ کو ۴ مکاتیب فکر کی لڑی میں منسلک کر کے ملت کو انتشار سے بچایا۔

ایک بار حضرت حمادؒ اپنے قابلِ فخر شاگرد رشید ابو حنیفہ کے ہمراہ مجلسِ مناظرہ میں پہنچے جہاں ایک عیسائی پادری چند مشکل سوالوں کے جواب کا منتظر تھا اور ان سوالوں کے جواب کسی سے بھی بن نہیں پڑے تھے۔ پادری منبر پر بیٹھ کر اپنے اعتراضات پیش کرنے شروع کیے۔ پہلا سوال تھا خدا سے پہلے کیا تھا؟ امام ابو حنیفہ نے پادری سے دریافت کیا ایک سے پہلے کیا عدد ہے؟ پادری نے جواب دیا اس سے پہلے کوئی عدد نہیں ہے۔ امام نے ثابت کیا کہ جب واحد مجازی سے پہلے کچھ نہیں ہے تو واحد حقیقی سے پہلے بھی کچھ نہیں تھا صرف خدا تھا۔ دوسرا سوال تھا کہ ہر شئے کا کوئی نہ کوئی سمت ہے پھر خدا کس سمت میں ہے؟ امام ابو حنیفہ نے ایک شمع جلائی اور پادری سے کہا اس کا سمت متعین کرو؟ اس نے جواب دیا کہ اس کی روشنی ہر طرف ہے اس کا سمت متعین نہیں کیا جا سکتا۔ امام ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ جب نورِ مجازی کا رخ متعین نہیں کیا جا سکتا تو نورِ حقیقی کا رخ کیسے متعین ہو سکتا ہے وہ ہر طرف ہے۔ اب پادری نے تیسرا سوال کیا کہ خدا اس وقت کہاں ہے؟ امام صاحب دودھ منگوا کر پادری سے کہا دودھ میں

گھی کہاں ہے؟ پادری نے جواب دیا کہ گھی تو دودھ کے ہر قطرہ میں ہے یعنی ہر جگہ ہے۔ امام ابوحنیفہ نے تیسرے سوال کا یہ جواب دیا کہ خدا بھی ہر جگہ ہے اور اس کی حاکیت ہر جگہ پر محیط ہے۔ پادری نے چوتھا اور آخری سوال پوچھا کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ میں اتنی دیر سے کھڑا آپ کے سوالوں کا جواب دے رہا ہوں۔ حالانکہ اخلاقی طور پر میری جگہ سوال کرنے والے کو کھڑا ہونا چاہئے یہ سن کر پادری منبر سے اترا اور امام ابوحنیفہ کی جگہ پہ کھڑا ہو گیا۔ امام ابوحنیفہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور پادری کو سوال دہرانے کو کہا پادری نے پھر وہی سوال کیا کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟ امام نے فرمایا اللہ نے مجھے منبر پہ بٹھا کر عزت بخشی اور تجھے میری جگہ پر کھڑا کر کے ذلیل و خوار کیا۔ یہ سن کر پادری نے اعتراف شکست کر لیا۔ یہ تھے امام ابوحنیفہ اپنے زمانہ کے ذہین ترین انسان جنہوں نے فقہ اور منطق کی دنیا میں ہلچل سی مچا دی۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو (القرآن)

امام مالکؒ

امام مالک کا نام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث الاصبحی ہے۔ ان کے پردادا ابو عامرؓ بن عمرو جلیل القدر صحابی تھے غزوہ بدر کے سوا تمام غزوات میں شریک رہے۔ امام مالک کے تلمیذ یحیٰی بن بکیر کے مطابق امام مالک کا سالِ ولادت ۹۳ھ ہے۔ امام ذہبیؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ امام مالک شکمِ مادر میں معمول کے خلاف تین سال تک رہے۔

اساتذہ تبع تابعین میں ابن شہاب زہری، یحیٰی بن سعید انصاری، زید بن اسلم، ربیعہ اور ابو زناد وغیرہ کا زمانہ تھا جنہوں نے تابعین کی میراث کو سنبھالا اسی علمی فضا میں امام مالک نے ہوش سنبھالا۔ یہی وہ حضرات تھے جو علم کو تابعین اور وہ صحابہ کرامؓ سے سینہ بہ سینہ منتقل کرتے چلے آرہے تھے صفحاتِ قرطاس پر محفوظ کر لیا۔ امام مالک کے اساتذہ اور مشائخ میں زیادہ تر مدینہ طیبہ کے بزرگانِ دین شامل تھے جن کی تعداد علامہ زرقانیؒ کے مطابق نو سو سے زیادہ تھی۔ بے شمار لوگوں کو آپ سے علمِ حدیث کے سماع کا موقع حاصل ہوا۔

شخصیت امام مالک کا قد دراز بدن فربہ اور رنگ سفید زردی مائل تھا۔ آنکھیں بڑی اور خوبصورت تھیں۔ ناک بلند اور سر پر برائے نام بال تھے۔ مونچھیں بطرز سبالہ تھیں۔ آپ نے ستاسی سال کی عمر پائی مگر داڑھی میں خضاب کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یمن، مصر اور خراسان کے بنے ہوئے بیش قیمت اور سفید لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ عطر لگاتے اور سر پر عمامہ باندھتے تھے۔ چاندی کی انگشتری پہنتے تھے جس پر سیاہ رنگ کا نگینہ ہوتا تھا جس پر "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" کندہ کرایا ہوا تھا۔ آپ کا حافظہ اعلیٰ درجہ کا تھا اور وہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ قوی حافظہ رکھتے تھے۔

امام مالکؒ کی زندگی بے حد سادہ تھی۔ وہ بے حد خلیق اور متواضع تھے۔ امام زرقانیؒ بیان کرتے ہیں کہ امام مالکؒ نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث تحریر کی ہیں۔ انہوں نے سترہ سال کی عمر میں تعلیم و تدریس کی ابتدا کی تھی۔ حدیث شریف پڑھانے سے قبل غسل کرتے عمدہ اور بیش قیمت لباس زیب تن کرتے، خوشبو لگاتے پھر ایک تخت پر نہایت عجز و انکساری سے بیٹھتے اور درس جاری رکھتے۔ انگیٹھی

---

[۱] تذکرۃ المحدثین از مولانا غلام رسول سعیدی صہ ۹۶،

میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے اور درس کے دوران کبھی پہلو نہیں بدلتے۔

اوصاف امام ذہبیؒ کے مطابق امام مالکؒ متعدد اوصاف کے حامل تھے :-

(۱) آپ نے طویل عمر پائی (۲) وسعتِ علم میں لاثانی تھے (۳) تقویٰ اور اتباعِ سنت میں انتہا درجے کو پہنچے ہوئے تھے۔ (۴) فقہ اور فتویٰ میں سب سے مقدم تھے۔

آپ نے وفات سے پہلے فرمایا کہ :-

کسی کو نماز کے مسائل بتلانا روئے زمین کی تمام دولت کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور دینی مسائل کو حل کرنا سوچ کرنے سے افضل ہے بلکہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام نے کوئی بات نہیں کی اور ۱۱ ربیع الاول ۱۷۹ھ کو روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

تصانیف امام مالکؒ نے خلیفہ منصور عباسی کی فرمائش پر ۴۰ سال کی مدت میں "موطا"، کی تالیف کی۔ مدینہ منورہ کے ستّر فقہاء نے اس کتاب کی موافقت کی۔

شجرہ و تذکرہ امام محمد بن ادریس شافعیؒ

امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعیؒ ایک عظیم امام اور مجتہد تھے۔ آپ کا تعلق دوسری صدی ہجری سے ہے آپ ۱۵۰ھ مطابق ۷۶۷ء میں پیدا ہوئے اس سن میں امام ابو حنیفہؒ نے وفات پائی بعض راویوں کے مطابق آپ کی جائے پیدائش قصبہ غزہ ہے۔ لیکن ایسی بھی روایت ہے کہ آپ کی ولادت عسقلان میں ہوئی عسقلان اور غزہ دونوں مقامات ملک شام میں واقع ہیں اور ان میں فاصلہ تقریباً ۹ میل کا ہے۔ امام شافعی کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ ان کا سلسلۂ نسب رسولِ کریم سے جا ملتا ہے۔ حافظ ابو نعیم نے سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا ہے۔

"ابو عبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبید بن عبید یزید بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف"

امام شافعی کا زمانہ علم و عرفان کا زمانہ تھا ہر سو علم و حکمت کا دور دورہ تھا بچپن میں آپ کو حصولِ علم کا شوق تھا چنانچہ پورا قرآن مجید آپ نے سات سال کی عمر میں ختم کر لیا۔ ابتدائی تعلیم مسلم بن زنجانی سے حاصل کی۔ بچپن ہی سے تحصیل علم کے لیے مکہ معظمہ جانے لگے جہاں ان کا مکان شعب خیف میں تھا۔ ربیع ابن سلیمان فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دینا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت مالک بن انسؓ فقہی امام تھے۔ دوران ملاقات مالک بن انسؓ نے امام شافعیؒ سے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے دل میں ایک نور ڈالا ہے۔ اس کو معصیت سے زائل نہ کرنا۔ امام شافعیؒ حصولِ علم کے لیے مدینہ میں رہنے لگے۔ انہوں نے امام محمد بن حسن شیبانی سے بھی فن حدیث اور فقہ میں استفادہ کیا جو امام اعظم کے شاگرد تھے۔ امام شافعیؒ کو ان پر بڑا ناز تھا۔ اسی طرح استاد بھی شاگرد کی بہت تکریم کرتے تھے۔ امام شافعیؒ طبعاً بڑے فیاض، غیور اور خود دار تھے۔ جس وقت امام مالک کا انتقال ہوا وہ بہت ہی عسرت کی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن انہوں نے کبھی حرص و طمع نہیں کیا۔ ہر ایک کے ساتھ بڑے خلق اور خلوص سے پیش آتے تھے۔ تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں امام شافعیؒ کی

عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ رمضان کے نوافل میں ساٹھ مرتبہ قرآن ختم کرتے۔ رات کے تین حصہ کرتے۔ پہلے حصہ میں تصنیف و تالیف فرماتے۔ دوسرے میں نوافل پڑھتے اور تیسرے میں آرام فرماتے۔ مصر شافعی مذہب کا مرکز تھا۔ مدت دراز تک جامعہ الازہر کے شیخ کا منصب شافعی علماء کے لیے مخصوص رہا۔ امام شافعیؒ کے مقلدین کی تعداد تقریباً دس کروڑ ہے۔ وہ فن لغت، فقہ اور حدیث کے متبحر عالم تھے۔ بہت ہی فصیح البیان بھی تھے۔ آپ کا مذہب حنفی اور مالکی کے بین بین تھا۔ آپ کتاب، سنت، اجماع اور قیاس چاروں مصادر سے استنباطِ مسائل کرتے تھے۔ امام شافعیؒ طلباء کے بارے میں فرماتے ہیں کہ علم کی طلب نفلی نماز سے بہتر ہے۔ جو عجز و انکساری سے علم حاصل کرتا ہے وہ کامیاب رہتا ہے۔ علماء کے بارے میں فرمایا۔ تواضع بلند کردار لوگوں کی صفت ہے اور تکبر بد خلق لوگوں کا طریقہ ہے۔ اگر علماء اللہ کے ولی نہیں تو کوئی شخص اللہ کا ولی نہیں اس لیے کہ اللہ جاہلوں کو دوست نہیں رکھتا، ۵۴ سال کی عمر میں ۲۰۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک مصر کے شہر قرافتہ میں ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ

— القرآن —

امام احمد بن حنبلؒ

آپ کا پورا نام امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد اللہ الذہلی الشیبانی المروزی البغدادی ہے۔ آپ ماہِ ربیع الاول ۱۶۴ھ میں بغداد میں تولد ہوئے۔ آپ نے پندرہ سال کی عمر میں احادیث کا سماع شروع کیا اور ۱۷۹ھ میں شیخ ہشیمؒ سے حدیث کا درس لیا۔ آپ نے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، شام یمن اور جزیرہ کے مشائخ وقت سے حدیث میں درس لیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ ذہبیؒ نے آپ کے پندرہ اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ فقر و فاقہ میں استغناء کی شان رکھتے تھے اور عبادات میں راسخ تھے۔ آپ دن اور رات میں تین سو نوافل پڑھا کرتے تھے۔ آپ سات راتوں میں قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے۔ کسی کو آپ کی تلاش ہوتی تو وہ مسجد، نمازِ جنازہ یا کسی مریض کے ہاں عیادت میں ملتے۔ امام کے پاس حضورؐ کا ایک موئے مبارک تھا جسے وہ بوسہ دیتے آنکھوں سے لگاتے تھے۔ جب کبھی بیمار ہوتے تو پانی میں ڈال کر پیتے اور شفا حاصل کرتے تھے۔ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ کثرت سے لوگ ان کے پاس دعا کرانے کے لیے آتے تھے۔ خلقِ قرآن کے عقیدہ کے نہ ماننے پر خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کو موت کی سزا تجویز کی تھی۔ جس وقت آپ کو گرفتار کر کے خلیفہ کے پاس لے جایا جا رہا تھا اسی وقت خلیفہ کے وفات کی خبر ملی۔ ۲۱۸ھ میں مامون وفات پا گیا اس کے بعد اس کا بھائی معتصم باللہ خلیفہ ہوا۔ اس نے ۲۲۰ھ میں امام کو دربارِ خلافت میں طلب کیا۔ طویل مناظرہ ہوا۔ امام کی عمر اس وقت ۵۶ سال کی ہو چکی تھی۔ شباب رخصت ہو چکا تھا لیکن اعصاب فولاد کی طرح مضبوط اور قوتِ ارادی چٹان سے زیادہ راسخ تھی۔ آپ نے فرمایا قرآن کلام اللہ ہے اور اللہ تعالےٰ کی صفت ہے اور حادث نہیں۔ علماء نے قتل کا فتویٰ دیا۔ خلیفہ نے جلاد کو حکم دیا کہ کوڑے مارو۔ آپ صبر و استقامت کے ساتھ کوڑے کھاتے رہے۔

آپ کو دس لاکھ تک احادیث زبانی یاد تھیں۔

تصانیف | مسند امام حنبل، کتاب الزہد، الناسخ والمنسوخ، المنسک الکبیر، المنسک الصغیر، حدیث شعبہ، فضائل الصحابہ، مناقب الصدیق و الحسنین، التاریخ، کتاب الاشربہ، کتاب المناسک۔

کوڑے کھانے کی اذیت آخر عمر تک رہی۔ بالآخر آپ ۷۷ سال کی عمر میں ۲۴۱ھ میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

---

۵ تذکرہ المحدثین از مولانا غلام رسول سعیدی صہ ۱۲۹،

مَولاَیَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیبِكَ خَیرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَونَینِ وَالثَّقَلَینِ
وَالْفَرِیقَینِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

(باب ۵ سادات حسنی) حضرت امام حسنؓ

سید حسن مثنیٰ
سید عبداللہ المحض
- سید موسیٰ الجون
  - سید ابوصالح رضا
  - سید موسیٰ ثانی
  - امیر داؤد اکبر
  - ذکریا شمس الدین رومی
  - سید یحییٰ زاہد
  - سید عبداللہ یحییٰ
  - سید ابوصالح جنگی دوستؒ
  - سید عبدالقادر جیلانیؒ
- سید نفس ذکیہ
  - سید عبداللہ اشتر
  - البنہان
  - کلفٹن، کراچی

سید زید
- سید حسن اصغر
- سید ابوالحسن علی
- سید شجاع
- سید عبدالرحمٰن
- سید علی
- سید عثمان
- سید ابوالحسن علی ہجویریؒ (لاہور)

سید عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد:

- سید عبدالجبار
  - سید عبدالجلیل
  - سید علی
  - سید حمیدالدین
  - سید ابونعمان
  - سید حسین
  - سید عبدالقادر
  - سید جعفر
  - سید احمد
  - سید یونس
  - سید محمد اعرابی مکی
    - سید حسین
      - سید شاہ مبارک
      - مخدوم جمال قتال
      - (عادل پور گھوٹکی سندھ)
    - سید عبدالغفار بخاری
      - سید عطاءاللہ شاہ اول
      - سید نعمت اللہ
      - سید بہاءالدین
      - سید محمد شاہ
      - سید نور شاہ
      - سید ضیاءالدین
      - سید عطاءاللہ شاہ بخاری کشمیریؒ
      - عربی النسل مسلمان (صـ ۲۵)
- سید عبدالرزاق (صـ)
- سید عبدالعزیز عالم (صـ)
- سید عبدالوہاب
  - ابومنصور عبدالسلام
    - سید محمد فاروق
    - سید قاسم عبداللہ
    - سید ابوبکر
    - سید ابراہیم ملک بیاؒ
    - (بہار)
  - سید صفی الدین
    - سید احمد
    - سید مسعود
    - سید علی
    - سید شاہ امیر
    - شیخ محمد الحسینی (اوچ شریف)
    - عبدالقادر ثانی
    - عبدالرزاق
    - سید حامد
    - سید موسیٰ
    - سید داؤد
    - غیاث الدین احمد کبیر
    - بی بی پارسا
    - سید عبدالمنان (بہار)

(تذکرہ فاتی صـ ۶۱۰۸
مخزن الانساب صـ ۶۶)

اولاد سید عبدالرزاق بن سید عبدالقادر جیلانیؒ

سید ابوصالح نصر

ابی نصر محی الدین ثانی
سید سیف احمد
سید حسن ثانی
سید محمد
سید علی
سید موسیٰ علی
سید حسن ثالث
سید احمد
سید ابراہیم گیسو درازؒ
علاء الدین
شاہ حسین بغدادی
سید عطاء اللہ
سید یوسف گنج بخش
احمد معشوق
عاشق الحق
میراں محمد ثانی
شاہ مرتضیٰ
شاہ محمد مصطفیٰ
شاہ محمد غریب
سید بدیع الدین منجھن
سید غلام محی الدین
شاہ وجیہہ الدین
شاہ مقدر علی
(بنولیہ بہار)

سید عبدالجبار
ابو موسیٰ
قطب العالمین
نصر الدین
سید احمد
سید شیخن
سید محمد
سید سراج الدین
سید شاہ گدارہؒ
(امروہہ، یوپی)

سید حسن
سید محمد
سید علی
موسیٰ احمد علی
سید راجی حمید
سید ابراہیم
سید جمال الحق
سید یوسف
سید حسن
بہار الحق حبیب
(ملتان)
ابو عمر حریم پوش
شاہ قطب
عتیق اللہ
محمد شاہ
عاشق محمد
شاہ عمر
سید نور محمد
سید امن علی
سید واجد علی
سید غوث علی
سید عبدالعلی
مولانا سید محمد علی
(نیکبری، بہار)

سید احمد قادری
سید یحییٰ
سید احمد
سید محمد
سید علی
سید حسن
سید محمد
سید احمد
عبدالباسط
سید قاسم
سید محمد قادری
اسمٰعیل قادری
سید ابو محمد
سید یوسف خاکی
سید علی
(مرشد سلاسل طریقت فرادیہ)
(بہار)

سید شہاب الدین احمد
شرف الدین کیا

سید شمس الدین
سید علاء الدین
سید بدرالدین حسن
شرف الدین یحییٰ ثانی
سید شرف الدین قاسم
سید احمد
سید حسین
سید عبدالباسط
سید عبدالقادر
سید محمود
سید عبداللہ شاہ صحابیؒ
(مکلی، ٹھٹھہ، سندھ)

سید قاسم علی
سید احمد الدین
سید شمس الدین
سید عطاء اللہ
سید شرف الدین
سید حسن بدرالدین
سید محمد لطیف
سید قطب شاہ
سید ظفر علی شاہ
سید بزرگ علی
سید عظمت علی
سید روشن علی شاہ
سید میاں محمد
سید روشن علی
سید محمد علی
سید روشن علی شاہ
سید تراب علی
سید احمد علی
(گورداسپور، مرشد تالپور خاندان)
(میرپور خاص سندھ)

اولاد سید عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

سید جمال الدین علی
سید داؤد
سید جلال احمد
سید بہاؤالدین محمد
سید تاج الدین محمد
سید ابوالحیات
سید قمیص قادری (ساڈھورہ انبالہ)

حاجی سید احمد (بہار)
سید مصطفیٰ
سید مبارک
سید مصطفیٰ ثانی
سید نجم الدین
سید نعیم الدین
سید وجیہہ الدین
سید نیم اللہ
سید شاہ احمد اللہ منیری
(بہار)

عبداللہ سیاح
(پھلواری)

سید محمد
مورث اعلیٰ
پیر سید مہر علی
گولڑہ شریف
راولپنڈی
(اسلام آباد)

سید محمدی
سید یتیم شاہ
سید معین شاہ
سید موسےٰ
سید رکن سلام
سید احمد علی احمدی
سید امجد علی اصغر
سید محمد علی
سید امیر علی
(اکبر آباد، یوپی)

سید مبارک خورد
سید محمد صالح ثالث
سید مبارک ثانی
سید مبارک ثالث
شیخ جمال محمد
شیخ محمد صالح
شیخ محی الدین ثانی
(سندھ)

سید عبداللہ
سید قاسم قادری
سید جعفر
سید حسین
سید عیسیٰ
سید یوسف
سید احمد
سید قطب الدین
سید نظام الدین
سید رحیم الدین
سید صدر الدین
سید قیام الدین
سید امیر الدین
سید علی قادری
سید حسن قادری
سید نصیر الدین
سید فضل اللہ گوسائیںؒ
(بہار)

اولاد سید ابو صالح نصر یاب بن سید عبد الرزاق بن شیخ عبد القادر جیلانیؒ

سید تاج الدین
سید عماد الدین
سید سمیع الدین
سید چراغ الدین
سید علاء الدین
سید بدر الدین
سید شہاب الدین
سید ابو الوفا
سید اسمٰعیل
سید نور
سید فتح محمد شاہ (ٹھٹھہ)
سید علی اکبر شاہ
سید بچل شاہ
سید شجاع محمد
سید بچل شاہ ثانی
سید نور علی شاہ
سید علی مردان شاہ (نورائی شریف سندھ)

سید ابو نصر محمد
سید سیف الدین یحییٰ
سید شمس الدین جیلانی
سید علاء الدین علی
سید بدر الدین حسن
سید ابو العباس احمد جیلانی
سید عبد الغفور جیلانی
ابو الحسن سید عبد الرزاق نور العین
بھانجہ و سجادہ اشرف جہانگیر سمنانیؒ

سید حسین قتال
شاہ جعفر لاڈ گنج نواز

حاجی چراغ
سید محمود شمس الحق
سید شاہ راجو قتال
جدِ اعلیٰ (اشرف چک سمری بختیارپور)
سید شاہ فتح اللہ
سید محمد مراد
سید بہاء الدین
سید توکل علی
سید داؤد علی
سید شاہ نیاز اشرف
سید شاہ اشرف حسین
کچھوچھہ شریف (فیض آباد)

شاہ مبارک
شاہ درویش
بیتھو شریف (بہار)

سید شاہ حسن
سید اشرف
شاہ محمد سجادہ
شاہ ابو الفتح زندہ پیر
شاہ عثمان
شاہ عزیز الرحمٰن
شاہ جمال الدین
شاہ غوث
سید نواز اشرف
سید تراب اشرف
شاہ قلندر
شاہ سعادت علی
سید شاہ ابو احمد علی حسین
سید شاہ مختار احمد اشرف
سید اظہار اشرف (کچھوچھہ)

سید محمد ہاشم
سید ابو القاسم
سید عبد الرحیم
سید صدر عالم
سید علی
سید حسن قادری
سید ابو الفتح
سید ادریس
سید احمد
سید مظہر عالم
سید اظہر عالم
سید بدر عالم
سید محمد جمیل
سید محمد خلیل
سید عبد الجلیل
سید علی ملتانی
سید عبد الرسول قادری
(داناپور بہار)

سید ابو القاسم عبد الرحیم
سید عبد الجلیل
سید عبد الحیٔ
سید عبد اللطیف
سید عبد الرحمٰن
سید عبد الوہاب
سید عبد الفتاح
سید عبد الرحیم
سید ابو الخیر اعظم
سید شمس الدین صوفی
سید محمد قادری مجہری

سید جلال الدین
سید سلیمان
سید محمد مسعود
سید حسام الدین
سید محمد اعظم
سید اسد اللہ
سید حمایت علی
سید احمد حسین
حکیم عبد الجلیل
(داؤد نگر بہار)

سید معین الدین
سید مظفر
سید عبد الرزاق
سید ابو المعالی مجہری
سید عبد الرشید
سید ولی
سید غلام رشید
سید محمد حبیب اللہ قادری
مرشد (مجہر شریف بہار)

نمر لطائف اشرفی صفحہ ۹۴، نقشہ [illegible] صفحہ ۲۰ شجرہ [illegible] صفحہ [illegible]

(سادات کچھوچھہ شریف)

شجرۂ نسب سید نور العین عبد الرزاق سجادہ و بھانجہ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ

مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ
۲۲۔ سید عبد الغفور حسن جیلانیؒ
۲۱۔ سید ابو العباس احمد موسیٰ جیلانیؒ
۲۰۔ سید بدر الدین حسن ابو علیؒ
۱۹۔ سید علاؤ الدین علی محمدؒ
۱۸۔ سید شمس الدین حسین
۱۷۔ سید سیف الدین یحییٰ احمدؒ
۱۶۔ سید ابو نصر محمد محی الدین احمدؒ
۱۵۔ سید عماد الدین ابو صالح نصر یار یابؒ
۱۴۔ سید تاج الدین عبد الرزاقؒ
۱۳۔ سیدنا عبد القادر جیلانی غوث اعظمؒ
(شجرہ نسب صد ۸۱)

اولاد سید نور العین عبد الرزاق (کچھوچھہ)

سید حسین قتالؒ (سجادہ)
مخدوم سید ابو سعید جعفر لاڈ ؒ
سید شاہ حاجی چراغ جہاںؒ
سید محمود شمس الحق ؒ
سید شاہ راجو قتال (سجادہ)
(مورث اعلیٰ سادات سمری بختیارپور)
(مونگیر، بہار)
سید شاہ فتح اللہ (سجادہ)
سید شاہ محمد مراد (سجادہ)
سید شاہ بہار الدین (سجادہ)
سید شاہ توکل علی (سجادہ)
سید شاہ داؤد علی (سجادہ)
سید شاہ نیاز اشرف (سجادہ)

مخدوم شاہ مبارک
مخدوم شاہ درویش
مورث (بیتھو شریف بہار)

سید شاہ حسنؒ
سید شاہ محمد اشرف
سید شاہ محمد
سید شاہ ابو الفتح (زندہ پیر)
سید شاہ محمد عثمان
سید شاہ عزیز الرحمٰن
سید شاہ جمال الدین (صغرٰی)
سید شاہ محمد غوث
سید شاہ نواز اشرف
سید شاہ تراب اشرف
سید شاہ قلندر
سید شاہ سعادت علی
سید شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی (سجادہ)
سید شاہ ابو المحمود احمد اشرف (سجادہ)
سید شاہ مختار اشرف (سجادہ)
سید شاہ اظہار اشرف (سجادہ)

(شجرۂ نسب اشرفیہ صد ۳۳ تا ۳۵)
از
(سید شاہ اظہار اشرف کچھوچھہ شریف)

شجرہ اولاد سیّد عبدالرزاقؒ قادری نورالعین

بھانجہ و سجادہ حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ

سیدشاہ حسین قتال

سیدشاہ جعفر لاڈ اشرفیؒ

سیدابی محمد الحسن اشرفی

سیدحاجی چراغ جہاںؒ

مخدوم شاہ مبارکؒ

مخدوم شاہ درویش (بیتھو شریف گیا، بہار)

سیدشاہ راجو قتالؒ

سیدشاہ احمدؒ

سیدشاہ محمود شمس الحسن

سیدشاہ وجیہہ الدین

سیدشاہ فتح اللہؒ (زندہ پیر)

دختر

سیدشاہ مراد اشرفی سجادہ

سیدشاہ صادق محمد اشرفی جیلانیؒ

سیدشاہ علاء الدینؒ

(مدفون بلسی ٹیکر، منشی، سہرسا، بہار)

سیدشاہ بہاء الدین اشرفی

سیدشاہ توکل علیؒ

سیدشاہ نیاز اشرف اشرفی

دختر

سیدشاہ داؤدؒ

سیدشاہ ابواحمد علی حسین

سیداحمد اشرف

۴۱۔ سیدمختار احمد اشرفی

سیدابومحمد اشرف حسین

محمد جعفر اشرف

(مدفون سکندرہ، بلندشہر)

(۴۲) سیداظہار اشرف

سیدانوار اشرف

شجرہ اولاد مخدوم سیّد شاہ صادق اشرف جیلانیؒ (کچھوچھہ شریف، فیض آباد یوپی)

مخدوم سیدشاہ علاء الدین اشرفی جیلانیؒ (سجادہ) (مدفون بلسی ٹیکر، منشی، سہرسا بہار)

فرزند اول (۳۳)

سیداشرف جیلانی (۳۷)

فرزند دوم (۳۳)

فرزند (۳۷)

فرزند سوم (۳۳)

سیدشاہ اشرفی جیلانی (۳۷)

فرزند چہارم

فرزند (۳۷)

دختر (۳۸)

سیدغنی اشرف

فرزند

سیدنذیر اشرف

سیدرحیم اشرف

سیدعمیم اشرف

(کراچی)

(۳۸) حامد اشرف

(۳۹) دختر

زوجہ حامد اشرف

محی الدین اشرف

سیدادریس اشرف

سیدتواب اشرف

اشرف چک

(سمری بختیارپور)

سیداشرف زوجہ

(کبریٰ خاتون)

سیدہ قاسم

فرزند

سیدغنی اشرف

سیدادریس اشرف

سیدتواب اشرف

فرزند

سیدسراج اشرف

سیدنعیم اشرف

دختر زوجہ رحیم اشرف

سیدعمیم اشرف

سیدظفیر اشرف

دختر

حامد اشرف (سجادہ)

برہان

عمران

تیتو میاں

مجتبیٰ

مصطفیٰ

مولانا سیدغنیمت

سیدابوالقاسم

(ہیڈ ماسٹر)

(۳۹) سیدنجیب اشرف

(۴۰) کاظم اشرف

(۴۱) ناظم اشرف

(لطائف اشرفی ص۴۰۹، شجرہ نسب اشرفیہ ص۵۵)

اولاد سید العزیز عالم بن شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

سید محمد الناک	سید عبدالفتاح
سید شمس الدین	سید ذکریا بغدادی
سید شرف الدین	سید شاہ سلیمان
سید زین الدین	سید شاہ محمد
سید ولی الدین	سید عبداللطیف
سید نور الدین	سید شاہ احمد قادری
سید حسین الدین	سید شاہ حسن بغدادی
سید محمد درویش	سید شاہ علی ہمدان
سید زین الدین	سید عبداللہ بیابانی
سید مصطفیٰ	سید عبدالعزیز ملتانی
سید سلیمان	سید رکن الدین بندہ نواز
سید علی	سید شاہ عبدالمنان قادری
	(بہار)

سید علی کے بیٹے:

سید عبداللہ	سید سلیمان
سید عبدالقادر جیلانی	سید مصطفیٰ
(گلشن اقبال کراچی)	سید سیف الدین
	سید ابراہیم بغدادی

اولاد سید ابی محمد عبداللہ الاشتر کلفٹن کراچی۔ (شجرہ صفحہ)

پشت نمبر	اسماء
۷۔	۷۔ سید محمد ثانی
۸۔	۸۔ سید حسن جواد نقیب (کوفہ)
۹۔	۹۔ سید ابی عبداللہ
۱۰۔	۱۰۔ سید محمد قاسم
۱۱۔	۱۱۔ سید ابی جعفر
۱۲۔	۱۲۔ سید ابوالحسن
۱۳۔	۱۳۔ سید حسن
۱۴۔	۱۴۔ سید عیسیٰ
۱۵۔	۱۵۔ سید یوسف
۱۶۔	۱۶۔ سید رشید احمد غزنوی
۱۷۔	۱۷۔ امیر کبیر سید قطب محمد حسنی
۱۸۔	۱۸۔ امیر سید نظام الدین
۱۹۔	۱۹۔ قاضی سید رکن الدین
۲۰۔	۲۰۔ سید صدر الدین
۲۱۔	۲۱۔ سید قیام الدین
۲۲۔	۲۲۔ سید علی
۲۳۔	۲۳۔ سید احمد
۲۴۔	۲۴۔ سید زین الدین
۲۵۔	۲۵۔ سید صدر الدین ثانی
۲۶۔	۲۶۔ سید قطب الدین محمد ثانی

پشت	اسماء	
۲۷۔	سید علاء الدین	
۲۸۔	قاضی سید محمود	
۲۹۔	سید اعظم	
۳۰۔	سید محمد معظم	
۳۱۔	سید محمد طفیل	
۳۲۔	سید شاہ عالم اللہ قطبی	
۳۳۔	سید محمد فضیل	سید محمد ہدیٰ
۳۴۔	سید محمد معظم	سید محمد نور
۳۵۔	سید محمد اسحاق	سید محمد عرفان
۳۶۔	سید ہدایت اللہ	سید احمد شہید
۳۷۔	سید عبدالرحیم شہید	(بالاکوٹ سرحد)
۳۸۔	سید محمد تقی	
۳۹۔	سید اکبر شاہ	
۴۰۔	سید علی محمد	
۴۱۔	سید عبدالعلی نصیر آبادی	
۴۲۔	مولانا حکیم فخر الدین	
۴۳۔	مولانا سید حکیم عبدالحئی	
۴۴۔	مولانا ابوالحسن ندوی	

شجرۂ سید انور علی شاہ (راجگیری)

پشت نمبر	اسمائے گرامی	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	حضرت علی رض	۲۳	سید محمد
۲	امام حسن رض	۲۴	سید تاج الدین
۳	سید حسن مثنیٰ رض	۲۵	سید عثمان الدین
۴	سید ابراہیم	۲۶	سید تاج الدین
۵	سید اسمٰعیل دیباج	۲۷	سید محمود
۶	سید حسن شیخ	۲۸	سید احمد
۷	سید علی	۲۹	سید عبداللہ
۸	سید حسین	۳۰	سید جگن
۹	سید علی	۳۱	سید جو دانشمندؒ
۱۰	سید حسن القوی	۳۲	سید شاہ علی منجھن
۱۱	سید محمد	۳۳	سید شہاب الدین دانشمندؒ
۱۲	سید ہبیرہ	۳۴	سید شاہ محمد
۱۳	سید حسن ثانی	۳۵	مولانا سید شاہ سراج الدینؒ
۱۴	سید محسن	۳۶	سید شاہ منصور راجگیریؒ
۱۵	سید احمد	۳۷	سید شاہ اللہ داد
۱۶	سید حسن	۳۸	سید شاہ معاذ راجگیریؒ
۱۷	سید علی	۳۹	سید شاہ عبدالرحمٰن
۱۸	سید رضی الدین	۴۰	سید شاہ غلام حیدر راجگیری
۱۹	سید مرتضیٰ (عامل عراق)	۴۱	سید شاہ غلام علی میر بخش
۲۰	سید ابو محمد	۴۲	سید شاہ واحد علی
۲۱	سید محمد قریشی	۴۳	سید ممتاز علی
۲۲	سید عزیز الدین	۴۴	سید انور علی راجگیری

(بہار)

تحقیق الاقوام صفحہ (۶۶ تا ۷۰)

اولاد مولانا سراج الدین (پشت ۳۵)

سید منصور — سید شاہ محی الدین

سید شاہ محی الدین ← سید تاج الدین، سید معین الدین

سید امام الدین راجگیری

اولاد سید غلام حیدر (پشت ۴۰)

سید قادر علی (لاولد) — سید نصیر علی — پیر غلام علی

سید نصیر علی ← پیر مہدی حسن

الطاف حسین — سید بہادر حسین

پیر غلام علی ← میر بخش

میر بخش ← سید وجیہہ علی، سید رضا علی (لاولد)

سید ممتاز علی ← سید انور علی

سید معین الدین حسین — سید شرف الدین — چار دختران (لاعقب)

حضرت عبداللہ شاہ غازی الاشتر البنہان کلفٹن کراچی

(شجرۂ نسب ص۸۱)

حضرت سید عبداللہ شاہ غازی الاشترؒ تبع تابعین میں سے تھے اور آپ حسنی و حسینی سید تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۹۴ھ میں ہوئی۔

۱۴۲ھ مطابق ۷۵۹ء کے لگ بھگ آپ تبلیغ کی غرض سے عازم سندھ ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ صغریٰ سیدنا امام حسین رضؓ کی پوتی تھیں۔ آپ سادات کرام کی پہلی شخصیت ہیں جو سندھ میں داخل ہوئی۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے والد محترم سید محمد نفس ذکیہؒ نے کی۔ آپ علم حدیث میں ملکۂ تامہ رکھتے تھے۔ آپ کا شمار اکابر محدثین میں کیا جاتا ہے۔

سید عبداللہ شاہ غازی الاشترؒ کی شہادت

خلیفہ منصور عباسی نے ایک عرب سردار عمر بن حفص کو عقبہ بن مسلم کے ساتھ ۱۴۲ھ میں سندھ بھیجا۔ اسی زمانہ میں سید عبداللہ الاشتر علویؒ عباسیوں کے مقابلے میں مدعیٔ خلافت تھے۔ بصرہ سے سندھ آئے۔ سندھ کے مقامی راجہ نے ہزار افراد ان کی مدد کے لیے پیش کیے۔ اسی دور میں سندھ میں شیعی تحریک کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ انہی دنوں سندھ کے حکمران کی طرف سے ایک ہزار فوج افریقہ بھیجی گئی تھی۔ یہی وقت تھا جب ہشام بن عمرو تغلبی منصورہ آئے۔ یہ بھی عمر بن حفص کی طرح ہوا خواہان دودمان نبوی تھے۔ جس سے سید عبداللہ الاشتر علویؒ اور دیگر علویوں کا اثر و رسوخ بڑھا۔ اسی سال عقبہ بن مسلم نے اپنے بھائی شفیع کو علویوں کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ جس نے سید عبداللہ الاشتر علویؒ کو کراچی میں ساحلِ سمندر پر شکار گاہ میں گھیر لیا۔ سید عبداللہ کے ساتھ تھوڑے سے لوگ تھے جو شکار کے لیے ان کے ساتھ آئے تھے۔ بہرحال مقابلہ ہوا اور سید عبداللہ الاشتر جنگ کرتے

لہ صفحہ ۱۰۸، تذکرہ اولیاء سندھ، صفحہ ۲۳ مخدوم جہانیان جہاں گشت از پروفیسر ایوب قادری

ہوئے ۱۵۱ھ میں شہید ہوئے۔ ان کا مزار آج بھی ساحل سمندر کلفٹن پر مرجع خلائق ہے۔ امام سید عبداللہ شاہ غازی الاشتر حضرت امام حسن رضؓ کے پوتے کے پوتے تھے۔

(ابنِ اثیر جلد ۵ صـ ۲۸۳ طبری جلد ۲ صـ ۲۹۰)
(تاریخ افغانستان صـ ۴۰۸)

حضرت سید ابوالحسن علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱۱	سید ابوالحسن علی ہجویریؒ
۱۰	سید عثمانؒ
۹	سید علی
۸	سید عبدالرحمٰن
۷	سید شاہ شجاع
۶	سید ابوالحسن علی
۵	سید حسن اصغر
۴	سید زید شہید
۳	امام زین العابدینؓ
۲	امام حسینؓ
۱	حضرت علیؓ
	بمطابق بزمِ صوفیہ صفحہ ۴۴
۱۰	سید ابوالحسن علی ہجویریؒ
۹	سید عثمان
۸	سید علی
۷	سید عبدالرحمٰن
۶	سید شاہ شجاع
۵	سید ابوالحسن علی
۴	سید حسن اصغر
۳	سید زید
۲	امام حسنؓ
۱	حضرت علیؓ

ابوالحسن کنیت اور علی اسم گرامی ہے۔ ہجویر اور جلاب میں قیام کیا اس لیے ہجویری اور جلابی کہلائے۔ آخر میں لاہوری مشہور ہوئے۔ شیخ ابوالعباسؒ محمد الاشقانیؒ ان کے بزرگ استاد تھے۔ شیخ ابوجعفر محمد بن المصباح الصیدلانی، شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری اور شیخ ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ الگرگانیؒ بھی داتا گنج بخش کے استاد تھے۔

جنیدیہ سلاسل کے خلیفہ ابوالفضلؒ محمد بن الحسن ختلیؒ سے تعلیم طریقت پائی۔ روحانی کسب کے لیے بارہ بلادِ اسلامیہ کی سیاحت کی اور تین سو سے زائد مشائخ سے فیض حاصل کیا۔ چالیس سال تک مسلسل سفر میں رہے لیکن جماعت کی نماز میں کبھی ناغہ نہیں کیا۔ شیخ حسین زنجانیؒ اور شیخ علی ہجویریؒ ایک ہی پیر کے مرید تھے۔ اول الذکر لاہور ہی میں تھے کہ پیر نے لاہور جانے کا حکم دیا۔ حکم کی تعمیل میں جب لاہور پہنچے تو رات تھی۔ صبح کو شیخ حسین زنجانیؒ کا جنازہ لایا گیا۔ داتا گنج بخشؒ ۴۰۰ھ میں تولد ہوئے اور ۴۶۵ھ میں رحلت فرمائی۔ لاہور میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ نے بھی ان کی قبر پر چلّہ کیا تھا اور رخصت ہونے پر یہ شعر پڑھا ؎

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

تصانیف :۔ (۱) کشف المحجوب (۲) منہاج الدین (۳) کتاب الفناو البقا، (۴) کتاب البیان واہل العیان (۵) بحر القلوب (۶) الرعایۃ الحقوق اللہ۔

نوٹ :۔ تحقیق کی رو سے داتا گنج بخشؒ حسنی سید ہیں (مؤلف)

۱؎ بزمِ صوفیا صفحہ ۴۴ ۲؎ فوائد الفواد صفحہ ۴۴ (بمطابق فوائد الفواد صفحہ ۴۵)

پیرانِ پیر دستگیر حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت اُمّ الخیر ہے۔ اور لقب امتہ الجبار سیدہ فاطمہ بنت شیخ عبداللہ صومعیؒ۔ آپ کے نانا گیلان میں ولی اللہ اور مستجاب الدعوات تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت باسعادت ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں جیلان یا گیلان میں ہوئی آپ کی عمر مبارک ۹۰ سال، ماہ نو دن تھی دوسری روایت کے مطابق ۸۹ سال ۷ ماہ نو دن ہے مزار مقدس عراق کے شہر بغداد میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کا خاندان آپ کے چار فرزندوں سے جاری ہوا۔ ۱) سید عبدالعزیزؒ ۲) سید عبدالوہابؒ ۳) سید عبدالرزاقؒ ۴) سید عبدال

شجرہ پر تبصرہ | سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ پدری نسب کی رو سے حضرت علیؓ کی تیرہویں پشت میں ہیں لیکن مادری نسب نامہ کی رو سے سولہویں پشت میں ہیں۔ لہٰذا تین پشتوں کا فرق تحقیق طلب ہے مولف

	نسب پدری اسماء	نسب مادری اسماء	نسب مادری اسماء
۱۳	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
۱۲	ابوصالح موسیٰ جنگی دوست	سیدہ اُمّ الخیر	عارفہ اُمّ الخیر
۱۱	سید عبداللہ یحییٰ	سید عبداللہ صومعی	ابوعبداللہ صومعیؒ
۱۰	سید یحییٰ زاہد	سید علی	سید ابوالجمال
۹	سید محمد زکریا شمس الدین	سید احمد	سید ابومحمد
۸	امیر داؤد محمد اکبرؒ	سید عبدالرحیم	سید احمد طاہر
۷	سید موسیٰ ثانیؒ	سید کمال الدین	سید عبداللہ
۶	سید ابوصالح رضاؒ	سید جمال الدین	سید کمال الدین
۵	سید موسیٰ الجونؒ	سید نورالدین عمر	سید علی
۴	سید عبداللہ المحضؓ	سید مجید الدین اطہر	سید علی عریضی
۳	سید حسن مثنیٰؓ	سید عباس	سید علاء الدین
۲	امام حسنؓ	امام جعفر صادقؓ	امام جعفر صادقؓ
	(مطابق) سفینۃ الاولیاء از دارا شکوہ ص ۶۹	(مطابق) سفینۃ الاولیاء دارا شکوہ ص ۶۹	(مطابق) کنز الانساب صفحہ ۶۶

مناجات از غوث پاک عبدالقادر جیلانیؒ

قادرا! قدرت تو داری ہرچہ خواہی آں کنی
مُردہ راجاں می دہی و زندہ را بے جاں کنی

آسماں را بے ستوں برپا تو کردی اے حکیم!
ابر را بہرِ طراوت بر زمین گریاں کنی

صد ہزاراں زاہداں حیران بماند بر درت
کارِ صد بے چارہ را از فضلِ خود آساں کنی

گہہ گدا را ملک بخشی گہہ شہ را چوں گدا
از برائے نیم جاں تو در بدر حیراں کنی

بر سرِ زکریاؑ تو نہادی آرہ بحکمِ قضا
از تنِ ایوبؑ ما بر طعمۂ کرماں کنی

جملہ عالم سر بسر حاضر شوند در روزِ حشر
نامۂ اعمال شاں ہر پلۂ میزاں کنی

گہہ خلیل اللہ را از آتش بستاں کنی
گہہ خلیل خویش را از نارِ تو بستاں کنی

بر پُل مرا ط از موئے باریک است می باید گزشت
بر کسے ہموارہ سازی بر کسے پیچاں کنی

زہرِ قاتل ہم مجلق آں حسنؓ کردی نصیب
بر حسینؓ ابن علیؓ تیغ ازل فرماں کنی

ہست محی الدین بندہ در گہت اے شاہِ ما
از تو زیبد ہر کہ را حاکمِ فرماں کنی

عبداللہ شاہ اصحابی الحسنی بغدادی ٹھٹوی ؒ

(شجرۂ نسب ص۸۲)

شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کی اولاد و امجاد سے ہیں اس لیے آپ حسنی اور حسینی سید ہیں۔ شیخ الاؤ[illegible] سید محمد غوث پشاوری لاہوری فرماتے ہیں کہ اس فقیر کے دادا سید عبداللہ حب بغداد سے ٹھٹھہ تشریف لائے اور کسی سید گھرانے میں شادی کی تو فقیر کے والد وہیں پیدا ہوئے۔ آپ کے تمام اجداد اپنے اپنے والد ہی کے مرید ہوتے چلے آئے سلسلۂ بیعت بعینہٖ سلسلۂ نسب ہے۔ حضرت سید عبداللہ شاہ اصحابی ؒ کا سال وفات بقول سید غلام صاحب سنہ ۱۰۶۰ھ ہے۔ مزار شریف مکلی پر مرجع خلائق ہے۔ آپ مرزا شاہ ارغون کے زمانہ میں اپنے دوست سید منیر ؒ، سید کمال ؒ اور سید قاضی شکراللہ ؒ کے ساتھ مکلی میں سکونت پذیر ہوئے۔ (تحفۃ الطاہرین صفحہ ۴۷)

سید ابراہیم ملک بیا ؒ بہار

(شجرۂ نسب ص[illegible])

آپ کے آباء و اجداد بغداد سے غزنی آئے۔ سید ابراہیم سلطان تغلق کے عہد میں ہندآئے۔ اختیارالدین محمد بن بختیار خلجی کے عہد میں آپ فوج کے سالار تھے آپ کی سرکردگی میں صوبہ بہار فتح ہوا۔ ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۷۵۳ھ کو دشمنوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ شہر بہار شریف سے ایک میل دور پہاڑ پر مدفون ہیں۔ بادشاہ نے ایک عظیم الشان گنبد آپ کی قبر پر تعمیر کرادیا جو فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ سید ابراہیم کے مقبرہ کا سنگ بنیاد حضرت مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیری بہاری ؒ مخدوم سید اولاد چرمپوش ؒ اور مخدوم شاہ احمد سیستانی ؒ نے رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو حضرت شاہ ارشد جونپوری کے قلمی ملفوظات گنج ارشدی ؒ واضح رہے کہ سلطان محمد تغلق نے بہار کی فتح کے بعد سید ابراہیم سپہ سالار کو خوش ہو کر "ملک بیا" کا خطاب دیا تھا۔ آپ کے فرزندوں کی تعداد آٹھ ہیں (۱) ملک داؤد (۲) ملک محمد الیاس (۳) ملک بدرالدین (۴) ملک صدرالدین (۵) ملک محمد محسن (۶) ملک عثمان (۷) ملک سلیمان۔

۱؎ تذکرہ اولیائے سندھ صفحہ ۸۹ تا ۹۲ و تذکرہ صوفیاء سندھ صفحہ ۱۲۳

۲؎ تاریخ بارہ گیاں از پروفیسر مجیب الرحمٰن صفحہ ۱۸ تا ۲۱

مزار حضرت سید ابراہیم ملک بیا ؒ کے مشرقی دروازہ کے کتبہ پر

درج ذیل چھ اشعار کندہ ہیں

این مقطعہ بہار ملک سیف دولت است
کز سہم تیغ او سپر انگندہ آفتاب

بت را ہمی شکست چو ہمنام خویش تا
در عالم بقاش بود بت شکن خطاب

صفدار صف شکن چو صف آراستے بحرب
رستم بہ تب فتاوے و بہمن شدے کباب

خورشید اگرچہ لشکر سیارہ را شکست
آخر ز کوہ ساخت سراپردۂ حجاب

تاریخ آفتاب کہ یکشنبہ از جہاں
چوں لعل رفت در دل سنگ از برائے خواب

بود از مہ معظم ذی الحجہ سیزدہ
از سال بود ہفت صد و پنجاہ سہ در حساب

(تاریخ ملک از عبدالحلیم خواجہ پوری)

بشکریہ ملک بدرالحسن بدر مدیر اعلیٰ مجلہ الملک سنہ ۱۹۹۰ء النور کراچی

ملک بیاؒ کے مقبرہ کے جنوبی دروازہ کے سیاہ پتھر پر کندہ چھ اشعار

دریں گنبد کہ ہست از روئے معنی	بقدر از گنبدِ افلاک برتر
نخفت است شیر مردے کز بہ ہیبتش	نخفتے شیر اندر بطن شپیر
مدار ملک ابراہیم ابوبکر	کہ تیغ از بہرِ حق می زد چو حیدرؓ
چنیں لشکر کسے کشور کشائے	نہ خیزد دوم اندر ہفت کشور
کنوں چوں بر ورت افتادہ یارب	زراہِ لطفِ خود بکشا بروے در
بہ مشکِ رحمت و کافورِ رحمت	کنی دیوار خاکش را معطر

مشرقی دروازہ کے سامنے کے دروازے کے کتبہ پر کندہ چھ اشعار

بعہدِ دولت شاہِ جہانگیر	کہ بادا در بہار ملک نوروز
شہنشاہِ جہاں فیروز سلطاں	کہ بر شاہانِ گیتی گشت فیروز
ملک سیرتِ ملک بن ابراہیم	کہ بد در دیں چو ابراہیم گیں توز
بماہ ذی الحجہ یکشنبہ از دہر	بدست چوں سیزدہ از مہ دریں رند
بہ ہجرت ہفت صد و پنجہ سہ تاریخ	مسافر شد ملک در جنت ایں روز
خداوند از فضلِ خویش بروے	کنی آساں حساب آخریں روز

(تحفۂ بہار از مولانا مفتی محمد عبد المتین ص۲۴ تا ۲۷)

قاضی ملک محب اللہ بہاری

قاضی محب اللہ بہاری موضع کڑا، بہار شریف کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے والد کا نام ملک عبد الشکور تھا۔ ابتدائی تعلیم ملا سید قطب الدین شمس آبادی امٹھوی سے حاصل کی۔ تعلیم سے فارغ ہوئے تو اورنگ زیب عالمگیر نے شاہی ملازمت میں لے لیا۔ وہ لکھنؤ اور حیدرآباد میں قاضی مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ شہزادہ رفیع القدر بن شہزادہ معظم کے اتالیق بھی رہے۔ شاہ عالم کے عہد میں ۱۱۲۴ھ/۱۷۱۲ء میں قاضی القضاۃ کا عہدہ عطا ہوا اور فاضل خاں کا خطاب ملا۔

۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء میں انتقال ہوا۔ وہ محلہ چاندپورہ بہار شریف میں مدفون ہوئے۔

علمی مقام ملا ملک محب اللہ بہاری کو بے مثال شہرت نصیب ہوئی۔ مولوی رحمان علی ان کی ذہانت و فطانت اور جلالتِ علمی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"بحرے بود از بحارِ علوم و بدرے بود بین النجوم"

ان کی کتابوں میں ایرانی فضلا میر باقر داماد اور صدر الدین شیرازی کے زیر اثر ادبی پہلو نمایاں ہے۔

تصنیفات (۱) سلم العلوم۔ یہ منطق کی ادق اور مشکل ترین کتاب ہے جسے عالمگیر مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ ایک مختصر اور جامع کتاب ہے جو آج تمام مدارس عربیہ میں پڑھائی جاتی ہے اس کے بارے میں ملک محب اللہ بہاری نے دیباچہ میں خود لکھا ہے۔

"میری خواہش ہے کہ یہ مسلم درسی کتابوں میں اس طرح چمکے جیسے ستاروں میں چاند" اس پر بہت سی شرحیں لکھی گئیں مثلاً

(۱) شرح قاضی مبارک (۲) شرح حمد اللہ سندیلوی (۳) شرح ملا احمد عبد الحق فرنگی محلی (۴) شرح جلالین (۵) شرح ملا مسافر۔

(۲) مسلم الثبوت (فقہ): یہ اصول فقہ کی معروف درسی کتاب ہے جو ۱۱۰۹ھ میں لکھی گئی۔

(۳) الجوہر الفرد (۴) مغالطہ عامۃ الورود

(تذکرہ مصنفین درس نظامی ص۲۲، ۲۳ تاریخ بارہ گیاں ص۲۱۱، ۲۱۲)

خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ

آپ کا اسم گرامی محمود تھا اور نصیر الدین محمود گنج اور چراغ دہلی القاب تھے۔ آپ کے جدّ بزرگوار شیخ عبداللطیف یزدی خراسان سے لاہور آئے۔ آپ کے والد شیخ محمود یحییٰ لاہور میں پیدا ہوئے تھے مگر بڑے ہوکر اودھ منتقل ہوئے۔ خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی ولادت اودھ ہی میں ہوئی تھی جسے اجودھیا یا بارہ بنکی کہتے ہیں۔ آپ کے نام کے ساتھ اودھی بھی لکھا جاتا ہے۔ آپ سادات حسنی تھے۔ آپ نے بزدوی قاضی محی الدین کاشانی سے پڑھی تھی اور مولانا عبدالکریم شیروانی سے ہدایہ پڑھا تھا۔ آپ نے ۴۲ سال کی عمر میں محبوب الٰہی سے بیعت کی۔ والدہ کی وفات کے بعد دہلی آگئے۔ محبوب الٰہی کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ ہوئے۔ شیخ مکّہ سے آپ کو چراغ دہلی کا لقب ملا۔ ان پر قلندر تراب نے قاتلانہ حملہ کیا تین سال تک زندہ رہے پھر ۱۸، رمضان شب جمعہ ۷۵۷ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ تمام عمر مجرد رہے۔

ملفوظات (۱) خیر المجالس (۲) مفتاح العاشقین مرتبہ مولانا محب اللہ بہاری۔

خلفاء (۱) سید محمد بن جعفر المکیؒ (۲) سید محمد گیسو درازؒ

(۳) خواجہ کمال الدینؒ (احمد آباد) (۴) شیخ دانیالؒ (ستر کھ)

(۵) شیخ صدر الدینؒ (۶) مولانا خواجگیؒ (کالپی)

(۷) شیخ احمد تھانیسریؒ (۸) شیخ محمد متوکل کنتوریؒ (بہرائچ)

(۹) شیخ قوام الدین (لکھنو)

(تاریخ صوفیائے گجرات صد ۳۰۹)

حاجی سید عبداللہ سیاحؒ پھلواروی خیر آبادی

(شجرۂ نسب صد ۹۳)

سید حاجی عبداللہ سیاحؒ پھلواروی خیر آبادی قادریہ قمیصیہ سلاسل کے معمر ترین شخص تھے۔ حضرت مخدوم بدر عالم شہباز پوری ان کے مرشد تھے۔ موضع شہباز پور پھلواری شریف کے متصل واقع ہے۔ حاجی سید عبداللہ سیاحؒ کے دو مشہور خلفاء مولانا صفت اللہ محدث خیر آبادی اور حضرت پیر محمد لکھنوی کے ذریعہ آپ کا فیضان جاری ہوا۔ آپ کا اسم گرامی سید محمد ہے اور حاجی عبداللہ سیاح آپ کا لقب ہے۔ وطن پھلواری شریف تھا مگر ساری عمر سیر و سفر میں گزار دی اس لیے سیاح لقب پڑ گیا۔ سلسلۂ نسب سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے۔ آخر میں اپنے مرید خاص حاجی صفت اللہ کے یہاں خیر آباد میں قیام فرمایا۔ آپ کی ولادت باسعادت مخدوم شاہ مینا لکھنویؒ کے دور میں ہوئی۔ ۱۱۱۵ھ میں وفات پاگئے۔ آپ کی عمر شریف دو سو اکتیس سال ہوئی۔ بعضوں نے عمر تین سو سال بتائی ہے۔ "نفحات عنبریہ" میں سن ولادت ۸۸۴ھ تحریر ہے۔ ۱۱۱۵ھ سن وفات متفق علیہ ہے۔ سلاسل طریقت میں مخدوم بدر عالم شہباز پوری سے بیعت تھے۔ آپ بلند اخلاق و کردار کے مالک تھے اور تصوف میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ تمام اہل عصر میں فائق تھے۔ آپ نے ساری عمر عبادت و ریاضت میں گزار دی۔ متاہلانہ زندگی پسند فرمائی اور نہ کسب معاش کی طرف توجہ دی۔ زندگی بھر متوکل رہے آپ شیخ دانیال کے بھی مرید تھے۔

تبرکات (۱) لکڑی کے سودانوں کی تسبیح (۲) روئی دار ٹوپ۔

(۳) میت کو غسل دینے کا تختہ جو ایک ہی درخت کا بے جوڑ ٹکڑا ہے۔

سید حاجی عبداللہ سیاحؒ نے خیر آباد آکر حاجی صفت اللہ کو فرزندی میں لے لیا۔ جب حاجی صفت اللہ معقولات و منقولات میں ماہر ہو گئے تو بیعت فرما کر پٹنہ واپس آگئے۔ دوبارہ خیر آباد تشریف لے گئے اور وہیں آسودۂ خاک ہوئے۔ آپ کے خلفاء کی کثیر تعداد دہلی میں ذی علم تھے۔ لیکن خلافت مولانا صفت اللہ ہی کو عطا کی۔ ۲۶، جمادی اول ۱۱۱۵ھ میں راہی ملک عدم ہوئے۔

[1] ماہنامہ المجیب جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۳۳ تا ۳۵

مخدوم سیّد شاہ درویش اشرفی بیتھو شریف گیا۔بہار

(شجرۂ نسب ص۸۴)

صوبہ بہار کے گیا ضلع میں شہر سے تقریباً تیس میل شمال ساحل پھلگو ندی پر بیتھو شریف کو مخدوم سید شاہ درویش رح نے ۵۰۰ سال قبل اپنی توجہات کا مرکز بنایا جو سرزمین مگھوں اور کولھوں کا مسکن تھی۔ اس سرزمین پر بعدازاں بہت سے علمائے دین اور عارف کامل کا ظہور رہا۔

آپ کے والد مخدوم سید شاہ مبارک ببنہؒ کچھوچھہ شریف میں سکونت پذیر تھے۔ سیر دیاحت کے لیے بہار آئے اور موضع شیخ پورہ پنجورہ میں قیام فرمایا۔ آپ کی شادی بی بی خاص بنت شاہ برہان اللہ قصبہ جونپور سے ہوئی جن سے مخدوم شاہ درویش تولد ہوئے جو بعدازاں آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو جنوب کی جانب جانے کا حکم دیا۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی اور موضع بیتھو شریف آگئے۔ یہ ویرانہ اور کوردہ جگہ تھی۔ آپ نے مغرب کی جانب حضرت بایزید شہید کے مزار کے قرب میں قیام فرمایا۔ چند دنوں کے بعد آپ کی آمد کی دھوم مچ گئی۔ ہزاروں انسان آپ کی صحبت اور تعلیم سے فیض یاب ہونے لگے۔ کتنے راجہ، مہاراجوں نے آپ کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ زمانہ قدیم سے یہاں کولھ اور سیوتار قوم آباد تھی اس سے قبل یہ مقام مگھ قوم کا مسکن تھا جن پر مخدوم درویش رح نے فتح حاصل کی۔ آپ نے یہاں ایک پرشکوہ مسجد کی بنیاد رکھی اور حجرہ و قیام گاہ تعمیر کرنے کے بعد اپنے اہل وعیال کے ساتھ سکونت اختیار کرلی۔ آپ کے دستِ مبارک پر لاکھوں بندگانِ خدا نے بیعت حاصل کی۔ آپ کے دستِ مبارک پر موضع ابراہیم پور نوڈیہہ کے ناظم نے بھی بیعت کی جن کی کوششوں سے خانقاہ کے مصارف کے لیے بادشاہِ وقت کی طرف سے بیتھو شریف کی جاگیر آپ کو عطا کی گئی۔

مخدوم درویش رح کی شادی بی بی جان ملک بنت شاہ سلطان علی (شاہ لھا) ساکن منیر شریف ضلع پٹنہ سے ہوئی جن کے بطن سے تین فرزند اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

سہ نقش درویش از منیر قمر بیتھوی ص۸

مخدوم شاہ درویش رح آخر عمر تک یادِ الٰہی میں معروف رہے۔ آخر کار ۱۰ شعبان ۹۰۲ھ کو اللہ کو پیارے ہوگئے۔ آپ کا مزار بیتھو شریف میں پھلگو ندی کے کنارے مرجع خلائق ہے۔ آپ کے مرقد پر آپ کے سجادگان نے ایک پرشکوہ روضہ تعمیر کرایا ہے جو عظمتِ رفتہ کا مرقع ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر مخدوم شاہ محمد اشرف آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ الکریم علیہ السلام

اولادِ مخدوم سیّد شاہ درویشؒ بیتھو شریف (گیا، بہار)

سیّد شاہ محمد اشرف (سجادہ)
سیّد شاہ اعلیٰ اشرف (سجادہ)
سیّد شاہ محمد اسمٰعیل (سجادہ)
سیّد شاہ حافظ اشرف (سجادہ)
سیّد شاہ عبدالہاشم (سجادہ)
سیّد شاہ غلام مبارک (سجادہ)
سیّد شاہ غلام مصطفیٰ (سجادہ)
سیّد شاہ غلام رسول (سجادہ)
سیّد شاہ نوازش رسول (سجادہ)
سیّد شاہ عمر دراز اشرف (سجادہ)
سیّد شاہ ابواسحاق اشرف (سجادہ)
سیّد شاہ زاہد حسین اشرف (سجادہ)
سیّد شاہ شاہد حسین اشرف (سجادہ)

(نقشِ درویش از منیر قمر بیتھوی صہ ۳۱، ۳۲)

اولاد سیّد ابراہیم ملک بیاؒ
ملک داؤد
علاء الملک
خطاب الملک
ملک گدن
اللہ داد سید باگھہ
محمد اسمٰعیل
بہاء الدین
ملک تاتار
احمد اللہ
ملک ستدا
ملک معصوم
غلام نبی
غلام نبی
ملک بخت
جمال الدین
طفیل اللہ
ناصر علی
امام بخش
عبدالکریم
ملک محمد نعیم لوہنڈوی (بہار)

(نقشِ درویش از منیر قمر بیتھوی، تاریخ بارہ گیاں صہ ۲۳)

سیّد موسیٰ پاک شہید ملتانیؒ

ملتان میں سادات حسنی قادری کی بنیاد ۹۸۵ھ میں مخدوم سیّد موسیٰ پاک گیلانی نے رکھی جو غوث پاک کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے مورث اعلیٰ مخدوم محمد غوث بندگی حلب سے براستہ ایران، خراسان ہند وارد ہوئے اور اوچ شریف میں متوطن ہوئے۔ آپ کی ولایت کا شہرہ سن کر سکندر لودھی (متوفی ۹۲۲ھ) آپ کا معتقد ہو گیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند سید عبدالقادر ثانی سجادہ نشیں ہوئے۔ آپ نے تمام جائدادیں اور جاگیر بادشاہ کو واپس کر دیں اور متوکلانہ زندگی گزارنے لگے۔ آپ کی وفات ۹۴۰ھ میں ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مخدوم سید عبدالرزاق نے سجادگی سنبھالی۔ یہ وہی بزرگ تھے جن کے دستِ حق پرست پر ملتان میں قائداعظم محمد علی جناح کا خاندان مشرف بہ اسلام ہوا تھا جو ملتان کے قدیم لوہانی راجپوت تھے اور بعد میں گجرات نقل مکانی کی۔ سید عبدالرزاق کی وفات کے بعد ان کے فرزند مخدوم سید حامد جہاں بخش سجادہ نشیں ہوئے۔ جو سید موسیٰ پاک شہید کے والد ماجد تھے۔ سید موسیٰ ۹۵۲ھ میں اوچ شریف میں تولّد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی آپ نے علوم حدیث، فقہ، صرف و نحو میں دستگاہ حاصل کی اور خوشنویسی کا شوق بھی پورا کیا۔ ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد والد صاحب نے آپ کو خرقہ سجادہ، تسبیح اور انگوٹھی مرحمت فرمائی اور بیعت کی عام اجازت دے دی۔ آپ کچھ عرصہ تک دکن، فتح پور سیکری اور آگرہ میں رہ کر دہلی تشریف لائے جہاں ۹۸۵ھ میں اپنے والد کی ایما پر حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر ملتان لوٹ آئے جہاں آپ نے مستقل قیام کیا۔ مریدین کا سلسلہ بلخ، بخارا، توران، ایران، افغانستان اور ہندوستان تک پہنچا۔ آپ کا ارشاد گرامی تھا کہ درویش پر حصولِ علم لازم ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ حضرت موسیٰ پاک شہید کے چار فرزند تھے۔ (۱) سید حامد گنج بخش (۲) سید جان محمد (۳) سید عیسیٰ (۴) سید یحییٰ۔

(ملتان ذیشان از منشی عبدالرحمٰن خاں صہ ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۱)

[1] بے تیغ سپاہی صہ ۵۵ ماہِ نو دسمبر ۱۹۵۰ء قائداعظم نمبر جناح از مسٹر بولیتھو صہ ۲۔

سیّد شاہ قمیصؒ

شجرۂ نسب ۸۳

سیدتاج الدین محمود سب سے پہلے بغداد سے ہندوارد ہوئے۔ آپ کو رشد وہدایت اور تبلیغ کے لیے بنگال بھیجا گیا۔ اس وقت سید حسین شاہ بنگال کا حکمران تھا۔ بادشاہ نے عقیدتاً اپنی دختر کا نکاح حضرت سے کرنے کی پیش کش کی لیکن آپ نے اپنے فرزند سید ابوالحیات کو بغداد سے بلوا کر بادشاہ کی دختر سے نکاح کر دیا جن سے سید شاہ قمیص تولد ہوئے۔ شاہ قمیص کی شادی اپنے ماموں سید نعیب شاہ کی دختر سے ہوئی۔ آپ حج سے واپسی پر موضع سادھورہ مشرقی پنجاب پہنچے جہاں سیّد نصراللہ واسطی کی دختر سے دوسرا نکاح کیا اور سادھورہ میں قیام پذیر ہوئے جہاں شیخ عبدالرزاق عرف شیخ بہلول آپ کے مرید ہوئے۔ سادھورا سے بنگال تشریف لے گئے جہاں ان کا انتقال ہو گیا۔ تدفین سادھورہ میں ہوئی میت بہار شریف میں محلہ گڑھ میں عارضی طور پر قبر کے سپرد کی گئی تھی جہاں آج بھی قبر بنی ہوئی ہے۔ تاریخ وفات ۹۹۲ھ ہے۔ سید شاہ قمیص کی بی بی عائشہ بنت سید نصراللہ واسطی سے تین فرزند تولد ہوئے۔ (۱) سید شاہ محمد قمیصی (۲) شاہ احمد قمیصی (۳) سید شاہ ابوالمکارم۔ آپ کے خلفاء میں مخدوم بدر عالم شہباز پوری اور شیخ عبدالرزاق بہلول بہت مشہور ہیں۔

آپ کے فرزند اکبر سید شاہ محمد قمیصی کی ذریت گو لڑا شریف پہنچی اور سید پیر مہر علی شاہ انہیں کی اولاد میں ہیں۔ سید شاہ احمد قمیصی عرف احمد حاجی کی اولاد منیر شریف پٹنہ بہار میں پھیلی۔ سید شاہ احمد اللہ عرف شاہ منیری انہیں کی اولاد ہیں۔ سید شاہ ابوالمکارم کے پوتے شاہ محمد فاضل شیر قلندر سادھوری ہیں ان کے فرزند شاہ مجا قلندر ہیں جن کا سلسلہ چند واسطوں سے مخدوم قطب بینائے دل جونپوری تک پہنچتا ہے۔

پھلواری شریف پٹنہ بہار کے مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ عماد الدین پھلواروی سید شاہ قمیص رحمت اللہ علیہ کے مشہور خلفاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔

---

[1] ماہانہ رسالہ المجیب پھلواری شریف برائے ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۹

سید فضل اللہ گوسائیںؒ قادری بہار

(شجرۂ نسب ۸۳)

سید فضل[1] اللہ گوسائیںؒ کا مزار بارہ دری عظیم آباد میں واقع ہے۔ سید فضل اللہ گوسائیں کے دو فرزند تھے :-

(۱) سید احمد عرف سید بڑے۔ وہ بہار سے نقل مکانی کر کے کوڑہ چلے گئے اور ان کی اولاد بھی اسی مقام پر آباد ہیں۔

(۲) سید منیر الدین محمود بہار شریف پٹنہ میں آباد ہوئے اور اپنے والد گرامی کے مسند نشیں اور سجادہ ہوئے۔ ان کے بیٹے سید نصیر الدین تھے جنہوں نے دو شادیاں کیں۔ محل اولیٰ سے تین فرزند تولد ہوئے اور ایک دختر پیدا ہوئی۔ فرزندوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) سید تقی الدین سجادہ نشیں

(۲) سید صفی الدین

(۳) سید زین الدین

سید تقی الدین سجادہ نشیں موضع شیخوپورہ ضلع مونگیر بہار میں آباد ہوئے۔ ان کے ایک فرزند میر مظفر حسین تولد ہوتے۔ جن کے بیٹے میر امید علی ہیں جن سے میر سعادت علی نواسہ سید شاہ احمد علی بہاری تولّد ہوئے۔

سیّد صفی الدین کے دو فرزند تھے :-

(۱) سید رکن الدین (۲) سید صابر علی

سیّد رکن الدین کے بھی دو فرزند تھے :-

(۱) سید تاج الدین

(۲) سیّد منہاج الدین

---

[1] تاریخ حسن صفحہ ۱۰۹

اولادسید فضل اللہ گوسائیںؒ (شجرہ مفو)

سید محمود

- سید نصیر الدین
  - شاہ منقی درویش
    - شاہ نقی
      - شاہ غوث الاعظم خان
        - سید مختار احمد خان
        - غلام نبی اللہ خان
        - سید منیر
        - سید ندا حسین
        - سید ذاکر حسین
        - شاہ ظہیر الدین
        - سید طاہر حسین
        - (بہار)
      - سید شاہ نظام الدین ابوالفتح
        - سید برہان الدین
        - سید بدرالدین
        - سید ولی اللہ
        - سید فتح اللہ
        - بی بی حضورن
        - سید اولاد علی
        - کبیر فاطمہ زوجہ شاہ محمود علی
        - آمنہ خاتون زوجہ سید علی رضا
        - سید حسن رضا (استاد مؤلف)
        - (محلہ دائرہ، پٹنہ، بہار)
          - صادقہ پروین
          - غزالہ
          - سالار بخت
          - سید حامد رضا
          - سید خالد رضا
          - رضوانہ
          - رخسانہ طاہرہ
- سید نظام الدین
  - شاہ آفاق
    - شاہ علاء الدین
    - شاہ وجیہہ الدین
    - شاہ خادم علی دھومن
    - شاہ عنایت علی بہاری
    - شاہ ریاض علی
    - سید شاہ افضل حسین فقیر
    - (بہار)
  - شاہ برہان
    - شاہ بدرالدین
    - شاہ نعمت اللہ میر قطبی
    - شاہ افضل علی خان
    - شاہ مظفر حسین
    - شاہ امید علی
    - سید سعادت علی
    - (بہار)

سید علم اللہ قطبی حسنی و سید احمد شہیدؒ

بالاکوٹ رائے بریلی نصیر آباد یو۔پی

(شجرۂ نسب ص۹۹)

سید شاہ علم اللہ قطبی حسنی مدنی ۱۲ ربیع الاول ۱۰۳۳ھ میں قصبہ نصیر آباد، یوپی میں تولد ہوئے۔ آپ کی کم سنی ہی میں آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ کے ماموں سید ابو محمد نے آپ کی پرورش اپنے ذمہ لے لی۔ سید ابو محمد امرائے شاہجہانی میں سے تھے۔ سید شاہ علم اللہ نے تعلیم اپنے چچازاد بھائی دیوان خواجہ احمد سے حاصل کی۔ دو سال تک لشکرگاہ میں محنت و مشقت کی بعد ازاں سید شاہ آدم بنوری نقشبندیؒ سے بیعت ہوکر کمالات حاصل کیے اور خلافت و نیابت سے سرفراز کیے گئے۔ سید آدم بنوریؒ نے اپنا عمامہ اور حضرت مجدد الف ثانی کی دستار عنایت کی اور وطن رخصت کیا۔ سید شاہ علم اللہ قطبی حسنی اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر حجاز کے سفر کی نیت سے نصیر آباد سے نکل کر رائے بریلی پہنچے تو ایک بزرگ شاہ عبدالشکور مجذوب کے اصرار پر رائے بریلی ہی میں قیام فرمایا۔

۱۰۹۶ھ میں عہد عالمگیری میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

سید شاہ علم اللہ کے ۵ فرزند تھے۔

(۱) سید آیت اللہ (۲) سید محمد ہدیٰ (۳) سید ابوحنیفہ (۴) سید حئی (۵) سید محمد فضیل۔

سید علم اللہ کے پوتے سید محمد نور بن سید محمد ہدیٰ کے پوتے سید احمد شہید بالاکوٹ تھے۔

سید شاہ علم اللہ کے فرزند سید محمد فضیل کی گیارہویں پشت میں مولانا سید ابوالحسن ندوی تولد ہوئے۔

---

[1] عربی النسل مسلمان صفحہ ۱۰۷

مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

شجرہ نسب صـ۸۲

در دست نہ تیر است نہ در دست کمان است
ایں سادگی اوست کہ بسمل دو جہان است
در مدرسہ از جنبش لعل تو حکایت
در میکدہ از مستیٔ چشم تو نشان است

مولانا کا سلسلۂ نسب شیخ عبدالقادر جیلانی رحؒ تک پہنچتا ہے۔ ان کے آباواجداد میں شاہ بہاءالحق مخدوم حبیب ملتانی دسویں صدی ہجری کے اکابر اولیاء میں ہیں جن کے نامور فرزند شاہ ابوبکر چرمپوش ملتان سے منتقل ہوکر مظفر نگر آئے اور موضع کھتولی میں قیام پذیر ہوئے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری نسل ولائت سے خالی نہیں رہے گی۔ آپ کا مزار کھتولی (مظفر نگر) میں مرجع خلائق ہے۔ اسی خانوادے میں شاہ کمال بزرگ تھے جن کے دو فرزند تھے (۱) شاہ سانولے (۲) شاہ عنائت اسی خانوادے میں ایک بزرگ شاہ علی بھی تھے۔ فرخ سیر بادشاہ ان کے کمالات سے متاثر ہوکر ۲۶ بیگھہ اراضی جاگیر میں عطا کی تھی۔ جسے محی الدین نگر (محی الدین پور) کہتے ہیں۔ اس خاندان کی دوسری شاخ میں شاہ غلام مصطفٰے اگزرے ہیں جو شاہ محمد نصیب بن شاہ محمد عاشق کے پوتے ہیں یہ لوگ وہاں سے کانپور منتقل ہوئے۔ مولانا محمد علی مونگیری کے جدامجد سید شاہ غوث علی کی ولائت کی تصدیق مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ نے فرمائی ہے۔ سو سال قبل سید شاہ غوث علی مظفر نگر سے کانپور منتقل ہوئے اور شاہ غلام مصطفٰے اکے جانشین ہوئے۔ مولانا محمد علی مونگیری کے اولین اجداد بخارا میں تھے وہاں سے ملتان آئے، ملتان سے مظفر نگر آئے پھر یوپی اور بہار کو سرفراز کیا۔ مولانا محمد علی مونگیری کی ولادت ۳ شعبان ۱۲۶۲ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۸۴۶ء کو کانپور میں ہوئی۔ مولانا نے اپنے چچا سے قرآن پڑھا اور فارسی عبدالواحد بلگرامی سے پڑھی۔ درسیات کی تکمیل مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور مفتی عنائت اللہ کاکوروی سے کی۔ جب عمر ۲۲ سال ہوئی تو محی الدین پور میں آپ کا نکاح

ہوگیا۔ حافظ محمد صاحب سے اسم ذات کی تعلیم حاصل کی پھر مولانا شاہ کرامت قادری کا دامن پکڑا جو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد تھے اور مولانا اسمٰعیل شہید کے ساتھ کھیلے تھے وہ کالپی میں مدفون ہیں۔ آخر میں مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی روحانی تربیت نے مرتبہ کمال تک پہنچا دیا مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے صحاح ستہ، موطا امام مالک اور حصن حصین کی اجازت حاصل کی اور خرقۂ خلافت پایا۔ ایک دفعہ مولانا آلِ احمد محدث پھلواروی (مدفون مدینہ منورہ متوفی ۱۲۹۶ھ) کانپور تشریف لائے اور دو ماہ تک مولانا محمد علی مونگیری کے مہمان رہے اور مولانا محمد علی کو حدیث کی سند عطا کی واضح ہو کہ مولانا آلِ احمد محدث پھلواروی نے شیخ عابد سندھی سے حدیث کا درس لیا تھا۔

۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں مدرسہ فیض عام کانپور کا جلسہ دستاربندی کے موقع پر علماء کی ایک مجلسِ مشاورت قائم ہوئی جس میں ملک بھر کے جید اور اکابر علماء شریک مجلس ہوئے جس کے نتیجہ میں ۱۳۱۱ھ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا اور مولانا سید محمد علی مونگیری اس کے پہلے مہتمم مقرر ہوئے۔ چند جید علماء کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

(۱) مولانا محمود حسن دیوبندی (۲) مولانا اشرف علی تھانوی (۳) مولانا شاہ محمد حسین الٰہ آبادی (۴) مولانا سید محمد علی مونگیری (۵) مولانا لطف اللہ علیگڑھی (۶) مولانا ثناء اللہ امرتسری (۷) مولانا نور محمد پنجابی (۸) مولانا احمد حسن کانپوری (۹) مولانا شاہ سلیمان پھلواروی (۱۰) مولانا شاہ تجمل حسین دیسنوی۔

۱۳۱۸ھ میں مولانا حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے۔ حج کے بعد ۱۳۱۹ھ میں واپس مونگیر آئے۔ ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں مولانا ندوہ کی نظامت سے سبکدوش ہوگئے اور شعبۂ اشاعت میں مصروف ہوگئے۔ حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے دوسرے حج کے موقع پر چاروں سلاسل کی اجازت دی تھی۔

مولانا سید محمد علی مونگیری رؤسائے مونگیر کے پیہم اصرار پر اور خاص کر اس شعر سے متاثر ہوکر مونگیر میں قیام پذیر ہونا منظور فرمالیا جو مونگیر سے خط میں لکھ کر بھجوایا گیا تھا[۱]

ہمہ دلہا گرفتارت ہمہ جانہا خریدارت
ہمہ مشتاق دیدارت کہ روزے جلوہ فرمائی

[۱] نزہت الخواطر جلد ۷ صـ۲

کمالاتِ رحمانی کے مصنف کے مطابق مولانا سید محمد علی مونگیری کے مریدوں کی تعداد ۴ لاکھ تھی۔ آپ کا انتقال ۹ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء میں ہوا۔ آپ کا مزار محلہ دلاور پور / منصور پور شہر مونگیر میں مرجع خلائق ہے۔

معاصر اکابرین | خواجہ محمد سلیمان تونسوی (متوفی ۱۸۱۴ء) مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی (متوفی ۱۸۹۵ء / ۱۳۹۶ھ) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (متوفی ۱۳۱۷ھ) اور مولانا رشید احمد گنگوہی (متوفی ۱۳۲۳ھ)

معاصر رؤسائے بہار | خان بہادر مولوی سید نصیر الدین، خان بہادر مولوی سید امیر الدین۔

تصنیفات در ردِّ قادیانیت | فیصلہ آسمانی، شہادتِ آسمانی، چیلنج محمدیہ، معیار صداقت معیار المسیح، آئینہ کمالاتِ مرزا، تائیدِ حقانی وغیرہ، مولانا کی کل تصنیفات پچاس ہیں۔

اولاد | مولانا نے تین عقد کئے۔ پہلا عقد محی الدین پور میں میر امان علی کی دختر سے ہوا جن کے بطن سے دو دختر اور تین فرزند تولد ہوئے۔ سید احمد علی، سید محبوب علی اور سید معصوم علی دختر کے نام امّ سلمہ اور امّ کلثوم ہیں۔ آخری دو بیٹے کم سنی میں فوت ہوئے۔ مولانا سید احمد علی عالم، عابد و زاہد تھے ۱۳۲۶ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے فرزند مولانا فضل اللہ حیدر آبادی عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے صدر تھے۔ ان کی تصنیف عربی زبان میں مصر میں طبع ہوئی۔ دوسرا نکاح مولانا نے کانپور میں ایک بیوہ سے کیا جو لاولد انتقال کر گئیں۔ تیسرا نکاح سیکری (مظفر نگر) میں ہوا جن سے ایک دختر اور ۵ فرزند تولد ہوئے۔ عتیق اللہ کم سنی میں فوت ہوئے۔ مولانا لطف اللہ سجادہ نشیں ہوئے۔ ملیح اللہ کم سنی میں فوت ہوئے۔ مولانا نور اللہ اور مولانا منت اللہ رحمانی۔ مولانا لطف اللہ کا انتقال ۱۳۴۲ھ میں ہوا۔ سب سے چھوٹے بیٹے مولانا منت اللہ رحمانی نے چار سال تک ندوہ میں تعلیم حاصل کی۔ مولانا محمد عارف ہرسنگھپوری سے استفادہ کیا اور عملی طور پر سیاست میں بھی حصہ لیا اور اسیری کی صعوبتیں جھیلیں۔ مولانا محمد علی مونگیری کی پوتی بی بی عائشہ کا نکاح مولانا سید محمد یحییٰ بن سید محمد فاضل سے موضع سانحہ[1] ضلع مونگیر میں ہوا جو مولف کے رشتہ میں بھائی ہیں۔

---

[1] سیرت محمد علی مونگیری ؒ ص ۱۲۶

مولانا محمد علی کے خلفاء

مکہ معظمہ :- شیخ محمد جعفر ملوف، شیخ ابوبکر حماد

ممباسہ :- حاجی ابراہیم ان کے دست پر سات سو غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے فرزند کا نام حاجی محمد ہے۔

مولانا حافظ شاہ رحمت اللہ مظفر پوری، مولانا شاہ حبیب اللہ، مولانا حافظ عبد المجید مظفر پوری، مولانا عبد الرشید، رانی ساگر آرہ، مولانا محمد علی حسن موضع پیڑیا ضلع مونگیر۔

مولانا محمد عارف ہرسنگھپوری (ستی پور ربھنگہ)

مولانا مونگیری کے خلفاء میں سب سے ممتاز تھے۔ مولانا گنج مراد آبادی سے بیعت تھے لیکن روحانی تربیت مولانا مونگیری سے پائی اور خرقۂ خلافت بھی پایا۔ ۲۰ سال تک شب و روز مولانا مونگیری کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کیا۔ تدریسی خدمات بھی انجام دیں۔ مدرسہ رحمانیہ سوپول انہیں کی یادگار ہے۔ بہت سادہ اور متواضع انسان تھے۔ بہار میں ان کی کاوشوں سے تعزیہ داری ختم ہوئی۔ ان کی کوششوں سے ترہت میں نکاح بیوگان رائج ہوا۔ امر المعروف و نہی عن المنکر پر سختی سے عمل کیا۔ مولانا عارف ۹ صفر ۱۳۶۳ھ بروز جمعہ داصل بحق ہوئے۔ مولانا عبد الرحمٰن ان کے فرزند تھے۔

مولانا عبد الرحیم گوگری مونگیر | بھاگلپور اور مونگیر کے علاقہ میں ردِ قادیانیت کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

مولانا شاہ رحمت اللہ مظفر پوری | مولانا کے والد کا اسم گرامی مولانا احمد اللہ تھا جو سید احمد شہید اور مولانا اسمٰعیل شہید کے خلیفہ تھے۔ دربھنگہ میں ان کے بہت سے مریدین تھے۔

مولانا محمد علی حسن پیڑیا مونگیر | کمالاتِ محمدیہ کے مصنف تھے جو مولانا محمد علی مونگیری کی سیرت ہے اور ۷۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ سب سے بڑا ماخذ ہے۔ مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں فارسی کے استاد رہے۔

پشت نمبر	نسب مادری اسمائے گرامی	نسب پدری اسمائے گرامی
۴۵	امام سید عبداللہ بخاری	امام سید عبداللہ بخاری
۴۴	امام سید عبدالحمید بخاری	امام سید عبدالحمید بخاری
۴۳	زوجہ سید احمد بخاری	سید احمد بخاری امام
۴۲	سید احمد دہلوی باروی	سید محمد
۴۱	سید عبدالرحمٰن باروی	سید عبداللہ
۴۰	سید خواجہ علی (بارو)	سید محمد
۳۹		سید محمد شالم
۳۸	سید کرم علی "	سید علوی
۳۷	سید پلٹ علی "	سید بالفقیہ المقدم
۳۶		سید محمد
۳۵	سید ارزاں علی "	سید احمد
۳۴	سید عمر علی "	سید عبداللہ
۳۳	حاجی سید شاہ سلیمان رئیس بارو مونگیر بہار	سید عبدالرحمٰن
۳۲		سید محمد
۳۱	اولاد شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	سید عبداللہ
۳۰		سید سالم
۲۹		سید عبداللہ
۲۸		سید سالم
۲۷		سید عبداللہ
۲۶		سید حسن
۲۵		سید محمد بالفقیہہ
		مورث اعلیٰ حضرموت یمن اولاد امام جعفر صادق

سیّد احمد دہلوی باروی مونگیری[1]

مصنف فرہنگ آصفیہ وسید عبداللہ بخاری

امام جامع مسجد دہلی

سید احمد دہلوی باروی کے مورثِ اعلیٰ حاجی سید شاہ سلیمان رئیس بارو پرگنہ ملکی ضلع مونگیر بہار کے حسنی وحسینی سید تھے اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد میں سے تھے ان کے بزرگوں میں کثرت سے علماء گذرے ہیں جن کا تعلق سادات بخارا سے تھا سید شاہ سلیمان کی آٹھویں پشت میں سید احمد دہلوی تولّد ہوئے۔ ان کے والد محترم سید عبدالرحمٰن باروی عالم شباب میں اپنی جائداد سے دستکش ہوئے۔ وطن چھوڑا اور عازم دہلی ہوئے۔ دہلی میں عرب سرائے کے سادات بخاری کے خانوادہ میں شادی کی جو امام جعفر صادقؓ کی اولاد میں تھے اور مستقل دہلی کے ہو رہے۔ سید احمد شہید بالاکوٹ اور اسمٰعیل شہید دہلوی کے ساتھ سوات و بنیر پہنچے اور جنگ امبیلا (سوات) میں شرکت کی۔ دونوں بزرگوں کی شہادت کے بعد ٹونک ہوتے ہوئے دہلی واپس آئے۔ سید احمد دہلوی بلاقی بیگم کے کوچے اردو بازار میں ۸ر جنوری ۱۸۴۶ء کو تولّد ہوئے۔ بعدازاں ان کے والد نے صابر بخش کے باغ واقع فیض بازار میں ۱۸۴۶ء میں ذاتی مکان خرید کر بود وباش اختیار

[1] فرہنگ آصفیہ (جلد اول) از سید احمد دہلوی باروی [illegible]

کی یہیں ان کے چھوٹے بھائی سید حسین پیدا ہوئے۔ اسی زمانہ میں ان کے والد سید عبدالرحمٰن فوجدار خاں رئیس سید اشرف علی کے خاندان کے بچوں کو پڑھانے اور اتالیق پر مقرر ہوئے تھے۔ وہ صابر بخش کی خانقاہ میں پیش امام بھی مقرر کئے گئے تھے۔ سید احمد دہلوی کے ننھیالی بزرگ عرب سرائے دہلی کے رہنے والے تھے جنہیں نواب حاجی بیگم زوجہ بادشاہ ہمایوں نے ۹۶۸ھ مطابق ۱۳۶۰ء میں حضرموت (یمن) سے بلاکر دہلی میں بسایا تھا۔ یہ عرب حضرموت (یمن) کے نجیب الطرفین سید تھے اور مشائخ کاملین کا درجہ رکھتے تھے جن کی تعداد تین سو سے کم نہ تھی۔ انہیں بادشاہ ہمایوں کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ وہ لوگ حضرموت کے درج ذیل قبائل سے تعلق رکھتے تھے (۱) بالفقیہہ (۲) باحسن (۳) باطلہ (۴) جمل اللیل (۵) سقاف۔ انہیں کے نام پر بستی کا نام عرب سرائے رکھا گیا۔

سید احمد دہلوی کے ددھیالی بزرگوں میں بارو کے سید شیر علی مشہور پہلوان گزرے ہیں۔ سید فیض علی ایک صوفی بزرگ تھے جنہوں نے سندھ میں بھی تبلیغ کی تھی۔ سید روشن علی مالدہ (بنگال) میں انگریزآباد کے سجادہ نشین تھے۔ آخر ادوار میں سید احمد دہلوی کے والد بزرگوار سید عبدالرحمٰن باروی کے حقیقی چچا مولوی سید نعمت علی مونگیر شہر میں مختار کاری کے فرائض انجام دیتے تھے جن کے فرزند ارجمند سید اشرف حسین غدر سے کچھ پہلے دہلی آئے اور نسخہ نویسی، خوش نویسی اور مطب میں نبض شناسی سیکھی پھر انبیاء کرام اور بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کو نکل کھڑے ہوئے واپس آکر وہاں کے عجیب وغریب واقعات بیان کئے۔ انہوں نے قرآن شریف اور دیگر تبرکات سید احمد دہلوی کی دختر کے نذر کئے۔ انہوں نے ۱۸۸۵ء میں رحلت فرمائی اس وقت سید احمد دہلوی شملہ میں ملازم تھے۔

سید احمد دہلوی کے سگے ماموں سید عبداللہ ۲۲ر ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۴ر نومبر ۱۹۱۲ء میں رحلت فرمائی اور مقبرہ ہمایون کے قریب مدفون ہوئے۔ وہ کوہستانی ریاستوں کی عدالت میں میر منشی تھے۔ اپنی مہمان نوازی فیض رسانی اور غرباپروری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ان کے چار فرزند تھے۔ (۱) سید محمد (۲) سید عبدالغفور (۳) سید عبدالغنی (۴) سید عبدالعزیز، اس خانوادہ کا شجرۂ نسب تبرکاً سید عبدالغفور کے پاس محفوظ تھا۔ سید محمد بھائیوں میں بڑے تھے۔ اور سید احمد دہلوی کے ملولداد بھائی ہوتے تھے ان کے تین فرزند تھے (۱) سید احمد (۲) سید محمود (۳) سید حامد سید احمد تینوں بھائیوں میں بڑے تھے اور سید احمد دہلوی باروی کے داماد تھے۔ یہ جامع مسجد دہلی کے امام وخطیب تھے جن

کے فرزند ارجمند سید عبدالحمید کو ۲۲ فروری ۱۹۱۵ء میں جامع مسجد دہلی کی موروثی امامت وخطابت کا منصب عطا ہوا۔ جس سے اللہ نے اس خانوادہ کو معاشی طور پر خود کفیل بنادیا۔ ۵ دسمبر ۱۸۹۵ء میں احمد دہلوی بارودی کی بیٹی زوجہ سید احمد بخاری امام جامع مسجد دہلی والدہ سید عبدالحمید کا انتقال ہوگیا وفات سے تین ماہ پیشتر ۹ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو ایک پُردرد وصیت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر اپنے خاوند امام سید احمد سے دستخط کراکر والدہ کے پاس رکھی گئی تھیں نانی نے اپنی بیٹی کی نشانی کو چھاتی سے لگایا۔ مرحومہ بیٹی کا صدمہ برداشت کرکے اپنے نواسہ کو پال پوس کر بڑا کیا کبھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیا۔ باپ نے بھی دل میلانہ کیا اور بیٹے کو شفقت کی نظر سے دیکھا۔ چھوٹی سی عمر میں قرآن حفظ کرنا شروع کیا اور قرأت سیکھی۔ باپ نے امامت کی قابلیت پیدا کرانے کے لیے عربی فارسی، دینیات حدیث، فقہ، منطق اور تفاسیر میں طاق بنادیا۔ شعور کو پہنچنے کے بعد دستارِ امامت سے مفتخر کیا۔ روزانہ امامت کا کام لیتے رہے۔ جب جوان صالح کو ہر طرح کامل پایا تو جمعہ کی نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ الوداع کی نماز بھی پڑھوائی جس میں دور دور سے ہزاروں افراد شرکت کیا کرتے تھے پھر عیدین کی نمازوں میں اس کو امام بنایا اور خود مقتدی رہے بلکہ خلعتِ امامت بھی اپنے سامنے فرزند کو دلوایا۔ سید احمد کا یہ نواسہ تراویح میں درد انگیز لحن سے سامعین کو مسرور کرتا تھا سید احمد دہلوی بارودی کو ہمیشہ ناز رہا کہ میری بیٹی نے ایسا نیک بخت یادگار چھوڑا۔ انہیں کے فرزند موجودہ امام جامع مسجد دہلی سید عبداللہ بخاری ہیں جو ہندوستان کے مسلمانوں کے قائد بھی ہیں اور اپنے بزرگوں کا نام روشن کر رہے ہیں۔

مولوی سید احمد دہلوی کی ادبی سرگرمیاں

مولوی صاحب اپنی مشہور ومعروف اردو لغت "فرہنگ آصفیہ"، کی تصنیف کے سبب کافی شہرت کے مالک ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم نارمل اسکول دہلی میں ہوئی تھی۔ آپ کو بچپن ہی سے تصنیف وتالیف کا شوق تھا۔ اپنی فطری طباع کے تحت بچپن ہی میں ایک نظم "طفلی نامہ" اور ایک کتاب "تقویۃ الصبیان" لکھ ڈالی ۱۸۶۹ء میں ان کی ایک کتاب "کنز الفوائد"، طبع ہوئی جس پر سرکار برطانیہ سے انعام ملا۔ ۱۸۶۸ء سے "فرہنگ آصفیہ"، کی تصنیف شروع کی ۱۸۷۱ء میں ان کی دوسری کتاب "وقائع دردینہ"، شائع ہوئی جس پر ڈیڑھ ہزار روپے انعام میں ملے۔ اسی زمانہ میں ڈاکٹر فیلن انسپکٹر مدارس صوبہ بہار نے ان کو انگریزی کی لغت کی تیاری کے لیے بلا بھیجا جو انہوں نے دانا پور میں رہ کر سات برس میں تیار کی اور ساتھ ساتھ اپنا کام بھی کرتے رہے۔ ۱۸۸۰ء میں مہاراجہ الور کا سفرنامہ بھی مرتب کیا۔ حکومتِ برطانیہ نے "خاں صاحب" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ وہ پنجاب یونیورسٹی کے فیلو اور ممتحن بھی رہے۔ ۱۹۱۱ء میں "دربارِ تاجپوشی"، کے دوران ان کے یہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے سید دربار احمد رکھا جن کا حال ہی میں عزیز آباد، کراچی میں انتقال ہوا ہے۔ اسی دوران ان کے گھر میں آگ لگ گئی جس سے سارا کتب خانہ راکھ کا ڈھیر ہوگیا۔ مولوی سید احمد دہلوی ۱۹۱۹ء میں رحلت فرماگئے۔

تصانیف

(۱) سفرنامہ مہاراجہ الور (۲) ہادی النساء (۳) تکمیل الکلام (۴) تحقیق الکلام (۵) قواعدِ اردو (۶) لغات النساء (۷) تحریر النساء (۸) علم النساء (۹) رسوم دہلی (۱۰) فرہنگ آصفیہ (۱۱) طفلی نامہ (۱۲) تقویۃ الصبیان (۱۳) کنز الفوائد (۱۴) وقائع دردینہ (۱۵) انگریزی لغت۔

سید احمد دہلوی کی تصنیفات پر تبصرہ

سید احمد دہلوی کی مشہور زمانہ لغت "فرہنگ آصفیہ"، ۱۸۶۸ء میں شروع ہوئی اور ۲۴ سالوں کی محنتِ شاقہ کے بعد ۱۸۹۲ء میں مکمل ہوئی۔ اس تصنیف پر دولت آصفیہ سے ۵ ہزار روپے انعام میں ملے اور ۵۰ روپے ماہوار وظیفہ مقرر ہوا۔ حکومتِ پنجاب نے بھی اس کام پر ۵۰۰ روپے انعام میں عطا کئے اور ایک ہزار روپے کی کتابیں خریدیں۔ اس کی تالیف سے دو سو سال قبل اس سے زیادہ ضخیم، مکمل اور مستند فرہنگ اردو میں موجود نہ تھی۔ انہوں نے ۴ جلدوں میں ۵۵ ہزار الفاظ، محاورات تحقیق وتشریح سند اور حوالے کے ساتھ درج کئے ہیں۔ یہ کتاب اب نایاب ہے صرف پہلی اور دوسری جلد دستیاب ہے۔ مؤلف "نور اللغات"، امیر احمد مینائی اور نور الحسن کاکوروی نے تیس سال بعد لفظ "بات"، اور "آنکھ"، اور ان کے متعلقات کی ہو بہو نقل بطور نمونہ شائع کی جو سرقہ کے زمرے میں آتا ہے (دیباچہ)

سید صاحب نے اپنی تصنیفات میں دو موضوعات پر زیادہ لکھا ہے۔

(۱) عورتوں کی تعلیم وتربیت (۲) روزمرہ اور محاورۂ دہلی

سید احمد دہلوی نے سب سے زیادہ دہلی کا روزمرہ لکھا جن کی بنیاد پر بعد میں علامہ راشد الخیری نے اپنی تحریر کا نیا اسلوب بیان اپنا کر اردو زبان کو مالا مال کیا۔

سیداحمد دہلوی کا نمونۂ کلام

قطعہ

اے اہل خیر کچھ تو ادھر بھی کہ بیٹھے ہیں
کب سے دعائے خیر کے امیدوار ہم
جو کچھ سنا کسی سے وہی چھوڑا بھر دیا
اپنی لغات چھوڑ کے چلے یادگار ہم

اولاد سید عبداللہ ماموں احمد دہلوی باروی

سید محمد — سید عبدالغفور — سید عبدالغنی — سید عبدالعزیز

سید احمد زوج بنت سید احمد باروی

سید محمود — سید حامد

امام سید عبدالحمید بخاری — سید سعید احمد — سید یوسف بخاری

امام سید عبداللہ بخاری — سید شمیم احمد — ناظم آباد

(موجودہ امام جامع مسجد دہلی) — جہانگیر روڈ کراچی۔ — کراچی

۵ بہادر شاہ ظفر از رئیس احمد جعفری صفحہ ۴۹۳ تا ۴۹۴

حاجی عبدالقادر شاہ جیلانی قادریؒ

(شجرۂ نسب ص۹۵)

پیر[۱] حاجی شاہ کہلاتے تھے آپ سنہ [۱۳۰۰ھ] میں تولد ہوئے۔ آپ عارف کامل اور بے مثال زاہد و عابد تھے۔ وفصاحت وبلاغت اور حاضر جوابی میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ درمیانہ قد، گول نورانی چہرہ، گھنی داڑھی آنکھوں سے نور برستا تھا، سر پہ عمامہ باندھتے تھے آپ نے کئی حج کئے اور دو مرتبہ بغداد شاہ نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ کی زیارت کی، دربار غوث پاک میں سید یوسف الگیلانی سجادہ نشین سے بیعت ہوئے۔ حاجی شاہ بڑے تہجد گزار تھے۔ رحلت کے وقت باآواز بلند کلمہ طیبہ پڑھا اور ۶۳ سال کی عمر پاکر ۱۹ ارشوال سنہ [۱۳۶۳ھ] میں واصل بحق ہوئے۔

سید علی مرداں شاہؒ

حضرت سید[۲] علی مرداں شاہ جیلانی قادری بڑے عابد، زاہد بزرگ تھے اور جلال والے درویش تھے۔ شریعت کے خلاف کوئی بھی کام دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ لوگوں کو زبردستی پکڑ کر مسجد میں لے آتے اور نماز پڑھواتے اور غیر متشرع لوگ آپ سے بڑے مرعوب ہوتے تھے۔ جمعہ وعیدین کی نماز میں ایسا شاندار خطبہ پڑھتے تھے کہ آپ کے شیدائی دور دراز سے سننے کو آتے تھے۔ آپ کی اولاد نہیں ہوئی، ۲۱، ذی الحجہ بروز منگل سنہ [۱۳۹۹ھ] مطابق ۱۲، نومبر سنہ [۱۹۷۹ء] کو ۶۵ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ حضرت دریا پیر کے صحن میں نورائی شریف میں آپ کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

[۱] تذکرۂ اولیاء سندھ صفحہ ۱۱۸

[۲] تذکرہ اولیاء سندھ صفحہ ۱۲۶

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

(شجرۂ نسب صفحہ ۹۱)

مشہور کشمیری مورخ منشی محمد الدین فوق اپنی تصنیف تاریخ کشمیر کے دوسرے حصہ میں رقم طراز ہیں کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ کی چوبیسویں اور سید عبدالقادر جیلانی کی تیرہویں پشت میں ایک بزرگ سید عبدالغفار بخاری قاضی خانقاہی بخارا سے اپنے والد سید محمد بخاری کے ہمراہ کشمیر تشریف لائے۔ یہ اسلامی حکومت کا زمانہ تھا عہدہ درس و قضا پر فائز ہوئے۔ سری نگر میں اب بھی آپ کا مزار بڈھا شاہ میں دیوار سے متصل شمال کی جانب موجود ہے سید عبدالغفار کی اولاد کشمیر کے علاوہ پنجاب کے اضلاع گجرات اور امرتسر میں پھیلی۔ اور اب بھی موجود ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ کی والدہ عظیم آباد پٹنہ بہار کی رہنے والی تھیں ان کا نام سیدہ فاطمہ اندرابی بنت مولانا حکیم حافظ سید احمد اندرابی تھا۔ ان کا شجرۂ نسب حضرت باقی باللہ دہلویؒ سے ملتا ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کو روحانی دنیا میں بلند مقام حاصل ہے۔ ان کی نواسی سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی نانی تھیں۔ سید عطاء اللہ شاہ کے والد سید ضیاء الدین اکثر پشمینے کی تجارت کے لیے صوبہ بہار کے شہر پٹنہ جایا کرتے تھے۔ یہیں سید گھرانے میں سید ضیاء الدین کی شادی ہوئی جن سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری تولّد ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم پٹنہ، بہار میں اپنی ننھیال میں ہوئی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نہ صرف امیر شریعت تھے بلکہ تحریک "احرار اسلام" کے قافلہ کے سردار تھے۔ انہوں نے ردِّ قادیانیت کی تحریک میں اپنی زندگی وقف کر دی اور اپنی شعلہ بار تقریروں سے مومنوں کے دلوں کو گرمایا۔ ۹ ربیع الاوّل ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کا وصال ہوا۔

۱؎ عربی النسل مسلمان صفحہ ۳۵۰ تا ۳۵۲

سید احمد علی شاہ و سید حسن بدر الدینؒ

(شجرۂ نسب صفحہ ۹۲)

سید احمد علی شاہ گورداسپور میں تولد ہوئے۔ پیری و مریدی کے سلسلے میں سندھ میں ان کا آنا جانا تھا۔ تالپور میر خاندان ان کا مرید تھا۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے نتیجے میں گورداسپور سے ہجرت فرما کر میر جو گوٹھ، میر پور خاص ضلع تھرپارکر میں سکونت پذیر ہوئے۔ چونکہ خاندانی سجادہ نشین تھے۔ اس لیے یہاں بھی سلسلہ چلتا رہا۔ رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ ریاضت و مجاہدہ ان کا شعار تھا۔ اس علاقہ کے آرائیں برادری اور لاشاری بلوچوں اور بھٹی راجپوتوں میں کافی لوگ ان کے مرید ہیں۔ طلب سے بھی ان کی وابستگی رہی۔ تالپوروں نے انہیں نذرانے میں ۳۰۰ اراضی اور ایک بنگلہ پیش کیا مگر انہوں نے قبول کرنا گوارہ نہ کیا۔ میر جو گوٹھ سے نقل مکانی کر کے بھاسنگھ محلہ اورنگ آباد میر پور خاص میں مستقل آباد ہو گئے۔ یہاں بھی ان کے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا اور ان کے آستانہ سے لوگ فیضیاب ہوتے رہے۔ ان کے دستِ مبارک پر ہندوؤں کے متعدد گھرانے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ۱۹۷۳ء میں وفات پائی۔ جمّن شاہ کے مزار سے متصل ان کا مزار مرجع خلائق ہے سید حسن بدر الدینؒ اس خانوادہ کے مورثِ اعلیٰ تھے بذریعہ الہام غوث پاک کے ارشاد کے مطابق سفر ہند اختیار کیا۔ آپ کے حکم سے مسان گڑھ عرف مسانیاں شریف یا بدر آباد، گورداسپور میں سکونت پذیر ہوئے ایک فرزند سید حامد علی اپنے وطن بغداد میں رہ گئے۔ سید حسن بدر الدین ہند آ کر موضع سُہل گورداسپور میں آباد ہو گئے۔ وہیں آپ کا عقد سید شہاب الدین کی دختر سے ہوا۔ زوجہ کا اسم گرامی "مریم" تھا۔ ان کے بطن سے چار فرزند تولد ہوئے۔ (۱) سید علی شاہ صابر (۲) سید محمد لطیف (۳) سید محمد صادق (۴) سید حبیب اللہ۔

سیّد احمد اللہ مصنف "مسلم شعرائے بہار"

(شجرۂ نسب ۸۳)

سید احمد اللہ کی ننھیال ابدالی خاندان بہار سے وابستہ ہے۔ نانا کا نام سید بشارت حسین تھا۔ یہ چار بھائی تھے۔ سید لطافت حسین، سید لیاقت حسین اور سید ہدایت حسین، سید ہدایت حسین کے نواسہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ کریم پروفیسر کراچی یونیورسٹی ہیں۔ سید احمد اللہ مولف مسلم شعرائے بہار کے پردادا میر مصاحب علی کھربیا پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ آبگلہ میں دادو غہ سید حمایت حسین کی ہمشیرہ سے عقد ہوا۔ اسلیے آبگلہ ہی میں آباد ہو گئے۔ سید احمد اللہ کے دادا سید اللہ بخش کا عقد سید حمایت حسین کی دختر بی بی مجیب النسا عرف بہارن سے ہوا۔ سید احمد اللہ جب ۹ برس کے ہوئے تو والدہ کا انتقال ہو گیا۔ ۱۹۱۶ء میں ندوہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ کانپور اور امرتسر میں مدارس میں مدرس بھی رہے۔ ۱۹۲۵ء میں حیدر آباد میں دائرۃ المعارف سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۴۹ء میں سقوطِ حیدر آباد کے بعد کراچی منتقل ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں جامعہ طبیہ شرقیہ کراچی میں درس پر مقرر ہوئے۔ ان کی دختر سلطانہ بیگم کا عقد ان کے ماموں کے فرزند سید احمد سے ہوئی جو آڈٹ آفس کراچی میں اکاؤنٹینٹ کے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔ وہ شرف آباد میں قیام پذیر ہیں اور ذی اولاد ہیں۔

اولاد سید احمد (شرف آباد، کراچی)

- پروفیسر شاہد احمد (امریکہ)
- طارق احمد
  - فائق احمد (دانش)
  - شائستہ جبین
  - ایناس جبین
  - دانق احمد نظامی
- طاہر احمد
  - بینش جویریہ
  - نازش جویریہ
  - عنبر جویریہ
  - رزاق احمد
- عامرہ تبسم زوجہ محفوظ الرحمٰن
- درخشندہ طیبہ زوجہ محمد اقبال (ڈمراؤں) ولد عبد الکریم
  - مصعب کریم
  - منیب کریم
- تسنیم زوجہ تاج الدین
- آسیہ خاتون زوجہ امتیاز بلخی پوتا مولانا فصیح بلخی
- آمنہ خاتون زوجہ [illegible]

لہ مسلم شعرائے بہار ص ۳۰۲ جلد اوّل سلہ صوفیائے بہار اور اردو ص

چشم و چراغ غوثیت السید عبد القادر الگیلانی (شیخ کمال الدین) سفیر عراق، کراچی

(شجرۂ نسب ۸۸)

آپ کی ولادت یکم جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۰۵ء بروز جمعرات بغداد کے محلہ "باب الشیخ" میں "بیت علی" میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ قادریہ بغداد میں پائی۔ دینی علوم کی تکمیل مفتی سید یوسف علی عطاؒ کے زیر نگرانی ہوئی۔ تصوف و طریقت کی تعلیم و تربیت اپنے والد محترم اور ان کے جد کے خانوادۂ عالیہ کے مشائخ عظام کے فیضان صحبت سے پائی۔ آپ اپنے والد محترم کے مرید و خلیفہ تھے۔ بعد ازاں آپ نے کلیۂ قانون بغداد سے وکالت کی ڈگری حاصل کی۔ لندن اسکول آف اکونومکس سے امتیاز کے ساتھ گریجویشن بھی کیا۔ وزارتِ خارجہ عراق میں ملازمت کی اور لندن کے عراقی سفارت خانہ میں متعین ہوئے۔ بعد میں آپ کا تبادلہ نائب سفیر کی حیثیت سے قاہرہ ہوا جہاں جنوری ۱۹۳۴ء میں سابق وزیر اعظم مصر سعید پاشا کی بھتیجی اور ملکۂ مصر السیدہ فریدہ کی خالہ زاد بہن السیدہ ناہید الگیلانی سے عقد مسنونہ ہوا۔ مصر میں آپ مفتیٔ اعظم فلسطین سید امین الحسینی، عبد الوہاب عظام اور فیصل بن عبد العزیز کے ساتھ احیاء اسلام کی جدوجہد میں شریک رہے۔ انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں سید رشید الگیلانی کی قیادت میں پیش پیش تھے اس لیے انگریزوں نے آپ کو گرفتار کرکے رہوڈیشیا (افریقہ) بھیج دیا۔ اختتام جنگ عظیم پر ۱۹۴۵ء میں رہائی ملی۔ جولائی ۱۹۴۸ء میں حکومتِ عراق کی طرف سے پاکستان میں "نمائندہ خصوصی" مقرر ہوئے اور ۱۹۴۹ء میں تین ممالک پاکستان، تھائی لینڈ اور سری لنکا کے لیے ۱۹۷۲ء تک سفیر مقرر رہے۔ انقلابات آئے، حکومتیں بدلیں لیکن اس سفیر کو جو اصلاً، باطناً "سفیر دستگیر" تھا کوئی ہلا نہ سکا۔ ان کے عقیدتمندوں میں مولانا جمال میاں فرنگی محلی، مولانا عبد الحامد بدایونی، مولانا عبد العلیم صدیقی، مولانا سید منتخب الحق قادری، مفتی ظفر علی نعمانی، علامہ عبد المصطفیٰ الازہری، شاہ منظور احمد ہمدانی، سید غلام جیلانی قادری، سید غلام محی الدین پیر گولڑہ شریف، میاں علی محمد پاکپتن شریف، پیر ہاشم جان سرہندی کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ پیر غلام محی الدین گولڑہ شریف کی نمازِ جنازہ ان کی وصیت کے مطابق آپ ہی نے پڑھائی۔

بحیثیت سفیرِ دستگیر طریقت کی تلقین و ترویج میں اپنی دنیاوی گوناگوں مصروفیات کے ساتھ مشغول رہے۔ ہفتہ واری حلقہ (اولاً اتوار بعدہٗ جمعہ) ہر خاص و عام کے لیے تادم آخر باقاعدگی سے قائم رہا۔ پاکستان کے لیے ہر وقت دعاگو رہے۔ اس لیے آپ کا لقب "دعاگوئے پاکستان" ہو گیا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے پاکستان کو اسلام کا قلعہ کہا۔ آپ کا خُلق "الیٰ کافۃ الناس" کا مظہر تھا۔ ہر طبقۂ فکر، جمیع مسالک، مسلم و غیر مسلم، امیر و غریب سب کے لیے آپ کا دربار فیض رساں یکساں کھلا رہا۔ ہر شخص آپ کے لطف و عنایت کا گرویدہ تھا۔ مُریدوں کو وہ اپنا دوست اور رفیق سمجھتے تھے۔

مندرجہ ذیل مدارس و مساجد اور ادارے کا سنگِ بنیاد آپ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا:

(۱) دارالعلوم امجدیہ، عالمگیر روڈ، کراچی (۲) دارالعلوم حامدیہ رضویہ بکرا پیڑھی، کراچی

(۳) اسلامک سنٹر، شمالی ناظم آباد، کراچی (۴) جامع مسجد، جامعہ کراچی

(۵) مسجد گودھرا کیمپ، نیو کراچی (۶) مسجد کینٹ اسٹیشن، کراچی

(۷) دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی

مدنلڈ فیڈریشن آف اسلامک سنٹر، نارتھ ناظم آباد کے صدر و ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ ۱۹۷۲ء میں آپ نے دارالعلوم "المرکز قادری" عقب حسن اسکوائر گلشن اقبال کراچی قائم کیا۔ جہاں درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ طریقت و تصوف و دیگر جدید علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ۱۰ جنوری بروز جمعہ ۱۹۷۵ء کو آپ نے "المرکز القادری" کا سنگِ بنیاد رکھا۔ مسجد الگیلانی کی تعمیر بھی آپ ہی کی مرہونِ منت ہے۔ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ بمطابق ۲۶ مارچ ۱۹۷۶ء بروز جمعہ بعد نماز عصر آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ "المرکز القادری" کے احاطے میں آپ استراحت فرما ہیں۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

(الاحزاب)

تمہارے لیے رسولِ خدا کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے،

مولانا سیّد ابوالحسن ندوی

(شجرۂ نسب ص۸۹)

مولانا سید ابوالحسن ندوی ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم اعلیٰ تھے ان کا گھرانا سید شاہ علم اللہ قطبی حسنی اور سید احمد شہید بالاکوٹ کا گھرانا ہے جس کے کمالات کا پورا عالمِ اسلام معترف ہے آپ نے اردو و فارسی کی تعلیم والدہ ماجدہ سے حاصل کی اساتذہ میں خلیل عرب تقی الدین ہلالی۔ مولانا حیدر حسن خاں ٹونکی سے حدیث پڑھی۔ مولانا حسین احمد مدنی سے دیوبند میں ایک ماہ تک فیض حاصل کیا۔ مولانا اعزاز علی امروہوی مفتیٔ اعظم دیوبند سے عربی ادب کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا احمد علی لاہوری سے تفسیر پڑھی۔ دس سال تک ندوہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے آپ کی پہلی تصنیف "سیرتِ سید احمد شہید" ہے۔ مولانا الیاس کاندھلوی سے بڑے تعلقات تھے۔ ان کے ساتھ بہت سے تبلیغی دوروں میں شریک رہے۔ مولانا کی عربی تصنیفات میں اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ دمشق یونیورسٹی کی دعوت پر آپ نے جامعہ میں عربی میں کئی لکچر دیئے۔ آپ بہت سی دینی انجمنوں میں شریک کار رہے۔

صدر مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، رکن مجلس شوریٰ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، رکن مجلس تاسیسی رابطۂ عالم اسلام، رکن مجلس عاملہ موتمر عالم اسلام بیروت، رکن مجلس انتظامیہ اسلامک سنٹر جنیوا، رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند، رکن مجلس عاملہ دارالمصنفین، اعظم گڑھ، آپ کا طرزِ فکر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مکتب سے تعلق رکھتا ہے۔ مولانا احمد لاہوری اور مولانا عبدالقادر رائے پوری سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ بے حد سادہ مزاج ہیں۔ آپ ۴۲ مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔

ل عربی النسل مسلمان ص۱۲۱ تا ۱۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہنشہِ ارض و سما بلغ العلیٰ بکمالہ

•

وصفِ رخِ او والضحیٰ کشف الدجیٰ بجمالہ

•

قرآں باخلاقش گواہ حسنت جمیع خصالہ

•

صدقاً یقیناً راسخاً صلوا علیہ و آلہ

حضرت امام حسینؓ شہید کربلا

حضرت امام زین العابدینؓ

- سید علی الاصغر (صفحہ ۱۲۸)
- سید حسین الاصغر (صفحہ ۱۳۱)
- سید عمر الاشرف (صفحہ ۱۳۰)
- سید ابوالحسن زید شہید
  - سید عیسیٰ ابو علی
    - سید محمد سیارتی
    - سید علی مدنی
    - سید حسین مدنی
    - سید علی عراقی
    - سید حسین عراقی
    - سید علی
    - سید زید ثانی
    - سید عمر
    - سید زید ثالث
    - سید یحییٰ
    - سید حسین
    - سید داؤد بزرگ
    - سید ابوالفرح واسطیؒ
      - سید عزالدین
        - سید نجم الدین
        - داماد محمود غزنوی (صفحہ ۲۹۱)
      - سید داؤد (صفحہ ۲۹۱)
      - سید ابوالفضائل (صفحہ ۲۹۱)
      - سید ابوالفراس
        - سید مسعود
        - سید علی باگھ
        - سید محمد
        - سید ہدایہ
        - سید ابوالفتح ابراہیم
        - سید عزالدین
        - سید بدرالدین زید
          - سید محمود جاجنیری (صفحہ ۲۸۷)
          - سید احمد جاجنیری (صفحہ ۲۸۷)
  - سید حسین ذوالدمعہ
    - سید یحییٰ محدث
    - سید عمر الاعلیٰ
      - سید محمد ابومنصور
        - سید ابی عبداللہ حسین
        - سید حسین
        - سید ابوالحسن الجنیدی
        - سید زید
        - سید داؤد
        - سید حمزہ
        - سید علی
        - سید محمد
        - سید حسن
        - سید یوسف
        - سید محمد
        - سید علی
        - سید محمد یوسف حسینی (راجو قتالؒ)
        - سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ (صفحہ ۲۸۹، ۲۹۰)
      - سید احمد محدث
        - سید حسین ابوعبداللہ
          - سید علی زید
          - سید عبداللہ
          - سید ابوالطاہر
          - سید طاہر
          - سید عبداللہ ثانی
          - سید ابوبکر
          - سید عثمان ترمذی
          - سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتھلیؒ (صفحہ ۲۸۹)
        - سید حسین نسابہ نقیب (صفحہ ۲۹۰)
- امام باقرؓ (صفحہ ۱۴۷)
- سید عبداللہ الباہرؓ (صفحہ ۱۳۰)

اولادِ سید علی اصغر بن امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ بن حضرت علیؓ

(شجرہ نسب صـــ)

سید قاسم
سید محمد
سید عمر زید
سید محمد اسحٰق
سید احمد
سید یعقوب

سید احمد
سید شاہ سراج الدین احمد
سید شاہ سلیمان
سید شاہ سلطان ابراہیم
سید شاہ نصیر الدین
سید شاہ علی
سلطان سید شمس الدین بلخیؒ

سید مغیر شمس بلخی
سید حسین نوشہ توحید
(صـ ۱۲۹)

سید مظفر شمس بلخی
(لاولد)

سید محمود
سید محمد
سید ابراہیم
سید محمود
سید شاہ حسین
سید جلال الدین
سید شاہ ابراہیم ثانی
سید آدم صوفی
مخدوم حمید الدین راجگیریؒ
شاہ تمیم اللہ
(صـ ۱۲۹)

اولاد سید حسین نوشہ توحید

سید حسن جش دائم
سید احمد لنگر دریا
سید شاہ حافظ
سید شاہ جیون
سید شاہ فرید بلخی
دیوان سید شاہ دولت
سید شاہ نور محمد
سید شاہ علیم الدین بلخی
سید شاہ برہان الدین (فردوسی)
سید شاہ غلام معز بلخی
سید شاہ تقی
سید شاہ علیم الدین
سید شاہ غلام مظفر
سید شاہ غلام شرف الدین درگاہیؒ

سید سیف الدین بلخی
اخوند شیخ
سید شاہ احمد
سید محمد جلال
پیر دیوان شاہ
دیوان شاہ سیف الدین
دیوان شاہ رفیع الدین
بی بی آصفہ
زوجہ سید غلام معشوق
(کھر بھیا، پٹنہ، بہار)

(تاریخ الشرفا از سید عبد الحسین جد مولانا منزکمری)
(سیوان، سارن، بہار۔ استادِ مؤلف)

اولاد شاہ تمیم اللہ

سید سعد اللہ
سید کریم اللہ
سید واحد علی
سید مصاحب علی
سید اللہ بخش بخشی
سید سلامت اللہ
سید احمد اللہ ندوی
(مصنف مسلم شعرائے بہار)

شاہ نعیم الدین
سید کرم اللہ بھیکہ
سید محمد جمیل
شاہ اسمٰعیل
سید فہیم اللہ
سید رحیم اللہ
سید محمد فرید
سید حسیب اللہ
سید عزیز اللہ
سید محبوب عالم
سید عبد الاحد
سید احمدی
سید قطب عالم
سید صدر عالم
سید عبد الوحید امن
سید شاہ عبد الرشید ڈومن
(بہار)
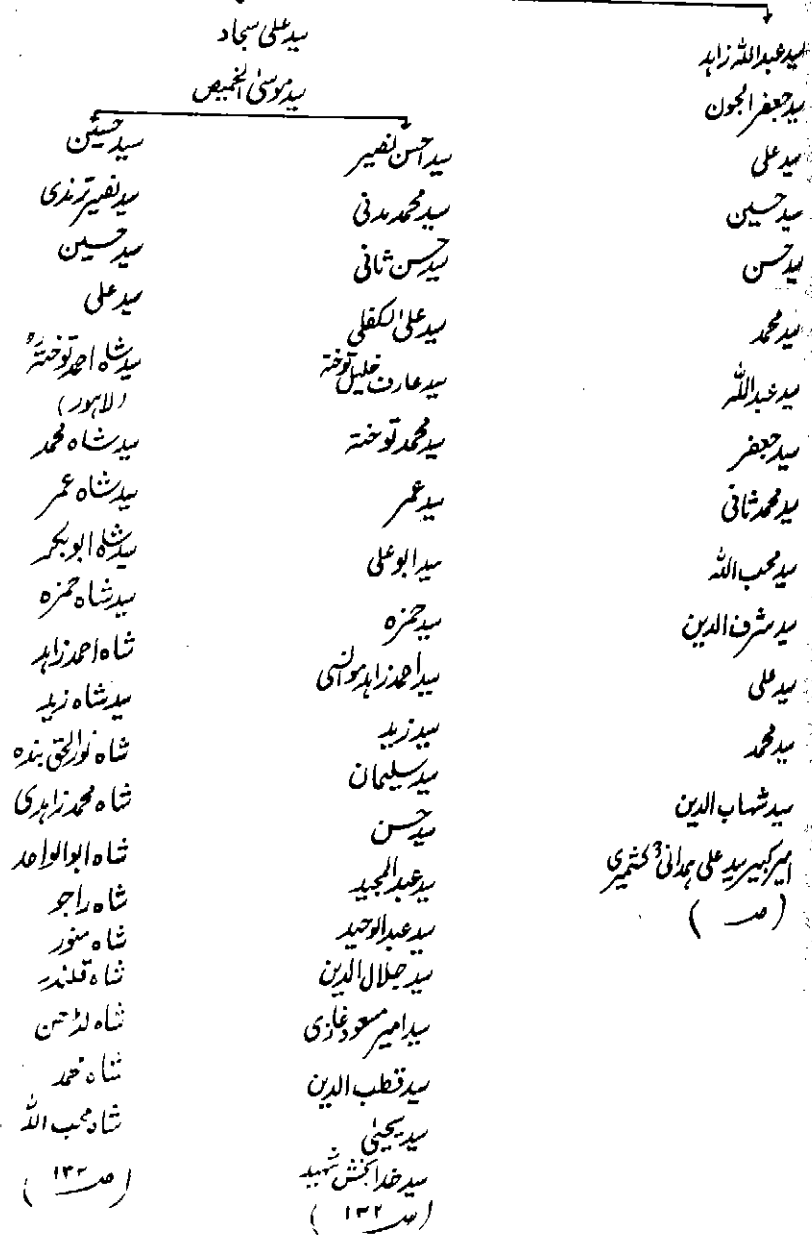
اولاد سید عبداللہ الباہر بن امام زین العابدین رضؓ

پشت نمبر اسماء	پشت نمبر اسماء
۵۔ سید محمد	۲۱۔ سید نظام الدین
۶۔ سید اسمٰعیل	۲۲۔ سید علی
۷۔ سید حسین	۲۳۔ سید عماد الدین
۸۔ سید عبداللہ	۲۴۔ سید شہاب الدین
۹۔ سید علی	۲۵۔ سید محمود
۱۰۔ سید محمد	۲۶۔ سید تقی الدین کرمانی
۱۱۔ سید عبداللہ	۲۷۔ سید عبدالباسط
۱۲۔ سید محمد	۲۸۔ سید عبدالمالک
۱۳۔ سید حسین	۲۹۔ سید عبدالسلام
۱۴۔ سید حسن	۳۰۔ سید ابوالوفا
۱۵۔ سید بادشاہ	۳۱۔ سید ابوالعلاء (اکبرآباد آگرہ)
۱۶۔ سید جیلانی	۳۲۔ سید ابوالخیر
۱۷۔ سید مجتبیٰ	۳۳۔ سید ابواللیث
۱۸۔ سید شرف الدین	۳۴۔ مولانا سید امانت علی
۱۹۔ سید عزالدین	۳۵۔ حافظ مولانا سید فصیح احمد (محلہ رحی منڈی غازی پور، یوپی)
۲۰۔ سید اشرف	

اولاد سید عمر الاشرف بن امام زین العابدینؓ

پشت نمبر اسماء	پشت نمبر اسماء
۵۔ سید علی اصغر زکریا	۲۳۔ سید جلال الدین
۶۔ سید قطب الدین سنجری	۲۴۔ سید ایوب
۷۔ سید صدر الدین علی	۲۵۔ سید ابو محمد
۸۔ سید حسن جلال الدین	۲۶۔ سید عبداللہ
۹۔ سید سعید احمد فتح اللہ	۲۷۔ سید عبدالقادر
۱۰۔ سید محمد	۲۸۔ سید فضل علی
۱۱۔ سید احمد	۲۹۔ سید ہدایت علی
۱۲۔ سید معین الدین منہاج	۳۰۔ سید راحت علی
۱۳۔ سید خواجہ اسحٰق	۳۱۔ سید احمد علی
۱۴۔ سید علی	۳۲۔ سید حشمت علی
۱۵۔ مولانا سید بدرالدین بخاری	۳۳۔ سید عظمت علی، سید عزت علی
۱۶۔ خواجہ سید محمد امام	۳۴۔ سید جاوید اختر

۱۶۔ خواجہ سید محمد امام کی اولاد:

- ۱۷۔ خواجہ داؤد
- ۱۸۔ سید علیم الدین
- ۱۹۔ سید حسین
- ۲۰۔ سید مبارک
- ۲۱۔ سید محمد
- ۲۲۔ سید خواجہ

- سید فخر الدین
- سید سیف الدین

نوٹ:۔ سید عزت علی سید سلمان کے والد سید علمان الحق کے بہنوئی تھے (مؤلف)

اولاد سید حسین اصغر بن امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ بن حضرت علیؓ

(شجرۃ النسب صـ ۱۳۲)

سید عبداللہ زاہد

- سید جعفر الجون
- سید علی
- سید حسین
- سید حسن
- سید محمد
- سید عبداللہ
- سید جعفر
- سید محمد ثانی
- سید محب اللہ
- سید شرف الدین
- سید علی
- سید محمد
- سید شہاب الدین
- امیر کبیر سید علی ہمدانی کشمیری (صـ)

سید علی سجاد

سید موسیٰ الخمیص

سید حسن النصیر

- سید محمد مدنی
- سید حسن ثانی
- سید علی الکفلی
- سید عارف خلیل توختہ
- سید محمد توختہ
- سید عمر
- سید ابوعلی
- سید حمزہ
- سید احمد زاہد موانسی
- سید زید
- سید سلیمان
- سید حسن
- سید عبدالمجید
- سید عبدالوحید
- سید جلال الدین
- سید امیر مسعود غازی
- سید قطب الدین
- سید یحییٰ
- سید خدا بخش شہید (صـ ۱۳۲)

سید حسین

- سید نصیر ترمذی
- سید حسین
- سید علی
- سید شاہ احمد توختہؒ (لاہور)
- سید شاہ محمد
- سید شاہ عمر
- سید شاہ ابوبکر
- سید شاہ حمزہ
- شاہ احمد زاہد
- سید شاہ زید
- شاہ نورالحق بندہ
- شاہ محمد زاہدی
- شاہ ابوالواحد
- شاہ راجو
- شاہ منور
- شاہ قلندر
- شاہ لدھن
- شاہ محمد
- شاہ محب اللہ (صـ ۱۳۲)

اولادِ امیر کبیر سید علی ہمدانی کشمیریؒ

سید محمد ہمدانی
سید علاء الدین (بہار)
سید شمس الدین سیاہ پوش

(شاخ اول)

سید بدر الدین
سید صدر الدین
سید اسحٰق
سید اشرف
سید عبداللہ
سید راجہ محمد
سید نصیر الدین
سید اعظم
سید شاہ ولی
سید رفیع الدین
سید محمد افضل
سید شاہ حسن علی
سید مہر علی
سید کریم بخش
سید ولایت علی
(بہار)

(شاخ دوم)

سید نور الدین
سید شاہ صدر الدین
سید شاہ برہان الدین
شاہ محمد
شاہ احمد
شاہ محمود ہمدانی
شاہ اشرف
شاہ اسحٰق ہمدانی
شاہ عبداللہ
شاہ باقی محمد
شاہ بھکھاری
سید عبد الرزاق
شاہ محمود ثانی
شاہ درویش محمد
سید حاجی علی
سید اصالت علی
سید بشارت علی
سید شرافت علی
(بہار)

اولادِ سید خدا بخش شہید

سید سعد اللہ
سید محمد سلونی
سید لاڈلے
سید سلیم
سید عبد الرقیب
سید حبیب اللہ
قاضی عنایت اللہ
سید شاہ وارث رسول نماؒ
(بنارس)

اولادِ سید محب اللہ

شاہ صفت اللہ
شاہ خیر اللہ
شاہ محمد شاہی
شاہ مدن

(شاخ اول)

شاہ نور اشرف
سید جہانگیر بخش
سید بہیر علی
سید حبیب اللہ
مولانا سید حسین مدنی
(یوپی)

(شاخ دوم)

سید شاہ تراب علی
سید شاہ مخدوم بخش
سید شاہ اکرم علی
سید شاہ تفضل حسین
سید زوار حسین
سید انور حسین
ڈاکٹر سید حبیب اللہ احمد
(گھور کھپوری یوپی)
(ساداتِ سوانہ)

سیّد ابو الفرح واسطیؒ

(شجرۂ نسب ص۱۲۷)

آپ سید داؤد کے خلفِ اکبر تھے۔ آپ مدینہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ علم و فضل میں کمال حاصل کیا بعد ازاں عراق پہنچ کر شہر واسط میں سکونت اختیار کی جو قط العمارہ کے قریب آج کل واسطۃ الحسنی کہلاتا ہے۔ اپنی لیاقت سے امارت اور عہدہ قضا حاصل کیا۔ آپ کے چار فرزند (۱) سید ابو الفراس (۲) سید ابو الفضائل (۳) سید ابو داؤد اور سید نجم الدین بی بی خیر النساء کے بطن سے پیدا ہوئے جو نجیب الطرفین سیدہ تھیں۔ کسی وجہ سے واسط کی سکونت ترک کر کے مع اہل و عیال عازمِ غزنی ہوئے۔ اس وقت غزنی کا فرماں روا سلطان محمود تھا جو سادات کا قدردان تھا بلکہ ان سے نسبی تعلق بھی رکھتا تھا شہر بانو کی طرح وہ بھی نوشیرواں عادل اولاد تھا اور ایرانی النسل تھا۔ سلطان نے سید ابو الفرح واسطیؒ کے فرزندوں کو فوجی منصب داروں میں شامل کیا آخری جنگِ سومنات ۴۱۷ھ میں وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ شریک رہے۔ فتحیابی کے بعد سلطان سید ابو الفرح واسطی کو اپنے ساتھ واپس غزنی لے گیا ان کے تینوں بیٹے ہند میں رہے اور پنجاب میں کلاں نور نزد سرہند ریاست پٹیالہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ سید ابو الفراس نے جاجیز میں سکونت اختیار کی۔ سید ابو الفضائل چھاتروڈہ بنور میں اور سید داؤد تہن پور میں متوطن ہوئے۔ ۱۸۰ سال تک ان کی اولاد پنجاب میں متمکن رہی۔ جب ہند میں قطب الدین ایبک کے زمانہ سے سلطنت اسلامیہ کا آغاز ہوا تو یہ سادات پنجاب سے نکل کر مختلف علاقوں میں منتقل ہونے لگے۔ الغرض سید ابو الفرح واسطی غزنی سے واپس اپنے وطن واسط چلے گئے[۱] جہاں ۴۲۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

---

[۱] تاریخ سادات بارہ ص۱۱تا۴۹

میر سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتھلی قادری رح

(شجرۂ نسب ص۱۲۷)

میر سید کمال الدین ترمذی رح اپنے چند رفقاء کے ساتھ ۵۸۸ھ میں ترمذ سے دعوت و تبلیغ دین کے لیے ہند تشریف لائے اور قصبہ کیتھل کے نزدیک موضع ہبانہ میں قیام کیا کچھ عرصہ بعد بعض مجبوریوں کی بنا پر واپس وطن جانا پڑا اس لیے اپنی جگہ اپنے فرزند سید ابراہیم کو سلطان شہاب الدین غوری کی فوج میں شریک کر دیا۔ سلطان نے فوج کا علم دے کر ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر قلعہ ہانسی کی طرف کوچ کا حکم دیا۔ سید شاہ ابراہیم نے کمال جرأت کا مظاہرہ کر کے جدال و قتال کے بعد قلعہ پر قبضہ کر لیا لیکن خود شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ قلعہ کے نزدیک ہی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے اور نشانچی کے لقب سے مشہور ہے۔ سید کمال الدین ترمذ سے دوبارہ عازم ہند ہوئے۔ سلطان بہت خوش ہوا اور ان کو کرنال میں آباد کیا یہاں آپ کے دست پر ہزاروں آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ نے عین جہاد میں ۶ر رجب ۶۱۹ھ میں جام شہادت نوش کیا۔ آپ کے گیارہ فرزند تھے جن کی اولاد ہند کے چپہ چپہ پر آباد ہیں۔

(۱) ملک سید قطب الدین (۲) سید حسام الدین (۳) سید مغیث الدین (۴) سید جلال الدین غازی (۵) سید نظام الدین (۶) سید ابراہیم شاہ (۷) سید سعید جان (۸) سید رکن الدین (۹) سید علیم الدین (۱۰) میر سید نصیر الدین (۱۱) سید عزالدین۔

(۱) میر قطب الدین کا مزار کیتھل میں ہے اور ان کی اولاد موضع کیتھل اور فیض آباد میں آباد ہیں۔

(۲) میر حسام الدین کی اولاد کیتھل، احمد آباد اور فیض آباد ہیں ان کی قبر ابتداری قادری خاندان کیتھل میں بھی ہے۔

(۳) سید مغیث یا نعت الدین خورد سال فوت ہوئے۔

(۴) سید جلال الدین غازی ہامری سادات نہٹور (روہیلکھنڈ) کے مورثِ اعلیٰ ہیں۔

ـــــــــــــــ

۱؎ تاریخ نامری، تحفۃ الانساب، باغ سادات، شجرہ ساداتِ نہٹور از مولانا سید عبدالرشید ندوی ص۱۱۸

(۵) میر سید سعید جان موضع پٹن صوبہ مدراس تشریف لے گئے اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔

(۶) میر سید رکن الدین نے احمد آباد (گجرات) کو مسکن بنایا ان کی اولاد و امجاد وہیں آباد ہیں۔

(۷) میر سید علیم الدین قنوج میں بادشاہ دہلی کی طرف سے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ اس گھرانے میں سید شہاب الدین قنوجی مشہور تھے۔ سید صدرالدین سکندر لودھی کے درباری تھے۔ ان کے نواسہ سید صدر جہاں بادشاہ اکبر و جہانگیر کے وزیر سلطنت تھے۔ ان کے بیٹے سید نظام الدین کو شاہجہاں نے مرتضیٰ خانی کا خطاب رحمت فرمایا تھا۔

(۸) میر سید نصیر الدین شمالی بہار (ترہت) میں ضلع پورنیہ میں کھگڑہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ سمری بختیار پور میں بھی ان کی اولاد موجود ہے۔ میر جعفر اور نواب میر قاسم قلعدار مونگیر حکمران بہار و بنگال میر سید نصیر الدین کی دختری اولاد میں تھے۔

(۹) میر سید عزالدین رزم گاہ سنبھل میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ آپ کا مزار نہٹور میں ہے۔ ساداتِ سرانواں اور سادات سامانہ بھی سید کمال الدین کی نسل سے ہیں۔

مناجات کمالیہ

خداوندا اکبر سمیعاً بصیراً — بقدرت علیٰ کل شیئٍ قدیرا
دہی مومناں را از اکرام وافر — بہ جنت نعیماً و ملکاً کبیرا
دراں ملک باشد ہوائے قوی خوش — درو نیست شمساً و لا زمہریرا
بحمدیکہ تو طٰہٰ و یٰسین بدادی — کلاہ سَرِ او سراجاً منیرا
بنصِ قرآن امر کردہ مومن — کہ ذکرم بگویند ذکراً کثیرا
بمثلِ کلامت کہ گفتن تواند — دلو کان بعضاً لبعضٍ ظہیرا
غضب بر منافق گہے در درآید — ببطنِ جہنم و ساءت مصیرا
کسے را کہ نامش دہی بر یمینش — بلطفِ تحاسب حساباً یسیرا
کسے را کہ بر پشت نامش رسانی — فی دعوی ثبوراً و یصلی سعیرا
کسے را کنی صادق الوعد او تو — شعر دا این از شرّہ مستطیرا
بروزیکہ از قبر بیروں شوند آں — بہ محشر چو خیزند اکثر نفیرا
دراں روز یارب بغفر بادمن رس — نباشم چو مورا علیٰ قمطریرا
چہ داند کسے حال درماندگاں را — تو دانی کہ ہستی علیماً بصیرا

کمالِ حسینی بسا جرم دارد
تو عفوکن یا لطیفاً خبیرا

(از میر سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتھلی قادریؒ)

لہ شجرہ سادات نہٹور از مولانا عبدالرشید ندوی صکہ

سیّد شریف جرجانی

سید شریف جرجانی صوبہ جرجان یا گرگان کے موضع "طاغو" میں ۲۲ شعبان ۷۴۰ھ / ۲۲ فروری ۱۳۴۰ء میں تولد ہوئے۔ ان کا نام علی اور کنیت ابوالحسن تھا اور لقب سید شریف تھا۔ والد کا نام محمد تھا۔ شجرۂ نسب یہ ہے:

"علی بن محمد بن علی السید زین ابوالحسن الحسینی"

تیرھویں پشت میں سلسلۂ نسب محمد بن زید الداعی بن امام زین العابدینؒ سے مل جاتا ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی۔ مفتاح العلوم نور الطاؤسی سے پڑھی۔ جاراللہ زمخشری کی کشاف کا مطالعہ بھی ان کی نگرانی میں کیا۔ "شرح مطالع"، قطب الدین کے شاگرد مبارک شاہ سے مصر میں پڑھی بلکہ اس پر حاشیہ بھی لکھا۔ مواقف بھی پڑھی اور اس پر شرح بھی لکھی۔ وہ مصر میں محمد بن محمود البرکاتی سے "ہدایہ"، کا درس لیا۔ تعلیم سے فارغ ہوکر شیراز میں درس و تدریس کا شغل اختیار کیا۔ ۲۰ برس تک مدرسہ دارالشفاء میں درس دیتے رہے۔ شیراز کا حکمراں شاہ شجاع کا قدرداں تھا۔ سلطان تیمور نے ۷۸۹ھ میں شیراز کو تاراج کیا مگر سید شریف جرجانی کو امان دی بلکہ ساتھ سمرقند لے گیا جہاں وہ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۴۰۵ء میں تیمور کی وفات کے بعد وہ شیراز واپس آگئے۔ جہاں ۶ ربیع الآخر ۸۱۶ھ / ۶ جولائی ۱۴۱۳ء میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

تالیفات (۱) قرآن کا فارسی میں ترجمہ کیا جو غلط طور پر شیخ سعدی شیرازی (متوفی ۶۹۱ھ) سے منسوب ہوگیا۔ (۲) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۳) حاشیہ تفسیر کشاف (۴) حاشیہ المشکواۃ بالعلامۃ الطیبی (۵) رسالہ فی اصول الحدیث (۶) حاشیہ شرح مختصر ابن حاجب (۷) شرح سراجیہ (۸) شرح الیساغوجی (۹) صغریٰ کبریٰ (۱۰) شرح قطبی (۱۱) حاشیہ شرح مطالع (۱۲) صرف میر (۱۳) نحو میر (۱۴) شرح کافیہ (۱۵) شرح وافیہ۔ (۱۶) حاشیہ مطوّل (۱۷) آداب الشریف (۱۸) حاشیہ شرح حکمت العین (۱۹) شرح مواقف (۸ جلد) — (۲۰) حاشیہ شرح تجرید قدیم (۲۱) شریفیہ (۲۲) شرح تذکرہ طوسی (۲۳) التعریفات۔

(تذکرہ مصنفین درس نظامی از پروفیسر اختر راہی ص۱۰۸، ۱۱۴)

امیر علی کبیر ہمدانی رح

(شجرۂ نسب ص۱۳۱)

سید امیر علی ہمدانی رح ۷۱۴ھ مطابق ۱۳۱۴ء میں ہمدان میں تولد ہوئے آپ کی والدہ کا نام بی بی فاطمہ تھا۔ آپ نے بچپن میں قرآن حفظ کر لیا تھا اپنے ماموں سید علاء الدین سمنانی رح سے تصوف کی تربیت حاصل کی۔ آپ کا وصال ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ھ میں ہوا۔ کوہستان پرارہ کے نزدیک ختلان میں مدفون ہیں جو روسی ترکستان میں ہے۔ نومسلم راجہ سلطان شہاب الدین کے عہد میں سیدنا علی کبیر ہمدانی رح اپنے ... احبابوں کے ساتھ کشمیر میں نزول اجلال فرمایا جن میں آپ کے مرید خاص سید محمد خادری بھی تھے۔ آپ نے کشمیری زبان سیکھی اور اپنے احبابوں کو کشمیر میں رشد و ہدایت کے لیے چھوڑا۔ کتب سیر میں درج ہے کہ سید صاحب نے اپنی کلاہ سلطان قطب الدین بن شہاب الدین شاہ کشمیر کو عنایت فرمائی تھی وہ ٹوپی اس خانوادہ کے آخری حکمراں فتح شاہ کی وصیت کے مطابق قبر میں رکھ دی گئی۔ مولانا آئی رح کے مطابق لوگ اس تبرک کے فیض سے محروم ہوگئے۔ امیر علی کبیر ہمدانی رح کی وفات کے بعد ان کے فرزند میر سید محمد ہمدانی بارہ سال تک کشمیر میں رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ میر سید محمد ہمدانی رح کے فرزند سید علاء الدین بہار چلے آئے جہاں وہ آسودۂ خاک ہیں اور ان کی اولاد بھی وہیں آباد ہیں۔ جن میں سید ولایت علی بہت مشہور ہیں جو سید علاء الدین کے فرزند سید شمس الدین سیاہ پوش کی اولاد ہیں۔ سید حمید الدین آزاد بھی اسی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہر کشمیری صبح کے وقت اوراد فتحیہ خوش الحانی سے پڑھتا ہے جس کی بشارت حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رح کو آستانۂ نبوت پر رحمت للعالمین کی ایما پر ہوئی تھی۔ سید علی ہمدانی رح شاعر بھی تھے۔ تخلص علیؔ اور علائی کرتے تھے۔ علائی اپنے استاد اور خالو سید علاء الدین کی مناسبت سے لکھتے تھے۔ ؎ آں بانیٔ مسلمانی۔ میر سید علی ہمدانی (کشمیر)

۱؎ ماہنامہ ندیم مارچ ۱۹۳۲ء ص۱۰ از سید حمید الدین آزاد بہار۔

نوٹ: حکیم ابن سینا بھی ہمدان کے رہنے والے تھے۔

سید محمد بندہ نواز گیسو دراز رح گلبرگہ شریف دکن

(شجرۂ نسب ص۱۲۷)

اسم گرامی سید محمد کنیت ابو الفتح اور لقب صدر الدین ولی الاکبر الصادق تھا۔ عام طور پر خواجہ بندہ نواز گسو دراز رح کہلائے۔ آباؤ اجداد ہرات سے دہلی آئے۔ ۷۲۱ھ میں آپ کی ولادت ہوئی آپ کے والد سید یوسف حسینی راجو قتال رح تھے جن کو خواجہ نظام الدین اولیاء سے بڑی عقیدت تھی۔ ان کے ماموں سید ابراہیم متوفی دولت آباد کے صوبیدار تھے۔ ۷۳۱ھ میں آپ کے والد محترم کا انتقال ہوا۔ ان کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے۔ ۷۳۶ھ میں اپنے بڑے برادر سید چنون کے ساتھ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رح کے دست مبارک پر بیعت کی۔ حضرت چراغ دہلوی رح کے وصال کے بعد سجادۂ ولایت پر متمکن ہوئے۔ دہلی میں ۴۴ سال کے قیام کے بعد ۸۰۱ھ میں عازم گلبرگہ (دکن) ہوئے۔ چالیس سال کی عمر میں سید احمد بن مولانا جمال الدین مغربی کی صاحبزادی بی بی رضا خاتون سے عقد کیا جن کے بطن سے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) سید محمد اکبر حسینی (۲) سید محمد اصغر حسینی۔ ۸۱۱ھ میں بڑے صاحبزادے نے اپنے والد بزرگوار سے خلافت پائی لیکن سات ماہ بعد ہی رحلت فرما گئے۔ سید محمد اکبر حسینی کی تصنیفات (۱) تعارف (۲) شرح ملتقط (۳) عقیدہ (فارسی) (۴) اباحت سماع (۵) مقامات صوفیاء (۶) تصریف مالکی، (۷) شرح سوانح (۸) رسالہ مسئلہ (۹) رسالۂ علم،

خواجہ بندہ نواز گسو دراز رح کی تصنیفات کی کل تعداد ۱۲۱ ہے۔ گلبرگہ شریف میں ۲۲ سال تک فیضان عام رہا آخر ۱۶ ذی قعدہ ۸۲۵ھ میں ۱۰۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ گلبرگہ شریف میں سلطان احمد شاہ بہمنی نے ان کے مزار پر نہایت عالیشان گنبد تعمیر کرایا۔

۱؎ بزم صوفیہ ص۴۸۳

۲؎ عربی النسل مسلمان ص۲۱۷

مخدوم سید شاہ تیم اللہ سفید بازؒ

(شجرۂ نسب ص ۱۲۹)

مخدوم سید شاہ تیم اللہ سفید بازؒ کے والد ماجد مخدوم سید شاہ حمید الدین راجگیری سادات گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ مخدوم شاہ تیم اللہؒ کے نانا شیخ شہاب الدین سہروردیؒ پیر جگجوت کاشغر کے بادشاہ تھے۔ بادشاہی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ پٹنہ شہر کے قریب جیٹھلی شریف میں لب دریا آپ کا مزار ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی بی بی جمال تھا ان کا مزار بھی جیٹھلی میں اپنے والد پیر جگجوت کے نزدیک واقع ہے۔

مخدوم شاہ تیم اللہ سفید بازؒ نے ۷۹۰ھ میں وفات پائی۔

نوٹ:۔ (۱) سید احمد اللہ مصنف شعرائے بہار حضرت علیؓ کی پینتالیسویں پشت میں تولد ہوئے لیکن صرف ۲۲ واسطے درج کیے گئے ہیں اسی طرح وہ مخدوم سفید بازؒ کی پچیسویں پشت میں تولد ہوئے لیکن صرف ۷ واسطے درج ہوتے ہیں۔ (۲) سید احمد اللہ نے اپنے شجرہ میں خود کو حضرت زید شہید کی اولاد بتایا ہے۔ جبکہ وہ حضرت امام زین العابدینؓ کے فرزند سید علی الاصغر کی اولاد ہیں۔ (مؤلف)

---

[۱] کنز الانساب ص ۱۰۷ تا ۱۱۱، [۲] تاریخ بارہ گیاں ص ۱۴۶ تا ۱۵۱

[۳] اعیانِ وطن ص ۱۶۹، مسلم شعرائے بہار جلد اوّل ص ۱

نوٹ:۔ مخدوم شمس الدین شمس اردلی (متوفی ۸۵۰ھ) تیم اللہ سفید بازؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔

سید ابو العلاؒ

(شجرۂ نسب ص ۱۳۰)

سیدنا ابو العلاؒ خواجہ فیضی کے نواسہ تھے اور آپ کے والد ماجد سید ابو الوفا خواجہ ابو الفیض کے نواسہ اور ان کے دادا امیر عبد السلام خواجہ عبد اللہ خواجگا کے نواسہ تھے۔ سید ابو الوفا چار بھائی تھے۔ سید ابو الخیر، سید ابو الصفا، سید عبد اللہ اور سید ابو الوفا، سید عبد اللہ سید ابو العلا کے پیر و مرشد اور خسر تھے۔ سید ابو العلاؒ کی ولادت قصبہ نریلا میں ہوئی جو دہلی اور لاہور کے درمیان واقع ہے۔ سید ابو العلاؒ ۹۹۰ھ میں تولد ہوئے اور یہ مغل بادشاہ اکبر کا دور تھا۔ آپ کے دادا عبد السلام اسی زمانہ میں فتح پور سیکری آئے۔ وہاں سے حج کے لیے روانہ ہوئے اور مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔ سید ابو العلاؒ کے والد سید ابو الوفاؒ کا انتقال فتح پور سیکری میں ہوا اور وہ دہلی میں مدفون ہیں آپ کے نانا خواجہ فیضی سہ ہزاری منصب اور سہ ہزار سوار پر مامور ہو کر بردوان (بنگال) کے ناظم مقرر ہوئے۔ سید ابو العلاؒ بھی نانا کے ساتھ رہ کر اسی عہدہ پر فائز ہوئے۔ راجہ مان سنگھ صوبیدار آپ کی کارگزاریوں سے بہت خوش تھا اور آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اسی دوران پٹنہ اور حاجی پور کے درمیان مینا پور کے مقام پر بادشاہی فوج اور باغیوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی جس میں آپ سپہ سالار کی حیثیت سے فتحیاب ہو کر بردوان لوٹے۔ اسی دوران بادشاہ اکبر فوت ہو گیا اور بادشاہ جہانگیر دہلی کے تخت پر متمکن ہوا۔ اس نے تمام امراء سلطنت کو دہلی دربار میں طلب کیا۔ آپ بھی اس تقریب میں بردوان سے اکبر آباد پہنچے۔ اثنائے راہ میں قصبہ منیر، بہار میں شاہ دولت منیریؒ کے یہاں قیام فرمایا۔ شاہ دولت منیریؒ نے بڑی قدر و منزلت کی اور دستر خوان پر لقمہ اپنے مبارک ہاتھوں سے کھلایا اس کا اثر یہ ہوا کہ آپ کے دل و دماغ میں انقلاب برپا ہو گیا اور آپ روشن ضمیر ہو گئے۔ اکبر آباد پہنچ کر اپنے منصب سے مستعفی ہو گئے اور جذب و مستی میں غرق ہو گئے بادشاہ نے ہر چند کوشش کی کہ ان کو واپس لایا جائے مگر نہ لوٹے۔ اس کے بعد حضرت نظام الدین

---

[۱] بہار میں ابو العلائی فیضان ص ۲ تا ۴

اولیاءؒ کے مزار پر چلہ کشی کی اور خواجہ غریب نواز کے دربار سے ولایت وقطبیت پر فائز ہوئے اپنے چچا امیر سید عبداللہؒ سے بیعت ہو کر نقشبندی سلسلہ میں داخل ہوئے۔ خواجہ غریب نواز سے اولیسیہ نعمت ایسی ملی کہ جس پر نظر کرتے ولی بن جاتا۔ آپ ۷۱ سال کی عمر میں ۹ صفر ١٠٦١ھ میں وفات پائی اور اکبر آباد میں مدفون ہوئے۔ خلفاء میں شاہ فرہاد اور منعم پاک سے ابوالعلائی سلسلہ بہار میں پھیلا۔

مادری نسبنامہ:۔ سید ابوالعلاؒ بن بی بی فاطمہ بنت خواجہ محمد فیضی بن خواجہ ابوالفیض بن خواجہ عبیداللہؒ خواجگاں بن خواجہ ناصر الدین عبیداللہ احرارؒ۔
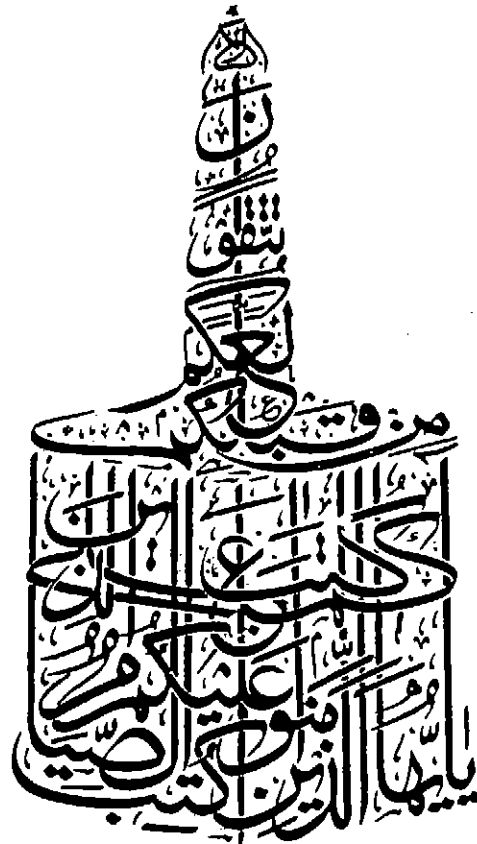
سید شاہ وارث رسولنما بنارسیؒ

(شجرۂ نسب ص۱۳۲)

سیدؒ شاہ وارث رسولنماؒ ساداتِ سوانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اصل وطن نونہرہ باڑہ غازی پور یوپی تھا۔ آپ کے والد قاضی سید عنایت اللہؒ عہدِ عالمگیری میں بنارس کے قاضی تھے۔ تحصیل علم کی غرض سے بنارس آئے اور سکونت اختیار کی۔ وہ ١٠٨٧ھ میں تولد ہوئے اور ١١٦٦ھ میں بنارس میں وفات پائی۔ بنارس میں محلہ "مولوی کا باڑہ" ایک سنگی چبوترہ پر آپ کا مزار زیارت گاہ عام ہے۔ تاج العارفین شاہ مجیب اللہؒ بنارس گئے اور حضرت قطب الاقطاب صاحب نسبتِ اولیسیہ بنوریہ مولانا سید وارث رسولنما بنارسیؒ کی خدمت میں زانوئے ادب تہہ کیا اور بقیہ درسیات کی تکمیل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ حضرت رسول نماؒ مرتبہ عرفان میں درجہ قطب الاقطاب پر فائز تھے۔ اس کے ساتھ منصب رسول نمائی بھی بارگاہ نبویہ سے عطا ہوا اور سلوک کا خاص طریقہ درودیہ اور طریقہ قلندریہ کے سلوک کی بھی تکمیل کی۔ حضرت رسول نماؒ نے خرقہ جمیع سلاسل کا تحریری اجازت نامہ ١١٢٣ھ میں مہر و دستخط سے مزین فرمایا اور عطا کیا۔ ان کے صاحبزادے کا نام ہشام غلام نقشبندی ہے۔

نمبر	شجرۂ طریقت
۱	سید شاہ وارث
۲	شاہ رفیع الدین
۳	سید سلیم
۴	سید شاہ مصطفٰی
۵	شیخ تاتار
۶	شیخ محمد القیص
۷	سید الکریم
۸	سید سلیم
۹	سید پیارے
۱۰	شیخ محمد رحمت اللہ
۱۱	سید قمیص
۱۲	سید ابوالحیات قادری
۱۳	سید تاج الدین
۱۴	سید بہار الدین
۱۵	سید جلال الدین
۱۶	سید داؤد
۱۷	سید علی عبداللہ قادری
۱۸	سید ابو صالح نصر
۱۹	سید عبدالرزاق
۲۰	سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

۱۔ اعیان وطن ص۱۲۳ تا ۱۲۴، ۲۔ اعیان وطن ص۱۳ تا ۱۲۵

نوٹ:۔ حضرت رسولنماؒ چار کتابوں کے مصنف تھے (مؤلف)

شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی

(شجرۂ نسب ص۱۳۲)

شیخ الاسلام سید شاہ حسین احمد مدنی کا خاندان سادات ٹانڈہ، فیض آباد، یوپی، ہند اور سادات ترمذی کی شاخ ہے۔ جس کے مورث اعلیٰ سید شاہ احمد تو ختہؒ لاہوری تھے۔ انہوں نے ایک عرصۂ دراز تک مسجد نبوی میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ عرب و عجم کے شیوخ میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ آپ کی مہمان نوازی بے مثل تھی۔ ان کی شخصیت پُروقار، بارعب اور مسحور کن تھی۔ لاکھوں لوگوں نے آپ کے درسِ حدیث سے استفادہ کیا۔ حضرت شیخ الہند محمود الحسن اسیرِ مالٹا کے ساتھ سید حسین احمد مدنی بھی اسیر رہے۔ ۱۹۵۸ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی ولادت ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں ہوئی تھی۔ آپ کے مریدان بے شمار ہیں آپ نے زندگی بھر رشد و ہدایت کی شمع جلائے رکھی۔ آپ کے خلفائے مجاز کی تعداد ۱۲۵ سے متجاوز ہے۔ آپ کے والد ماجد سید شاہ حبیب اللہ نے مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ سید حبیب اللہ اپنے شیخ اور پیر و مرشد شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے بڑے عاشق زار تھے۔

[1] عربی النسل مسلمان ص۲۱۹

نوٹ:۔ تذکرۂ اولیائے لاہور میں وارث کمال نے شاہ احمد تو ختہ کے شجرۂ نسب میں پشت ۹ پر علی اصغر لکھا ہے جبکہ عربی النسل مسلمان کے مصنف نے حسین الاصغر لکھا ہے جو تحقیق طلب ہے (مؤلف)

سید حبیب احمد و فردوسی بیگم سادات سوانہ، فیض آباد، گورکھپور اور غازی پور

(شجرۂ نسب ص۱۳۲)

ڈاکٹر سید حبیب احمد بن سید انوار حسین موضع ٹانڈہ ضلع فیض آباد یوپی کا عقد قدسیہ بیگم بنت سید شہاب الدین سے ہوا، سید شہاب الدین کا نکاح فردوسی بیگم بنت سید نواب محمد علی نصر خان سے ہوا جن کے بطن سے قدسیہ بیگم تولد ہوئیں۔ سید شہاب الدین کے والد ماجد کا اسم گرامی سید شاہ منیر الدین احمد ہے۔ جو میر سید منصور علی خاں کے فرزند تھے۔ دوسری روایت کے مطابق نواب سید محمد علی نصر خاں کے والد کا نام نواب زادہ سید محمد علی کبیر (گورکھپور) تھا ان کا عقد رقیہ بیگم بنت شاہ منیر احمد سے ہوا تھا۔

سادات سوانہ موضع ٹانڈہ ضلع فیض آباد گورکھپور اور نونہرہ پارہ غازی پور کے علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

شجرہ:۔ فردوسی بیگم بنت نواب سید محمد علی نصیر خاں بن سید منصور علی خاں بن سید ذوالفقار علی خاں بن میر سید تراب علی خاں۔

(ماہنامہ آستانہ دہلی ماہ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

[1] حدیقۃ الانساب ص۲۲۲ تا ۲۲۳

ولا تمش في الأرض مرحا

زمین میں اکڑ کر مت چل (القرآن)

باب ۷۷

سادات باقری۔

اولادِ امام باقر بن امام زین العابدینؓ

۵۔ سید عبداللہ الکریم حسن

۶۔ سید حبیب اللہ
۷۔ سید برکت اللہ
۸۔ سید شہاب الدین انور
۹۔ سید نجم الدین
۱۰۔ صوفی سید محمد صادق
۱۱۔ سید شہاب الدین مصری
۱۲۔ سید احد الٰہی
۱۳۔ سید معروف
۱۴۔ سید جنید
۱۵۔ سید عثمان ثانی
۱۶۔ سید عبدالوہاب
۱۷۔ سید عثمان شیر سوار
۱۸۔ سید یوسف برقع پوش
۱۹۔ سید عبدالقاسم
۲۰۔ سید محمد
۲۱۔ سید عبدالرحیم
۲۲۔ سید عبدالرحمٰن
۲۳۔ سید عاشق علی
۲۴۔ سید محمد فرید

۲۵۔ سید محمد ابراہیم
۲۶۔ سید محمد داؤد
۲۷۔ سید محمد یحییٰ
۲۸۔ سید نجم الدین
۲۹۔ سید محمد علی
۳۰۔ سید محمود
۳۱۔ سید محمد
۳۲۔ سید نورالدین
۳۳۔ سید شاہ احمد حسین
(خسرو پور، باڑھ، پٹنہ بہار)
سادات سراواں، ارول
(کنز الانساب صہ ۶۵)

سید ہاشم اسود (زصہ)

سید اسمٰعیل (صہ)

سید ثابت
سید سلیم
سید سعد
سید طلحیٰ
سید ربیعہ
سید جنید
سید سفیان
سید غورہ
سید فردہ
سید ظہیر
سید عبداللہ صوحی
(دمشق)
سید حاجی حمزہ
سید اسمٰعیل
سید اسحٰق
سید شاہ محمد
شاہ قاسم
سید شاہ سلیمان
سید خلیل اللہ
سید قاضی قطب الدین احمد
(پٹن، گجرات)
(تاریخ صوفیائے گجرات صہ ۱۶۰)

اولادِ سید عبداللہ الکریم حسن بن امام باقرؓ

۶۔ سید ہاشم اسود
سید محمد محسن مدنی
سید جعفر مدنی
سید علی رضا
سید حسین
سید اسمٰعیل
سید ابراہیم
سید ابوالقاسم طوسی
سید حسن طوسی
سید عبداللہ طوسی
سید یوسف طوسی
سید محمد یعقوب لاہوری
سید داؤد لاہوری
سید محمد اسحٰق
سید محمد اسمٰعیل دہلوی
سید تاج الدین
سید علاء الدّین
سید جمال الدین کالپی
سید جلال الدین
سید تقی الدین بہاری
سید قطب الدین
سید صدر جہاں (صد ۱۴۹)

(ہسوہ، فتحپور، یوپی عربی النسل صد ۳۰)

۶۔ سید اسمٰعیل

سید محمد
سید علی قاسم
سید ابراہیم
سید علی
سید حاتم
سید صالح
سید جعفر
سید موسیٰ
سید ہاشم
سید یحییٰ
سید کمال الدین
سید محمد
سید عبداللہ
شاہ نعمت اللہ
(خسرو پور، باڑھ)
پٹنہ، بہار

۷۔ سید خلف
۸۔ سید ابوسعید بلخی
۹۔ سید سیف الدین
۱۰۔ سید یحییٰ
۱۱۔ سید عبداللہ عیسیٰ
۱۲۔ سید عبدالجبار
۱۳۔ سید عبدالوہاب
۱۴۔ سید عبدالرزاق
۱۵۔ سید علاء الدین
۱۶۔ سید حمید الدین اخ عینی
۱۷۔ سید علی زاہد
۱۸۔ سید معظم
۱۹۔ سید اعظم
۲۰۔ شاہ ابو محمد
۲۱۔ شاہ احمد
۲۲۔ شاہ عبداللہ
۲۳۔ شاہ بڑے
۲۴۔ شاہ حمید
۲۵۔ سید عبدالجلیل
۲۶۔ سید غلام عالم کلاں
۲۷۔ مسماۃ رحم بی بی
۲۸۔ محمد ایوب
۲۹۔ شاہ رفیع الدین

اولادِ سید صدر جہاں بن سید قطب الدّین

سید اولیا علی
سید حسین
سید ناظر
سید محمد ناظر
سید محمد یٰسین
سید شاہ ولی اللہ
سید غلام حسین
سید سلطان احمد
سید عطاء حسین عبدالرزاقؒ
(حاجی پور)
سید شاہ نظام الدین
سید شاہ حسین احمد
(حاجی پور، بہار)
(کنز الانساب صد ۶۵)

سید نجم الدین
سید محمد علی
سید عبدالکریم
سید عبدالقدوس
سید محمد حسن
سید محمد یوسف
سید محمد اسحٰق
سید کرم علی
سید فیض علی
سید صابر علی
سید تبارک حسین
قاضی سید نور الحسن
(بہار)
(کنز الانساب صد ۵۳)

سید شاہ عطا حسین فانی عبدالرزاق ابوالعلائی منعمی دانا پوری

(شجرۂ نسب صـ)

سید عطا حسین فانی منعمی ابوالعلائیؒ کی ولادت ۱۲۳۲ھ میں ہوئی۔ سید شاہ قمرالدین حسین کے حقیقی ماموں تھے۔ شاہ عطا حسین کی والدہ اور ان کی نانی دونوں ۱۲۴۰ھ میں رحلت پا گئیں۔ شاہ حسین کو ان کی نانی نے جو کلاہ پہنائی تھی وہ آخر وقت میں انہوں نے اپنی چھوٹی بیٹی کے سر پر رکھی جس کا عقد شاہ شمس الدین سے ہوا اور شاہ قمرالدین انہیں کے بطن سے تولد ہوئے جو فخرِ خاندان کہ اس طرح ان کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ آپ کے والد سلطان احمد کی شہادت ۱۲۴۲ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے والد کے خلیفہ بنے۔ آپ کی تعلیم پر آپ کے چچا شاہ مراد علی نے توجہ دی۔ آپ فن طب حکیم محمد دیسنوی سے سیکھا۔ مولانا عزیز الدین حیدر لکھنوی سے عربی سیکھی، بیعت اپنے دادا غلام حسین منعمی سے ہوئے۔ خواجہ غریب نوازؒ سے روحانی طور پر اسم ذات سیکھا۔ مخدوم شاہ بدیع الدین قطب مدارؒ سے اذکار و اشغال بطریق اویسیہ ملا۔ آپ کے دادا اور مرشد شاہ غلام حسین ۱۲۵۴ھ میں ۸۶ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کی نسل سید شاہ امیر علی کی دختر سے آپ کا عقد ہوا۔ اس کے بعد شاہ قمرالدین سے بھی خلافت ملی ۱۲۵۵ھ میں آپ کے مرشد شاہ قمرالدین کا وصال ہو گیا، ۱۲۶۰ھ میں آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔ بنارس، الٰہ آباد ہوتے ہی مانکپور پہنچے۔ پھر اکبر آباد پہنچ کر ابوالعلاؒ کے مزار پر چلہ کش ہوئے۔

۱؎ تذکرہ سید شاہ عطا حسین منعمیؒ صـ ۵۵ تا ۶۷، ۲۶ تا ۵۴ (مطبوعہ ۱۹۳۱ء)

۵۔ سادات جعفری

امام جعفر صادقؓ بن امام باقرؓ

سید علی اکبر

(شاخ اول)

- سید محمد
- سید علی
- سید حسین ابوالحسن
- سید علی
- ابوالحسین عباس
- سید احمد
- ۱۳ سید حمزہ
- ۱۴ سید حسن
- ۱۵ سید عباس ثانی
- ۱۶ سید ابراہیم ابوالحسن
- ۱۷ سید حسین الدین
- ۱۸ سید نصیر الدین
- ۱۹ سید محمد خواجہ
- ۲۰ سید محمد یوسف
- ۲۱ سید محمد اسحٰق
- ۲۲ سید اللہ داد
- ۲۳ سید قطب الدین بھیکہ
- ۲۴ سید عبدالعزیز
- ۲۵ سید برہان الدین (جعفر پوری)

(شاخ دوم)

- سید احمد
- سید کمال الدین کرمانی
- سید عبداللہ
- سید ملا ابراہیم
- سید یوسف
- سید جلال
- سید خدا بخش
- سید احمد لاہوری
- سید مسعود
- سید محمود
- سید یعقوب
- سید سعدی
- سید اسحٰق
- سید اسمٰعیل
- سید علی اکبر
- سید علی اصغر
- مولانا سید حاجی خیر الدین
- مولانا سید محمد خطاب دیوری
- مولانا شہباز بھاگلپوری

سید محمد

- سید علی ثانی
- سید عز الدین
- سید عمر
- سید حسن
- سید احمد
- سید حسین بیابانی
- سید محمد کلانی
- سید مرتضیٰ ثانی
- سید محمد مقبول ربانی
- سید محمد رفیع الدین
- سید سمیع الدین
- سید احمد حقانی
- سید علی کلانی
- ہاجرہ جمیلہ خاتون
- سید علاء الدین علی صابرؒ

(کنز الانساب صـ ۶۷)

سید محمد العریضی

- سید قاسم العریضی
- سید ابوشعیری العریضی
- سید فرید
- سید محمد
- سید اسحٰق
- سید یعقوب
- سید محمد
- سید نصیر الدین اختر الدین
- سید عبدالوہاب
- سید عبدالحئی
- سید محمود
- سید احمد
- سید قطب الدین میر عرق
- سید صادق سالار
- سید قطب اللہ
- سید حسن
- سید احمد جبو

(تذکرہ صادقہ صـ ۳۷۵)

اولادِ امام جعفر صادقؓ

سید علاء الدین العریضی
- سید علی
- سید کمال الدین
- سید عبداللہ
- سید احمد طاہر
- سید ابو محمد جیلانی
- سید ابو الجمال
- سید ابو عبداللہ صوفی
- بی بی عارفہ
- سید عبدالقادر جیلانیؒ
- (بغداد)

سید محمد دیباج
- سید علی العریضی
- سید حسین العریضی
- سید احمد ابو طاہر
- سید جعفر
- سید سلطان
- سید احمد
- سید عبداللہ قلندر
- سید محمد
- شمس الدین قلندر
- (پھرسر، بھرت پور)

سید حسین جعفر

سید سیف الدین
- سید یوسف
- سید ظہیر الدین
- سید احمد
- سید عبدالنصیر
- سید کمال الدین
- سید نصیر الدین
- سید شمس الدین
- سید فتح اللہ حاجی
- سید عالم
- سید جہانگیر
- سید قطب فتح جنگ
- سید شاہ محمد
- سید درویش
- سید حسن
- سید رکن الدین جہاں گشتؒ
- سید نور الدین (زربٹ، بہار) (کتاب النساب صفحہ ۶۲)

سید محمد خون
- سید عبدالغنی
- سید عبداللہ
- سید مسعود
- سید محمد
- سید آدم
- سید اسمٰعیل
- سید ابراہیم
- سید ہنر برہ
- سید محمد
- سید مسعود
- سید علیم الدین گبھوراژؒ
- (بہار صہ ۱۵۶)

نوٹ:-
سید علاء الدین صابرؒ کی والدہ ماجدہ بی بی ہاجرہ جمیلہ خاتون، بابا فرید مسعود گنج شکرؒ کی سگی ہمشیرہ تھیں جن کا پدری شجرۂ نسب فاروقی ہے۔

(۱) عرب النسل مسلمان صفحہ نمبر ۳۰۳ (۲) تاریخ صوفیائے گجرات صفحہ نمبر ۲۴۱
(۳) خواجگان چشت صفحہ ۹۹

اولادِ امام جعفر صادقؓ

سید اسحٰق مؤمن

سید مطہر
- سید محمد رفیع الدین
- سید حیدر
- سید محمد مطہر
- سید محمد طاہر
- سید اسداللہ
- سید عبداللہ
- سید عبیداللہ
- سید فضل اللہ
- سید رشید الدین
- سید نجم الدین عبدالاحد
- دختر
- سید شہاب الدین سہروردیؒ
- (پیر جگجوت) بہار
- (کنز الانساب صہ ۶۷)

سید حسن عطار
- سید عبدالمطلب
- سید محمد شریف
- سید ثناء اللہ
- سید عبدالجبار
- خواجہ ولی اللہ
- خواجہ باقی اللہ
- سید ذکی الدین
- سید نور الدین

سید یحییٰ
- سید علی ضیاء الدین
- سید تاج الدین
- سید داؤد
- سید بہاء الدین
- سید غیاث الدین
- سید امجد
- سید نور محمد
- سید فتح اللہ
- سید عبداللہ
- سید علاء الدین صابرؒ
- (کنز الانساب صہ ۶۷)

شجرہ اولاد سیّد اسمٰعیل اعرج بن امام جعفر صادقؑ

- سید محمد ابوالحسن
- سید اسمٰعیل ثانی

سید محمد موسیٰ
- سید علی اکبر
- سید حمزہ
- سید محمد احمد
- سید حسین
- سید عبداللہ
- سید جمال الدین
- سید مبارز الدین
- سید کمال الدین
- سید محمد مہدی
- سید علی
- سید تاج الدین بہلول
- سید ظہیر الدین
- سید عماد الدین نوربخش
- سید ابراہیم شاہ سنانی
- سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ
- (کچھوچھہ شریف)

سید منصور
- سید غالب الدین
- سید عبدالمجید
- سید مستنصر باللہ جمال

سید احمد ہادی
- سید ہاشم
- سید محمد
- سید محمود سبزواری
- سید محب الدین
- سید خالد جمال الدین
- سید عبدالمومن
- سید سلام الدین
- سید صلاح الدین
- سید شمس الدین عرلیفی (لاہور)
- شاہ اسداللہ
- سید مخدوم ظہیر الدین
- سید بہار الدین
- سید ابراہیم
- سید اسحٰق بندگی میاں
- (صفحہ ۱۵۵)

سید منتخب اللہ
- سید مہدی
- سید ہادی
- سید احمد شاہ
- سید محمود شاہ
- سید شمس الدین قلندر
- سید کبیر الدین
- سید عثمان مروندی
- (لال شہباز قلندرؒ)
- سیہون شریف (سندھ)

سید محمد اسحٰق
- سلطان سید قطب الدین
- سلطان سید رکن الدین
- سلطان سید داؤد
- سلطان سید حمزہ
- سلطان سید موسیٰ
- سلطان سید قاسم
- سید سعید حسن
- شاہ محمد حمزہ
- سلطان محمد یوسف
- سلطان ناصر الدین
- سلطان شاہ احمد
- سلطان تاج کاشغری
- شاہ محمد الدین
- مخدوم سید شہاب الدین
- پیر جگجوتؒ
- (بہار)[1]

[1] بزم صوفیہ صہ ۳۴۵ ، ۳۷۷ ، کنزالانساب صہ ۶۷ ،

شجرہ اولاد سیّد اسمٰعیل اعرج بن امام جعفر صادقؑ

سید عبداللہ
- سید عبیداللہ
- سید ابوبکر علمی
- سید نوراللہ
- سید نصیر الدین
- سید نجم الدین واصل حق
- خواجہ محمد باقی
- سید اسمٰعیل
- سید فریدالدین عطارؒ[1]

باقی

- اولاد سید اسحٰق بندگی میاں
- محمد زاہد
- عبدالنبی
- سید فتح محمد
- سید محمد غوث (سید جبو) متوفی ۱۱۷۰ھ
- سید احمد محی الدین
- خسر شاہ مہدی
- (ہسوہ فتح پور، یوپی)

سید علی
- سید محمد
- سید عباس
- سید حسن
- سید حمزہ
- سید محمود
- سید ابوطالب
- سید یحییٰ
- سید قمر الدین
- سید حسام الدین
- سید نظام الدین
- سید افضل الدین ابوجعفرؒ[2]
- (امیر ماہ بہرائچی)
- (مدفون بہار)

سید عارف
- سید محمد
- سید محمود
- سید حامد
- سید علی
- سید حسن
- سید احمد بدرالدین
- سید جمال الدین
- سید کمال الدین
- سید عماد الدین
- سید وحید الدین جحندی
- بی بی جمیلہ
- بابا فرید گنج شکرؒ[3]

سید زکریا
- سید یحییٰ
- سید حسین
- سید ابراہیم
- سید علی
- سید عبداللہ
- سید عماد الملک
- خواجہ ابوضیاء الدین
- بی بی معصومہ
- خواجہ معین الدین چشتیؒ[4]

[1] کنزالانساب صہ ۶۹ ، [2] مخزن الانساب صہ ۱۴۷ ،
[3] کنزالانساب صہ ۷۰ ، [4] کنزالانساب صہ ۶۶ ،

اولادِ سید علم الدین گیسو درازؒ (بہار)

(شجرۂ نسب صفحہ)

مخدوم شاہ محمد، نیشاپور، معافی، گیا، بہار

شاہ محمود

مخدوم شاہ جہانگیر

سید شاہ علی

سید شاہ احمد

دیوان شہاب الدین

سید فخر الدین

سید صدا

- سید صدر جہاں جہانگیر
  - سید غلام مرتضیٰ
  - سید احمد علی
  - میر محمد علی
    - سید شاہ فرزند علی صوفی منیری
      - سید اسد اللہ
      - حاجی عمر
      - سید علی
      - بی بی اماں
      - شاہ محمد علی
      - شاہ یحییٰ
      - شاہ ایوب
      - شاہ عطاء الرحمن
      - شاہ الیاس
    - امیر الدین حسین اولادِ علی فردوسی گیا، بہار
- سید عاشق
  - سید غلام رسول
  - سید غلام مخدوم
  - سید ابو تراب
  - سید شاہ علی چولھن
  - سید سرفراز شرفن
    - سید بشارت حسین
      - بی بی وصالت
      - سید احمد اللہ مصنف مسلم شعراء بہار
    - سید شاہ عبد القادر
      - سید شاہ ابو البرکات (سجادہ آستانہ اسلام پور پٹنہ)
        - علی میاں
        - حسین میاں
        - دختر زوجہ سید محمد... بہنوئی ابدالی (اسکاؤٹمنٹ)

(مسلم شعراء بہار صفحہ ۱۷۵ جلد چہارم)

اولادِ سید احمد جبو بن سید حسنؒ

(شجرہ نسب صفحہ ۱۵۱)

- سید محمد سہروردی
  - سید سلطان بایزید
  - دیوان عبد الفتاح شاہ
  - سید قیام الدین
  - سید امام الدین
    - مولانا سید محمد ضیاء
      - سید غلام اعظم
      - سید احد الدین
      - سید یعقوب
      - سید کرامت حسین
      - سید عبد الکریم میرداری
      - گیا، بہار
    - سید فصیح الدین
      - سید غلام محی الدین
      - سید لطف علی
      - سید شاہ غلام حسین غیاث
      - سید شاہ رحمت حسین
      - سید شاہ منیر الدین
      - رسول پور فتح

(مصنف مخزن الانساب) مظفر پور، بہار

(صد ۱۳۹) (مخزن الانساب) صد ۱۳۹

- سید صدر عالم
  - سید قطب عالم
  - سید مخدوم عالم
  - سید نور الدین
    - سید غلام محمد
      - میر سید پھکوڑی
      - سید علی
      - سید حبیب الحسنین
      - حکیم سید شاہ احمد حسین صوفی
      - (بہار)
    - سید غلام مجتبیٰ
      - سید غلام منیری
      - میر ذاکر علی
      - سید ارشاد علی
      - (بہار)

(مخزن الانساب صفحہ ۱۳۹)

سید عثمان مروندی المعروف لال شہباز قلندرؒ

(شجرۂ نسب ص ۱۵۴)

سندھ کے مرجع خلائق عظیم صوفی بزرگ عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندرؒ ۵۳۸ھ میں عالم وجود میں آئے آپ کے والد سید ابراہیم کبیرالدین آذر بائیجان کے دارالسلطنت تبریز سے ۴۰ میل دور مغرب میں موضع مروند میں سکونت پذیر تھے۔ حاکم مروند کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ سلطان شاہ نے اسی عقیدت کی بنا پر اپنی بیٹی سید ابراہیم کبیر کے عقد میں دے دیا۔ جن کے بطن سے لعل شہباز قلندرؒ تولّد ہوئے۔ سن شعور کو پہنچ کر حضرت بابا ابراہیم ولی کربلائیؒ سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ آپ نے متعدد صوفیائے کرام سے بھی کسب کیا جن میں سرفہرست حضرت فریدالدین گنج شکرؒ، حضرت بہارالدین زکریا ملتانیؒ، حضرت جلال الدین حیدر جہانیاں جہاں گشتؒ اور شیخ بو علی قلندرؒ ہیں۔ آپ سندھ تشریف لاکر سیہون شریف، دادو میں سکونت پذیر ہوئے اور اسلام کا بول بالا کیا شعر و سخن سے شفقت رکھتے تھے ان کا تخلص عثمان تھا کلام فارسی زبان میں ہے۔ آپ ۲۱ شعبان ۶۷۳ھ مطابق ۱۲۷۴ء میں واصل بحق ہوئے۔ سیہون شریف میں آپ کا مزار ہے۔

ؔ ریاض الانساب ص ۵۷ و تذکرۂ اولیاء سندھ ص ۱۰۲

ؔ ماہنامہ "الامیر" کراچی نومبر ۱۹۸۹ء ص ۳۴

مخدوم سید علاء الدین احمد صابرؒ کلیر شریف

(شجرۂ نسب ص ۱۵۱)

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید عبدالرحیم ہے اور والدہ ماجدہ کا نام ہاجرہ ہے جو جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت کی ولادت ۹ ربیع الاوّل ۵۹۲ھ کو ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی علی احمد ہے۔ "مخدوم" اور "صابر" کے القاب سے مشہور ہیں۔ آپ جب پانچ سال کے ہوتے تو والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا اور مزید تربیت کے لیے اپنے بھائی بابا فرید گنج شکرؒ کے پاس اجودھن بھیج دیا۔ بابا صاحب نے اپنے بھانجہ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ تین سال کے عرصہ میں عربی، فارسی، فقہ، حدیث، تفسیر، منطق و معانی میں دستگاہ حاصل کرلی۔ آپ کی والدہ ہرات واپس چلی گئیں۔ بابا صاحب نے آپ کو لنگر تقسیم کرنے پر لگا دیا۔ آپ لنگر تقسیم کرتے مگر خود کچھ نہ کھاتے، اس طرح آپ نے بارہ سال گزار دیئے۔ حضرت بابا فرید شکر گنجؒ نے آپ کو "صابر" کا لقب دیا اور اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کر کے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا حضرت بابا صاحب نے اپنی صاحبزادی خدیجہ بیگم (شریفہ) کا نکاح اپنی ہمشیرہ کی خواہش کے مطابق آپ سے کردیا۔ آپ کلیر شریف میں رہتے تھے اور وہاں کی خلافت و ولائت آپ کے سپرد تھی۔ آپ میں شانِ جلالی بدرجۂ اتم موجود تھی۔ استغراق اس قدر تھا کہ اپنی خبر نہ رہتی۔ آپ شاعر بھی تھے فارسی کلام میں احمد تخلص کرتے اور "صابر"، "علاءالدین"، ہندی میں تخلص تھا۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے ۱۳ ربیع الاوّل ۶۹۰ھ کو جوارِ رحمت میں قدم رکھا۔ آپ کا مزار پرانوار کلیر شریف میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

ؔ آبشارِ اولیاء از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ص ۲۳۹ تا ۲۴۱

مناجات علاء الدین صابر کلیریؒ

(شجرۂ نسب صہ)

خدایا بجز تو الٰہی نہ دارم — بجز ذات پاکت پناہے نہ دارم
نیم پاک دامانِ عصیاں بہ پشت — بجز لطف تو عذر خواہے نہ دارم
گناہِ تو دارم بکن ہرچہ خواہی — ولیکن کسے داد خواہے نہ دارم
بگیر از کرم دستِ من تا بہ محشر — بجز قدرتت من سپاہے نہ دارم
توئی واقف از حالتِ من خدایا — کہ درد برمن دستگاہے نہ دارم
ز درد و غمت من بجاں شرمسارم — کہ در سینۂ مغو بش آہے نہ دارم
ترایم ترایم ترایم چو صابر[1]
بجز نام تو زادِ راہے نہ دارم

[1] الصلوٰۃ از مفتی خلیل احمد خاں برکاتی صہ ۱۱

شجرہ و تذکرہ

سیّد فرید الدین عطارؒ

پشت نمبر	اسماء
۱۵	سید فرید الدین عطارؒ
۱۴	سید اسمٰعیل
۱۳	خواجہ محمد باقی
۱۲	سید نجم الدین ولمل حق
۱۱	سید نصیر الدین
۱۰	سید نور اللہ
۹	سید ابوبکر حلمی
۸	سید عبید اللہ
۷	سید عبد اللہ
۶	سید اسمٰعیل اعرج
۵	امام جعفر صادقؓ

سید فرید الدین عطارؒ شیخ مجدد الدین بغدادی کے مرید تھے۔ مولانا جلال الدین رومیؒ نے ان کے متعلق فرمایا کہ منصور حلاجؒ کا نور ۱۵۰ سال بعد ان پر متجلی ہوا۔ جلال الدین رومیؒ بلخ جاتے ہوئے فرید الدین عطارؒ سے ملے تھے۔ یہ ملاقات نیشاپور میں ہوئی تھی۔ سید فرید الدین عطارؒ ۱۱۴ سال کی عمر میں ۶۲۷ھ مطابق ۱۲۲۹ء میں کفار تاتاریوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا وہ نیشاپور میں شادباغ میں مدفون ہیں۔

تصانیف

(۱) مصیبت نامہ (۲) الٰہی نامہ
(۳) خسرو نامہ (۴) پند نامہ
(۵) اسرار نامہ (۶) جواہر نامہ
(۷) شرح القلوب (۸) مختار نامہ
(۹) دیوان (۱۰) منطق الطیر
(۱۱) تذکرۃ الاولیاء

[1] نفحات الانس صہ ۵۴۰ تا ۵۴۱
[2] تذکرہ صوفیائے بنگال صہ ۱۱۸

سید شہاب الدین سہروردیؒ "پیر جگجوت"

(شجرۂ نسب صد ۱۵۳)

شیخ شہاب الدین سہروردی، بہار میں پیر جگجوت کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کاشغر کے بادشاہ تھے۔ جو ترکستان اور توران کے درمیان واقع ہے۔ بادشاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ پٹنہ (عظیم آباد) کے قریب جیٹھلی شریف میں لب دریا آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ اور آپ کی زوجہ خاتون ملکہ دونوں شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ مصنف "عوارف المعارف"، کے مرید ہیں۔ آپ کی چار دختر تھیں۔

(۱) بی بی رضیہ والدہ شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ

(۲) بی بی حبیبہ والدہ سید احمد چرمپوشؒ

(۳) بی بی ہدیہ زوجہ شاہ سلیمان لنگر دریاؒ والدہ بی بی کمالو کاکوی زوجہ مخدوم سید شاہ حسام الدین حصاری والد بی بی معصومہ زوجہ حسین غریب دھکڑ پوشؒ

(۴) بی بی جمال والدہ مخدوم شاہ تیم اللہ سفید بازؒ

این سلسلہ از طلائے ناب است

این خانہ ہمہ آفتاب است

نوٹ (۱): بی بی رضیہ زوجہ مخدوم یحییٰ منیریؒ

(۲) بی بی حبیبہ زوجہ مخدوم سید موسیٰ ہمدانی

(۳) بی بی ہدیہ زوجہ مخدوم سلیمان لنگر زمین کاکوی بن مخدوم عبدالعزیز بن امام تاج فقیہؒ

(۴) بی بی جمال زوجہ مخدوم حمید الدین بن مخدوم آدم صوفیؒ۔

لہ کنز الانساب صد ۹۷، ۲۱۳، ۲۱۴، تاریخ بارہ گیاں صد ۱۴۱، ۱۵

ٹہ اعیان وطن صد ۲۱۴ تا ۲۱۵

سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ

(شجرۂ نسب صد ۱۵۴)

سید محمد اشرف اسم گرامی اور جہانگیر لقب تھا۔ آپ کی ولادت سمنان میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار آل سمنان کے مشہور سلطان تھے۔ اور والدہ خدیجہ بیگم خواجہ احمد یسوی کی دختر تھیں وہ تہجد گزار اور صائم الدہر تھیں۔ کمسنی میں قرآن حفظ کیا اور چودہ سال کی عمر میں معقولات اور منقولات کا درس لیا۔ والد کی رحلت کے بعد سمنان کے سلطان ہوئے۔ بشارت کے مطابق آپ نے ترک سلطنت کیا اور عازم ہند ہوئے عنان حکومت اپنے بھائی سلطان محمد کے سپرد کر دی۔ سمرقند، بخارا ہوتے ہوئے سید جلال الدین حیدر مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی خدمت میں اوچ شریف (ملتان) پہنچے۔ ان سے فیضیاب ہو کر منیر شریف بہار پہنچے جہاں مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری کی نماز جنازہ پڑھائی جس کے لیے شرط تھی کہ امام نجیب الطرفین سید ہو۔ تارک سلطنت ہو اور سات قرأتوں کا قاری ہو۔ سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ ہی ان شرائط پر پورے اترے اور نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں شیخ علاء الدین علاء الحقؒ پنڈوی، مالدہ، بنگال کی خدمت میں حاضری دی اور تمام روحانی فیضان سے فیضیاب ہو کر مرشد کے حکم پر جونپور پہنچے۔ راستہ میں منیر، سمری بختیار پور (اشرف چک) منیر، محمد آباد گہنہ (اعظم گڑھ) اور ظفر آباد میں ٹھہرے جہاں لوگوں کو مرید کیا۔ جونپور سے رخصت ہو کر روح آباد میں سکونت پذیر ہوئے جہاں آپ کے لیے حجرہ تعمیر ہوا جو آج کل کچھوچھہ شریف فیض آباد یوپی سے موسوم ہے۔ ان کا معمول تھا کہ وہ مختلف مقامات پر جا کر رشد و ہدایت فرماتے اسی دوران ردولی۔ اسمو دآ سومئو) اور قصبہ جائس میں ہزار ہا آدمی مرید ہوئے۔ شیخ بدیع الدین مدار کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کی اور وہاں سے دیگر بلاد اسلامیہ و مقامات مقدسہ کی سیاحت کی۔ ۲۷ محرم ۸۰۸ھ کو وصال ہوا۔ کچھوچھہ شریف میں مدفون ہوئے۔ تین کتابیں ان سے منسوب ہیں۔ (۱) لطائف اشرفی (۲) مکتوبات اشرفی (۳) بشارت المریدین، وصال کے بعد ان کے ہمشیر زادہ اور مرید خاص حضرت نور العین عبدالرزاق سجادہ نشین ہوئے۔

مولانا سیّد شاہ شہباز بھاگلپوریؒ

(شجرۂ نسب ص۱۵۱)

پشت نمبر	اسماء	
۲۶	مولانا شہبازؒ بھاگلپوریؒ	مولانا سید شاہ شہباز بھاگلپوریؒ ۹۵۳ھ مطابق ۱۵۴۶ء میں صوبہ بہار کے ایک مشہور موضع دیورہ شریف میں تولد ہوئے۔ آپ نے ابتداء میں شاہ محمد دیوروی سے تعلیم حاصل کی بعد ازاں شیخ سلمانویؒ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوکر محلہ تاتارپور شہر بھاگلپور میں اقامت پذیر ہوئے اُس وقت آپ کی عمر شریف ۳۰ سال تھی۔ وہ زیادہ تر درس وتدریس میں مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے مرض الموت میں بھی درس نہیں چھوڑا وفات سے کچھ پہلے مشکوٰۃ شریف کا درس دے رہے تھے۔ جیسے ہی فارغ ہوئے روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی آپ کی وفات ۱۰۵۰ھ مطابق ۱۶۴۰ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار بھاگلپور شہر میں مرجع خلائق ہے۔ ان کے متعلق یہ شعر زبان زد خلائق ہے۔
۲۷	مولانا شاہ عبدالحمید	
۲۸	مولانا شاہ نصراللہ	
۲۹	مولانا شاہ تاج الدین	
۳۰	شاہ امام الدین	
۳۱	شاہ غلام اشرف	
۳۲	شاہ غلام مجتبیٰ دیوروی	
۳۳	بی بی نصرت[۲]	
	زوجہ شاہ محمد حسین	
	(بہار)	

چڑھے گھوڑا اڑلئے باز
پھر شہباز کا شہباز

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ فتاویٰ عالمگیری کے لیے اکثر و بیشتر مولانا شہباز بھاگلپوریؒ سے رجوع کرتا تھا۔ مولانا کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ رقمطراز ہیں کہ عالمگیر بادشاہ نے اس سے فرمایا کہ "شہبازؒ ابوحنیفہؒ وقت ما است۔"

(تذکرۃ الکرام ص۴۲۵ از شاہ عون احمد پھلواروی وادیِ بالان از ڈاکٹر آغا سجادالدین ص۱۹)

[۱] تذکرہ صادقہ ص۲۲۵، ۳۲۴، [۲] تذکرہ صادقہ ص۳۲۵ [۳] تذکرہ صوفیائے بنگال ص۱۷۵ تا ۱۷۶

نوٹ: شجرہ میں اصول الانساب کی رو سے ۵ اسماء کم درج ہوتے ہیں۔ (مولف)

ڈاکٹر عبدالغفار انصاری کے مطابق

حضرت سید شاہ شہباز محمد بھاگلپوریؒ کا شجرۂ نسب پندرھویں پشت میں سید شاہ جلال الدینؒ سے جاملتا ہے اور چھبیسویں پشت میں حضرت امام حسینؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ جعفری سید تھے۔ آپ کے جدِ امجد حاجی خیرالدین اپنے فرزند مولانا سید شاہ خطاب کے ہمراہ موضع دیورہ ضلع گیا، بہار تشریف لائے۔ مولانا شہباز بھاگلپوریؒ کی ولادت باسعادت بمقام دیورہ مغل بادشاہ ہمایوں کے دور میں ہوئی۔ آپ تیس سال تک دیورہ ہی میں رہے بعد ازاں ۹۵۸ھ میں بھاگلپور منتقل ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی مزید تعلیم کے لیے قنوج تشریف لے گئے۔ علم حدیث میں آپ نے حضرت شیخ ابن الحجر المکیؒ سے درس لیا۔ آپ عشقِ رسول میں کامل تھے۔ اور مکمل اتباعِ شریعت کرتے تھے۔ آپ نے پوری زندگی درس وتدریس اور رشد وہدایت میں گزاردی۔ آپ کا فیض سیالکوٹ، ڈھاکہ، پنڈوہ، موناپور، بردوان، تیگھرا، پٹنہ اور انبالہ تک پہنچا۔ آپ نے اپنے محلے ملّاچک میں ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا جہاں آپ خود درس دیا کرتے۔ یہ مدرسہ اس زمانہ میں بہت مشہور تھا۔ سید رضی الدین رضی مؤلف فتاویٰ عالمگیری نے اسی مدرسہ سے اکتسابِ علم کیا تھا۔

آپ مخدوم شاہ برہان الدین دیورویؒ سے بیعت تھے۔ شیخپورہ سے خلافت دیورہ گئی تھی جس کی تصدیق دیورہ کی خانقاہ کمالیہ برہانیہ فردوسیہ کے سجادہ نشین شاہ محمد ابراہیم نے بھی کی ہے۔ ان کے قول کے مطابق مولانا شاہ شہباز محمد بھاگلپوریؒ سلاسل فردوسیہ کے مرید تھے۔ دیورہ کی خانقاہ میں ایک قدیم کرم خوردہ قلمی نسخہ مرقومہ شیخ شعیبؒ فارسی زبان میں محفوظ ہے جس کے مطابق مخدوم شیخ شعیب جلال منیریؒ کے خلفاء میں ایک بزرگ مخدوم شاہ اسحٰق تھے جن کے والد خواجہ داؤ پانی پت سے نقل مکانی کرکے بہار میں محلہ بیگن آباد میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ شاہ اسحٰق کے فرزند خواجہ شاہ برخوردار اور ان کے فرزند مخدوم شاہ برہان الدین عرف بندگی اخوند میاں دیورویؒ تھے۔ ان کے نام پر دیورہ کا آستانہ خانقاہ کمالیہ برہانیہ ہے۔ آپ باکمال بزرگ تھے اور عثمانی النسب تھے۔ (شجرہ ص) ایک سو سال سے زیادہ عمر پاکر

(تاریخ بارہ گیاں ص۲۰۹)

مخدوم برہان الدین دیوروی نے ۱۰۹۸ھ میں رختِ سفر باندھا۔ مولانا شاہ شہباز محمد بھاگلپوریؒ انہیں کے مرید خاص تھے۔

آپ کے برادرِ گرامی سید شاہ شہاب الدین کا مرقومہ ترمذی شریف قلمی نسخہ کتب خانہ "پیر دمڑیا" میں اب تک محفوظ ہے۔ اپنے برادر گرامی کے مطابق مولانا شہباز بھاگلپوریؒ اپنے وقت کے جیّد عالم تھے اور متاخرین میں علوم حدیث، منطق، فقہ اور فلسفہ میں افضل ترین تھے۔ مصنف تذکرہ صادقہ کے مطابق مولانا شہباز بھاگلپوریؒ نے سیکڑوں طالبانِ حق کو فیضیاب کیا اور درجہ ولایت پر پہنچایا۔

شاہجہان بادشاہ نے آپ کے علم و فضل اور بزرگی سے متاثر ہو کر جاگیر کے وثیقے آپ کی خدمت میں بھیجے جو آپ نے شکریہ کے ساتھ واپس کر دیے۔

خلفاء | مولانا صفی سیالکوٹی (فرزند)، شاہ ارزانیؒ، شاہ مہر علی، دیوان سید راجا، شاہ قطبؒ، شاہ صوفی دائم (مزار عظیم پور، ڈھاکہ)، حضرت منان محی الدین وغیرہ۔

آپ کے خلفاء نے سیالکوٹ، تیگھرہ، پٹنہ، بردوان، مدنا پور، پنڈوہ، ڈھاکہ اور پورنیہ کے اطراف میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری و ساری کیا۔

(حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوریؒ از ڈاکٹر عبد الغفار انصاری)

اولاد مولانا سید شہباز بھاگلپوریؒ — شجرہ نسب ص ۱۵۱

- مولانا صفی (سیالکوٹ) — مولانا عبد السلام
  - مولانا محمد عاصم
  - مولانا محمد عابد
  - مولانا محمد مجید
  - مولانا محمد صفی
    - مولانا عابد شاہپوری
      - مولانا اشرف عالم (سجادہ نشین) (سیالکوٹ)
    - مولانا طاہر
      - محمد شفیع شعور، مصنف (بہارستان)
  - تذکرہ صادقہ صفحہ ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۷۵
- سید شاہ عبد الحمید دلوری
  - سید شاہ نصر اللہ
  - سید شاہ تاج الدین
  - شاہ امام الدین
    - شاہ قطب الدین
    - شاہ غلام اشرف
      - سید غلام غوث
        - شاہ حبیب الحسن
        - بی بی جمیلہ زوجہ عبد الرحیم مصنف (تذکرہ صادقہ)
      - شاہ غلام مجتبیٰ دیوڑی
        - بی بی نصرت زوجہ سید شاہ محمد حسین (بہار)
        - (تذکرہ صادقہ صفحہ ۲۷۵)
      - سید شاہ خیرات علی
        - محمد بخش چرپرد
        - بی بی رحیمہ
        - ابوالخیر
- رابعہ زوجہ ابوبرکت فیض مولانا
  - مولانا ابوتراب منوّر
  - مولانا ابوالخیر انور
  - مولانا عزیز درگاہی
    - بی بی شکرن
    - بی بی زمرن
      - شیخ رفیع الدین حسین
        - مولانا ولایت علی
          - عبد اللہ شاہ غازی
          - سالار جنگ امبیلا (سوات)
          - شہید ملتان جیل
        - مولانا عنایت علی صادق پوری
    - مولانا فرحت حسین
    - مولانا عبد الرحیم (مصنف تذکرہ صادقہ)
      - نور الہدیٰ
      - عبد الفتاح
    - شاہ محمد معیز
    - شاہ محمد حسین
    - بی بی محمودہ

سیّد شاہ فرزند علی صوفی منیریؒ

(شجرۂ نسب ص ۱۵۶)

شاہ فرزند علی صوفی منیری کی ولادت ۹ شوال ۱۲۵۳ھ کو ولادت ہوئی اور وفات ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ میں واقع ہوئی۔ آپ اسلام پور پٹنہ میں مدفون ہیں۔ آپ سید شاہ اولاد علی کے چھوٹے بھائی ہیں جو شرف الدین یحییٰ منیری کے مرید و خلیفہ تھے۔ ننہالی رشتہ شاہ خلیل برادر شرف الدین یحییٰ منیری بن اسرائیل بن امام، تاج فقیہہ سے ملتا ہے۔ آپ کے نانا شاہ ابوالفرح قمر الدین حسین عرف شاہ لطف علی فردوسی ہیں۔ آپ شرف آباد یار تھو متصل پُن پُن، پٹنہ کے متوطن تھے۔ آپ کے بڑے بھائی سید اولاد علی نے منیر میں سکونت اختیار کر لی اس لیے آپ بھی منیر میں قیام پذیر ہو گئے۔ آپ کا عقد اسلام پور پٹنہ میں شاہ ولایت علی کی دختر قدیرن سے ہوا۔ صوفی منیری کے فرزند سید علی کامل مشہور و معروف شاعر تھے جن کے بیٹے ڈاکٹر طیب ابدالی پی ایچ ڈی ہیں۔ شاہ عبدالقادر سجادہ نشین کامل کے بڑے بھائی تھے۔ سید شاہ صوفی منیری کی تعلیم و تربیت ان کے ماموں شاہ بکین نے کی اس کے بعد اس کی تکمیل اپنے بڑے بھائی شاہ اولاد علی زاہدی فردوسی (متوفی ۲۰ صفر ۱۳۰۷ھ) سے کی۔

سجادگان خانقاہ اسلام پور پٹنہ کے سجادگان میں سید شاہ عبدالقادر اور حاجی شاہ محمد عمر (متوفی ۱۲۹۰ھ مشہور ہیں)

تصانیف راحت روح۔ وسیلہ شرف و ذریعہ دولت نوائے حمد، سرودستان (فارسی)، اصولِ تکسیر، مثنوی کشش عشق، روش عشق، مصطلحات التصوفین۔

۱؎ ماہنامہ المجیب اکتوبر ۱۹۶۰ء ص ۳۸ تا ۴۱

(۹ سادات کاظمی) شجرۂ اولادِ امام موسیٰ کاظمؓ

سید حسن	سید حمزہ	میر ہاشم	سید جعفر
سید موسیٰ	سید ابوالقاسم	سید احمد	سید حسین
سید علی اکبر	سید محمد ابواعرابی	سید جعفر	سید علی
سید علی اظہر	سید محمد	سید محمد	سید ابراہیم
حکیم زاہد ترمذی	سید اسمٰعیل	سید ہارون	سید حسین ثانی
سید ارسلان	سید محمد	سید محمد ثانی	سید یوسف
سید مسعود	سید جعفر جلال	سید جعفر ثانی	سید علی ثانی
سید مودود ترمذی سلوقی	سید ابراہیم	سید علی	سید حسین ثالث
قاضی نظام الدین قبلہ	سید محمد	سید حسن	سید محمد
سید بہاء الدین	سید شرف شاہ	سید محمد ثالث	سید میر علی ہراتی
سید محمد شہاب الدین	سید فیروز زریں کلاہ	سید علاء الدین	سید میر حیدر رہروی
شاہ نجم الدین	حاجی سید عیوض	میر سید حسن	سید کبیر علی ثانی
سید جہاں شاہ	سید محمد حفیظ	سید خوارزم شاہ	سید شرف الدین
سید محمود	سید شمس الدین مشہدی	میر بزرگ	سید جلال الدین جرار
سید محمد رضا	سید صلاح الدین رشید	میر عماد	سید حاجی شاہ
بی بی رقیہ	سید قطب الدین	میر علی	سید ہاشم
سید حسن علی	ص ۱۲۳	سید شبیر قلندر	سید عبدالمومن ستن شاہ
ہسوہ فتحپور		خوارزم شاہ	سید لال محمد
(یوپی ہند)		سید میر تقی	شاہ عبدالکریم بلڑی والےؒ
ص ۳۲		سید شافعی	سید شاہ جمال
عربی النسل سلمان		میر معصوم بھکریؒ	سید عبدالقدوس
		(بھکر سندھ)	سید حبیب اللہ
			سید شاہ عبداللطیف بھٹائی
			(بھٹ شاہ سندھ)

نوٹ: سید شمس الدین مشہدی سید صلاح الدین رشید کے برادر تھے۔ (مؤلف)

شجرہ اولاد امام موسیٰ کاظمؒ

سید ابراہیم المرتضیٰ

سید موسیٰ ثانی

سید احمد حسین

- سید حسن حسینی
- سید ابوالقاسم
- سید سلطان مہدی
- سید الحسین رفاعہؒ
- سید علی
- سید حازم
- سید ثابت
- سید یحییٰ
- سید ابوالحسن نورالدین
- سید احمد کبیر رفاعیؒ
- (صـ ۱۷۱)

سید محمد

- سید احمد
- سید محمد
- سید علی
- سید حسین
- سید جعفر
- سید عبدالرشید شہید
- امیر حسن مقتول
- سید محمد قصوری
- سید ابراہیم
- سید امیر حمزہ
- خواجہ نورالدین
- مرشد
- خواجہ بہاءالدین نقشبندیؒ

سید عبدالمطلب

- سید نوح
- سید محمد
- سید زین العابدین
- سید عبداللہ
- سید علی اصغر
- سید علی اکبر
- سید علی شیر
- سید محمود
- سید منجھن
- سید حسن
- حاجی سید محمود
- سید عبدالحیٔ
- سید موسیٰ
- سید سلیمان
- سید شیخ
- سید جمالی
- سید محمد حسن
- قاضی سید احمد حسین رمضانی
- (بہار)

سید اسمٰعیل

- سید علی
- سید محمد العلوی
- سید قلندر
- سید محمد سعید
- سید دولت
- سید حسین
- سید یعقوب
- حاجی سید یوسف
- سید پہلوان
- سید اسمٰعیل
- سید محمد آدم بنوریؒ
- سید محمد اولیاء
- سید عبدالاحد
- سید رحمت اللہ شاہ
- سید غلام حبیب
- سید موسیٰ
- سید احمد شاہ
- سید مزمل شاہ
- سید زکریا
- سید محمد یوسف بنوریؒ

شجرۂ اولادِ امام موسیٰ کاظمؒ

اولاد سید احمد کبیر رفاعیؒ

(شجرۂ نسب صـ ۱۷۰)

- سید معدن اسرار اللہ
- سید ابراہیم
- سید محمد جلیس حبیش اللہ
- سید عبدالرحمٰن
- سید احمد
- سید علی داغر
- سید یوسف
- سید قاسم
- سید حسین شریف
- سید عبدالقادر
- سید علی
- سید صالح
- سید عبدالرحیم
- سید یوسف
- سید محی الدین
- سید زین العابدین
- سید بدرالدین
- سید حسین الدین
- سید نورالدین سیف
- سید بدرالدین
- سید رضی الدین (لالہ میاں)
- (کراچی)

سید ادریس

- سید ابراہیم
- سید عبدالعزیز
- سید نجم الدین طاہر
- سید ابو محمد احمد حسن
- خواجہ سید کمال الدین
- خواجہ سید غیاث الدین
- خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

سید اسمٰعیل

سید شیخا

- سید عبداللطیف
- سید عمر
- سید زین العابدین
- سید احمد سلطان
- سخی سرور
- (شیخوپورہ پنجاب)

سید نعمت اللہ

- سید یحییٰ
- سید یوسف
- سید عبداللہ
- سید نجم الدین
- سید قاسم
- سید موسیٰ
- سید عثمان
- سید عبداللہ
- سید محمد جونپوریؒ
- (یوپی، ہند)

شجرہ اولاد امام موسیٰ کاظم رض

سید عبیداللہ
سید قاسم
سید عبداللہ اشرف

سید عمر
سید قریش
سید حسن
سید زکریا
سید یحییٰ
سید علاء الدین
سید رکن الدین
سید یوسف
سید نور
سید قاسم
سید عبدالرحمٰن
سید اسمعیل
سید محمود
سید احمد
سید اسحٰق
سید عبدالکریم سید عبدالرحیم
سید سلیمان ہمدانی
میر سید خضر ابراہیم
مخدوم سلطان مبارک
سید موسیٰ کاظم ہمدانی
سید احمد چرم پوش رح
(بہار)
(صـ ۱۷۳)

سید ہارون
سید عمران
سید جعفر
سید زید
سید رشید
سید حسین
سید عباس
سید علی مکی موسوی الکھوی

سید جھنگر شاہ
سید حسین
سید محمد
سید محمود
سید بہاء الدین
سید عباس
سید نصیر الدین
سید میر علی
سید حسین ثالث
سید پالن شاہ
سید سکبیر شاہ
سید کھیلن شاہ
(صـ ۱۷۳)

سید محمد
سید صدر الدین شاہ
سید شجاع
(سندھ)

سید ہارون

سید مرتضیٰ
سید علی اصغر
سید عبداللطیف
سید بابا مسعود
سید بابا عبداللہ
سید یوسف
سید بزرگ
سید فتح اللہ
سید علی ردی
سید عبداللہ بیزاری
شاہ عبدالفتاح
سید محمد
سید مخدوم گنج باز رح
(بہار)
(صـ ۲۲۳)
لطائف اشرفی

سید محمود
سید جعفر
سید زید
سید حسن
سید احمد
سید صادق
سید مسعود
سید موسیٰ
سید قدرت اللہ
سید محمد امین
سید عبداللہ
سید عبدالعزیز
سید ابوالحسن علی
سید عبدالباقی
سید عبدالہادی
سید عبدالوہاب
سید یونس
سید زین العابدین
سید اسد الدین
سید شمس الدین
سید نجم الدین
سید ابوتراب شاہ گدا
(لاہور)
(صـ ۲۹۵ تاریخ اولیائے لاہور)

اولاد سید قطب الدین
(شجرہ نسب صـ ۱۹۶)

سید حاجی
سید نصیر الدین
سید محمود
سید علاء الدین
سید حسن
سید بڈھن درویش
سید جمال
سید محمد
سید حامد
سید سلیم
سید احسان اللہ
بندگی شاہ برکت اللہ
بہار
(صـ ۱۵۲)
مخزن انساب

سید صالح
شیخ امین الدین جبرئیل
صفی الدین ابو اسحٰق
شیخ صدر الدین ابراہیم
سلطان جنید
سلطان حیدر
شاہ اسمٰعیل
شاہ تہماسپ
سلطان خدابندہ
شاہ عباس صفوی
(شاہ ایران)
(صـ ۹۲ تحقیق الاقوام)

اولاد سید کھیلن شاہ
(شجرہ نسب صـ ۱۷۲)

سید عثمان شاہ
سید شکر اللہ
سید فتح محمد
سید محمد امام
سید محمد بقا
سید پیر راشد علی
سید حزب اللہ
سید شاہ مردان پیر نگارا
سید صبغت اللہ
سید شاہ مردان پیر نگارا
(کنگری خیرپور)
(میر جو گوٹھ، سندھ)

شجرہ اولاد سید احمد چرم پوش
(شجرہ نسب صـ ۱۷۲)

سید تاج الدین

سید سراج الدین
سید عبدالرحمٰن
سید شاہ علی بڈھن
(ساکن امیر، بہار)
سید رکن الدین سنجھن
سید شاہ محمود اعلیٰ
سید نصیر الدین
سید شاہ حبیب اللہ
سید شاہ محبوب اللہ
سید شاہ محمود ثانی
سید شاہ محمد
سید شاہ سراج ثانی
میر کرد ڈی
سید کرامت علی
(موضع بیپھی ابرادان)
سید کرم علی
سید محمد عطا کریم
سید محمد اللہ داد

سید رضا کریم
سید محمد کریم
سید محمد طفیل کریم

حضرت شمس العارفین سید شمس بابا کاظمیؒ

(شجرۂ نسب صہ ۱۲۶)

حضرت شمس باباؒ امام موسیٰ کاظمؓ کے پوتا تھے۔ آپ کا مختصر ذکر حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ کی کتاب دلیل العارفین میں ملتا ہے۔ شمس باباؒ کا مزار غزنی میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کا پورا نام سید عبدالواحد اور لقب شمس العارفین تھا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی اور غزنی تشریف لائے جہاں وہ شمس باباؒ کے مہمان رہے۔ واضح ہو کہ خواجہ اجمیریؒ، شاہ ابوالخیر ذلاکھ ہزاری شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ اور حضرت بری امام لطیف نور پور شاہاں بھی امام موسیٰ کاظمؓ کی اولاد ہیں۔ شمس باباؒ کی اولاد میں حاجی شاہ سلطان حسین بن شاہ سلطان محمود بلند پایہ بزرگ گزرے ہیں جن کا مزار بھی افغانستان میں واقع ہے۔ آپ کی اولاد میں سید شاہ عبدالوہاب ہندوارد ہوئے جن کا مزار کرافاً کالا باغ میں مرجع خلائق ہے۔ روضہ پختہ بنا ہوا ہے۔ نواب آف کالا باغ ملک امیر محمد خان ان کا معتقد اور مرید رہا ہے۔

سید شاہ عبدالوہاب کاظمیؒ کے ورودِ مسعود سے قبل یہاں کے لوگ پہاڑوں کے غاروں اور دروں میں رہتے تھے لیکن شاہ صاحب کے کہنے پر یہ لوگ کھلے میدان میں آباد ہوئے اس سے قبل یہاں اعوانوں اور پٹھانوں کے درمیان مناقشہ ہوا تھا جس میں شاہ صاحب کی برکت سے اعوان کامیاب ہوئے تھے۔ بعدازاں جب تعداد بڑھی تو اس خانزادہ کے لوگ قصبہ موچھ کو اپنا مسکن بنایا۔ پھر یہ لوگ رحیم یار خاں کی طرف بڑھے۔ جہاں مولانا شمس الزماں نے اپنا آستانہ عالیہ قائم کیا۔ سید محمد امین دوست محمد نے نیازیوں میں سے تاجہ خیل کی رفاقت کو پسند کیا۔ نیازیوں نے پچاس ہزار کنال اراضی پیش کی جہاں حضرت دوست محمد نے اپنی خانقاہ تعمیر کی۔ نیازی قبیلہ بھی غزنی سے یہاں آکر آباد ہوئے تھے دستاویزات کی رو سے اس خاندان کو سید کی بجائے

ے تذکرہ سادات دوست محمد خیل صہ ۲۹، ۴۴۔

قریش لکھا گیا۔ سید دوست محمد کے چھ فرزندوں سے چھ نسلی شاخیں جاری ہوئیں۔ (۱) علی محمد (۲) محمد فاضل (۳) معظم علی (۴) عبدالنبی (۵) محمد مراد (۶) محمد شفیع، اسی خاندان کے افغان لازک، آخوندی اور داوّدی بھی کہلاتے ہیں۔

اسی خانوادے کے علامہ سید جمال الدین کاظمی وراثتاً تمام امتیازی اوصاف سے متصف ہیں۔ اپنی استقامت اور مجاہدانہ شان کے سبب وہ صفِ اول کے شہسوار ہیں۔ علامہ کے پردادا خواجہ پیر بخشؒ صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے جن کو خواجگانِ سیالوی سے خرقۂ خلافت عطا ہوا تھا۔ بعدازآں ان کے دونوں عابد و زاہد اور باکرامت صاحبزادگان خواجہ غلام فرید شاہ اور خواجہ غلام نصیر الدین شاہ کے زمانہ میں سلسلۂ بیعت دور دور تک پھیل گیا تھا۔ خواجہ غلام فرید شاہ کے فرزند خواجہ غلام کمال الدین شاہ کاظمی سجادہ نشین ہوئے۔ یہی علامہ سید جمال الدین کاظمی کے والد محترم ہیں۔ سید جمال الدین کاظمی ۱۹۴۶ء میں تولد ہوئے۔ ۲۰ سال کی عمر میں تمام جدید و قدیم علوم کی تکمیل کی۔ خواجہ قمر الدین سیالویؒ نے ۱۹۶۶ء میں اپنے دستِ مبارک سے دستار بندی کی اور خرقۂ خلافت سے نوازا۔ صاحبزادہ بیک وقت ایک شیخ طریقت، صاحب سجادہ، مفکر، محقق اور اسلام کے نڈر سپاہی ہیں۔ انہوں نے چند مفید کتابیں تصنیف فرما کر اپنے بحر العلوم ہونے کا ثبوت ہی نہیں پیش کیا بلکہ علمی طبقوں میں اپنی عالمانہ فضیلت کی دھاک بٹھا دی ہے۔ تصنیف و تالیف اور تحقیقی کاموں کی تکمیل کے لیے انہیں ایک وسیع کتب خانہ میسر ہے جو لاکھوں روپے کی بیش قیمت اور نادر و نایاب کتابوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۸۶ء میں اقامتِ دین کے لیے کراچی سے اسلام آباد تک "لونگ مارچ"، کی قیادت ان کی زندگی میں در قیامِ اسلامی نظام کے جدوجہد کی تاریخ میں ایک درخشاں باب ہے۔

نوٹ:۔ موجودہ شجرہ کے مطابق حضرت معین الدین چشتیؒ امام موسیٰ کاظمؓ کی آٹھویں پشت میں تولد ہوئے جبکہ شمس بابا امام موسیٰ کاظمؓ کی چوتھی پشت میں تولد ہوئے اس لیے اول الذکر کا موخر الذکر کے یہاں مہمان رہنا تحقیق طلب ہے۔ (مؤلف)
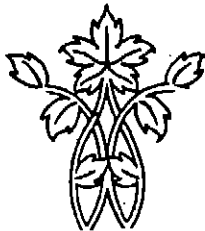
اولاد سید ابراہیم بن امام موسیٰ کاظمؒ

سید شاہ محمد ناصر الدین قریشی مشہدی
سید شاہ شمس بابا قریشی غزنویؒ
سید شاہ قطب الدین
سید شاہ رجب الدین
سید فیروز حسین شاہ
سید محمد شاہ
سلطان ابراہیم شاہ
سلطان محمود شاہ
سلطان حسین شاہ
سید اسمعیل شاہ
سید یعقوب شاہ
سید اسحٰق شاہ
سید عبد اللطیف شاہ
سید سعید الدین شاہ
سید صدر الدین شاہ
سید عبد المعروف شاہ
سید عبد المالک شاہ
سید موسیٰ شاہ

اولاد پیر سید عبد الوہاب شاہ گگڑ (زلزلہ کالاباغ)

سید محمد شاہ
سید جلال شاہ
سید حسین شاہ
سید آدم شاہ
سید علاء الدین شاہ
سید دوست محمد شاہ
سید عبد النبی شاہ
سید گل حسین شاہ
میاں محمد شاہ
شاہ شرف حسین
سید پیر بخش شاہ

خواجہ غلام فرید شاہ — خواجہ غلام نصیر الدین شاہ

(خواجہ غلام فرید شاہ:) صاحبزادہ غلام نظام — صاحبزادہ غلام کمال الدین شاہ

(صاحبزادہ غلام کمال الدین شاہ:) علامہ سید جمال الدین کاظمی (مہتمم مدرسہ فریدیہ رضویہ ماری پور کراچی) — معظم شاہ — غلام نصیر شاہ

(علامہ سید جمال الدین کاظمی:) سید فرید الحسنین کاظمی — طٰہٰ نورانی — حافظ سید شاہ محمد فاروق کاظمی
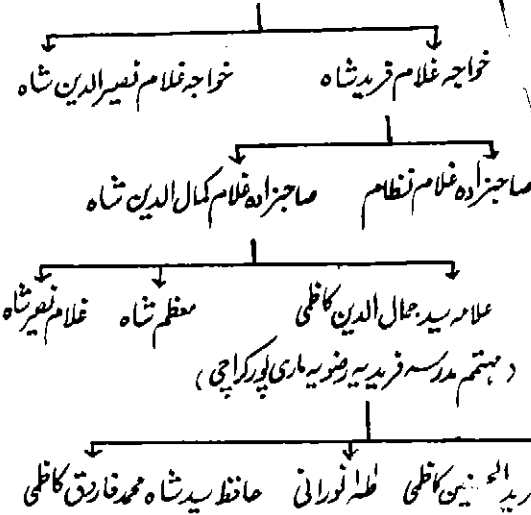
خواجہ معین الدین چشتی سنجریؒ

(شجرہ نسب ص۱۷۱)

ہند میں سلسلۂ چشتیہ کے بانی خواجہ معین الدین چشتیؒ سجستان میں تولد ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ طلب خدا میں سمرقند پہنچے۔ کلام پاک حفظ کیا اور علوم ظاہری و باطنی حاصل کی۔ سمرقند سے نکل کر عراق کے قصبہ ہارون پہنچے اور شیخ عثمان ہارونیؒ سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ ڈھائی سال تک مرشد کی خدمت میں رہے اور دس سال تک مرشد کے ساتھ سیاحت کی بارگاہِ رسولؐ سے ہند آنے کی بشارت ہوئی۔ جس وقت اجمیر آتے ہوئے لاہور میں ٹھہرے تو حضرت علی ہجویریؒ کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ نے مزار پر چلہ کیا۔ لاہور سے خواجہ صاحب ملتان آئے ملتان سے دہلی گئے۔ پھر اجمیر شریف ۱۰ محرم ۵۶۱ھ میں نزول ہوا جہاں آخر دم تک قیام فرمایا۔

اجمیر کے قیام کے دوران دو شادیاں کیں جن میں سے ایک تو سید وجیہہ الدین مشہدی (حاکم اجمیر) کی دختر بی بی عصمت تھیں دوسری کسی ہندو راجہ کی لڑکی بی بی امت تھیں جو مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی اولاد میں تین فرزند حضرت سید فخر الدین، حضرت سید ضیاء الدین ابو سعید اور سید حسام الدین تھے۔ ایک دختر بی بی حافظہ جمال تھیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے سید فخر الدین اور بی بی حافظہ جمال کو خلافت بھی دی۔ بی بی حافظہ جمال عورتوں کو شرعی اور روحانی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ پہلے نکاح کے ستائیس سال بعد ۶ رجب ۶۳۲ھ میں ۹۷ سال کی عمر میں واصل بحق ہوئے۔ سفینۃ الاولیاء میں عمر ۱۰۴ بتائی گئی ہے۔ اجمیر شریف میں مدفون ہیں جہاں مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

مجاہدہ بہت کرتے تھے۔ رات کو کم سوتے، عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے کلام پاک دن رات میں دو بار ختم کرتے تھے۔ خانہ کعبہ میں دعا کی تھی کہ قیامت تک خانوادۂ

۱؎ مراۃ الانساب ص، ۲؎ بزم صوفیہ ص۳۶، ۳؎ کنز الانساب ص۶۶
۴؎ کنز الانساب ص۱۷، ۵؎ بزم صوفیہ ص۳۵

چشتیہ کا سلسلہ قائم رہے چنانچہ یہ سلسلہ آج تک قائم ہے۔ فقیرانہ لباس میں رہتے اور صائم الدہر بزرگ تھے۔ ہند کے صوفیائے کرام میں خواجہ صاحب کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ رسول اکرمؐ کی طرف سے "قطب المشائخین" کے لقب کی بشارت ملی۔ سماع کا ذوق تھا۔ ان کی محفل سماع میں معاصرین مشائخ کی بڑی کثرت ہوتی تھی۔[1]

خواجہ صاحب نے کوئی مستقل تصنیف نہیں چھوڑی ہے مگر کئی تصانیف ان کے نام سے منسوب ہیں مثلاً

(۱) رسالہ درکسب نفس (۲) رسالہ وجودیہ (۳) حدیث المعارف (۴) گنج الاسرار (۵) دیوان معین (۶) انیس الارواح (۷) دلیل العارفین۔

دلیل العارفین میں مقامات سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہر مقام ایک ایک پیغمبر سے منسوب ہے مثلاً توبہ حضرت آدمؑ سے، عبادت حضرت ادریسؑ سے، زہد حضرت عیسٰیؑ سے، رضا حضرت ایوبؑ، قناعت حضرت یعقوبؑ، مجاہدہ حضرت یونسؑ، صدق حضرت یوسفؑ، تفکر حضرت شعیبؑ، استرداد حضرت شعیبؑ، اصلاح حضرت داؤدؑ، اخلاص حضرت نوحؑ، معرفت حضرت خضرؑ، شکر حضرت ابراہیمؑ اور محبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

مشہور خلفاء

خلاصہ بختیار کاکیؒ، خواجہ فخر الدین (فرزند)، شیخ حمید الدین ناگوری، شیخ وجیہہ الدین، خواجہ برہان الدین، شیخ محمد ترک نارنولی، خواجہ عبد اللہ بیابانی اور شیخ مسعود غازی (اجمیر)

[1] بزم صوفیہ صفحہ ۴۸، ۶۰ و ۶۱

حضرت سید شاہ طالب علی شطاری ستملپوریؒ

شجرۂ نسب

سید شاہ ارشد علی شطاریؒ

۱۸۔ قاری سید ارشد علی حسینی شطاری

۱۷۔ سید احمد علی حسینی شطاری

۱۶۔ سید علی احمد حسینی شطاری

۱۵۔ سید طالب علی حسینی شطاری

۱۴۔ سید محمد الامیر شطاری

۱۳۔ سید محمد الحسین شطاری

۱۲۔ سید علی شطاری

۱۱۔ سید عین الدین عبد الباری احمد شطاری

۱۰۔ سید عبد المہیمن محمد محی الدین شطاری

۹۔ سید محمد الحارس شطاری

۸۔ سید علی

۷۔ سید ابراہیم

۶۔ امام موسٰی کاظمؓ

حضرت سید شاہ طالب علی شطاریؒ ستملپوری شطاریہ سلسلۂ طریقت کے بزرگ تھے۔ وہ نسباً حسنی حسینی سید تھے۔ آپ کی خانقاہ ستملپور دربھنگہ میں ہے جہاں آپ کی ابدی آرام گاہ بھی ہے اور دوسری خانقاہ علاء الدین پور (روہوارہ سہرا) میں ہے۔ آپ کے صاحبزادے سجادہ نشیں حضرت سید شاہ علی احمد کا انتقال رحیم یار خاں (پاکستان) میں ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد جانشینی اور سجادگی آپ کے لائق فرزند علامہ سید شاہ احمد علی حسینی شطاری کو تفویض ہوئی۔ آپ عالم دین، صوفی اور حکیم حاذق ہونے کے علاوہ بین الاقوامی شہرت کے عربی زبان کے ادیب، صحافی اور شاعر بھی تھے۔ آپ کو عربی نعت گوئی میں بڑی شہرت ہوئی۔

(وادیٔ بالان از پروفیسر ڈاکٹر آغا عماد الدین صفحہ ۴۱، ۴۲، ۴۳ اور ۹۳)

سیّد صدرالدین شاہ صدر

(شجرۂ نسب صـــ۱،۲)

اسم گرامی سیّد صدرالدین اور لقب شاہ صدر تھا۔ والد کا نام سیّد محمد اور دادا کا نام سیّد علی مکی تھا۔ آپ کا تعلق کاظمی سادات سے ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں شاہ صدر کے جدِّ اعلیٰ سید علی مکیؒ جو اکابرِ شیوخ اور اولیاء کبار میں تھے اپنے ایک سو رفقاء اور ہمراہیوں کے ساتھ سامرہ سے ہجرت کر کے تبلیغ کے لیے سندھ تشریف لائے۔ اور پرگنہ سیوستان ضلع دادو میں "بھگے توڑے" نامی پہاڑ کے دامن میں دریا کے کنارے ایک پُرفضا اور خاموش بستی میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہ گاؤں آگے چل کر سید علی کے نام پر "لک علوی" مشہور ہوا اور ان کی اولاد لکھیاری سادات کہلائی، یہ سادات کا پہلا خانوادہ تھا جو عازم سندھ ہوا۔ لکھیاری سادات اپنی شرافت و نجابت کے اعتبار سے پورے سندھ میں عزت و احترام سے دیکھے جاتے ہیں۔ گیارہویں صدی ہجری کا ایک سندھی مورخ میرک یوسف اپنی کتاب "مظہر شاہ جہانی" میں ۱۰۴۴ھ میں سادات لکھیاری کا ذکر کرتے ہوتے لکھتا ہے "سادات لکھوی بسیار صحیح النسب اند" وہ اپنی لڑکیوں کا رشتہ دوسرے سادات میں نہیں کرتے۔ میر علی شیر قانع ٹھٹھوی نے سید علی مکی کی سندھ میں آمد کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ "اروڑ" کے راجہ دلورائے کا بھائی آمرانی نے اسلام قبول کر لیا اور منصورہ میں جا کر قرآن کی تعلیم حاصل کی اور حافظِ قرآن بن کر واپس آیا تو گھر والوں نے شادی پر مجبور کیا انہوں نے انکار کیا تو کسی نے طعنہ دیا کہ یہ تو عرب لڑکی سے شادی کرے گا۔ یہ بات دل میں بیٹھ گئی وہ فوراً حج کے لیے روانہ ہوا وہاں اس نے ایک عرب لڑکی فاطمہ سے شادی کی اور سندھ میں رہنے لگا۔ ایک دن کسی نے دلورائے سے فاطمہ کے حسن و جمال کی تعریف کی وہ درپئے آزار ہوا آمرانی بروقت پہنچا اور برہمن آباد سے فوراً نکل گیا۔ شہر کے لیے اس نے بددعا کی۔ وہ سیدھا عرب پہنچا اور خلیفہ کے دربار میں فریاد کی خلیفہ نے سامرہ سے سید علی کو ۱۰۰ عرب مجاہدین کے دستہ کے ساتھ دلورائے راجہ کی گوشمالی کے لیے سندھ بھیجا۔ لیکن دستہ کے پہنچنے سے

۱؎ تذکرہ صوفیاء سندھ صـــ۱۴۸ تا ۱۵۱

قبل ہی برہمن آباد خدا کے غضب سے تباہ ہو چکا تھا جس کے کھنڈرات اب بھی موجود ہیں۔ سید علی جب سندھ پہنچے تو راجہ پشیمان ہو کر تائب ہوا۔ اور اپنی لڑکی کی شادی سید علی سے کر دی جن سے چار صاحبزادے تولد ہوئے۔

(۱) سید محمد (۲)، سید مراد (۳) سید حاجی (۴) سید چنگو۔ شاہ صدر سیّد علی کے بڑے صاحبزادے سید محمد کے فرزند ہیں۔ لکھیاری سادات سندھ میں ہر جگہ موجود ہیں۔ روضہ شاہ صدر زیارت گاہ خلائق ہے۔ سید محمد شاہ صدر کے نواسہ ہیں جو ولی کامل تھے۔ سید محمد شجاع بھی شاہ صدر کے نواسہ تھے جو نقشبندیہ سلاسل کے نامور بزرگ اور صوفی تھے۔
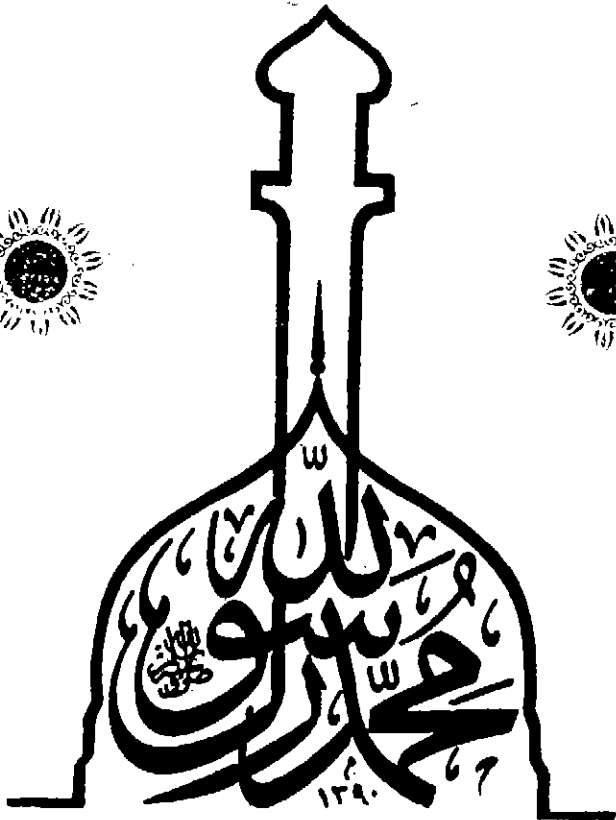
سیّد شمس الدین مشہدیؒ

(شجرۂ نسب ص۱۶۹)

بندگی شاہ برکت اللہ کے مورث اعلیٰ سید شمس الدین مشہد سے ہند تشریف لائے۔ اور شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ سے بیعت ہوئے۔ مخدوم الملک کے برادر مخدوم جلیل الدین منیری کی دختر رقیہ سے نکاح کیا جن کے بطن سے سید شاہ منجھن تولّد ہوئے جن کی اولاد میں شاہ واجد علی تھے جو سید رستم بن سید شاہ حیدر اجگیری کے داماد تھے۔ ان کی اولاد دکھرانٹ پرگنہ سملئے ضلع گیا میں آباد ہیں۔ سید شمس الدین مشہدیؒ کے برادر کا اسم گرامی سید صلاح الدین رشید تھا اور ان کے چھوٹے بیٹے بھاگلپور میں سکونت پذیر ہوئے۔

لہ مخزن الانساب ص۱۵۱، تحقیق الاقوام ص۹۲

مخدوم سیّد احمد چرمپوشؒ

(شجرۂ نسب ص۱۷۲)

مخدوم سید احمد چرمپوشؒ تیغ برہنہ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ بہار کے اکابر مشائخین میں سے تھے۔ یہ سلاسل سہروردیہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ یہ مخدوم شرف الدین یحیٰی منیریؒ اور مخدوم تیم اللہ سفید بازؒ کے حقیقی خالہ زاد بھائی تھے۔ آپ کی ولادت ہمدان میں ۶۵۷ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار شہر ہمدان کے سلطان تھے۔ سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ کچھ دن مخدوم چرمپوش سلطان رہے پھر یہ بھی تخت و تاج چھوڑ کر شہر ملتان چلے آئے۔ مولانا علاءالدین علاءالحق پنڈویؒ ان کے پیر تھے۔ ان کے اشارہ پر لہاسہ (تبت) تشریف لے گئے۔ آپ کے کمالات و کرامات سے متاثر ہوکر وہاں کا راجہ مسلمان ہوگیا۔

انبیر درگاہ بہار شریف میں والد اور والدہ کے ساتھ ہی ان کا مزار ہے۔ ۱۱۸ سال کی عمر میں ۲۶ صفر ۷۷۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

مخدوم سید احمد چرمپوشؒ کے دو فرزند تھے :-

(۱) سیّد شاہ سراج الدین احمد

(۲) سیّد شاہ تاج الدین احمد

شاہ سراج کے ایک فرزند کا نام سید عبدالرحمٰن تھا۔

لہ مخزن الانساب ص۱۴۸، کنزالانساب ص۴۲، ۷۹، تاریخ بارہ گیاں ص۱۳

سیّد محمد جونپوری رح

پشت نمبر	اسماء
۱۷	سیّد محمد جونپوری رح
۱۶	سیّد عبداللہ
۱۵	سیّد عثمان
۱۴	سیّد موسیٰ
۱۳	سیّد قاسم
۱۲	سیّد نجم الدین
۱۱	سیّد عبداللہ
۱۰	سیّد یوسف
۹	سیّد یحییٰ
۸	سیّد نعمت اللہ
۷	سیّد اسمٰعیل
۶	امام موسیٰ کاظم رح
۵	امام جعفر صادق رح
۴	امام باقر رض
۳	امام زین العابدین رض
۲	حضرت امام حسین رض
۱	حضرت علی رض

سیّد محمد جونپوری رح شیخ دانیال رح کے مرید و خلیفہ تھے ان کی ولادت ۸۴۷ھ میں جونپور میں ہوئی ۸۸۷ھ میں جونپور سے ہجرت کر کے عظیم آباد، آئے پھر چندیری تشریف لے گئے وہاں سے مانڈو (مالوہ) آگئے۔ بادشاہ غیاث الدین خلجی (متوفی ۹۰۵ھ) آپ کا معتقد تھا۔ ۸۸۸ھ میں جاپانیر (گجرات) میں ڈیرھ سال رہے۔ ۸۹۰ھ میں گجرات سے برہانپور آئے پھر بیدر گئے۔ بیدر سے گلبرگہ گئے۔ ۹۰۵ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔ ۹۰۶ھ میں ناگور ہوتے ہوئے جیسلمیر، نصرپور، سندھ آئے۔ ۹۱۰ھ میں قندھار سے فرح پہنچے۔ ۹۱۰ھ میں ۶۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے صاحبزادہ میران سید محمود نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ وہ موضع رج اور فرح کے درمیان مدفون ہوئے۔

نوٹ:۔ ٹھٹھہ کے مشہور رضوی سادات کے جدِ اعلیٰ سیّد محمد یوسف بھکری رح اور سیّد مبارک شاہ، شیخ دانیال کے مرید ہو کر سیّد محمد جونپوری کے سلسلۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ سندھ کے مشہور حکمراں خاندان کلہوڑہ (عباسی) کا شجرۂ طریقت بھی سیّد محمد جونپوری سے ملتا ہے۔

؎ تذکرہ صوفیائے سندھ صہ ۲۳۴

شجرہ و تذکرہ

سیّد شاہ عبدالکریم بلڑی والے رح

پشت نمبر	اسماء
۲۵	شاہ عبدالکریم بلڑی والے
۲۴	سیّد لعل محمد
۲۳	سید عبدالمومن سمن شاہ
۲۲	سیّد ہاشم
۲۱	سیّد حاجی شاہ
۲۰	سید جلال الدین جرار
۱۹	سیّد شرف الدین
۱۸	سیّد کبیر علی ثانی
۱۷	سیّد حیدر ہروی
۱۶	سید میر علی ہراتی
۱۵	سیّد محمد
۱۴	سید حسین ثالث
۱۳	سید علی ثانی
۱۲	سید یوسف
۱۱	سید حسین ثانی
۱۰	سید ابراہیم
۹	سید علی
۸	سید حسین
۷	سید جعفر
۶	امام موسیٰ کاظم رض

سید شاہ عبدالکریم متعلوی، ۲۰ شعبان ۹۴۴ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۵۳۸ء کو مٹیارن میں تولد ہوئے ان کے جدِ اعلیٰ سید علی نے متعلوی شہر آباد کیا تھا جو آج کل مٹیاری شریف کہلاتا ہے۔ بچپن ہی میں والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی پرورش آپ کی والدہ اور آپ کے بڑے بھائی سیّد جلال نے کی۔ سید شاہ عبدالکریم نے مخدوم نوح ہالائی رح سے فیضان حاصل کیا۔ اپنے پیر مخدوم نوح ہالائی کے ارشاد کے مطابق مٹیاری شریف سے ہجرت فرما کر بلڑی شریف میں سکونت پذیر ہوئے۔ مخدوم آدم سیہبا اور سید یوسف مہدی بھکری سے بھی بیعت کی اور اپنی پوری زندگی ریاضت و مجاہدہ میں گزار دی۔ ساری زندگی فقر و فاقہ اور تنگدستی میں بسر کی۔

آپ ۸۸ سال کی عمر میں ۷ ذلیقعدہ ۱۰۳۲ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کے آٹھ فرزند تھے۔

(۱) سید ظلہ اول (۲) سید عبدالرحیم شاہ
(۳) سید جلال شاہ (۴) سید برہان شاہ
(۵) سید ظلہ ثانی شاہ (۶) سید دین محمد شاہ
(۷) سید حسین شاہ (۸) سید عبدالقدوس شاہ

؎ تذکرہ صوفیاء سندھ

سیّد عبداللطیف بھٹائی سائیںؒ بھٹ شاہ ہالہ حیدرآباد سندھ

(شجرۂ نسب ص۱۰۹)

اس خاندان کے ایک بزرگ سید حیدر ہرات سے ۸۰۱ھ میں سندھ تشریف لائے اور قصبہ ہالہ میں سکونت اختیار کی اس خاندان کے کچھ افراد بلڑی میں آباد ہوئے۔ اسی شاخ میں سید عبدالکریم بلڑی والے متعلوی شاہ کے پردادا بلڑی والے کہلائے۔ شاہ صاحب کے والد سید حبیب شاہ بہت ہی عابد زاہد بزرگ تھے وہ صاحب وجد و حال بھی تھے اور ہمیشہ استغراق میں رہتے تھے۔ شاہ عبداللطیف کی ولادت ہالہ حویلی میں ۱۶۸۹ء/۱۱۰۱ھ میں ہوئی۔ معاصرین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ تھا۔ جب سید حبیب کوٹڑی چلے آئے تو شاہ لطیف بھی والد کے ساتھ کوٹڑی میں رہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کا جب انتقال ہوا تو شاہ لطیف اس وقت ۱۸ برس کے تھے۔ ان کے وطن میں اس وقت کلہوڑوں کی حکومت تھی۔ انہوں نے وہ وقت بھی دیکھا جب نادر شاہ بادشاہ نے ایران سے آکر سندھ کو لوٹا۔ نادر شاہ ۱۱۵۲ھ کے اواخر میں سندھ آیا اور ۱۱ محرم ۱۱۵۳ھ کو لاڑکانہ سے ایران روانہ ہوا اور ۱۱۶۰ھ میں قتل ہوا۔ ان کے سامنے ایک وقت ایسا بھی آیا جب احمد شاہ ابدالی دندناتا ہوا دہلی آیا اور اس نے سندھ کو کابل کے ماتحت بنایا۔ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کی مشہور تصنیف "شاہ جو رسالو" ہے جو سندھ کے چپے چپے میں نہایت عقیدت و اخلاص کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ ان کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔ ایک مشہور روایت کے مطابق شاہؒ کی بددعا سے "شاہ بندر" تحصیل ضلع ٹھٹھہ ویران ہو گیا جو ان دلوں اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

مقالات الشعراء کے مصنف نے آپ کے محامد و فضائل کا اعتراف کیا ہے۔

"آنجناب اگرچہ امی بودند اما علم عالم بتمام برلوح محفوظ دل شان ثبت بودہ، الحق این بیت قابل لائق شان شاہ است ؎

چو طفل غنچۂ نادیدہ دبستان
بپرسی پارۂ اسرار رحمٰن

ؔلہ تذکرہ صوفیائے سندھ ص۱۰۹ ؔ۲ہ مقالات الشعراء مرتبہ پیر حسام الدین راشدی ص۲، ۶، ۷، ۸

آپ کا نسبی تعلق سادات کاظمی سے ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ مخدوم عربی دیانہ کی دختر تھیں۔ آپ ۶۳ سال کی عمر میں ۱۱۶۵ھ/۱۷۵۲ء میں بھٹ شاہ میں واصل بحق ہوئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار بھٹ شاہ میں مرجع خلائق ہے۔

منقبت (فارسی)

شاہ لطیف بھٹائی سائیں شاعرِ بے نظیر — برمزارِ شاہ آید اولیاء و ابی فقیر
عاشقاں را دوست واند عارفاں را رہنما — باب علم معرفت چہ وا کند در دلپذیر
لات لطیفی لطف پیدا در دلِ عشاق کرد — ترک گردد تا وصال آں نعمتِ سلطاں فقیر
خوبتر تشریح کردند آگہی ایمان را — افشا گردد راز ہائے شیلنت اسرارِ پیر
خفتہ و پوشیدہ بودند در دلش اسرارِ عشق — مثلِ پروانہ میرد بر شمع حق خود فقیر
ہفت خواں آں شاعرِ سندھی زباں فرزند سندھ — دلبرِ افضل تریں شیریں سخن مثل دبیر
شاعرِ چنگ و رباب اولیاء و صوفی صفت — نزد ہالہ بر مزارش دیدہ ام جمِ غفیر
در عالمِ ناپائدار زیستن آسان نیست — باصفا آنکہ یابی ماو تو روشن ضمیر

شاعرِ ذیشاں بزرگ پیر و مرشد راہبر
ہمچنیں با تجم نازاں یک جہاں ہستند اسیر (مؤلف)

سید محمد بقاؒ

(شجرۂ نسب ص ۱۲۳)

سید محمد بقا کی ولادت ۱۱۳۵ھ کو رسول پور سائدی خیرپور میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد سید محمد بقا نے مختلف سلاسل کے بزرگوں سے روحانی فیوض حاصل کیے سلاسل قادریہ میں سید عبدالقادر حسینی سے اکتساب فیض کیا جو شیخ سید صالح شاہ قادری کے مرید تھے۔ سلاسل چشتیہ اور نقشبندیہ میں آپ کی رہبری مخدوم اسمعیل روہڑی نے کی۔ آپ کے مرشدانِ سلاسل میں خواجہ اسمٰعیل، خواجہ جمال اللہ، شیخ حاجی ایوب، شیخ سعدی لاہوری، شیخ سید آدم بنوری، شیخ رکن الدین گنگوہی، عبدالقدوس گنگوہی، شیخ احمد عبدالحق ردولوی اور شیخ جلال پانی پتیؒ کی توسط سے خواجہ معین الدین چشتیؒ خواجہ باقی باللہ، خواجہ امکنگیؒ، درویش محمد، خواجہ محمد زاہد، خواجہ عبیداللہ احرارؒ، خواجہ یعقوب چرخیؒ خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ معروف تھے۔

سید علی گوہر حسینی نے اپنی کتاب خزینۃ المعرفت (قلمی) صفحہ ۷، ۸ اور ۹ پر تینوں سلاسلِ طریقت کی تفصیل درج کی ہے۔ سید محمد بقا نے قادریہ چشتیہ اور نقشبندیہ سلاسل کے سرچشموں سے فیضیاب ہو کر سندھ میں عرفان و تصوف کی دولت کو عام کیا اور اپنی پوری زندگی رشد و ہدایت میں صرف کی۔ وہ سندھی زبان کے بلند پایہ شاعر تھے۔ ۹ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ میں سید بقاؒ کتابوں کی ایک گٹھڑی سر پر رکھے ہوئے تشریف لیے جا رہے تھے کہ راستہ میں ڈاکوؤں نے اس گٹھڑی کو مال و دولت سمجھ کر آپ کو شہید کردیا۔ قصبہ شیخ طیب (خیرپور) میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ سید محمد بقاؒ کے کل اٹھارہ فرزند تھے جن میں پیر سید محمد راشد روضہ دھنیؒ نے علم و فضل، تقویٰ، تقدس، عرفان اور تصوف کے اعتبار سے غیر معمولی شہرت حاصل کی۔ آپ ہی کی اولاد میں سندھ کے مشہور پیر پگارا پیر سکندر شاہ، شاہ مرداں ثانی کے لقب سے زینت آرائے سجادہ ہیں غرض یہ کہ آپ نے فضل و عرفان کی جو شمع روشن کی تھی اس کی روشنی سرزمین سندھ کے چپہ چپہ پر پھیلی۔

---

[1] تذکرہ صوفیاء سندھ ص ۲۶۳ تا ۲۷۳

نوٹ:۔ سید محمد بقاؒ حضرت علیؓ کی چونتیسویں پشت میں تولد ہوئے (مؤلف)

پیر سیّد محمد راشد روضی دھنیؒ و سیّد شاہ مرداں پیر پگارا

(شجرۂ نسب ص۱۴۳)

پیر سید محمد راشد روضی دھنیؒ کی ولادت ۱۱۷۰ھ میں ہوئی۔ علوم دینیہ مخدوم احمدی اور شاہ فقیر اللہ علوی سے حاصل کیے اور اپنے والد سید محمد بقا کے دست پر بیعت ہو کر روحانی تربیت اور فیض حاصل کیا۔ ۱۲۳۴ھ میں پیر سید محمد راشدؒ نے ۶۴ سال کی عمر میں جام شہادت نوش کیا۔ آپ کی تصنیفات میں (۱) شرح اسماء اللہ الحسنیٰ (۲) جمیع الجوامع مشہور ہیں۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند پیر صبغت اللہ شاہ اول مسند خلافت پر بیٹھے۔ اس خاندان میں یہ پہلے پیر ہیں جو پیر پگارا یعنی صاحب دستار کے لقب سے مشہور ہوئے آپ کے دوسرے بھائی پیر محمد یٰسین جھنڈا والے دوسری جگہ چلے گئے جو پیر جھنڈا کہلائے۔ پیر جھنڈا کا کتب خانہ آج بھی علمی دنیا میں غیر معمولی شہرت و عظمت رکھتا ہے۔ ان کے عہد میں سلطنت اسلامیہ کا چراغ جھلملا رہا تھا۔ پنجاب پر سکھ چھائے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سکھ سندھ پر للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں تو جہاد کا عزم مصمم کر لیا۔ شہید صبغت اللہ شاہ کا سلسلۂ نسب ۲۲ ویں پشت میں حضرت سید علی الکعلویؒ عرف لکیاری سے جا ملتا ہے۔ سندھ کے اطراف میں آپ کے لاکھوں مرید پھیلے ہوتے ہیں اور حر کہلاتے ہیں آپ کی ولادت ۱۳۲۷ھ میں پیر جو گوٹھ خیرپور میں ہوئی۔ ۱۹۲۱ء میں ۱۲ سال کی عمر میں سجادہ نشین ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں فریضہ حج ادا کیا اور حُر تحریک قائم کی اور انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہونے کے لیے دشمنوں سے نبرد آزما ہو گئے اور جہاد کا اعلان کر دیا نعرہ تھا "وطن یا کفن" حُر تحریک کا مرکز سانگھڑ تھا۔ پیر صاحب کو ضلع سانگھڑ سے گرفتار کر لیا گیا اور ان پر خفیہ مقدمہ چلایا گیا اور آپ کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ انگریزوں نے کوشش کی کہ اگر پیر صاحب معافی مانگ لیں تو انہیں رہا کر دیا جائے گا لیکن پیر صاحب کا ایک ہی جواب تھا۔ میں حسینی سید ہوں اور سید موت سے نہیں ڈرتا۔ ۲۰ مارچ ۱۹۴۳ء کو فجر کے وقت سید صبغت اللہ شاہ ثانی پیر پگارا کو پھانسی دے دی گئی۔ ان کے مرید حُر مجاہدوں کو بہت ہی دردناک اور اذیتناک سزائیں دی گئیں۔ ان کی بیوی

تذکرہ صوفیائے سندھ ص۱۰۸

بچوں کو کیمپوں میں رکھا گیا ہزارہا بچے، بوڑھے، مرد، عورتیں بھوک، افلاس اور بیماریوں سے متاثر ہو کر ہلاک ہوئے۔ یہ کیمپ درج ذیل مقامات پر قائم کیے گئے تھے۔ (۱) جرہی (۲) وارہ (۳) نواب شاہ (۴) جھول (۵) سینجھورو (۶) کھپرو (۷) سانگھڑ (۸) ٹنڈو (۹) میرپور خاص (۱۰) سکھر (۱۱) حیدر آباد (۱۲) خیرپور جب غازی تحریک کے سرفروش مجاہدوں نے اپنے قائد اور مرشد کی رہائی کے لیے پرزور تحریک چلائی اور ہتھیار اٹھالیے تو ان پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے اور حُر مجاہدوں کے گاؤں کے گاؤں صفحۂ ہستی سے مٹا دیے گئے۔ عوام پر بے پناہ مظالم کے بعد آخرکار انگریز اس تحریک کو کچلنے میں کامیاب ہو گئے لیکن آزادی کے متوالوں کی قربانیوں کے افسانے آج بھی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد مولانا عبدالقدوس بہاری کی کاوشوں سے قائد اعظم کے حکم پر حُروں کو کیمپوں سے آزاد کیا گیا تاکہ وہ انتخاب میں حصہ لے سکیں۔

لہ روزنامہ جنگ کراچی ۲۱ فروری ۱۹۹۱ء

سیّد احمد کبیر رفاعی

(شجرۂ نسب ص۱۰۱)

سلاسل رفاعیہ کے مورثِ اعلیٰ سید احمد کبیر رفاعیؒ تھے۔ آپ کا اسم گرامی احمد تھا۔ اپنے جد امجد سید حسن اصغر رفاعہ کے سبب رفاعی مشہور ہوئے۔ آپ شافعی کے مسلک کے پابند تھے۔ آپ نسباً شہید کربلا اور امام موسیٰ کاظمؓ کی اولاد ہیں اس لیے موسوی کہلائے۔

سید عبدالرحیم رفاعی کا تعارف نواب سید روح اللہ خاں نے شہنشاہ اورنگ زیب سے کرایا آپ کے کشف کمال سے اورنگ زیب بھی آپ کا معتقد ہوگیا۔ سید صاحب نے دکن میں مالابار، کننور، کالی کٹ کا سفر اختیار کیا اور سلاسل رفاعیہ کو فروغ دیا سفر میں آپ کے فرزند سید یوسف رفاعی ملک جاوہ (انڈونیشیا) گئے۔ وہاں آزمائش میں آپ کو آگ سے گزرنا پڑا یہ دیکھ کر سلطان بہت معتقد ہوگیا اور اپنی بیٹی ان کے عقد میں دے دی۔ آپ نے ملک کا دورہ کیا اور بہت سے غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ سید عبدالرحیم کا انتقال ۱۱۳۲ھ میں سورت میں ہوا۔ خانقاہ بریا بھاگل میں آپ مدفون ہیں۔ قبل اس خانوادہ کے بہت سے بزرگ ہند تشریف لا چکے تھے انہیں میں سے سید نجیب الدین رفاعی کے خاندان کے سید احمد اللہ رفاعی ۱۳۰۱ھ میں بروده کے سجادہ نشین تھے آپ نے اپنی دختر کا عقد سید نور الدین سیف اللہ رفاعی سے کر دیا اور ان کو سجادہ بنایا ان کے وصال کے بعد سیّد بدر الدین محمد رفاعی ۱۳۱۵ھ میں بروده کے سجادہ نشین بنے۔ آپ کے چار صاحبزادگان تولد ہوئے (۱) سید حسام الدین رفاعی (۲) سید زین العابدین رفاعی (۳) سید رضی الدین رفاعی (۴) سیّد فخر الدین رفاعی اور دختر بھی تھیں۔ سید بدر الدین رفاعی کا وصال ۱۳۶۷ھ میں ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے فرزند سید حسام الدین رفاعی گدی نشین ہوئے۔ فی الحال ان کے منجھلے صاحبزادہ سید کمال الدین رفاعی خانقاہِ رفاعیہ بڑودہ کی سجادگی پر جلوہ افروز ہیں۔

جب ہندوستان تقسیم ہوا تو سید رضی الدین (لالا میاں) رفاعی اپنے چھوٹے بھائی سید فخر الدین کے ہمراہ کراچی تشریف لائے آپ نے تجارت شروع کی اور ساتھ ساتھ سلاسل رفاعیہ کو

بھی فروغ دیا۔ آپ کو اپنے جد امجد سید احمد کبیر رفاعیؒ سے حد درجہ محبت تھی۔ آپ نے پانچ مرتبہ سید احمد کبیر رفاعی کے روضہ مقدس واقع ام عبیدہ کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں (۱) سید جلال الدین رفاعی (بادشاہ میاں) (۲) سید وزیر علی رفاعی (۳) سید بدر الدین رفاعی (۱) سیدہ محمودہ بیگم (۲) سیدہ شاہدہ بیگم۔ آپ کا شجرہ یوں ہے: "سید رضی الدین بن سید بدر الدین بن سید نور الدین سیف بن سید حسام الدین بن سید بدر الدین محمد بن سید زین العابدین بن سید محی الدین بن سید یوسف رفاعی بن سید عبدالرحیم رفاعی"
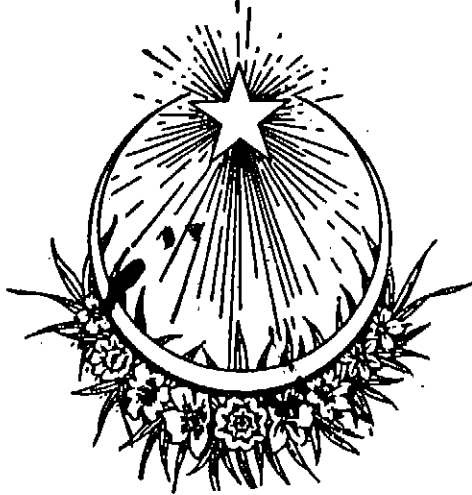
نواب سیّد امیر علی موسوی

(مادری شجرۂ نسب ص۔)

نواب سید امیر علی خان بہادر رئیس باڑھ نواب کوٹھی پٹنہ کا خاندان موسوی، رضوی، نقوی اور زیدی النسب ہے۔ قاضی سید نوح موسوی اس خانوادہ کے مورثِ اعلیٰ تھے وہ بغداد میں منصب قضا پر فائز تھے۔ عہدِ مغلیہ میں بغداد سے ہندوارد ہوئے۔ آپ کی زوجہ کا اسم گرامی بی بی زینب تھا اور فرزند کا نام سید ابوبکر۔ شہنشاہ دہلی نے ان کی بزرگی کی شایانِ شان شیخ المشائخ کا لقب دیا جب سے یہ خانوادہ شیخ کہلانے لگا۔ بادشاہ کی طرف سے بہار میں خانقاہ کے لیے چک زینب اور چک ابابکر کی جاگیر عطا ہوئی یہ مواضعات باڑھ ضلع پٹنہ میں ہیں۔ سید ابابکرؒ کے فرزند مُلّا سید شاہ نور محمد تھے جن کے بیٹے سید شیخ احمد تھے۔ سید شیخ احمد کے دو صاحبزادے تولّد ہوئے۔ (۱) شیخ غلام محی الدین (۲) شیخ عطا محی الدین، شیخ غلام محی الدین کے فرزند کا نام شیخ محمد رفیع تھا جن کی زوجہ بی بی فہیدہ بنت قاضی سید محمد ماہ تھیں۔ قاضی سید محمد ماہ قاضی معین الدین کے پوتے تھے جن کو شاہجہاں بادشاہ نے مصارف کے لیے باڑھ، پٹنہ میں ایک موضع "قاضی معین الدین چک" جاگیر میں عطا کیا تھا جو وہاں اب تک مشہور ہے۔ مسماۃ فہیدہ کی والدہ کا نام مسماۃ ظریفہ تھا جو سید سلام اللہ خان خانان کی دختر تھیں۔ خان خانان دیوان محمد معظم کے فرزند تھے۔ دیوان معظم شاہزادہ کامگار کے وزیر مقرر ہوئے تھے شاہزادہ کامگار بہادر شاہ اول کا بیٹا اور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا پوتا تھا۔ دیوان معظم کو پرگنہ لاکھو ضلع مونگیر میں ایک لاکھ روپے کی جاگیر عطا کی گئی تھی۔ دیوان معظم کے بھائی کا نام سید حاجی محمد تھا جو شاہجہاں

[1] امیرنامہ (فارسی) از نواب سید امیر علی ص۱۴۹ تا ۱۹۸، حقیقت بھی کہانی بھی از سید بدرالدین احمد بہار اکیڈمی پٹنہ ص۲۴۴

[2] تاریخ حسن ص۹۱،

نوٹ [1] سید محمد اسلم عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کے عہد میں ہگلی بندر (بنگال) کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔

نوٹ [2] سید خان غازی عہد اکبری میں فوج کے سپہ سالار تھے۔ انہوں نے نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔

نوٹ [3] سید ابوبکرؒ کو بزرگی کی بنا پر شیخ المشائخ لقب دیا گیا جس کے سبب یہ خاندان شیخ کہلایا۔ (مؤلف)

بادشاہ کے بیٹے شاہ شجاع کے اتالیق مقرر ہوئے تھے بعد میں شاہ سلطان لکھینوی شاہ شجاع کے اتالیق مقرر ہوئے تھے۔ دیوان معظم کے والد کا نام صوفی سید جمال کرمان کے مشہور بزرگ تھے۔ شیخ محمد رفیع کے دو بیٹے تھے (۱) شیخ وارث علی (۲) شیخ محب علی (لاولد)۔ مسماۃ وجیہہ شیخ وارث علی کی زوجہ تھیں جو نواب سید امیر علی کی دادی تھیں۔ مسماۃ وجیہہ سید غلام محمد نقوی کی دختر تھیں جو سید جلال الدین بخاری جہانیان جہاں گشتؒ کے خانوادہ سے تھے۔ شیخ وارث علی کے بیٹے کا نام اسدالدین احمد عرف شیخ احمد علی تھا جن کے نامور بیٹے نواب سید امیر علی تھے شیخ احمد علی کی زوجہ کا نام مسماۃ رحمانی تھا جو سید رحم علی کی بیٹی تھیں۔ سید رحم علی ہگلی بندر کے قاضی سید محمد اسلم زیدی الواسطی جاجنیری کے بیٹے تھے جن کا تعلق خانوادہ سادات میاں سے تھا اور جو سید احمد جاجنیریؒ کی اولاد میں سے تھے۔ واضح ہو کہ سید احمد جاجنیریؒ بہار میں سادات بارہ گانواں کے مورثِ اعلیٰ گزرے ہیں۔ نواب سید امیر علی کے پردادا شیخ محمد رفیع کے خسر سید محمد ماہ رضوی کی اولاد بڈھن پور ترہت میں آباد ہے۔ تمام اراضی واملاک نواب سید امیر علی کے دادا شیخ وارث علی کے نام منتقل ہوئی۔ انگریزوں کے دور میں بھی جاگیر بحال رکھی گئی اور تا حیات ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ مارچ ۱۷۹۸ء میں شیخ وارث علی کے بیٹے شیخ احمد علی کے نام سے زمینداری کی سند جاری ہوئی۔ شیخ احمد علی سنبھل، مرادآباد یوپی میں تحصیلدار مقرر ہوئے اور خدمت بطور احسن انجام دینے کے سبب ان کو سررشتہ دار مقرر کیا گیا۔

سید امیر علی کی ولادت قصبہ باڑھ محلہ قاضی معین الدین چک عظیم آباد میں ۱۲۲۵ھ مطابق ۱۸۰۸ء میں ہوئی۔ بہت ہی کم عمری میں ضروری علوم کی تکمیل کی۔ اپنی آبائی جائداد پر انہوں نے تکیہ نہیں کیا بلکہ معاش کی جستجو میں رات دن کوشاں رہے۔ ۱۸۲۹ء میں پٹنہ میں دیوانی عدالت میں وکالت شروع کر دی اور بہت جلد عروج حاصل کیا۔ ۱۸۳۳ء میں ہند کے دارالحکومت کلکتہ پہنچے۔ نصیرالدین حیدر نواب اودھ کے ارکینِ دولت میں شامل کیے گئے۔ بعدازاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ محکمہ خاص مقرر ہوئے۔ ۱۸۴۳ء میں دیوانی و نظامت کلکتہ میں شامل ہوئے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی لڑی گئی۔ اس وقت مسٹر سیموئل پٹنہ کا کمشنر تھا اور سید امیر علی مجسٹریٹ تھے۔ اس کے بعد کلکتہ میں آنریری مجسٹریٹ مقرر کر دیے گئے۔ بعدازاں حکومت بنگال کی کونسل کے رکن کے منصب پر فائز ہوئے۔ لارڈ لارنس نے ۱۸۶۴ء میں آپ کو خان بہادر کا خطاب عطا کیا تھا۔ کچھ دنوں آپ لیجیسلیٹو کونسل کے رکن بھی رہے۔ ۱۸۶۷ء میں چوبیس

پرگنہ کے آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ ۱۸۶۷ء ہی میں وائسرائے ہند مظفرپور بہار میں دربار لگا جس میں خدمت کے عوض ایک لاکھ روپے خزانہ شاہی سے جیب خرچ کے لیے وظیفہ مقرر کیا گیا۔ نواب اور سی آئی ای کا خطاب بھی مرحمت فرمایا گیا۔ آپ اپنے زمانہ کے ہردلعزیز افسر تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد سینکڑوں محب وطن کو سولی پر چڑھا دیا گیا اس وقت آپ کو کمشنر مقرر کیا گیا جس سے سینکڑوں بے گناہوں کی جان بچ گئی۔ ان بچ جانے والوں میں نواب سید لطف علی خاں بھی تھے۔ بعدازاں سید امیر علی کو "وزیرالسلطان" کا خطاب مرحمت فرما کر معزول نواب واجد علی شاہ کا مشیر مقرر کر دیا گیا۔ سید امیر علی نے اپنی کروڑوں کی جائداد کو گروی رکھ کر نواب واجد علی شاہ کے اخراجات پورے کیے۔ جب نواب سید امیر علی کا انتقال ہوا تو ساری جائداد ہندو مہاجنوں کے پاس گروی تھی اس طرح آپ کی کل موروثی جائداد قرض میں تلف ہو گئی۔

نواب سید امیر علی کے تین فرزند تھے (۱) نواب زادہ خان بہادر سید اشرف الدین احمد ہگلی امام باڑہ کے متولی تھے۔ وہ جب باڑھ آئے تو انہیں سی آئی ای سے نوازا گیا۔ (۲) نواب زادہ سید افضل الدین احمد "فسانۂ خورشیدی" کے مصنف تھے۔ آپ انسپکٹر آف رجسٹریشن کے عہدہ پر فائز رہے۔ (۳) نواب زادہ سید احسن الدین احمد ڈی ایس بہار و اڑیسہ کے عہدہ پر فائز تھے۔ بعدازاں انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن بھی رہے۔ لیفٹیننٹ گورنر بہار کی ایگزیکیٹو کونسل کی رکنیت کا چارج لینے والے تھے کہ حرکت قلب بند ہو گئی۔ کلکتہ میں سید احسن الدین احمد کا انتقال ہوا اس وقت آپ کھلنا کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ کھلنا شہر کی ایک شاہراہ آپ کے نام پر موسوم ہے۔

سید افضل الدین احمد بہار کے باکمال نثر نگار تھے۔ وہ ۱۸۵۸ء میں تولد ہوئے۔ کلکتہ میں ان کی اردو، فارسی اور عربی کی تعلیم اچھے ماحول میں ہوئی اور انہیں قابل اساتذۂ کرام سے مستفیض ہونے کا موقع ملا۔ ان کی انگریزی تعلیم کے لیے انگریز معلم رکھے گئے تھے۔ کلکتہ اس وقت مشرقی و مغربی تہذیب تمدن کا گہوارہ تھا۔ سید افضل الدین احمد کا آنا جانا نواب واجد علی شاہ کے محلات میں بھی تھا۔ ٹیپو سلطان کے خاندان کے ساتھ بھی ان کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ان کی طبیعت بھی رنگین مزاج تھی۔ دولت کی فراوانی تھی اور آپ نواب زادہ بھی تھے "فسانۂ خورشیدی" میں انہوں نے کلکتہ کے مسلم امراء، نواب زادوں کی بیگمات کی معاشرتی ماحول کی بڑی مہارت اور چابکدستی سے عکاسی کی ہے۔ یہ کتاب

۱۸۸۶ء میں کلکتہ میں شمسی پریس میں چھپی تھی۔ باڑھ سے ان کا لگاؤ آخر دم تک رہا۔ بہار شریف میں آپ کی سسرال تھی اور بیرسٹر نواب سید نصیرالدین حسین ان کے داماد تھے۔ ۱۹۱۰ء میں سید افضل الدین احمد کا انتقال ہوا۔ انشاء پردازی میں ان کا درجہ کمال ڈپٹی نذیر احمد اور عبدالحلیم شرر سے کم نہ تھا۔

سید افضل الدین احمد کے فرزند کا اسم گرامی سید نجم الدین احمد تھا جن کے سات صاحبزادے ہیں۔ (۱) سید منہاج الدین احمد (۲) سید سراج الدین احمد (۳) سید سمیع الدین احمد سابق ایڈیشنل کمشنر کراچی (۴) سید زین الدین احمد، افسر محکمۂ خوراک (۵) سید ریاض الدین احمد (۶) سید سیف الدین احمد (۷) سید حسین الدین احمد کونسلر بحرین حکومت پاکستان۔

سید نجم الدین احمد کے داماد کا اسم گرامی فضل حق تھا جن کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ (۱) سید قیصر جمیل اے جی پی آر، کراچی (۲) سید پرویز جمیل (۳) رخسانہ خاتون۔

سید زین الدین احمد محکمۂ خوراک میں افسر تھے ان کے سب سے بڑے صاحبزادہ سید عاصم تبریز ایک ہونہار سی ایس پی افسر ہیں۔ وہ پاکستان آڈٹ ڈپارٹمنٹ میں ڈائریکٹر کے عہدہ پر فائز ہیں وہ بڑے ہی چاق و چوبند اور تیز فہم انسان ہیں۔ وہ بہت ہی دردمند دل رکھتے ہیں۔ ہمہ وقت فلاحی کاموں کے لیے تیار رہتے ہیں۔ لوگوں کی خدمت ان کی زندگی کا شعار ہے۔ وہ اپنے آباؤ اجداد کے تمام اوصاف سے متصف ہیں۔ قوم کو ان سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ

اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں : (القرآن)

شجرہ اولاد سید نجم الدین احمد (باڑھ، پٹنہ)

سید منہاج الدین — سید سمیع الدین احمد — سید ریاض الدین احمد (ص ۱۹۹) — سید حسین الدین احمد — ریحانہ خاتون (ص ۱۹۹)

سید سراج الدین — سید زین الدین احمد — سید سیف الدین احمد (ص ۱۹۹)

سید عاصم تبریز زوج ریحانہ خاتون — سید وسیم تبریز زوج فرزانہ — قمر تبریز — طلعت — نصرت — فرحت

اورج — دانیا — شمس تبریز — سعد وسیم — نور النہار زوجہ محمد نسیم

فرحہ — صبوحی — احمد سلطان

نازش پروین زوجہ شاہد سرفراز — طارق کمال زوج ڈاکٹر طلعت — خالد جمال — سلطان سمیع زوج شائستہ — فرخ

اعرج — ہما

اقبال — شکیل — جمیل — عقیل — ندیم — عشرت زوجہ آفتاب — نسرین — ناہید — نشاط

دُرِ شہوار — شہناز بیگم — دختر — جاوید منہاج — فیض منہاج — نسرین منہاج

شجرہ اولاد سید نجم الدین احمد (باڑھ، پٹنہ)

سیّد آدم بنوریؒ و سیّد یوسف بنوری

(شجرۂ نسب صفحہ ۱۷۱)

سید محمد یوسف بنوری کا نسبی تعلق سید آدم بنوری سے ہے جو امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے سب سے بڑے خلیفہ تھے ان کی جائے پیدائش بنور تھی جو ریاست پٹیالہ میں سرہند کے قریب ایک مشہور قصبہ ہے۔ سکھوں کے دور میں یہ لوگ ہجرت کر کے سرحد میں آباد ہوئے۔ جہاں افغان قبائل نے بڑی عزت و تکریم کے ساتھ پذیرائی کی ریاست دیر کے بانی الیاس اخوند آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے جنہیں دیر کے قبائل نے اپنا سردار منتخب کر لیا تھا بعد ازآں آپ کے خاندان کے کچھ لوگ کوہاٹ اور پشاور میں اقامت پذیر ہوئے۔ مولانا یوسف کے پردادا میر احمد شاہ بڑے ذی وجاہت بزرگ تھے انہوں نے پشاور میں ایک محلہ آباد کیا جو گڑھی میر احمد شاہ کہلاتا ہے سید یوسف کے والد سید زکریا نے ہندوستان کے مشہور خانقاہوں کی زیارت کی شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر چلہ کشی کی امیر امان اللہ والیٔ کابل کے دور میں جہازوں کے کاروبار میں ان کا بڑا مالی نقصان ہوا۔ مولانا یوسف کی ولادت ۶، ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو ہوئی والدہ کے انتقال کے بعد ان کی پھوپھی بی بی مریم نے ان کی پرورش کی جو باکرامت خاتون تھیں۔ حضرت مریم کی طرح ان کے پاس بے موسم کے میوے آتے تھے۔ سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے بادنوں پر سوت کات کر اپنا کفن تیار کیا تھا لیکن مجبوری میں اسی سوت سے مولانا یوسف بنوری کا عید کا جوڑا بنوا دیا تھا۔ مولانا بنوری کے والد ایک جید عالم تھے انہوں نے مختلف دینی مسائل پر مختصر مگر لطیف کتابیں تصنیف کیں مثلاً روحِ معجزات، رویا، تعبیر رویا اور علم طب وغیرہ۔ مولانا بنوری کا سلسلۂ ارادت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ حاجی شفیع احمد نگینوی، مولانا سید حسین احمد مدنی اور مولانا اشرف علی تھانوی سے تھا۔ مولانا زکریا شیخ الحدیث سے بھی تعلق تھا۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پوتے عبداللہ بن باز، وزیر امور دینیہ حکومت سعودی عرب سے بھی تعلق تھا۔ شاہ فیصل ان کے بڑے قدر دان تھے۔

سید آدم بنوریؒ کے خلفاء میں سید احمد شہید کے جدِ امجد شاہ علم اللہ رائے بریلی یوپی کے نامور بزرگوں میں گزرے ہیں۔

۱؎ عربی النسل مسلمان صفحہ ۲۵۳

نوٹ:۔ اصولِ انساب کی رو سے ۶ یا ۷ ، اسماء کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

...ب نامہ سادات رضوی شجرہ اولادِ امام علی رضاؓ

...ہادی
...موسیٰ
...محمد عون
...علی
...حسین
...زین الدین
...باقر
...فاخر خاموش
...جمال الدین
...قاسم
...مٹھن
...بڈھن
...معین الدین
...محمد ماتری
...یار محمد
...اکرام
...محمد دامع
(...ہند)

سید سلطان علی
سید مرتضیٰ
سید برخوردار
سید اسمٰعیل
سید عبداللہ
سید مکارم
سید محمد خنگسوار
سید محمد
سید احمد
سید برخوردار
سید منجھن
سید رکن الدین
سید عیسیٰ
سید حسین
سید جمال
سید زین العابدین
سید عبدالرحمٰن
سید معین اسکر تکوی
سید غلام یحییٰ
سید غلام اشرف
سید قادر بخش
سید واحد حسین
سید شاہد حسین (بہار راجگیری)

سید جعفر ثانی
سید رشید الدین
سید حسن
سید رضی الدین
سید احمد حسین
سید معروف
سید احسن الحق
سید اسحٰق
سید احمد
سید محمد
سید کمال الدین
سید احمد اوشی
خواجہ کمال الدین اوشی
خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ
(دہلی)

سید رضی
سید حسن
سید مسعود
سید محمود
سید علی
سید مرتضیٰ
سید برہان الحق
سید سراج الحق
سید کمال الدین
سید جلال الدین
سید ماہ
سید سلیمان مشہدی
سید ابراہیم

سیّد آدم بنوری رحؒ و سیّد یوسف بنوری

(شجرۂ نسب مڈلہ)

سید محمد یوسف بنوری کا نسبی تعلق سید آدم بنوری سے ہے جو امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے سب سے بڑے خلیفہ تھے ان کی جائے پیدائش بنور تھی جو ریاست پٹیالہ میں سرہند کے قریب ایک مشہور قصبہ ہے۔ سکھوں کے دور میں یہ لوگ ہجرت کر کے سرحد میں آباد ہوئے۔ جہاں افغان قبائل نے بڑی عزت و تکریم کے ساتھ پذیرائی کی ریاست دیر کے بانی الیاس اخوند آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے جنہیں دیر کے قبائل نے اپنا سردار منتخب کر لیا تھا بعد ازآں آپ کے خاندان کے کچھ لوگ کوہاٹ اور پشاور میں اقامت پذیر ہوئے۔ مولانا یوسف کے پردادا میر احمد شاہ بڑے ذی وجاہت بزرگ تھے انہوں نے پشاور میں ایک محلہ آباد کیا جو گڑھی میر احمد شاہ کہلاتا ہے سید یوسف کے والد سید زکریا نے ہندوستان کے مشہور خانقاہوں کی زیارت کی شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر چلہ کشی کی امیر امان اللہ دانیؒ کے دور میں جہازوں کے کاروبار میں ان کا بڑا مالی نقصان ہوا۔ مولانا یوسف کی ولادت ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو ہوئی والدہ کے انتقال کے بعد ان کی پھوپھی بی بی مریم نے ان کی پرورش کی جو باکرامت خاتون تھیں۔ حضرت مریم کی طرح ان کے پاس بے موسم کے میوے آتے تھے۔ سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے باوضو سوت کات کر اپنا کفن تیار کیا تھا لیکن مجبوری میں اسی سوت سے مولانا یوسف بنوری کا عید کا جوڑا بنوا دیا تھا۔ مولانا بنوری کے والد ایک جید عالم تھے انہوں نے مختلف دینی مسائل پر مختصر مگر لطیف کتابیں تصنیف کیں مثلاً روح معجزات، رویا، تعبیر رویا اور علم طب وغیرہ۔ مولانا بنوری کا سلسلۂ ارادت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ حاجی شفیع احمد نگینوی، مولانا سید حسین احمد مدنی اور مولانا اشرف علی تھانوی سے تھا۔ مولانا زکریا شیخ المحدث سے بھی تعلق تھا۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پوتے عبداللہ بن باز، وزیر امور دینیہ حکومت سعودی عرب سے بھی تعلق تھا۔ شاہ فیصل ان کے بڑے قدر دان تھے۔

سید آدم بنوریؒ کے خلفاء میں سید احمد شہید کے جد امجد شاہ علم اللہ رائے بریلی، یوپی کے نامور بزرگوں میں گزرے ہیں۔

۱؎ عربی النسل مسلمان صـ۲۵۳

نوٹ :۔ اصولِ انساب کی رو سے ۱۶ یا ۱۷ اسماء کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

ساداتِ رضوی

شجرہ اولادِ امام علی رضاؓ

...ہادی
...وی
...عون
...ین
...الدین
...قر
...اقر خاموش
...جمال الدین
...امام
...مٹھن
...بڈھن
...معین الدین
...محمد ماتری
...یار محمد
...اکرام
...محمد وامع
(...ہند)

سید سلطان علی
سید مرتضیٰ
سید برخوردار
سید اسمٰعیل
سید عبداللہ
سید مکارم
سید محمد خنگسوار
سید محمد
سید احمد
سید برخوردار
سید منجھن
سید رکن الدین
سید عیسیٰ
سید حسین
سید جمال
سید زین العابدین
سید عبدالرحمٰن
سید معین اسکر بجوی
سید غلام یحییٰ
سید غلام اشرف
سید قادر بخش
سید واحد حسین
سید شاہد حسین (بہار راجگیری)

سید جعفر ثانی
سید رشید الدین
سید حسن
سید رضی الدین
سید احمد حسین
سید معروف
سید احسن الحق
سید اسحٰق
سید احمد
سید محمد
سید کمال الدین
سید احمد اوشی
خواجہ کمال الدین اوشی
خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ
(دہلی)

سید رضی
سید حسن
سید مسعود
سید محمود
سید علی
سید مرتضیٰ
سید برہان الحق
سید سراج الحق
سید کمال الدین
سید جلال الدین
سید ماہ
سید سلیمان مشہدی
سید ابراہیم

شجرۂ نسب اولادِ امام علی رضاؒ

سید ابراہیم

- سید عبدالشکور
- سید عبدالعزیز
- سید معروف
- سید جنید جعفر
- سید علی رائنی
- سید محمود الخیر
- سید امیر احمد
- سید محمد
- سید عبدالخالق
- سید محمود کرمانی
- سید محمد
- سید شمس الدین
- سید احمد
- سید عبداللہ
- حکیم سید حسن عسکری
- (لکھنؤ، ہند)

- سید محمد واسطی
- سید فضل
- سید محمد تقی
- سید موسیٰ
- سید قربان علی
- سید عبداللہ شہکی
- سید صدر الدین
- سید بہاء الدین
- سید محمد علی
- سید مصطفیٰ
- سید محمد غازی
- (بھرت پور ہند)

- سید قطب الدین
- سید شہاب الدین
- سید علی
- سید مرتضیٰ
- سید حسن
- سید اسحاق
- سید آدم حسین
- سید حاجی محمد
- سید نظام الدین مشہدیؒ
- مولانا سید حسام الدین
- سید بڑے
- سید عبدالفتاح
- سید عبدالغفور
- سید عبدالشکور
- سید غریب محمد چھجہ
- سید محمد معشوق
- سید محمد غلام مخدوم
- سید غلام ہمدانی
- سید منیر علی (بہار شریف)
- سید تفضل حسین
- سید تجمل حسین
- حافظ سید شاہ نذر الرحمن۔

- سید مجتبیٰ
- سید عبداللہ اکبر
- سید مصطفیٰ
- سید علی بزرگ
- سید محمد جمیل
- سید محمد خلیل
- سید عبدالجلیل
- سید عبداللہ ثانی
- سید محمد
- سید احمد
- سید شاہ ابوالبرکات
- سید حیدر
- سید مظفر
- میر سید اصغر
- سید شاہ مبارک
- سید شاہ برکات
- سید شاہ حیات
- سید شاہ ابوالعلا شہیدؒ
- (بہار)

شجرہ اولاد امام علی رضاؒ

سید حسن

- سید یوسف
- سید عبدالمطلب
- سید عبدالرزاق
- سید ابراہیم
- سید نوح
- سید محمد شہید
- سید علاء الدین
- سید عبداللہ
- سید علی اصغر
- سید علی اکبر
- سید علی شیر
- سید مبارک مونگیری
- سید خضر الدین
- سید سالار
- سید بڑے
- سید اخوند میر
- سید چاند
- سید زیبا
- سید جان علی
- سید مخصوص علی
- سید معصوم علی
- سید محمد امین
- سید سیف الدین
- سید کرم علی
- سید فضل علی رضوی (بہار شریف)

- سید مصطفیٰ مشہدی
- سید اسمٰعیل "
- سید عبدالکریم "
- سید عبدالرحمن جیلانی
- سید تاج الدین "
- سید منہاج راستی
- (پھلواری شریف، بہار)
- سید شاہ معروف
- سید شاہ عارف
- سید غلام جیلانی
- سید لعل محمد
- سید سعد اللہ
- سید محمد برخوردار
- سید جمال
- سید علی اکبر
- سید نصر اللہ
- سید منور علی
- سید انور علی
- سید محمد عارف موہن
- سید امجد علی
- حکیم حفاظت حسین
- سید عبدالعزیز، بیرسٹر، پٹنہ
- (صدر بہار مسلم لیگ)

- سید عبدالرشید
- سید عبدالحمید
- سید صدر عالم
- سید عالم
- سید آدم
- سید ابراہیم
- سید احمد
- سید علی
- سید محمد
- بی بی رضیہ
- خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ
- (دہلی)

- سید یعقوب
- سید اسحٰق
- سید یوسف
- سید محمد
- سید احمد
- سید میراں
- سید بڑے
- سید عرب اوّل
- سید میر محمد
- سید معین محمد
- سید شمس محمد
- سید محمد
- سید میر
- سید مبارک ثانی
- سید عرب ثانی
- سید خلیل
- سید شمس الدین
- سید حسن شہید
- سید سلیمان
- (ڈلیسہ، بہار)

صفحہ ۲۰۴

شجرہ اولاد سید مبارک (شجرۂ نسب صہ)

سید زین
سید محمد
سید میر
سید ابوالفتح
سید عالم
قاضی عبدالفتاح (آیگلہ)
شجرہ

شجرۂ اولاد سید زیبا (شجرہ نسب صہ)

سید شیخ
سید اعظم شیر
سید اسد شیر
سید جعفر شیر
سید صفدر شیر
سید بہادر شیر
سید ہدایت شیر
میر افضل شیر (بہار شریف)

شجرۂ اولاد سید سلیمان (شجرۂ نسب صہ)

میر صدرالدین — سید جان

میر سید نجیب

سید عظیم الدین
میر حسین علی
میر دوست علی
میر امجد علی
میر اقبال علی
حاجی سید وزیر الدین
بی بی عصیفن
سید قمر الہدیٰ
سید مصباح الہدیٰ دیسنوی
استاد مؤلف
صہ
(نسب نامہ دیسنہ)

میر محمد بشیر

میر رجب علی
میر وجیہہ منگن
میر عظمت علی
میر حکیم مہدی
حکیم سید ابوالحسن
علامہ سید سلیمان ندوی
(دیسنہ، بہار)
(صہ ۲، ۳۷)
(نسب نامہ دیسنہ)

میر دوست محمد

سید غلام حیدر
سید محمد واصل
میر محمد علی موہن
میر واجد حسین
میر نظیر حسین
سید عبدالحلیم
سید رحیم الدین
استھانوال (پٹنہ)

شجرۂ نسب اولاد امام علی رضاؑ

شجرہ اولاد مولانا

مینا مشہدی رضوی
سید عارف مشہدی
سید معروف مشہدی
سید محمد اسحٰق
سید محمد صالح
حکیم امجد علی
حکیم احمد علی
حکیم محمد آفاق
حکیم محمد اسحٰق
سید محمد صالح
سید کریم اللہ
سید طیب اللہ
سید یوسف علی
سید احسان علی
سید آل نبی
(موضع آیگلہ ضلع گیا، بہار)

شجرہ نسب اولاد

قاضی ابراہیم فتحپور
قاضی عبدالجلیل
قاضی جلیل
قاضی عقیل
قاضی جمال محمد
سید محمود
سید حسین علی
سید محمد افضل
(فتحپور، یوپی)

سید حسین

سید محمد

سید محمد
سید حسین
سید علی
سید عمر
سید آتابک
سید علی حمزہ
سید بہاء الدین
مخدوم احمد
سید محمد زید
سید محمد
سید الف محمد
سید قادر علی
سید صدر جہاں
سید حسین
سید نظام الدین
قاضی سید جمال الدین (چشتی غزنوی)
قاضی نظام الدین
قاضی رکن الدین
قاضی سید احمد
قاضی صدرالدین
قاضی ابراہیم
(صہ فتحپور، یوپی، ہند)

سید جمال الدین

سید جمال الدین
سید ابوالقاسم
سید ابوالفتح
سید نظام
سید صدرالدین
سید احمد
سید محمد
سید محسن
سید فخرالدین
سید محمد
سید حسن
سید مرتضیٰ
سید محسن
سید علاء الدین
سید حسن ثانی
سید افضال اللہ
سید ولی بدن
سید راجی
سید جمال علی
سید بندہ علی
میر سید فضل علی
میر سید جعفر رضوی
میر حاجی مظفر
میر سید محمود (مدراس)
(صہ ۲۶۲ عربی النسل مسلمان)
(ہانسی، یوپی)

شجرۂ نسب پدری خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ

(بمطابق کنز الانساب) صفہ ۸۲

۱۹۔ خواجہ قطب بختیار کاکیؒ
۱۸۔ خواجہ کمال الدین اوشیؒ
۱۷۔ خواجہ سید محمد موسیٰ
۱۶۔ سید احمد اوشی
۱۵۔ سید حسین الدین
۱۴۔ سید رشید الدین
۱۳۔ سید رضی الدین
۱۲۔ سید حسن معروف
۱۱۔ سید محمد اسحٰق
۱۰۔ سید محمد جواد
۹۔ سید علی سجاد
۸۔ سید جعفر ثانی
۷۔ امام علی رضاؓ

(بمطابق مراۃ الانساب)

خواجہ بختیار کاکیؒ
خواجہ کمال الدین اوشیؒ
سید موسیٰ اوشی
سید احمد اوشی
سید محمد
سید احمد
سید احسان الحق حسین
سید معروف
سید احمد
سید رضی الدین
سید حسین الدین
سید رشید الدین
سید جعفر ثانی
امام علی رضاؓ

(بمطابق بزم صوفیہ) صہ ۶۳

خواجہ بختیار کاکیؒ
سید کمال الدین
سید موسیٰ اوشی
سید احمد اوشی
سید کمال الدین
سید محمد
سید احمد
سید رضی الدین
سید حسین الدین
سید رشید الدین
سید جعفر ثانی
امام علی رضاؓ

(بمطابق شجرۂ سندھ)

خواجہ بختیار کاکیؒ
سید کمال الدین ثانی
سید موسیٰ
سید احمد ثانی
سید کمال الدین
سید محمد
سید احمد
سید اسحٰق
سید احسان الحق حسین
سید معروف
سید احمد
سید رضی الدین
سید حسین الدین
سید رشید الدین
سید جعفر ثانی
امام علی رضاؓ

شجرۂ نسب مادری خواجہ قطب الدین کاکیؒ

(بمطابق کنز الانساب) صہ ۸۲

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ
بی بی رضیہ
سید محمود
سید علی
سید احمد
سید ابراہیم
سید آدم
سید عالم
سید صدر عالم
سید عبدالمجید
سید عبدالحمید
سید عبدالرشید
سید حسن
امام علی رضاؓ

بمطابق (شجرہ سندھ)

خواجہ بختیار کاکیؒ
بی بی رضیہ
سید محمود
سید علی
سید احمد
سید ابراہیم
سید آدم
سید عالم
سید صدر عالم
سید عبدالحمید
سید عبدالرشید
سید حسن
امام علی رضاؓ

تذکرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

(شجرۂ نسب صـ ۲۰۶، ۲۰۷)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اوشی قصبہ اوش، ماوراالنہر میں تولد ہوئے۔ بختیارالدین اسم گرامی اور قطب الدین لقب تھا۔ آپ عرفِ عام میں خواجہ کاکیؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ڈیڑھ سال کی عمر میں والد کا انتقال ہوگیا۔ والدہ کے زیر سایہ تعلیم و تربیت ہوئی۔ ۵ برس کی عمر میں مولانا ابوحفص سے ظاہری علوم کے علاوہ باطنی علوم کی تعلیم پائی۔ سترہ سال کی عمر میں خواجہ معین چشتیؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور خرقۂ خلافت پایا۔ دن رات میں ۹۵ رکعت نماز ادا کرتے اور ہر رات تین ہزار درود شریف کا ورد کرتے تھے۔ آپ سیاحت کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ غزنی، سمرقند اور بغداد گئے۔ وہاں شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ سے فیضیاب ہوئے۔ اسی مجلس میں خواجہ ناصرالدین ابویوسف چشتیؒ سے بھی شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ دہلی کے سفر میں ملتان جاکر شیخ بہاءالدین زکریا ملتانیؒ سے ملاقات کی۔ آپ کی ریاضت و مجاہدہ کا یہ عالم تھا کہ اخیر عمر میں بالکل نہ سوتے تھے۔ ہمہ وقت استغراق و مراقبہ میں ہوتے۔ نماز کے وقت آنکھ کھولتے تجدید وضو کرکے نماز ادا کرتے تھے۔ ہر روز دو بار کلام پاک ختم کرتے تھے۔ سورہ یوسف کی برکت سے انہوں نے قرآن پاک حفظ کیا تھا۔ محفلِ سماع میں اس شعر پر جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

ع "کشتگانِ خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جانِ دیگر است"

آپ کا سالِ وفات ۶۳۴ھ ہے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کے جنازہ کی نماز ایسا شخص پڑھائے گا جس نے کبھی حرام کاری نہ کی ہو، عصر کی سنتیں قضا نہ کی ہوں اور ہمیشہ نماز با جماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کی ہو۔ یہ شرطیں صرف سلطان التمش کی ذات میں پوری ہوتی تھیں اس لیے اسی نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ آپ کی تصنیف میں ایک کتاب "فوائد السالکین" آپ سے منسوب ہے جو ملفوظات پر مشتمل ہے جنہیں خواجہ فرید احمد گنج شکرؒ نے جمع کیا ہے۔ مشائخ چشتیہ سلوک میں پندرہ درجے شمار کرتے ہیں ان میں ایک کشف و کرامات کا ہے اس درجہ کے حاصل ہونے پر سالک اپنی ذات کو ظاہر نہ کرے ورنہ بقیہ درجات سے محروم رہ جاتا ہے۔ ان کے نزدیک منصور عارف کامل نہ تھا اس لیے کہ اس نے اسرار ظاہر کر دیے۔ آپ کے خلفاء میں بابا شکر گنج، شیخ محمود بہاری، سید محمود جاجنیری، سلطان نصیرالدین التمش، حمیدالدین ناگوری، شیخ جلال تبریزی، نظام الدین اولیاء مشہور رہیں۔

شجرۂ و تذکرہ سیّد منہاج راستیؒ

پشت نمبر	اسماء گرامی
۱۴	سید منہاج راستیؒ
۱۳	سید تاج الدین جیلانیؒ
۱۲	سید عبدالرحمٰن جیلانی
۱۱	سید عبدالکریم مشہدی
۱۰	سید اسمٰعیل مشہدی
۹	سید مصطفےٰ مشہدی
۸	سید حسن
۷	امام علی رضاؓ

سید منہاج راستیؒ آٹھویں صدی ہجری یعنی ۷۶۲ھ میں پھلواری شریف تشریف لائے اور یہیں مستقلاً قیام پذیر ہوئے اور ۷۸۶ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔

سید منہاج راستیؒ کی دوسری اہلیہ مساۃ بی بی آمنہ بنت شاہ اسمٰعیل کرجویؒ کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ مندرجہ ذیل دیہاتوں میں پھیل گئی۔

(۱) عشری (۲) بدلپورہ (۳) مصطفےٰ پور گھگول۔

بہار کے مختلف سادات گھرانوں سے ان مراسلات میں ان کی جزئیت پہنچی۔

(۱) کاکو شریف (۲) کراتے پر سرائے (۳) نیورہ
(۴) تیگمرہ (مونگیر) (۵) پکورا (۶) گورگانواں

آپ کی اولاد و امجاد میں سید علی اکبر اور بیرسٹر عبدالعزیز (عزیزملت) بہت ہی مشہور ہوئے۔ عزیزملت نے صوبہ بہار میں تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اہم خدمات انجام دیں۔

نوٹ :۔ علم الانساب کی رو سے شجرہ میں کم از کم دس واسطے کم درج ہوتے ہیں۔ (مؤلف)

ع اعیانِ وطن صـ ۱۳۱۵

علامہ سیّد شاہ شفیق رضوی عماد پوری

مغل سرائے سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر رفیع گنج ریلوے اسٹیشن واقع ہے اس کے قریب ہی عماد پور ایک مردم خیز موضع ہے۔ جو علامہ سید شاہ حسن مرتضٰے کے آباؤ اجداد کا مولد و مسکن ہے۔ آپ کا اسمِ گرامی سید حسن مرتضٰے ہے اور تخلص شفق، آپ بہار کے سادات رضوی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۹ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسمِ گرامی سید شاہ حسن رضا تھا آپ کے دادا جان خان بہادر سید کرامت علی الہ آباد کے مفتیٔ اعلیٰ تھے۔ آپ کے والد سید حسن رضا کی وفات ۱۲۹۳ھ میں ہوئی۔ اس وقت علامہ شفق صرف چار سال کے تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم سید سجاد حسین سے ہوئی۔ طب کی کتابیں حکیم عابد علی کوثر خیر آبادی سے پڑھیں۔ تصنیف و تالیف اور شعر گوئی کا شوق آپ کو شروع ہی سے تھا۔ ۱۸۹۲ء میں آپ نے حضرت امیر مینائی لکھنوی کی شاگردی اختیار کی۔ امیر مینائی لکھنوی کی وفات ۱۹۰۰ء میں ہوئی۔

علامہ شفق کے تلامذہ میں علامہ سید عباس سریر کابری بہت مشہور ہیں۔

تصانیف:-

ثمرۂ عقیدت (۲) آئینۂ پیغمبر (۳) تحفۂ یازدہم (۴) غنچۂ نوبہار (رباعیات) (۵) تہذیب الآفاق (۶) منتخب العروض (۷) تحقیق سخن (۸) محبوب سخن (۹) اصنافِ سخن (۱۰) رکن عروضی، (۱۱) گنجینۂ تاریخ۔

علامہ شفق رضوی عماد پوری کا وصال ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۴ء میں ہوا۔

۱؎ ماہنامہ الجیب پھلواری شریف اکتوبر ۱۹۶۸ء صہ ۱۸۔

بیرسٹر عبد العزیز (عزیزِ ملّت)

(شجرۂ نسب صہ ۲۰۳)

والد ماجد کا اسمِ گرامی سید حفاظت حسین تھا جو کنوارے حکیم کے نام سے مشہور تھے۔ وہ مشہور حکیم تھے۔ راجہ مہاراجہ بھی علاج معالجہ کے لیے رجوع ہوتے تھے۔ ایام طفلی ہی میں عبدالعزیز کے والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ انہیں جسٹس شرف الدین کلکتہ ہائی کورٹ کی ہمسائیگی حاصل تھی ان سے انہوں نے کسبِ علم و دانش کیا۔ سید علی امام اور سید حسن امام اسی خاندان میں پیدا ہوئے۔ پٹنہ کالجیٹ اسکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ سینٹ کولمبس کالج ہزاری باغ میں بی اے میں داخلہ لیا۔ گریجوئیشن کے بعد ان کے بہنوئی صاحب نے انہیں بیرسٹری کے لیے لندن بھیجنے کا بندوبست کیا۔ مسٹر عزیز لندن میں سات سال مقیم رہے۔ مضمون نویسی کا بڑا شوق تھا۔ فصیح و بلیغ انگریزی لکھتے اور بولتے تھے۔ ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم اسٹوڈینٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی جس کی صدارت قائداعظم نے کی۔ ۱۹۱۲ء میں لندن سے واپس ہو کر کلکتہ میں پریکٹس شروع کی اور بہت جلد مشہور ہو گئے۔ ۱۹۳۵ء میں اسمبلی میں پہنچے۔ ۱۹۴۰ء میں نظام حیدر آباد اسٹیٹ میں صدر المہام رہے آپ کے بنگلہ کا نام رضوان تھا۔ قائداعظم پٹنہ میں اسی مکان میں قیام فرمایا کرتے تھے۔

سیّد رحیم الدین استھانوی ایڈیٹر الپنچ پٹنہ

(شجرۂ نسب صہ ۲۰۴)

استھانواں سید رحیم الدین استھانواں کے مشاہیر میں سے تھے وہ الپنچ پٹنہ کے ایڈیٹر تھے اور اپنے زمانہ کی مشہور شخصیت تھے۔ ان کے صاحبزادہ مولانا سیّد احمد ندوی راقم کے رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول، ڈھاکہ میں اردو کے استاد تھے۔ جن کے صاحبزادہ سید ابوظفر علی احمد اکاؤنٹس آفیسر اے جی پی آر، کراچی راقم کے مشفق کرم فرماؤں میں سے ہیں سید احمد ندوی صاحب کا کراچی میں ۱۹۶۱ء میں انتقال ہوا۔

۲؎ اعیانِ وطن صہ ۱۳

جسٹس سیّد امیر علی و انیس الرحمٰن ایڈووکیٹ، شرف آباد۔ کراچی

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۷	امام علی رضا مشہدیؒ کی اکتیسویں پشت میں تولّد ہوئے
۳۸	سید محمد صادق خاں
۳۹	نامعلوم
۴۰	سید احمد فاضل
۴۱	سید سعادت علی
۴۲	جسٹس سید امیر علی
۴۳	سید امداد علی برادر سید امیر علی
۴۳	سیدہ قمر النساء زوجہ رحیم علی
۴۴	عبدالرحمٰن انسپکٹر آف پولیس
۴۵	انیس الرحمٰن ایڈووکیٹ
	نسب پدری انیس الرحمٰن
۴۵	انیس الرحمٰن
۴۴	عبدالرحمٰن
۴۳	شیخ رحیم علی
	شیخ کرم علی

سید صادق علی خاں امام علی رضا مشہدیؒ کی اکتیسویں پشت میں مشہد میں تولد ہوئے۔ یہی جسٹس سید امیر علی کے خانوادہ کے مورثِ اعلیٰ تھے۔ سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہِ ایران کا دور تھا۔ ۱۷۳۹ء میں جب سلطنت مغلیہ افراتفری کا شکار ہوئی اور محمد شاہ رنگیلا عیش و عشرت میں پڑ گیا تو نادر شاہ بادشاہ ایران موقع سے فائدہ اٹھا کر دہلی پر حملہ آور ہوا اور دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ نادر شاہ کی فوج میں سید صادق علی خاں کے پوتے سید احمد فاضل بھی ایک اہم عہدہ پر فائز تھے۔ نادر شاہ تو واپس ایران چلا گیا مگر سید احمد فاضل نے دہلی میں بود و باش اختیار کرلی۔ جب دہلی میں حالات ناموافق ہوئے تو ان کے فرزند سید سعادت علی نے اودھ کے نواب وزیر علی کے دربار میں پناہ لی پھر ایک وقت آیا کہ وہ اودھ سے بنگال منتقل ہوئے۔

سید سعادت علی کے پانچ فرزند تھے (۱) سید وارث علی (۲) سید امداد علی، (۳) جسٹس سید امیر علی (۴) سید ثاقب علی (۵) سید عباس علی۔

سید امداد علی کی دختر سیدہ قمر النساء کا عقد شیخ رحم علی بن شیخ کرم علی سے ہوا جو بہورہ، بہار شریف پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ سید وارث علی کی زوجہ کا نام آرہ والی بیگم تھا جو ملکی محلہ کی رہنے والی تھیں۔ سید امیر علی ۱۸۴۹ء میں کلکتہ کے نزدیک چینسورہ میں پیدا ہوئے اور آپ کا سالِ وفات ۱۹۲۸ء ہے۔ سید امیر علی ایک مشہور مؤرخ کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ انہوں نے اسلامی تاریخ پر متعدد کتابیں لکھیں جن میں ان کی ایک کتاب "تاریخِ صحرانشیں" بہت مشہور ہوئی۔ سید امیر علی نے مسلمانوں کی بہت سی تنظیموں کو منظم کیا اور

سلہ اسکیچ اینڈ لائف آف سید امیر علی از جی اے نیٹسن اینڈ کمپنی مدراس صـ۲

ان کے روحِ رواں رہے وہ برصغیر کے مشہور و معروف قانون داں کی حیثیت سے تسلیم کیے جاتے ہیں وہ مدتوں جسٹس کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔

انیس الرحمٰن وکیل انیس الرحمٰن ۸، مئی ۱۹۱۹ء کو موتیہاری میں پیدا ہوئے وہیں سے میٹرک کیا۔ جامعہ عثمانیہ سے انٹر کیا اور مولانا مناظر احسن گیلانی کے شاگرد بھی رہے۔ علیگڑھ یونیورسٹی سے بھی مستفیض ہوئے۔ پٹنہ سے ایم اے ایل ایل بی کیا۔ مسلم نیشنل گارڈز موتیہاری کے سالار رہے اور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر، تحریکِ پاکستان کے سرگرم کارکن رہے۔ وہ مصنف، مقرر، شاعر اور مضمون نگار ہونے کے علاوہ مشہور وکیل بھی ہیں اس وقت شرف آباد کراچی میں اقامت پذیر ہیں۔ موصوف بلا کے ذہین، طباع شخصیت کے مالک ہیں۔ قوم کا درد ان کے دل میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ سید سلیمان ندوی فاؤنڈیشن کے روحِ رواں ہیں۔ اورنگی میں سید سلیمان ندوی میموریل اسکول بھی چلا رہے ہیں۔ عزیزیہ ملت اسکول اورنگی بھی انہیں کا قائم کردہ ہے آپ پچاس کتابوں کے مصنف ہیں۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا

اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) یہ (دینِ اسلام ہی) تمہارے پروردگار کا سیدھا رستہ ہے

(القرآن)

نمونۂ کلام

اے سرزمینِ بہار

آبشاروں، جوئباروں کوہساروں کی زمیں — سبزہ زاروں، مرغزاروں لالہ زاروں کی زمیں
نسترن نرگس کی سوسن کے نکھاروں کی زمیں — موتیا کی اور چمیلی کی بہاروں کی زمیں
اے نواری اور جوہی کے خماروں کی زمیں — خوشنما چمپا کی خوشبوؤں کے ماروں کی زمیں
رات کی رانی کی اور گل کے نظاروں کی زمیں — کوئلوں کی اور پپیہوں کی ہزاروں کی زمیں
فاختہ کے ہُدہدوں کے دل کے تاروں کی زمیں — اور طیورِ نغمہ خواں کے گلعذاروں کی زمیں
بجلیوں کی بارشوں کی اور شراروں کی زمیں — وہ مسلسل زندگی کے شاہکاروں کی زمیں
آم کی لیچی کی جامن کی اناروں کی زمیں — لہلہاتی کھیتیوں کی نو بہاروں کی زمیں
دھان کی گیہوں کی پٹ سن کی چناروں کی زمیں — لوہے کی کوئلے کی ابرق اور پاروں کی زمیں
اے مکھانوں کی زمیں اے کٹھلوں کی سرزمیں — بھینی بھینی خوشبوؤں، گجروں کی ہاروں کی زمیں
اے دلِ ہندوستاں اے روحِ مشرق کا شباب — حُسن برستا ہے جہاں آں مایہ زاروں کی زمیں
غیرتِ اسلام پر مٹ جانے والوں کی زمیں — ان جیالوں کی زمیں ان شہسواروں کی زمیں

ان کے خوں سے سرزمینِ پاک کی تخلیق ہے
جاں نثاروں، جاں سپاہوں، سوگواروں کی زمیں

(انیس الرحمٰن ایڈووکیٹ)

شجرہ و تذکرہ
سیّد فضل علی رہوی، بہار شریف

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۳۳	سید فضل علی
۳۲	سید کرم علی
۳۱	سید سیف الدین
۳۰	سید محمد امین
۲۹	سید محمد معصوم مرشد بنگالہ
۲۸	سید مخصوص
۲۷	سید جان
۲۶	سید زیبا
۲۵	سید چاند
۲۴	سید اخوند میر
۲۳	سید بڑے
۲۲	سید سالار
۲۱	سید خضر الدین
۲۰	سید مبارک
۱۹	سید علی شیر
۱۸	سید علی اکبر
۱۷	سید علی اصغر
۱۶	سید عبداللہ
۱۵	سید علاء الدین
۱۴	سید محمد شہید
۱۳	سید نوح
۱۲	سید ابراہیم
۱۱	سید عبدالرزاق
۱۰	سید عبدالمطلب
۹	سید محمد یوسف
۸	سید امام حسن
۷	سید علی رضا رضؑ

سید فضل علی موضع رہوئی بہار شریف، پٹنہ کے ایک عابد وزاہد اور صوفی بزرگ گزرے ہیں، آپ کے والد ماجد کا اسمِ گرامی سید کرم علی تھا۔

آپ کے چار حقیقی برادر تھے۔

(۱) سید شاہ افضل علی
(۲) سید شاہ جمعیت علی
(۳) سید شاہ معصوم علی

یہ چاروں بھائی مسماۃ بی بی فاطمہ کے بطن سے تولد ہوئے جو سید کرم علی کی زوجہ اولیٰ تھیں۔ سید فضل علی کی شادی مسماۃ بی بی واصلہ سے ہوئی جن سے سید ابوالقاسم پیدا ہوئے۔ سید فضل علی حضرت منعم پاکباز سے بیعت تھے۔

سید فضل علی ایک اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے۔ انہوں نے مثنوی ہیر رانجھا اردو میں تحریر کی ہے جس میں چار سو پچاسی اشعار ہیں۔

سلہ صوفیائے بہار اور اُردو ص۵۴ تا ۵۵

شجرہ محمد طٰہٰ کمال آبگلوی

پشت نمبر	اسمائے گرامی	کمال آبگلوی کی ولادت ۱۹۱۱ء میں آبگلہ میں ہوئی۔ وہ حضرت
۴۵	سیّد محمد طٰہٰ کمال آبگلوی[۱]	مینا مشہدی کی اولاد و امجاد میں سے تھے۔ مینا رضوی مشہدی ایران کے
۴۴	ڈاکٹر سید شاہ عبدالسبحان والقیٰ	شہر دہلی وارد ہوتے اور شاہی جامع مسجد دہلی کے امام و خطیب مقرر
۴۳	سیّد امانت حسین مشہدی	ہوئے۔ ان سے سید کمال تک کم از کم ۲۰ پشتیں گزری ہیں۔ لیکن صرف
۴۲	سیّد شاہ عنائت حسین	۹، اسمائے گرامی درج ہوئے ہیں حضرت علیؑ سے مینا مشہدی تک
۴۱	سید شاہ کرامت حسین	۲۱، یا ۲۲، پشتیں گزری ہیں۔ قاضی سید شاہ رفیق اللہ نبیرہ سید شاہ
۴۰	شاہ برہان الدین رضوی بڈھن	مینا مشہدی کو پرگنہ گیا صوبہ بہار کا عہدۂ قضا پیش کیا گیا اور ۵۰۰،
۳۹	قاضی رفیق اللہ	بیگھہ زمین جاگیر میں عطا کی گئی۔
۳۸	مخدوم سید شاہ محمود	
۳۷	مولانا سید شاہ محمد مینا رضوی مشہدیؒ	

نوٹ :۔ قدیم بستی آبگلہ موجودہ آبادی سے چند گز کے فاصلے پر جانب شمال زیر دامن کوہ آباد تھی۔ آثارِ قدیمہ میں مسجد کا پختہ سنگی چبوترہ اور قبرستان آبگلہ کی پہاڑی کے دامن میں اب بھی موجود ہے۔ قاضی سید بڑے قاضی رفیق اللہ کے نواسہ تھے وہ آبگلہ ہی آسودۂ خاک ہیں جو دوسری جہت سے مینا مشہدی کے پوتے کے پوتے تھے۔ سید احمد اللہ (مصنف) مسلم شعراء بہار کے پردادا میر مصاحب علی کھربھیا، ضلع پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ آبگلہ میں ان کی شادی ہوئی تھی اس لیے آبگلہ ہی میں آباد ہو گئے تھے۔ حضرت مینا مشہدی رضوی کے پوتے قدیم آبگلہ ہی میں آباد ہوئے تھے۔ گویا قدیم آبگلہ ۵۵۰، سال تک آباد رہا۔ آخر کار گردش ایّام نے اسے ویران کر دیا۔

میر مصاحب علی حضرت آدم صوفیؒ کی اولاد میں سے تھے۔

---

[۱] مسلم شعرائے بہار جلد چہارم صـ۶۳ تا ۸۰

علامہ سیّد سلیمان ندوی دیسنوی

(شجرۂ نسب صـ۲۰۲)

ابو نجیب اسمِ گرامی اور عرف سید سلیمان ندوی ہے ۱۸۸۵ء میں دیسنہ میں تولد ہوئے اور ۱۹۵۳ء میں ارتحال ہوا۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی حکیم سید ابو حبیب صاحب سے دیسنہ میں حاصل کی۔ چند ماہ مدرسہ امدادیہ دربھنگہ بہار میں پڑھا۔ ۱۹۰۱ء میں مولوی محمد احسن استھانوی کے ساتھ دارالعلوم ندوہ گئے اس وقت دارالندوہ کے اراکین مولانا محمد علی مونگیری، شاہ سلیمان پھلواروی اور مولانا شبلی تھے ۱۹۰۴ء میں جب شبلی نعمانی اس کے ناظم ہوئے تو سید سلیمان ندوی کو اپنی تربیت میں لے لیا۔

۱۹۰۷ء میں لکھنو میں دستار بندی کی تقریب تھی حاضرین مجلس نے علامہ کا امتحان لینے کی غرض سے عربی میں فی البدیہہ تقریر کرنے کی فرمائش کی۔ خواجہ غلام الثقلین نے موضوع تجویز کیا "ہند میں اشاعتِ اسلام"، سید سلیمان ندوی نے ایسی دلکش اور جامع تقریر کی کہ سارا مجمع عش عش کرنے لگا۔ مولانا شبلی اس قدر خوش ہوئے کہ اپنا عمامہ بھرے مجمع میں شاگرد کے سر پر رکھ دیا۔ ۱۹۰۸ء میں آپ ندوہ میں استاد مقرر ہوئے، ۱۹۱۰ء میں "الہلال"، کے ایڈیٹر ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں دکن میں کالج کے پروفیسر مقرر ہوتے۔ ۱۹۱۴ء میں علامہ شبلی نعمانی کی وفات کے بعد سیرت النبی کی تکمیل میں لگ گئے، جو چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۳۳ء میں سر راس مسعود، ڈاکٹر اقبال کے ساتھ شاہ افغانستان کی دعوت پر کابل گئے۔ ۱۹۲۰ء میں مولانا محمد علی کی قیادت میں وفد کے ساتھ یورپ گئے۔ ۱۹۲۹ء میں حج کیا۔ ۱۹۵۲ء میں "ڈھاکہ تاریخی کانفرنس" کی صدارت کی۔

---

[۱] نسب نامہ دیسنہ صـ۲۰۲، ۲۷ [۲] تاریخ بارہ گیاں صـ۳۷ تا ۳۸

ڈاکٹر پروفیسر سیّد محمد مجتبیٰ رضوی

نسب پدری

اسمائے گرامی

ڈاکٹر سید مجتبیٰ رضوی
سید عبدالغفار
سید محمد خلیل مختار
میر امجد علیؒ
میر دائم اللہ
سید محمد ماہرو
سید محمد کلیم (اولاد)
مینا مشہدی رضوی (آبگلہ)

نسب مادری

پروفیسر مجتبیٰ رضوی
سیدہ صفیہ خاتون
سید محمد کاظم
سید محمد عبداللطیف
میر عبدالصمد دریاپوری
میر جمعہ
میر دائم اللہ
سید محمد ماہرو
سید محمد کلیم
اولاد
مینا مشہدی رضوی (آبگلہ)

ڈاکٹر پروفیسر مجتبیٰ رضوی کا تعلق موضع آبگلہ کے مشہور رضوی خاندان سے ہے جو مینا مشہدی رضوی کی اولاد ہیں۔ آپ کے والد کا نام سید عبدالغفار ہے جو آبگلہ کے رہنے والے تھے اور ان کے دادا جان کا اسم گرامی سید محمد خلیل مختار ہے جو سید آباد پرسائیں (کاکو) سے تعلق رکھتے تھے۔ پروفیسر مجتبیٰ رضوی کے نانا مولوی سید محمد کاظم وکیل موضع حسن پورہ نزد پھلواری شریف اور دریاپور سے تعلق رکھتے تھے جن کے پردادا میر جمعہ تھے ملاحظہ ہو فارسی کا ایک مصرعہ ــ "کلیم از ماہرو دائم امیر است"

پروفیسر صاحب ۱۹۲۴ء میں موضع پیلاداں میں تولد ہوئے۔ پرائیوٹ طور پر میٹرک کیا۔ بی این کالج پٹنہ سے انٹر اور گریجویشن کیا ۱۹۴۶ء میں ایل ایل بی میں داخلہ لیا۔ ۱۹۴۷ء میں ملٹری اکاؤنٹس میں ملازم ہوئے قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان ہجرت کی۔ چاٹگام میں سرکاری فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو بحری جہاز سے کراچی کے لیے روانہ ہوئے اور ۲۶ مئی ۱۹۴۸ء کو کراچی آمد ہوئی۔ ۱۹۵۱ء میں آپ نے سندھ یونیورسٹی سے ایم اے فرسٹ پوزیشن میں کیا اور اردو کالج کراچی سے منسلک ہوگئے جہاں دس سال تک آپ تاریخ و سیاسیات کے صدر شعبہ رہے۔ اکتوبر ۱۹۶۴ء میں آپ مرکزی حکومت کی اور سینئر اسکالر شپ پر اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن گئے جہاں سے آپ نے جیو پالٹکس میں پی ایچ ڈی کیا آپ پورے پاکستان میں اس مضمون میں واحد پی ایچ ڈی ہیں اس لیے آپ کو بابائے جیو پالٹکس کے خطاب سے نوازا گیا۔ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء کو آپ کو بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ میں شعبہ سیاسیات انکی کی تعمیر نو کا کام سپرد کیا جو آپ نے بطور احسن انجام دیا۔ ۱۹۸۹ء میں آپ کراچی واپس لوٹے۔ جب سے آپ بین الاقوامی

تعلقات عامہ کے شعبہ میں درس و تدریس میں مصروف ہیں۔ اور جامعہ کراچی سے اعزازی طور پر منسلک ہیں۔ آپ صاحب تصنیف بزرگ ہیں۔ آپ کی کئی کتابیں شہرۂ آفاق ہیں۔ فرنٹیئر آف پاکستان ایک بے حد معلوماتی اور تحقیقی مقالہ ہے جس کا بڑا چرچا ہوا اور اس کو غیر معمولی تصنیف قرار دیا گیا۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۷	سید صبیح محسن
۴۶	سید محمد محسن
۴۵	حاجی محمد حسین
۴۴	بی بی مریم زوجہ میر مخدوم
۴۳	حکیم سید احمد حسین
۴۲	میر ریاض علی
۴۱	میر فہیم اللہ
۴۰	میر عشق اللہ
۳۹	میر فرخ شیر
۳۸	میر خداوند
۳۷	میر سید حسن
۳۶	میر شمس الدین
۳۵	میر ابوالخیر
۳۴	سید علیم الدین
۳۳	سید محمد علی
۳۲	سید علی اصغر
۳۱	سید محمد
۳۰	سید حیدر جلان
۲۹	سید علی
۲۸	سید شاہ جمال الدین
۲۷	سید احمد جاجنیری

سیّد صبیح محسن دیسنوی

کنٹرولر پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن. کراچی

سید صبیح محسن ۲۷ نومبر ۱۹۳۶ء کو عظیم آباد، بہار میں تولد ہوئے۔ آپ نے بی ایس سی کرنے کے بعد صحافت میں ایم اے کیا۔ آج کل ریڈیو پاکستان میں کنٹرولر کے عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ کے کئی ڈرامہ سیریز پاکستان ٹیلیویژن سے ٹیلی کاسٹ ہوئے۔ آپ نے صحافت میں بڑا نام پیدا کیا۔ آپ اردو انگریزی کے متعدد قومی روزناموں اور رسالوں میں کالم نویس اور مضمون نگار رہے۔ ریڈیو پاکستان کے رسالہ "آہنگ" کے مدیر اعلیٰ بھی رہے۔

سیّد صبیح محسن کی طرز نگارش پر مولف کا مختصر تبصرہ

صبیح محسن صاحب اردو ادب کے صفِ اول کے مزاح نگار ہیں۔ شائستگی اور شگفتگی ان کی زبان کا طرۂ امتیاز ہے۔ وہ خوبصورت انداز میں معاشرہ کی المناک حقیقتوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ صبیح محسن چھپے رستم ہیں ظاہر میں سنجیدہ نظر آتے ہیں لیکن باطن میں نہایت شگفتہ مزاج واقع ہوئے ہیں ان کے قلم کی کاٹ سے کوئی باہر نہیں وہ تو شجرے اور نسب ناموں کے جھول کے پول بھی کھولتے نظر آتے ہیں۔ منافقت اور ناانصافیوں سے انہیں چڑ ہے طنز کرتے ہوئے بھی وہ اعتدال اور شرافت کا دامن تھامے نظر آتے ہیں۔ ان کے قلم کی کاٹ کی کرب نشاط انگیز ہی نہیں بلکہ طلسماتی تاثیر رکھتی ہے انہوں نے مزاح نگاری میں بہت جلد ایک باعزت مقام حاصل کر لیا ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ آمین۔

---

[1] نسب نامہ دیسنہ از سید نجم الہدیٰ دیسنوی صہ ۶۲، [2] نسب نامہ دیسنہ صہ ۶۲

نوٹ: سید غلام محی الدین سید محمد عاشق کے حقیقی برادر تھے جن کی اولاد میں پرنسپل معین الحق استھانوی اور سید محمد احسن وکیل باڑھ ہیں۔ (نسب نامہ دیسنہ صہ ۶۱)

باب ۱۱ سادات نقوی شجرۂ نسب اولاد امام نقی الجوادؑ

- سید موسیٰ المبرقع
- سید ابراہیم (صہ ۲۲۲)
- سید حسین

سید موسیٰ المبرقع کی اولاد:

ابوالمکارم سید محمد اکبر (صہ ۲۲۴)

سید محمد قاسم، سید حیدر، میر سید علی، میر سید ثناء عباس، میر حسن معدن، سید علاء الدین، سید وحید حیدر بخش، سید عبد اللہ، سید ابو محمد، سید امام الدین مشہدی، مولانا سید نظام الدین رضوی، سید حسین الدین، سید بڑے، سید عبد الفتاح، میران سید عبد الغفور (صہ ۲۲۴)

سید علاء الدین کی اولاد: سید شجاعت علی، سید وحید اشرف

سید عمران، سید عماد الدین، سید محمد طاہر، سید محمد عماد، سید محمد عمران، سید عماد الدین، سید محمد طاہر، سید محمد یحییٰ، سید محمد طاہر، سید صالح الدین، سید محمد جعفر، سید محمد حسین، سید محمد حسن خوئی (مشہد ایران)

سید محمد، سید اسمٰعیل، سید داؤد، سید محمود، سید مسعود، سید شاہ منیر، سید محمد ماہ، سید محمد، سید ابوالحیات، سید عبد الوہاب، سید ابوالعلائی، سید عبد الباقی، سید ابوالفضل، سید ابوالفیض، سید ابوالحسن، سید ابوالمکارم، سید ابوالغنائم، سید عبد الرشید، سید عبد الحفیظ، سید عبد المجید، سید تقی الدین، سید آدم صفی الدین (صہ ۲۲۷)

سید حسین کی اولاد:

سید حسین، سید علی، سید شاہ، سید شاہ محمد، سید عبد اللہ، سید منیر، سید احمد، سید ابا یزید، سید الیاس، سید علی احمد، سید رحم علی، سید قاسم علی، سید عبد الرسول، سید برہان الدین، سید فتح علی، سید کرم علی، سید برکت علی (افیار پور دربھنگہ)

سید دلاور علی، سید امداد علی، سید محی الدین (اتیوڑہ بھنگہ)

سید قلب علی (بیلہ دربھنگہ)

سید احمد، سید یٰسین

(آئینہ مبارک صہ ۲۶۵)

از محمد حسین سربہدہ، پٹنہ

شجرہ نسب اولاد سید ابراہیم بن امام تقی الجوادؑ

سید عبدالمعید
سید برہان الدین
سید حسین خنگسوارؒ
سید عبدالعزیزؒ
سید عبدالرحمٰن
سید عبدالرزاق
سید شہاب الدین
سید احمد
سید ضیاء الدین
سید محمد
سید اکبر

- سید احمد
  - سید ماہ جعفری الکوری
  - سید محمد
  - سید یوسف
  - سید حسنؔ
  - سید پیارے
  - سید چاند
  - سید جلال
  - (سہسرام بہار)
- سید محمود پیارے
  - سید حامد چاند
  - سید جلال دانشمند
  - سید محمد اشرف
  - سید اہل اللہ مبارک حسین
  - دیوان سید محمد جعفر
    - دیوان ابوسعید
      - سید خلیل شیخپوری
      - (مونگیر)
    - شاہ خلیل
      - شاہ صاحب عالم
      - زہرہ
      - سید وارث علی
      - سید اولاد علی
      - سید لطافت حسین
      - (خسروپور نوادہ گیا)

اولاد سید حامد چاند[1]

(شجرہ صفحہ ۲۲۲)

- سید شاہ ابراہیم زندہ دل (کاکو) (متوفی ۱۱۹۹ھ)
  - سید محمد باقی
  - سید مبارز
  - سید ابوالحسن
  - میر سید محمد
  - میر سید اسلم جعفری
  - سید غلام جعفر
  - میر سید علی ابراہیم پیر میاں (پیر بگھہ)
  - میر عنایت کریم
    - سید جعفر علی
      - سید شاہ حسین علی (بانس بگھہ)
        - سید احمد سجاد
          - شاہ سجاد
            - حکیم حسن سجاد
          - سید وحید سجاد
            - شاہ اصغر سجاد
            - سید ظفر سجاد
        - فضل سجاد
          - سید یٰسین
          - سید سبحان احمد
    - سید سجاد علی
- سید جلال دانشمند

---

[1] نسب نامہ جعفری از سید احمد سجاد جعفری (صہ ۱۰۹، ۱۲۱)

شجرۂ نسب اولاد سید ابوالمکارم سید احمد اکبر بن سید موسیٰ المبرقع

- سید محمد اعرج
  - سید محمد اشرف
    - سید علی
    - سید نظام الدین
    - سید یوسف
    - سید فضل اللہ
    - سید اسحٰق
    - سید حیدر
    - سید کبیر الدین
    - سید سراج الدین
    - سید محمود
    - سید شمس الدین
    - سید شہاب الدین
    - سید سلطان
    - سید عبدالرحمٰن
    - سید محبوب
    - سید نصیب شاہ
    - سید آفاق
    - (ص ۲۲۶)
  - سید احمد نقیب
    - (ص ۲۲۵)
  - سید موسیٰ
    - سید احمد ثانی
      - سید موسیٰ ثانی
      - سید یحییٰ
      - سید حسن
      - سید عبداللہ
      - سید مظہر
      - سید جلال الدین بیابانی
      - سید قطب الدین یوسف
        - سید اسد اللہ
          - سید رکن الدین
          - میر سلطان
          - سلطان امیر کیلی
          - خواجہ محمود ابخیر تقوی
        - سید عبداللہ ثانی
          - خواجہ ابو یوسف عالی
    - سید نظام الدین حسینی
      - سید نصیر الدین احمد
      - سید ابی طالب
      - سید علاء الدین
      - سید حسین
      - سید تاج الدین احمد
      - سید لطف اللہ
      - سید حسین علی ہادی
      - سید اسحٰق عندلیب کمی
      - سید ابوالعباس
      - سید عبدالباسط
      - سید حسین علی
      - سید شہاب الدین
      - سید احمد کبیر
      - سید علاء الدین
      - سید وجیہہ الدین
      - سید فرید
      - (ص ۲۲۷)
- سید سبطین حسین

شجرۂ نسب اولاد سید احمد نقیب بن سید محمد اعرج

- سید احمد
  - سید موسیٰ
  - سید احمد
  - سید محمد
  - سید علی
  - سید جعفر
  - سید محمد
  - سید عیسیٰ
  - سید ابوالفتح
  - سید یاد حسین
  - سید کاظم الدین
  - سید جعفر
  - سید باقر
  - سید موسیٰ
  - سید شرف الدین
  - (ص ۲۲۶)
- سید یعقوب
  - سید عبداللہ بخش
  - سید زید
  - سید محمود
  - سید ابراہیم
  - سید عبدالعزیز
    - سید زید
      - سید نذر اللہ
      - سید داؤد
      - سید سیف الدین
      - سید حسن
      - سید عبدالمجید
      - سید سیف الدین
      - سید علی الدین
      - سید خیر الدین
      - سید داؤد
      - سید منگن
      - سید سعید دانشمند
      - (ص ۲۲۶)
    - سید احمد
      - سید یعقوب
      - سید علاؤ الدین
      - سید فخر الدین
      - سید محمد
      - سید عمر
      - سید بڑے
      - سید محمد
      - سید تقی
      - سید محمود
      - سید عبدالرحیم
      - سید عارف
      - سید چاند
      - سید ماہ
      - سید باسط علی
      - (زید پور، یوپی)
- سید موسیٰ
  - سید محمد حسین
  - سید محمد حامد
  - سید عز الدین
  - سید صفی الدین
  - سید محمود
  - سید زین العابدین
  - سید محمد
  - مخدوم سید ابوسعید گریہ باز
  - سید مبارک
  - شاہ درویش
  - شاہ محمد
  - شاہ اعلیٰ
  - سید محمد اسمٰعیل
  - سید محمد حافظ
  - شاہ عبدالرسول
  - سید شاہ غلام مبارک
  - سید شاہ غلام مصطفےٰ
  - سید شاہ غلام رسول
  - (بیتھو شریف، گیا، بہار)

شجرۂ نسب اولاد سید شرف الدین

(صہ ۲۲۵)

سید ابراہیم
سید حفیظ احمد
سید عزیز
سید محمد دوست
سید برہان
سید محمد عباد
سید محمد ہادی
سید محمد متقی
سر سید احمد خاں
(علی گڑھ، یو پی)

اولاد سید سعید دانشمند

(شجرۂ نسب صہ ۲۲۵)

سید اشرف دانشمند

سید کمال
سید جمال
سید غفور
عبد الرحمٰن
عبد اللہ علی
میراں نہرم علی
حامد علی
محمد علی
امداد علی
محبوب حسن
رضا حسن
زوجہ سید غلمان الحق
سید سلمان حیدر
(چاند پور، یو پی)

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

لوگوں کو اُن کی چیزیں گھٹا کر مت دو۔ القرآن

شجرۂ نسب اولاد سید آدم صفی الدین

(شجرۂ نسب صہ ۲۲۶)

سید ابو الفیض
سید مبارک
سید فتح محمد
سید حبیب اللہ
سید ابو المعالیؒ (لاہور)

اولاد سید میراں عبد الغفور صہ ۲۲۶

سید عبد الشکور (کھرتھیا، پٹنہ)
سید غریب محمد چھجہ
سید محمد معشوق
سید غلام مخدوم
سید غلام صمدانی
سید میر علی
میر تفضل حسین
میر تجمل حسین
سید نذر الرحمٰن
عزیز النساء
صالحہ خاتون
سید قیام الدین (کراچی)

اولاد سید آفاق

(شجرۂ نسب صہ ۲۲۴)

سید خلیل الرحمٰن
بی بی صفیہ
سید فضل علی
سید افضل علی
حکیم فیاض علی
سید عبد القادر
(گیا، بہار)

اولاد سید فرید

(شجرۂ نسب صہ ۲۲۴)

سید احمد
سید محمود قلندر
سید سعد اللہ
سید محمد ابراہیم
سید اسمٰعیل
سید محمد عارف
سید وجیہ الدین
سید محمد وارث
سید محمد ابراہیم
سید غلام احمد
سید فضل علی شہید
سید وارث علی
سید نوازش علی
سید اولاد حسن
سید محبوب حسن رضوی
(دیوبند، یو پی)

سید سبطین حسین

(شجرۂ نسب صہ ۲۲۴)

سید زوار حسین مشہدی
آقا علی احمد مشہدی
سید شاہد حسین رضوی
سید عابد حسین
سید حسین علی
سید حسن علی
سید آل رضا
سید جعفر حسین
سید باقر حسین
صوفی سجاد حسین
سید امجد حسین
حکیم مولانا سید محمد حسین سرتی
حکیم سیدہ بیگم برہان الدین نظامی ـ عظیم آباد
کراچی

شجرہ وتذکرہ میراں سیّد حسین خنگسوار شہید و شیخ سیّد خلیل شیخپوروی

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۸	سید خلیل شیخپوروی
۲۷	دیوان ابوسعید
۲۶	دیوان سید جعفر
۲۵	سید اہل اللہ مبارک حسینی
۲۴	پیر سید محمد اشرف
۲۳	سید جلال دانشمند
۲۲	سید حامد چاند
۲۱	سید محمود پیارے
۲۰	سید اکبر
۱۹	سید محمد
۱۸	سید ضیاءالدین
۱۷	سید احمد
۱۶	سید شہاب الدین
۱۵	سید عبدالرزاق
۱۴	سید عبدالرحمٰن
۱۳	سید عبدالعزیز
۱۲	میراں سید حسین خنگسوار رح
۱۱	سید برہان الدین
۱۰	سید ابوالموئد
۹	سید ابراہیم
۸	امام تقی الجواد رض

خاندان میراں سید حسین خنگسوار شہید ایک عرصہ سے بہار میں آباد ہے۔ اس خانوادہ میں سید شیخ خلیل شیخپوروی مشہور گزرے ہیں۔

میراں سید حسین خنگسوار رح سید ابوالفرح واسطی رح مورث اعلیٰ سادات بارہہ کے ہمشیرزادہ تھے۔ یہ سلطان شہاب الدین غوری کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔ سلطان نے ان کو مفتوحہ علاقہ اجمیر کا عامل مقرر کیا لیکن مفسدوں نے ان کو شہید کر دیا۔ ان کی تجہیز و تکفین حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح نے کی۔ ان کا مزار بالائے کوہ تارا گڑھ نزد اجمیر شریف مرجع خلائق ہے مشہور روائت ہے کہ وہاں اب بھی شب کے وقت نمازیوں کی تکبیر کی آواز سنائی دیتی ہے ۶۶۸ھ میں میراں سید خنگسوار رح کی ولادت ہوئی تھی اور ۱۱۳ سال کی عمر میں ۷۹۸ھ میں آپ شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ آپ کی اولاد شیخپورہ ضلع مونگیر، بہار کے اطراف وجوانب میں آباد ہیں۔

[1] مخزن الانساب صہ ۳۱۵، کنز الانساب صہ ۷۹، تحقیق الاقوام صہ ۱۰۹، گلزار ابرار صہ ۱۱۶

شجرہ وتذکرہ سیّد وحید الدین چلہ کش رح

پشت نمبر	اسمائے گرامی	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱۶	سید وحید الدین چلہ کش	۳۶	سید قیام الدین
۱۵	سید علاءالدین	۳۵	صالحہ خاتون
۱۴	سید شاہ حسن مصدق	۳۴	عزیز النساء
۱۳	سید شاہ عباس	۳۳	سید شاہ نذر الرحمٰن حنیفی
۱۲	میر سید علی	۳۲	میر تجمل حسین
۱۱	سید شاہ حیدر	۳۱	میر تفضل حسین
۱۰	سید قاسم	۳۰	سید میر علی
۹	موسیٰ المبرقع	۲۹	سید غلام صمدانی
۸	امام تقی الجواد	۲۸	سید غلام مخدوم
۷	امام علی رضا	۲۷	سید محمد معشوق
۶	امام موسیٰ کاظم	۲۶	سید غریب محمد چھجا
۵	امام جعفر صادق رض	۲۵	سید عبدالشکور
۴	امام باقر رض	۲۴	میراں عبدالغفور
۳	امام زین العابدین رض	۲۳	سید عبدالفتاح
۲	امام حسین رض	۲۲	سید بڑے
۱	حضرت علی رض	۲۱	سید حسام الدین
		۲۰	سید نظام الدین رضوی
		۱۹	سید امام الدین مشہدی
		۱۸	سید ابومحمد
		۱۷	سید عبداللہ
		۱۶	مخدوم وحید الدین چلہ کش

سید زین بدر عربی جامع ملفوظات مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیری کے مطابق حضرت مخدوم سید وحید الدین رضوی مشہدی چلہ کش رح نے خود ارشاد فرمایا کہ خواجہ نجیب فردوسی سہروردی ان کے حقیقی ماموں تھے۔ سید وحید الدین چلہ کش کے فرزند سید علیم الدین تھے جن کے فرزند سید امام الدین تھے۔ سید امام الدین کے دو فرزند تھے جن میں مخدوم سید علیم الدین شاہ بھیکہ سجادہ نشین تھے۔

مخدوم سید وحید الدین رضوی چلہ کش کا عقد بی بی بارکہ بنت شیخ ذکی الدین بن مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رح سے ہوا۔

مساۃ عزیز النساء کا عقد سید ظفر الدین سے ہوا جو موضع پیلاوال کے رہنے والے تھے مساۃ صالحہ خاتون کا عقد سید نظام الدین سے ہوا جو موضع اورنگپورہ پکورہ کے رہنے والے تھے۔

سید قیام الدین کے تین فرزند اور دو دختر ہیں۔

فرزندان (۱)، سید ندیم احمد (۲) سید فرخ احمد (۳)، حافظ سید عون احمد (خرم)

دختران (۱)، وقار النساء (۲)، فاطمۃ الزہرہ۔ **ماخذ**:۔ کرسی نامہ مرتبہ سید محبوب الحق وفا امتھوی

[1] کنز الانساب صہ ۹۶ حیات ثبات

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۸	امام تقی رضؓ
۹	سید موسیٰ المبرقعؒ
۱۰	سید محمد
۱۱	سید اسمٰعیل
۱۲	سید داؤد
۱۳	سید محمود
۱۴	سید مسعود
۱۵	سید شاہ منیر
۱۶	سید محمد ماہ
۱۷	سید محمد
۱۸	سید ابوالحیات
۱۹	سید ابوالوہاب
۲۰	سید ابوالعلائیؒ
۲۱	سید عبدالباقی
۲۲	سید ابوالفضل
۲۳	سید ابوالفیض اوّل
۲۴	سید ابوالمحاسن
۲۵	سید ابوالمکارمؒ
۲۶	سید ابوالغنائمؒ
۲۷	سید عبدالرشید
۲۸	سید عبدالحفیظ
۲۹	سید عبدالمجید
۳۰	سید تقی الدین
۳۱	سید آدم صفی الدین
۳۲	سید ابوالفیض ثانی
۳۳	سید مبارک
۳۴	سید فتح محمد
۳۵	سید حبیب اللہؒ
۳۶	سید ابوالمعالیؒ لاہوری

شاہ ابوالمعالیؒ لاہوری

سید شاہ ابوالمعالیؒ کی ولادت سرگردھا کے شہر بھیرہ میں یکم ذی الحجہ ۹۶۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا پدری شجرۂ نسب ۲۸ واسطوں سے سید موسیٰ المبرقعؒ بن امام تقیؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد سید رحمت اللہ یا سید حبیب اللہؒ کا اصل نام سید اسدالدین اور شاہ خیرالدین تھا وہ ۹۸۸ھ میں دہلی وارد ہوئے تھے۔ سید شاہ ابوالمعالیؒ نے اپنے والد ماجد سے کسبِ علم کیا۔ علوم کی تکمیل کے بعد لاہور میں میاں میرؒ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ ۱۰۲۴ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزار لاہور میں ابوالمعالی روڈ پر مرجعِ خلائق ہے۔ آپ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ فارسی اور عربی زبان میں آپ نے شاعری کی ہے۔ آپ کا تخلص غربتی تھا۔

تصنیفات

(۱) تحفۃ القادریہ

(۲) نغماتِ داؤدی

(۳) مونس جاں

(۴) گلدستہ باغِ ارم

(۵) زعفران زار

(۶) ہشت محفل (قلمی نسخہ)

۱؎ سیارہ ڈائجسٹ جلد دوم اولیاء نمبر ص۲۱۳

سیّد ابراہیم و سیّد محبوب رضوی دیوبند یوپی ہند

(شجرۂ نسب ص۲۲۶)

گیارہویں صدی ہجری کے اوائل میں خاندانِ سادات کے ایک بزرگ سید محمد ابراہیمؒ نے اہل اللہ کے مشورہ سے دیوبند کا انتخاب کیا۔ دہلی کی مرکزی حکومت کی طرف سے دیوبند میں قیام کے لیے مسجد اور وسیع خانقاہ تعمیر کرائی گئی اور مدد معاش کے لیے زمینیں دی گئیں۔ ہندوستان میں ساداتِ رضویہ کا خاندان لکھنؤ خیرآباد، اور زیدپور میں موجود ہیں۔ سرسید احمد خاں بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ساتویں صدی ہجری میں سید ابراہیم کے اجداد میں سید حسین حمص سے ترکِ وطن کر کے اوش آئے اور وہاں سے ہند تشریف لائے۔ شیخ بہاءالدین زکریا ملتانیؒ سے بیعت ہوئے اور سندھ میں بھکّر میں اقامت گزیں ہوئے۔ وہیں ۶۹۵ھ میں وفات پائی۔ تقریباً ۲۰۰ سال کے بعد شہاب الدین کی ساتویں پشت میں سید محمود قلندر حمص سے ہند آئے۔ شیخ محمود لکھنؤ سے جونپور چلے گئے۔ قطب الدین بینائے دل سے خلافت حاصل کی ۹۸۶ھ میں لکھنؤ میں وفات پائی۔ سید محمد ابراہیم اپنے دادا سید محمود قلندر سے سلسلۂ قادریہ شطاریہ میں بیعت تھے۔ اور اولیائے کاملین میں شمار کیے جاتے تھے آپ ۵ مرتبہ حرمین شریفین میں حاضر ہو کر حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ سید محمد ابراہیم شیخ علاءالدین چشتی کے مشورہ کے مطابق دیوبند میں قیام فرمایا تھا جہاں مسجد اور خانقاہ تعمیر کرائی اور خلقِ خدا کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ سید محمد ابراہیم نے ۵ شوال ۱۰۳۴ھ کو وفات پائی۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ سید محمد اسمٰعیل اور شاہ محمد امین، سید احمد شہید بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ میں جب دیوبند تشریف لائے تو فرمایا "یہاں سے علم کی بو آتی ہے"، جسے مکاشفہ اور "پیشین گوئی" کہا گیا اس لیے کہ اس کے بعد ہی دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا۔ اس خانوادہ کے مشاہیر میں حکیم سید برکت علی، حاجی آل حسن، مولانا سید محمد میاں اور مولانا سید حامد میاں قابلِ ذکر ہیں۔

۱؎ عربی النسل مسلمان ص۳۷۳ تا ۳۸۰

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۳۷	سرسید احمد خاں
۳۶	سید محمد متقی
۳۵	سید محمد ہادی
۳۴	سید محمد عماد
۳۳	سید برہان
۳۲	سید محمد دوست
۳۱	سید عزیز
۳۰	سید حافظ احمد
۲۹	سید ابراہیم
۲۸	سید شرف الدین
۲۷	سید موسیٰ
۲۶	سید باقر
۲۵	سید جعفر
۲۴	سید کاظم الدین
۲۳	سید یاد حسین
۲۲	سید علی
۲۱	سید ابوالفتح
۲۰	سید عیسیٰ
۱۹	سید محمد
۱۸	سید جعفر
۱۷	سید علی
۱۶	سید محمد
۱۵	سید احمد
۱۴	سید موسیٰ
۱۳	سید احمد
۱۲	سید احمد نقیب
۱۱	سید محمد اعرج
۱۰	سید احمد اکبر
۹	سید موسیٰ المبرقع
۸	امام تقی الجوادؑ

سرسیّد احمد خاں

سرسید احمد خاں کی تاریخِ ولادت ۵ ذی الحجہ ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء ہے۔ آپ کے آباء و اجداد شہنشاہ اکبر کے دور میں عرب سے ہرات ہوتے ہوئے ہندوارد ہوئے۔ آپ کے دادا جواد الدولہ عالمگیر ثانی کے عہد میں ایک ہزار پیدل اور ۵۰۰ سوار فوج کے منصب دار تھے۔ آپ کے والد سید محمد تقی خاں بہادر کا بھی شاہ عالم ثانی کے دور میں یہی منصب رہا۔ آپ ۱۸۳۷ء میں دہلی کے صدر امین کے سررشتہ دار مقرر ہوئے اور ۱۸۵۷ء میں بجنور کے سب جج مقرر ہوئے۔ آپ کو حکومتِ برطانیہ سے خطابات بھی ملے اور آپ وائسرائے کونسل کے ممبر بھی بنائے گئے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا قیام ہے۔ آپ کا خاندان ساداتِ دہلی میں ہمیشہ ممتاز رہا۔ آپ کے نانا خواجہ فریدالدین احمد خاں بہادر حکومت برطانیہ کے خاص معتمد اور شاہ دہلی کے وزیر تھے۔ وہ علوم ریاضی اور ہندسہ کے عالم بھی تھے۔ سرسید احمد خاں کی تاریخ وفات ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء مطابق ۱۳۱۵ھ ہے۔ آپ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے احاطہ میں مدفون ہیں۔

(۱) رسالہ اسبابِ بغاوتِ ہند

(۲) آثار الصنادید

اولاد سید حامد اور سید محمود دو بیٹے تھے۔ سید محمود کے بیٹے کا نام سید راس مسعود تھا جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی تھے۔

بہادر شاہ ظفر از رئیس احمد جعفری ص ۴۵۳۔

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۵	حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی
۲۴	حکیم سید شاہ محمد حسین رضوی
۲۳	علامہ سید شاہ لعل محمد حسین رضوی
۲۲	سید شاہ سجاد حسین
۲۱	سید شاہ باقر حسین
۲۰	سید شاہ جعفر حسین
۱۹	سید شاہ آلِ رضا
۱۸	سید شاہ حسن علی
۱۷	سید شاہ حسین علی
۱۶	سید شاہ عابد حسین
۱۵	سید شاہ زاہد حسین رضوی
۱۴	آقا محمد علی رضوی
۱۳	آقا احمد علی رضوی
۱۲	سید شاہ زوار حسین
۱۱	سید سبطین حسین
۱۰	سید شاہ احمد
۹	سید موسیٰ المبرقع
۸	امام تقی الجواد
۷	امام علی رضاؑ

پیرِ طریقت سید شاہ برہان الدین بقا نظامی
دستگیر، کراچی

حکیم سید محمد شاہ برہان الدین بقا نظامی جمعرات کے دن یکم جنوری ۱۹۲۵ء میں عظیم آباد میں تولد ہوئے۔ بقا صاحب کی تعلیم و تربیت مذہبی ماحول میں ہوئی۔ آپ کے اساتذۂ کرام میں مولانا شاہ عبدالنان، مولانا شاہ حبیب الحق مولانا محمد لاڈلے، مولانا محمد مبین، مولانا تمنا عمادی اور مولانا فریدالدین قابلِ ذکر ہیں۔ بقا صاحب کی زندگی کا سب سے بڑا حصہ کلکتہ شہر میں گزرا۔ ۱۹۴۰ء میں عظیم آباد سے مٹیا برج کلکتہ تشریف لائے۔ ۱۹۶۱ء میں مشرقی پاکستان ہجرت کی۔ آخر کار ۱۹۶۹ء سے کراچی میں اقامت پذیر ہیں۔ آپ کا آبائی پیشہ طبابت اور جواہر شناسی تھا۔ آپ کو علمِ نجوم میں بھی مہارت حاصل ہے۔ آپ نے حضرت معروف امیٹھویؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ یہ انہیں بزرگ کا فیضان ہے کہ بقا نظامی ایک روحانی پیشوا کی حیثیت سے ابھرے۔ شاعری میں وہ مائل لکھنوی کے تلامذہ میں رہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ "میں تقریباً چالیس برسوں سے طبابت اور شاعری کر رہا ہوں۔"

بقا نظامی صاحب کا نسبِ پدری ساداتِ رضوی ہے اور نسبِ مادری کی رو سے وہ شیخ صدیقی ہیں۔ آپ کے خانوادہ کے مورثِ اعلیٰ آقا محمد علی رضوی نیشاپور ایران سے افغانستان ہوتے ہوئے ہندوارد

نوٹ: رسالے شجرہ میں ۲۰ اسمائے گرامی کم درج ہوئے ہیں۔

۱؎ بقا صاحب کے خسر صادق حسین بن صفدر حسین معزول بادشاہ اودھ واجد علی شاہ کے ساتھ لکھنؤ سے کلکتہ آئے تھے وہ بادشاہ کی فوج میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔

ہوئے۔ اور پانی پت کرنال میں مستقل سکونت پذیر ہوئے۔ یہ مغل بادشاہ فرخ سیر کا دورِ حکومت تھا۔ آقا محمد علی رضوی بڈھا کھیرا پانی پت گنج سیداں کرنال میں آسودۂ خاک ہیں۔ ان کے نامور فرزند سید شاہ زاہد حسین رضوی پنجاب سے نقل مکانی کر کے صوبہ بہار پہنچے جہاں وہ شیر گھاٹی ضلع گیا میں قیام پذیر ہوئے اور یہیں مدفون ہوئے۔ یہ خاندان نو پشتوں تک عظیم آباد میں رہا۔ سید شاہ زاہد حسین کی آٹھویں پشت میں علامہ سید شاہ احمد حسین رضوی تولد ہوئے جن کا شمار عظیم آباد کے جید علماء اور معتبر صوفیاء میں ہوتا ہے۔ علامہ کے ایک فرزند حکیم مولانا سید شاہ محمد حسین رضوی پیدا ہوئے جو عظیم آباد کے ذی علم بزرگ اور ماہر طبیب تھے یہی بزرگ بقا نظامی کے والد ماجد تھے۔ بقا صاحب کی سگی بہن رابعہ خاتون پرنسپل مہاراجہ بتیا گرلز کالج گلزار باغ پٹنہ کا ——————

۱۹۴۷ء میں ہوا۔ بقا صاحب کی ہمشیر زادی کا نام بلقیس بیگم ہے جو امام رضا ساکن منگل تالاب پٹنہ کی زوجہ ہیں۔ بقا صاحب کے بھائی سید ذاکر حسین زکریا کا انتقال مٹیا برج میں ۱۹۶۸ء میں ہوا۔ نقشِ بقا ان کا پہلا مجموعہ کلام تھا۔ دوسرا مجموعہ صہبائے بقا پروفیسر ستار شاہدی نے ترتیب دی اور ایک کتاب مکتوبِ بقا کے نام سے چھپی۔ بقا نظامی سلاسلِ تصوف میں چاروں سلسلوں سے مستفیض ہیں انہیں نظامی چشتی قادری سہروردی اور نقشبندی سلاسلِ طریقت سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔ وہ برصغیر کے ایک منفرد صوفی شاعر، ادیب، خطیب، طبیب اور جامع کمالات شخصیت کے مالک ہیں۔

تصنیفاتِ بقا

(۱) نقشِ بقا (۲) صہبائے بقا (۳) مکتوبِ بقا (۴) مطلب القلوب (۵) مرآۃِ بندگی (۶) انتخاب دیوان یادگار معروفؒ (۷) مجربات درویشی (۸) رباعیاتِ بقا (۹) لوائے حمد (۱۰) انوارِ بندگیؒ (فارسی سے ترجمہ)

شہپرِ جبرئیلؑ (مجموعہ نعت شریف)

محرمِ راز (مجموعہ غزلیات)

چشمِ وا (مجموعہ مقالات)

باب ۱۲ سادات نقوی

شجرہ نسب اولاد عبداللہ جعفر بن امام نقی ہادیؑ

سید ابو طاہر قاسم | سید ابو طالب حمزہ | سید علی اصغر (اشقر)

سید ابو طاہر قاسم → سید عباس | سید محمد

سید عباس
سید حسن
سلطان سعید
سلیمان
سید علاء الدین
سید حمید الدین چلہ کش
زوجہ بی بی بارکہ
سید عبداللہ
سید ابو محمد
سید امام الدین
سید حسام الدین
سید شاہ ممتاز
سید میراں
سید زبیر
سید غلام محی الدین
ملا سید رازی
سید رحیم اللہ
پیر علی درویش
(بہار)
(کتاب الانساب ص ۸۳)

سید محمد → سید طاہر | سید زید

سید طاہر
سید محمد آفاق
سید ابو الغنائم
مورث اعلیٰ
سادات نقوی
(بہار)

سید زید
سید اسحٰق
سید احمد
سید یعقوب
سید محمد
سید ضمیر
میر سید شاہد
میر سید عبدالعزیز
سید خضر
سید محمد
(کتاب الانساب ص ۶۲)

سید ابو طالب حمزہ
سید نظام الدین
سید عیسیٰ باقر
سید زین الدین
سید شہاب الدین گردیزی

سید علی اصغر (اشقر)
(ص ۲۳۶)

شجرہ نسب اولاد سید علی اصغر (اشقر) بن عبداللہ جعفر بن امام ہادی نقیؓ

سید عبداللہ علی اکبر (صہ ۲۳۷)

سید اسمٰعیل

سید محمد (صہ ۲۴۱)

سید احمد
- سید احمد
- سید محمد
- سید محمود
- سید جعفر
- سید عبدالمعید سبزواری
- سید قطب عبدالفتاح فرسونی
- سید عثمان فرسونی
- سید عبداللہ فرسونی
- سید شہاب بزرگ
- سید سراج الدین
- سید شہاب ولی
- ملا علیم الدین
- قاضی سید مینا
- ملا عبدالمقتدر منجھن جونپوری
- سید عبدالوہاب
- سید عبدالفتاح دانشمند
- سید عبدالقادر
- سید عبدالرحیم
- سید جلال الدین
- سید زین الدین
- سید کریم مغتیانہ
- سید انور علی
- سید سراج الدین
- (میرداد گیا، بہار)

سید عقیل ناصر
- سید عقیل ناصر
- سید اشرف ہارون
- سید شریف حمزہ
- سید اکرم جعفر ثانی
- سید افضل زید
- سید قاسم منور
- سید ابراہیم انور
- سید شجاع احمد
- سید محمد بخاری

سید محمود
- سید محمد شیرازی
- سید احمد
- سید محمد حسین
- سید احمد حسین الحسینی
- (پیر مراد، مکلی، سندھ)

سید صدرالدین خطیب
- سید بدرالدین
- سید علی مرتضیٰ
- سید تقی الدین
- سید عثمان الکریم

بندگی جنید ثانی
- بندگی شاہ نظام الدین
- (بہار)

سید بایزید
- شیخ اولیاء
- شاہ نعمت اللہ
- شاہ عبداللہ
- شاہ عزیز اللہ
- شاہ کرامت اللہ
- شاہ عصمت اللہ
- (مظفر پور، بہار)

سید تاج الدین
- میر خلق صدق
- سید تاج الدین ثانی
- سید ابواللیث
- سید عبداللہ
- سید ہادی شاہ
- سید علوی شاہ
- سید موسیٰ شاہ
- مخدوم شاہ جیو [illegible]
- (ردھڑی، سندھ)

شجرہ نسب اولاد سید ابو عبداللہ علی اکبر بن سید علی اشقر (صہ ۲۳۵)

سید موسیٰ مشہدی
- سید زید مشہدی
- سید علی
- سید یحییٰ
- سید جعفر
- سید حمزہ
- سید دمائی زیدی
- سید داؤد
- سید شمس الدین
- سید احمد قتال زیدی
- سید افضل فضل
- سید داؤد
- سید محمود نانا
- سید احمد حاجیپوری
- مورث اعلیٰ (مؤلف)
- (سکونت بہار)

سید احمد مشہدی
- سید علی اصغر مشہدی
- سید حسن مشہدی

سید مرتضیٰ
- سید محمود
- سید مجتبیٰ
- سید محمد ابوالفتح
- سید جعفر ثالث
- سید احمد صغیر
- سید علی ابوالموید بخاری
- سید جلال سرخ بخاریؒ
- سید علی
- سید سعید محمود
- سید علی اصغر
- سید عبدالمجید
- سید عبدالحمید
- سید عبداللہ
- سید شاہ شرف الدین بخاری
- سید شاہ یقین بخاریؒ (سندھ)

سید ابی عبداللہ بخاری
- سید خواجہ علی انبال
- سید موسیٰ (صہ ۲۳۸)
- سید احمد بدایونی
- خواجہ نظام الدین اولیاءؒ
- (دہلی)

سید محمد بدایونی
- سید جمال
- سید ابراہیم
- مخدوم فرید طویلہ بخشؒ
- سید معین الدین
- سید نصیر الدین

سید سلطان اکبر
- سید مظفر
- سید منصور
- سید محبوب
- سید مسعود
- سید عنایت اللہ
- سید امیر اللہ
- سید احسان الدین
- سید محمد بخش
- سید وحید
- ناظر محمد فضل
- (دیسنہ)

سید عبداللہ
- دیوان عبدالوہاب
- دیوان عبداللطیف
- سید شریف
- سید غلام مجتبیٰ
- سید زکی الدین
- سید اطہر علی
- سید محمد امام
- سید واحد کریم شاہد
- بی بی صفیرن
- (دیسنہ، بہار)

سید محمد
- خواجہ سید عرب
- سید ابی عبداللہ
- خواجہ سعید
- سید عبدالعزیز
- سید حسن
- سید عبدالکریم
- سید احمد
- سید طحیٰ
- سید عبدالباہر
- سید صدرالدین
- سید صالح
- سید فضل اللہ
- سید نعمت اللہ نوری
- (بہار)

سید ابو محمد الحسین (صہ ۲۳۸)

اولاد سید موسیٰ
(شجرہ نسب صـ۲۳۷)

سید عبدالرحمٰن
سید عبداللہ
خواجہ ابوبکر
خواجہ عزیز
سید کمال الدین
سید عبدالرشید
مخدوم سید احمد
مولانا سید دولت
سید فضل اللہ
سید حسن
سید عبدالسمیع
سید محمود
سید نعمت اللہ
سید نیر اللہ
سید محب اللہ
سید نجیب تحری
سید غلام میر
سید کمال الدین
حافظ سید علیم الدین
(میرداد گیا، بہار)

اولاد سید ابو محمد الحسین
(شجرہ نسب صـ۲۳۶)

سید محمد
سید ابوجعفر ابراہیم
سید ابونصر صمصام
سید ابوالحسن محمد
سید ابونصر یوسف یعقوب چشتیؒ
سید قطب مودود چشتیؒ

سید نجم الدین ابواحمد
سید رکن الدین محمد
سید نظام الدین احمد
سید قطب الدین محمد
سید ضیاء الدین محمد
سید اوحد الدین محمد
سید تقی الدین محمد
سید قطب الدین محمد
سید نظام علی
سید ناصح محمد خواجگیؒ
سید منتخب ابوالاعلیٰ جعفر
سید سفاد الدین عبدالعلی
سید عبدالحئی (صـ۲۳۹)

سید خواجہ منصور
سید سمنان ثانی
سید محمد جان
سید عبیدالرحمٰن
سید برہان الدین
خواجہ اسداللہ بخاری
سید عبداللہ چشتی
سید قطب الدین
سید تاج محمود حقانی
صـ ۲۳۹

سید جلال حیدر
(شجرہ نسب صـ۲۲۱، ۲۴۷)

۲۳۔ جہانیاں جہاں گشتؒ
۲۲۔ سید احمد کبیر
۲۱۔ سید جلال سرخ بخاری
۲۰۔ سید علی ابوالمعید سبزواری
۱۹۔ سید احمد صغیر
۱۸۔ سید جعفر ثالث
۱۷۔ سید محمد ابوالفتح
۱۶۔ سید مجتبےٰ
۱۵۔ سید محمود
۱۴۔ سید مرتضیٰ
۱۳۔ سید احمد ابویوسف
۱۲۔ سید ابی عبداللہ علی اکبر
۱۱۔ سید علی اصغر (اشقر)
۱۰۔ سید جعفر ثانی
۹۔ امام تقی رضؓ

اولاد سید عبدالحئی
(شجرہ نسب صـ۲۳۸)

سید عبدالصمد
سید عبدالغنی
سید زاہد عبدالشکور
سید عبدالہادی
سید ناسک عبدالباقی
سید عبدالولی
سید عارف عبدالمعز
سید متقی وارث علی
سید زاہد حسین
سید احمد حسین
سید ابوالاعلیٰ مودودی
(لاہور)

اولاد سید تاج محمود حقانی
(شجرہ نسب صـ۲۳۵)

سید عبدالقوی
سید عبداللہ
سید احمد اللہ
سید حمید الدین
سید میر علی
سید احمد علی
سید وارث علی شاہ
(دیوہ شریف)

سید ضیاء اللہ
سید شاہ ولی
سید امام الدین
سید شیر علی
سید مراد علی
سید شجاعت علی
سید محمود علی
سیدہ آمنہ خاتون
زوجہ سید علی رضا رضوی
سید حسن رضا
(اُستاد مؤلف)

سید شاہ فصیح اللہ
سید محمد ملیح
سید رحمٰن حسین
سید فخر الدین پچکوڑی
سید شجاعت حسین
سید واجد حسین
سید محمد قاسم
سید محمد ہاشم فاضل شمسی
شیخ پورہ، مونگیر
(مدفون حیدرآباد سندھ)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ

بلا شبہ ہم نے اُتارا اس قرآن کو شب قدر میں (القرآن)

سادات بخاری دہارٹی بھکر (پنجاب)، شجرہ سید جماعت علی شاہ (پنجاب)

مخدوم جہانیان جہاں گشت رح
سید ناصر محمود
سید فضل اللہ
سید عبد الجلیل بخاری
سید احمد عبد القادر داورح شریعت
سید محمود
سید فتح
سید جمال
سید احمد
سید لطیف
سید کبیر

سید حامد — شاہ حسین
سید فورنگ — یار علی

سید شیر شاہ — سید امیر شاہ — سید رحم شاہ
محمد چراغ شاہ — سید اللہ بخش — مصطفےٰ شاہ
سید گل شاہ — نوبہار شاہ
روشنائی بی بی
زوجہ سعادت علی

سید محمد شاہ — سید محمود شاہ
پروفیسر ڈاکٹر سید عبد الرحمٰن ہمدانی
(مصنف سالارِ عجم)

۹۔ امام نقی رض
۱۰۔ جعفر ثانی
۱۱۔ اصغر علی
۱۲۔ سید اسمٰعیل
۱۳۔ سید وکیل
۱۴۔ سید ہارون
۱۵۔ سید حمزہ
۱۶۔ ابو المکارم زید
۱۷۔ سید ہاشم
۱۸۔ سید محمد شاہ
۱۹۔ سید ابراہیم
۲۰۔ سید محمد مکی (بھکری)
۲۱۔ صدر الدین محمد خطیب
۲۲۔ سلطان شاہ
۲۳۔ نیک نظر شاہ
۲۴۔ سید حاجی شاہ
۲۵۔ مرتضیٰ شاہ
۲۶۔ یار محمد شاہ
۲۷۔ پیر محمد شاہ
۲۸۔ رکن الدین
۲۹۔ معدن اللہ
۳۰۔ جعفر شاہ
۳۱۔ سید محمد قاسم علی
۳۲۔ سید محمد شاہ
۳۳۔ حاجی شاہ
۳۴۔ نعیم اللہ
۳۵۔ اللہ داد شاہ
۳۶۔ قتال شاہ
۳۷۔ ابراہیم شاہ
۳۸۔ بہادر شاہ
۳۹۔ جمال شاہ
۴۰۔ سید بیگ محمد شاہ
۴۱۔ معصوم شاہ
۴۲۔ سید علی شاہ
۴۳۔ سید رفیق شاہ
۴۴۔ ملوک شاہ
۴۵۔ روشن شاہ
۴۶۔ سید کھچو شاہ
۴۷۔ سید پیر شاہ
۴۸۔ احمد شاہ
۴۹۔ بی بی کرم الٰہی
۵۰۔ سید شاہ
۵۱۔ سید جماعت علی شاہ
(سالارِ عجم ص ۲۲۳)
(ساداتِ نقوی خیر پور ٹامیوالی، پنجاب)

[1] سالارِ عجم ص ۲۱۵، [2] سالارِ عجم ص ۲۲۳، سادات نقوی خیر پور ٹامیوالی، پنجاب۔

شجرۂ نسب اولاد سید محمد بن سید اسمٰعیل بن سید علی اشقر
(شجرۂ نسب ص ۲۳۶)

شجرۂ نسب اولاد سید ناصر الدین محمود جہاں گشت رح (ص ۲۳۸)

سید محمد رضا
سید محمد سفیان
سید محمد رضا
سید ابو الحسن
حاجی سید حسن ہروی (ہرات)
سید محمد معز الدین
سید سراج الدین
سید عبد الحمید
سید عبد العزیز
سید حسیب الدین
سید مخدوم بڑے
سید شاہ ابو الفتاح سلمانی
سید شاہ عبد الغفار
سید شاہ محمد اولیاء
سید شاہ محمد درویش
سید محمد شاہ
سید شاہ مردان علی
سید شاہ محمد علی (کاکو)
سید شاہ امیر اکبر
سید شاہ نظیر حسین (بہار)
(مصنف گلِ تر)
شاگرد داغ دہلوی

سید ذکی الدین بزرگ
سید شاہ نظام الدین
سید ذکی الدین ثانی
سید شاہ مخصوص قتال رح
سید محمد حافظ
سید بڑے دانشمند
سید برہان الدین
سید عمر
سید فرید
سید ولی اللہ
سید عبد اللہ
سید فہیم اللہ
سید احمد اللہ
سید اسد علی
سید حبیب حسین
سید داور حسین
سید عبد المجید
سید عبد القدوس
سید عبد الودود
(میران بیگھہ، گیا، بہار)

سید اسمٰعیل وجیہہ الدین
سید کبیر الدین
سید حسن قطب بخاری
شہاب عبد اللہ قطب
سید شاہ راجو
دیوان ابراہیم بخاری
دیوان فضل بخاری
سید محمد طیب
سید محمد تقی
سید محمد نقی
سید بدر الدین
سید امجد علی
سید امیر علی
سید عابد علی
سید محمد تقی
سید عباس حسین
سید محمد طیّب
سید ابو العباس
سید منظور عباس
سید مصوّر عباس نقوی
ڈپٹی سیکریٹری
(ٹنکار ریونیو، سندھ)

(آثارِ کاکو از سید شاہ غفور الرحمٰن حمد کاکوی ص ۴۹، ۱۱۰)

اولاد سید جلال حیدر جہانیاں جہاں گشتؒ
(شجرۂ نسب صفحہ ۲۳۸)

سید ناصر الدین محمود — سید احمد کبیر شاہ

سید ابوالفتح
سید رکن الدین
سید ابوالقاسم
سید محمود
سید حامد
سید عبدالوہاب
سید جلال الدین
سید عبداللہ
سید مدن
سید وارند علی
سید حسن
سید سابل
سید احسان علی
سید ستار و شاہ
سید شاہ محمد
سید لعل شاہ
سید محمد شاہ
(سامارو سندھ)

سید رکن الدین
سید جلال ثالث
سید راجو شہید
سید جلال رابع
سید تاج الدین
سید محمد اکبر
سید علی اصغر
سید لطف علی
سید عزیز اللہ
سید لطف اللہ
سید اولاد علی انوجنگ
سید اولاد حسن
نواب صدیق حسن
سید نور الحسن
نواب سید نجم الحسن
قاری سید رشید الحسن
خطیب جامع مسجد
(بنوری ٹاؤن، کراچی)

۲۴۔ سید شاہ فاروق
۲۵۔ سید عبدالکریم
۲۶۔ سید عبدالعزیز
۲۷۔ سید عبدالسبحان
۲۸۔ سید عبدالغنی
۲۹۔ سید شاہ احمد
۳۰۔ سید محمد شاہ
۳۱۔ سید کمال
۳۲۔ سید جعفر شاہ
۳۳۔ سید جمال
۳۴۔ سید احمد شاہ بخاری
۳۵۔ سید فضل علی شاہ
۳۶۔ سید احمد جمال عابد حسین
۳۷۔ سید محمد طاہر
سید شعیب
سید شاہد احمد
سید اقبال احمد
۱۹۴/ای جہانگیر روڈ
(غربی کراچی)

۲۴۔ سید علاء الدین
۲۵۔ سید عبدالرحمٰن
۲۶۔ سید محبوب
۲۷۔ سید خضر
۲۸۔ سید رستم
۲۹۔ سید پیارے
۳۰۔ سید عالم
۳۱۔ سید مرتبی
۳۲۔ سید یار محمد
۳۳۔ سید محمد صالح
۳۴۔ سید معشوق علی
۳۵۔ سید دلادر علی
۳۶۔ سید افضل علی
۳۷۔ سید علی اعظم
۳۸۔ زوجہ میر ولی حسین (کریا)
۳۹۔ سید جمال الدین
۴۰۔ زوجہ سید نجم التوحید
۴۱۔ عالیہ
۴۲۔ شاہنواز
(بہار)
۴۰۔ سید بشیر الدین
۴۱۔ ساجدہ خاتون
۴۲۔ سید محمد جمیل
(۱۹۱/ای جہانگیر روڈ غربی کراچی)

اولاد سید علیم الدین بن سید ناصر الدین محمود بن سید جلال حیدر جہانیاں جہاں گشتؒ (شجرۂ نسب صفحہ ۲۳۸)

سید جلال الدین
سید اسلام الدین ثانی
سید نظام الدین
سید صفی الدین
سید موج دریا
(لاہور)

سید ابو شاہ عالم
سید میراں
سید میراں ثانی
سید حامد
سید برہان الدین
سید نظام الدین
سید فتح اللہ
سید علی
سید ابراہیم شاہ حیدرآباد

سید عبداللہ شاہ
سید جعفر شاہ
سید عبداللہ شاہ
سید جلال شاہ
سید ابو اسحٰق شاہ
سید عبدالقادر شاہ
سید محسن شاہ
سید فضل علی شاہ
سید قائم شاہ
سید امیر علی شاہ
سید حاتم شاہ
سید علی بخش شاہ
سید علی گل شاہ
سید غلام قادر شاہ
ہیڈ ماسٹر
(نصر پور، سندھ)

سید محمد شاہ
سید فرید
سید نظام الدین
سید فرید ثانی
سید حضور شاہ
سید فرید ثالث
سید حضور ثانی
سید عبدالرزاق
سید عبدالرحیم شاہ
سید جان محمد کچھے والا سائیں

خان محمد شاہ شہید
حاجی یار محمد شاہ
خلیفہ پیر پگارا
(خلیفو یار محمد)

سید محمود شاہ
سید غلام حیدر عثمان علی شاہ
سید اللہ بچایو شاہ
خلیفو یار محمد
(اوڈیرو لال، سندھ)

سید سراج الدین بخاری
سید امام الدین ״
سید شمس الدین ״
سید نظام الدین ״
سید فرید الدین ״
سید قطب الدین ״
سید شمس الدین ״
مخدوم شاہ سید علاء الدین بخاری سلطانیؒ
سید عبدالرسول بخاری
سید علی ولی اللہ ״
سید منان الحق محی الدین ״
سید شاہ قدم رسول ״
سید شاہ مسیح الدین ״
سیدہ شاہ مبارک علی ״
سید شاہ کریم بخش ״
سید شاہ واحد حسین ״
سید شاہ نظیر الحسن ״
سید شاہ مظہر الدین ״
سید محمد احسن ״
سید سجاد الدین ״
(داماد مؤلف)
(بڑی بلیا، مونگیر، بہار)

اولادِ مخدوم سید فرید طویلہ بخش رح

(شجرۂ نسب ص ۲۳۷)

سید شاہ بڑے
سید شاہ قطب الدین
سید شاہ ذکریا
سید شاہ یحییٰ
سید کریم الدین
سید حلیم الدین
سید محبوب
سید شاہ محمد
سید غلام فرید حیدر
سید غلام شعیب
سید امام بخش
سید معونت حسین

سید شاہ معین الدین
سید شاہ نصیر الدین
سید بہار الدین
سید شاہ عبداللہ

سید عبدالوہاب
سید جمال الدین
سید شاہ کمال الدین
سید شاہ غلام محمد
سید منوّر اللہ
سید علیم الدین
سید شاہ آفاق (جمعہ)
سید شاہ اسحٰق (پیر دمڑیا)
سید شاہ عطا حسین
(داناپور، پٹنہ، بہار)

سید عبداللطیف
سید محمد شریف
سید غلام مجتبےٰ
سید شاہ حبیب اللہ
سید شاہ جمال اللہ
سید تاج الدین ابوالفیض
سید شاہ امید علی
سید شاہ عطاء الحق ابوالحسنات شاغل فریدی
(چھوٹی تکیہ، بہار شریف، پٹنہ)

سید امیر حسن عبدالصمد جلال الدین

سید عبدالرشید
سید عبدالقدوس
(اورنگی)

سید مہدی حسن
علی مختار فیض الحسن
سید نجم الحسن
سید فخر الحسن
سید علین الحق

سید شاہ ابومحمد قطب الدین
سید محمد عبداللطیف
سید شاہ حبیب

بلقیس زوجہ
سید انعام الحق
(اورنگی سیکٹر ۸)

سید پرویز

سید ابوسعید نصیر الدین
سید محمد یونس
سید شاہ محمد شفیع

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رح

(شجرۂ نسب ص ۲۳۷)

اسمِ گرامی محمد القاب محبوب الٰہی، نظام الدین اولیاء[۱] تھے۔ ان کے دادا سید علی اور نانا سید عرب ہم جد تھے۔ شیخ نظام الدین کا خاندان بخارا سے ہجرت کر کے لاہور آیا اس کے بعد بدایون میں سکونت پذیر ہوا۔ اسی شہر میں ماہ صفر ۶۳۴ھ میں محبوب الٰہی رح کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جب وہ ۵ سال کے ہوئے تو یتیم ہو گئے۔ ان کی والدہ بڑی عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ ان کی ابتدائی تعلیم بدایون میں ہوئی۔ مولانا علاء الدین اصولی سے بقیہ تعلیم حاصل کی۔ مولانا شمس الدین سے حریری کا درس لیا۔ مولانا کمال الدین زاہد سے مشارق الانوار کا درس لیا۔ اپنے مرشد بابا گنج شکر رح سے عوارف المعارف پڑھی۔ نظام الدین اولیاء رح کو بابا گنج شکر رح سے ملاقات کا شوق بیدار ہوا۔ چنانچہ بابا رح کی زیارت کو اجودھن پہنچے تو بابا رح نے ان کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا ؎

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ — سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

اور اسی وقت کلاہ چہار ترکی سر سے اتار کر اپنے مرید کے سر پر رکھ دی، نظام الدین اولیاء مرشد کی صحبت میں ۶۵۵ھ سے ۶۵۶ھ تک رہے اور فیضیاب ہوتے رہے۔ دوران تربیت وہ اور شیخ جمال الدین ہانسوی رح ایک ہی پیالہ میں ساتھ کھاتے تھے۔ فیض و تبرکات حاصل کر کے محبوب الٰہی دہلی واپس آئے۔ جب بابا گنج شکر رح کا وصال ہوا تو اپنے مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رح کا عطا کردہ عصا اور خرقہ مولانا بدر الدین اسحٰق کی معرفت ملا۔ علاء الدین صابر رح بھی بابا گنج شکر رح کے مرید تھے۔ امیر خسرو رح کے نانا عماد الملک اور والد امیر سیف الدین لاچین بھی حضرت محبوب الٰہی رح کے حلقۂ ارادت میں تھے۔ امیر خسرو رح پر بھی مرشد کی تربیت کا اثر ہوا وہ ۴۰ سال تک صائم الدہر رہے۔ امیر خسرو رح ایک بے بدل شاعر اور ادیب تھے مگر اپنی شاعری کے کمالات کو محض اپنے مرشد کے لعاب دہن کی برکت خیال کرتے تھے۔ وفات سے ۴ روز قبل کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا اور برابر آنکھوں سے آنسو جاری

---

[۱] بزم صوفیہ ص ۱۸۰،

رہتے وفات سے کچھ قبل بتقرب خاص سے مختلف چیزیں خلفاء کو عطا کیں اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کو بابا فرید گنج شکرؒ کا عنایت کیا ہوا مصلیٰ خرقہ، تسبیح اور عصا حوالے کیا اس کے بعد صبح کی نماز پڑھی اور جب آفتاب طلوع ہو رہا تھا تو یہ آفتاب دین مستور ہوگیا۔ تاریخ وفات چہار شنبہ ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ ہے مزار پُر انوار دہلی میں مرجع خلائق ہے۔ روضہ مبارک کی عمارت سلطان محمد بن تغلق نے بنائی۔ ساری عمر تجرد میں گزار دی۔

حضرت محبوب الٰہی کی تصنیفات حسب ذیل ہیں:-

(۱) فوائد الفواد (۲) افضل الفواد (۳) راحت المحبین (۴) سیر الاولیاء، اوّل الذکر خواجہ حسن سجزی نے مرتب کیا ہے۔ فوائد الفواد کو ہر زمانہ میں مقبولیت حاصل رہی۔ امیر خسروؒ نے بھی اپنے مرشد کے ملفوظات افضل الفواد کے نام سے مرتب کیے ہیں۔ مگر اس کو زیادہ مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ برٹش میوزیم میں فارسی مخطوطات میں حضرت محبوب الٰہیؒ کے ملفوظات میں ایک کتاب راحت المحبین بھی ہے جس میں ان کے ایک نامعلوم مرید نے ۶۸۹ تا ۶۹۰ھ تک کے ملفوظات درج کیے ہیں۔ خواجہ سید محمد مبارک امیر خورد نے بھی سیر الاولیاء میں خواجگان چشت کے حالات اور محبوب الٰہیؒ کے ملفوظات درج کیے ہیں۔

خلفاء حضرت محبوب الٰہیؒ کے خلفاء کی فہرست بڑی طویل ہے۔ بعض مشہور و معروف خلفاء کے اسمِ گرامی حسب ذیل ہیں:-

(۱) حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ (۲) حضرت امیر خسروؒ (دہلی) (۳) شیخ قطب الدین منور (ہانسیؒ) (۴) شیخ حسام الدین ملتانیؒ (پاک پٹن) (۵) شیخ برہان الدین غریب (دیوگریؒ) (۶) شیخ حسام الدین سوختہؒ (سانبھر) (۷) شیخ اخی سراج الدینؒ (مالدہ، بنگال) (۸) خواجہ شمس الدین دہاریؒ (ظفر آباد) (۹) شیخ شرف الدین بو علی شاہ قلندرؒ (پانی پت) (۱۰) حضرت شیخ منتخب الدینؒ (خلد آباد) (۱۱) خواجہ سالاہن (چین)

مخدوم سید شاہ جلال الدین حید جہانیاں جہاں گشتؒ

(شجرۂ نسب ص ۲۳۸)

آپؒ کا اسم گرامی سید حسین جلال الدین اور لقب جہانیان جہان گشت ہے۔ آپ کی ولادت ۱۴ شعبان ۷۰۷ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۳۰۸ء بروز جمعرات عین شب برات کو مقام اوچ شریف ہوئی۔ آپ کا وصال ۸۷ سال کی عمر میں ۷۸۵ھ بروز عید الاضحیٰ ہوا اور آپ اوچ شریف ملتان میں مدفون ہوئے جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سلطان سید احمد کبیر بخاریؒ اور چچا سید محمد بخاریؒ سے علومِ ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کیا۔ آپ کا مطالعہ بہت عمیق اور وسیع تھا۔ وہ عالم متبحر، حافظِ قرآن اور ماہرِ علم الکلام تھے۔ آپ شیریں کلام، بااخلاق اور اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے۔ سلطان محمد تغلق نے انہیں شیخ الاسلام مقرر کیا اور ۴۰ خانقاہیں آپ کے تصرف میں دیں۔ آپ نے حج بیت اللہ کا قصد کیا اور سات سال تک مکۂ معظمہ و مدینہ منورہ میں گزارے جہاں آپ نے شیخ عبداللہ یافعیؒ اور عبداللہ مطریؒ سے فیض حاصل کیا۔ بعد ازاں آپ عالم اسلام کی سیاحت کو روانہ ہوئے۔ آپ یمن، عدن، دمشق، لبنان، بصرہ، کوفہ، کربلا، نجف اشرف، شیراز، تبریز، بلخ، نیشاپور، خراسان، سمرقند، گازرون، بحرین اور غزنی کی سیاحت کرتے ہوئے اپنے وطن اوچ شریف ملتان لوٹے۔ جہانیان جہاں گشتؒ نے ۲۰ بزرگوں سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔[1]

(۱) سید احمد کبیر سہروردیؒ (والد) (۲) قوام الدین خلیفہ رکن الدینؒ (۳) رکن الدین ابو الفتحؒ (۴) شیخ مکہ عبداللہ یافعی (۵) شیخ مدینہ عبداللہ مطری (۶) شیخ شرف الدین محمود شاہ (۷) شیخ نجم الدین کبریٰؒ (۸) سید محمد بخاریؒ (چچا) (۹) نظام الدین اولیاءؒ (۱۰) قطب الدین منورؒ (۱۱) نصیر الدین چراغ دہلویؒ (۱۲) قطب عدن فقیہ بصالؒ (۱۳) ابو اسحٰق گازرونیؒ (۱۴) امام الدینؒ (۱۵) حمید حسینیؒ (۱۶) سید احمد کبیر رفاعیؒ (۱۷) نجم الدین اصفہانیؒ (۱۸) حضرت خضر علیہ السلام (۱۹) اوحد الدین حسینیؒ (۲۰) شیخ نور الدینؒ

---

[1] جہانیان جہاں گشت ص ۱

جہانیان جہاں گشتؒ کے ملفوظات و تصنیفات

(۱) ترجمہ قرآن (فارسی)، (۲) ترجمہ رسالہ مکیّہ (فارسی)، (۳) اربعین صوفیاء (۴) سراج العارفین وسیر الطالبین (۵) جامع العلوم (۶) سراج الہدایہ (۷) متقر نامہ (۸) خزانۂ جلالی (۹) جواہر جلالی (۱۰) اعمال و اشغال فوائد (۱۱) فوائد المخلصین (۱۲) مظہر جلالی (۱۳) مناقب مخدوم جہانیان۔

حضرت مخدوم کے تین صاحبزادے تولّد ہوئے (۱) سید محمد (۲) سید عبداللہ بخاریؒ (۳) سید ناصر الدین محمودؒ (۴) دختر جو سید شرف الدین مشہدی سے منسوب ہوئیں۔ سید محمد بخاریؒ دکن چلے گئے۔ سید عبداللہؒ دہلی میں آباد ہو گئے۔ سب سے بڑے بیٹے ناصر الدین محمودؒ اوچ شریف میں رہے۔ آپ کثیر الاولاد تھے۔ صاحبزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۲۶ بعض نے ۲۸ نام گنوائے ہیں۔ دراصل یہی وہ فرزند ہیں جن کی اولاد برصغیر کے ہر گوشہ میں آباد ہیں۔

ہمعصر صوفیائے کرام | شیخ شرف الدین یحییٰ منیری بہاریؒ، سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ اور شیخ علاء الدین لاہوریؒ

ہمعصر شاہانِ دہلی | علاء الدین خلجی، شہاب الدین خلجی، قطب الدین مبارک، ناصر الدین خسرو، غیاث الدین تغلق، محمد تغلق اور فیروز شاہ تغلق۔

خلفاء | اشرف جہانگیر سمنانیؒ، سید صدر الدین راجو قتالؒ (برادر)، سید علم الدین ترمذیؒ، سید اشرف مشہدیؒ بابو تاج اللہ بکھریؒ، سید محمود شیرازیؒ، سید سکندر بن مسعودؒ، سید علاء الدین بن سید حسینیؒ، سید شرف الدین سامیؒ اور مولانا عطاء اللہؒ

اقوالِ جہاں گشتؒ | ۱۔ مکہ و مدینہ کے بعد ہندو پاک کی زمین عظمت والی ہے۔ حضرت آدمؑ کا قدم پہلے پہل ہند کی سرزمین کو چھوا۔ خواجہ خضرؑ یہاں اکثر نظر آتے ہیں۔ یہاں ابدال زیادہ پائے جاتے ہیں۔ حجر اسود کا رخ بھی ہندو پاک کی طرف ہے۔ عمل کے بغیر نسب بے کار ہے۔

۲۔ چار عورتیں ساری عورتوں سے افضل ہیں:۔ (۱) حضرت حواؑ (۲) حضرت مریمؑ (۳) حضرت عائشہؓ (۴) حضرت فاطمہؓ۔ حضرت عائشہ کی فضیلت علم و اجتہاد کی بنا پر ہے۔

جہانیان جہاں گشت از پروفیسر ایوب قادری صد ۱۴۱ تا ۱۵۷

۳۔ صبح میں سونا مکروہ ہے۔ اس سے تنگیٔ عیش، کوتاہیٔ عمر اور قلّتِ معاش پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ مخدوم نے راجو قتالؒ سے فرمایا "تساں راجے اساں خواجے" یعنی تم بادشاہ ہم فقیر۔

۵۔ "کھانڈا ہے پھانڈا کہاں" یہ جملہ اردو کا ہے جو پہلے پہل موضع مانڈر، کھگریا ضلع بہار میں مخدوم عبداللہ شطاریؒ کے ساتھ سفر میں بولا گیا ہے۔ مطلب ہے "سچے عرفان" کی کمی ہے۔

بسم اللہ مجریہا و مرسیہا
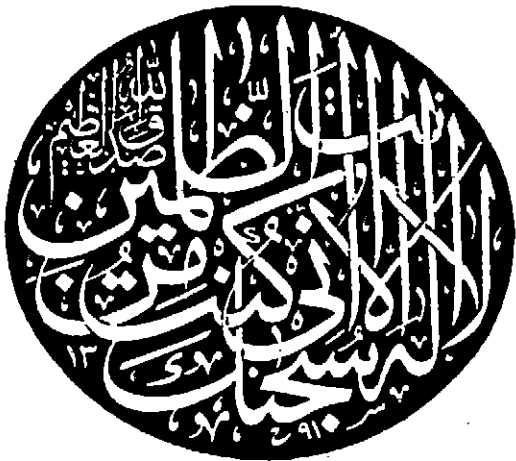
سیدصدرالدین راجو (راجن) قتالؒ

(شجرۂ نسب صـــ۲۳۸ــــ)

سیدؒ صدرالدین راجو قتالؒ مخدوم جہانیان جہاں گشتؒ کے چھوٹے برادر تھے۔ اپنے والدِبزرگوار سے مرید ہوکر برادرِ بزرگ سے خرقۂ خلافت پایا اوران کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ راجو قتالؒ کو سیروشکار کا بہت شوق تھا۔ ۸۲۷ھ مطابق ۱۴۲۴ء میں وفات پاکر اوچ شریف میں مدفون ہوئے۔ ان کے چار فرزند تولّد ہوئے۔ (۱) سید جلال خواجہؒ (۲) شیخ روح اللہؒ (۳) سید عبدالعزیزؒ (۴) سید ابواسحٰقؒ۔ سید ابواسحٰقؒ کا انتقال ۱۱ ذی الحجہ ۸۰۹ھ مطابق ۱۴۰۷ء کو ہوا۔

مخدوم راجو قتالؒ نے سید فضل الدین بخاریؒ بن سید ناصرالدین محمود بخاریؒ کو اپنا سجادہ بنایا۔

خلفاء | مخدوم فضل الدینؒ، کبیرالدین اسمٰعیلؒ، برہان الدین قطب عالمؒ، شیخ علاءالدینؒ، شاہ داؤد قریشی، مخدوم عبدالوہابؒ، اسمٰعیل قریشیؒ، مخدوم جہاں شاہؒ، شیخ سارنگؒ۔

تصنیف | اوراد کا مجموعہ "تکبیراتِ راجو قتال"

نوٹ | ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے اپنی کتاب میں "اردو نثر آغاز وارتقا"، صـ۶۵ میں صدرالدین راجو قتالؒ برادر جہانیان جہاں گشتؒ اور سید یوسف حسینی راجو قتال کو ایک شخصیت سمجھ لیا ہے۔ اور جہاں گشت کے بھائی صدرالدین راجو قتالؒ کو خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کا والد بتایا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ صدرالدین راجو قتالؒ ان کے والد نہیں تھے بلکہ سید یوسف حسینی راجو قتالؒ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے والد بزرگوار تھے۔

سلہ جہانیان جہاں گشت از پروفیسر ایوب قادری صـ۱۵۷،

سیّد محمد حسین شیرازی پیر مرادؒ مکلی سندھ

سید محمد حسین شیرازی پیر مرادؒ کے دادا سید محمد حسینی شیرازیؒ سلطان مبارز الدین بن مظفرالدین کے عہد میں شیراز سے سندھ وارد ہوئے۔ سلطان کا عہدِ حکومت ۷۱۳ھ تا ۷۶۵ھ تھا۔ پیر مرادؒ کی ولادت ۸۳۱ھ میں ہوئی اور وفات ۸۹۳ھ مطابق ۱۴۸۷ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار ٹھٹھہ شہر کے مشہور قبرستان مکلی میں مرجع خلائق ہے۔ سید علی کلاں شیرازیؒ پیر مرادؒ کے حقیقی برادر تھے اور ان کے مرید بھی۔ ان کی ولادت ۷۹۵ھ میں اور وفات ۸۷۷ھ میں ہوئی، پیر مرادؒ کی سکونت ٹھٹھہ شہر میں تھی۔ ان کے دو بیٹے تھے (۱) سید شاہ محمد جلال شیرازی (۲) سید شاہ جمال شیرازی، سید شاہ محمد جلال شیرازی کی ولادت ۸۳۷ھ میں ہوئی اور وفات ۹۰۳ھ میں ہوئی۔ مزار مکلی میں ہے۔ سید علی شیرازی ثانی سید شاہ جلال شیرازی کے فرزند تھے۔ ان کی ولادت ۹۲۱ھ میں ہوئی اور وفات ۹۷۱ھ میں ہوئی۔

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۵	سید محمد حسین شیرازی پیر مراد
۲۴	سید احمد
۲۳	سید محمد شیرازی
۲۲	سید محمود
۲۱	سید محمد مکّی بھکری
۲۰	سید محمد شجاع احمد
۱۹	سید ابراہیم انور
۱۸	سید قاسم منور
۱۷	سید افضل زید
۱۶	سید محمد اکرم جعفر ثالث
۱۵	شاہ محمد شریف حمزہ
۱۴	شاہ محمد اشرف ہارون
۱۳	شاہ عقیل ناصر
۱۲	سید شاہ اسمٰعیل
۱۱	سید علی اصغر
۱۰	سید علی جعفر ثانی
۹	سید امام محمد علی نقیؒ

(تذکرہ صوفیاء سندھ صـ۱۰۴)

سیّد شاہ یقیق بخاری

(شجرۂ نسب ص۲۳۷)

تحفۃ الکرام کے مصنف میر علی شیر قانع اور تحفۃ الطاہرین کے مصنف شیخ محمد اعظم ٹھٹوی کے مطابق آپ کا اسم گرامی سید شاہ یقیق بخاری تھا۔

"پیر یقیق ؒ ذی سالک خدا آگاہ و عارف باللہ بود و کرامات آں بزرگوار بسیار و بے شمار اہل امرامن یک چلّہ بزیارت دی مداومت می نمایند و از ہر قسم کہ مرض باشد نجات می یابند گویند ایں آستانہ آں پیر یقیق است کہ در ارضِ "گکرالہ" بر کنارہ آپ شور آسودہ است"

(تحفۃ الطاہرین ص۱۰۶، ۱۰۷ مطبوعہ ۱۳۴۳ھ)

"سید الیقیق ؒ بزرگے معروف شمال رویہ بندر اور ننگا بفاصلہ شش کروہی مدفون درگاہش برآرندۂ حاجات و ہر گونہ علیلاں را دارالشفاء و کرامات است" (تحفۃ الکرام (فارسی) ص۲۴۷ مطبوعہ مکتبہ ناصری دہلی ۱۳۰۴ھ)

حضرت سید شاہ یقیق بخاری ؒ کا مزار چوہڑ جمالی سے ۸ کلومیٹر جنوب میں موضع "کچھ مرطمو" میں واقع ہے جو لاڈیوں سے ۵ کلومیٹر شمال میں ہے۔ قلمی نسخہ کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت ۸۳۵ھ میں بخارا میں ہوئی۔ آپ اپنے جدّ اعلیٰ حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری ؒ (متوفی ۶۹۱ھ) کی آٹھویں پشت میں تولّد ہوئے۔ سید شاہ یقیق بخاری ؒ ماں کی طرف سے حسنی سید ہیں اور والد کی طرف سے حسینی سید۔ آپ دونوں طرف سے نجیب الطرفین سید ہیں۔ حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری ؒ نے پہلی شادی سلطان چنگیز خاں کی بیٹی سے کی تھی جن کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دوسری شادی سید قاسم شاہ بخاری کی دختر نیک اختر محترمہ فاطمہ سے کی جن سے دو فرزند تولد ہوئے ایک سید علی دوسرے سید جعفر، سید جلال الدین سرخ بخاری ؒ اوچ شریف آنے کے بعد دونوں فرزندوں کو بخارا واپس بھیج دیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد سید علی بخاری ؒ دوبارہ واپس ہند آ گئے۔

سید شاہ یقیق ؒ کے والد سید شرف الدین بخاری ؒ کے ۷ فرزند تھے:

---

[1] جہانیان خاندان ص۲۶، ۲۷، ۲۹، تحفۃ السالکین ص۱۸، تاریخ اوچ ص۹۸، سید شاہ یقیق ص۳ تا ۲۴

(۱) سید عبداللہ طلن شاہ (۲) شاہ موسیٰ (۳) شاہ اسمٰعیل (۴) شاہ سلیمان (۵) شاہ مراد (۶) سید علی کستوری (۷) سید شاہ یقیق بخاری ؒ، ان کی ایک دختر بھی تھیں جن کو بی بی نیک خاتون کہتے تھے۔ جب شاہ یقیق ؒ کی عمر شریف سات سال کی ہوئی تو والد ماجد کا ۸۴۱ھ میں انتقال ہو گیا۔ چھ ماہ بعد والدہ بھی فوت ہو گئیں۔ وفات کے وقت والد نے اپنے فرزند شاہ اسمٰعیل اور شاہ سلیمان کو وصیت کی کہ شاہ یقیق ؒ کو میری وفات کے بعد سندھ بھیج دینا۔ والد کی وفات کے بعد آپ کے دادا سید عبداللہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کی۔ وصیت کے مطابق آپ کے بھائیوں نے آپ کو مریدوں کے ایک قافلہ کے ساتھ سفر پر روانہ کر دیا۔ اس قافلہ میں آپ کے والد کے خاص عقیدت مند سید محمد محمود شاہ شیرازی بھی تھے۔ اس زمانہ میں سیاحت ہی کے ذریعہ روحانی تعلیم ہوتی تھی۔ سب سے پہلے یہ قافلہ نجف اشرف پہنچا وہاں شاہ نے حضرت علیؓ کے مقبرہ کی زیارت کی اور فیوض و برکات حاصل کر کے کربلائے معلّٰی پر چلّہ کشی کی۔ بعدازاں شاہ نے شیخ عبدالقادر گیلانی ؒ کے مزار پر حاضری دی۔ اسی طرح سفر کرتے کرتے بیت المقدس جا پہنچے اور حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یوسفؑ کے مزارات پر چلہ کشی کر کے روحانی تربیت حاصل کی۔ مکہ معظمہ پہنچ کر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے مزارات پر حاضری دی۔ حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد روضۂ رسول پر حاضری دی جہاں آپ کو حضور پاک کی زیارت نصیب ہوئی۔ اسی شہر میں ان کی ملاقات خواجہ خضرؑ سے ہوئی جو بہترین لباس میں ملبوس تھے انہوں نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہیں ہندوستان بھجوا دوں۔ چند ماہ کی مسافت کے بعد شاہ یقیق ؒ ۸۵۱ھ میں ہندوستان لوٹے۔ سات سال کی عمر میں سفر پر روانہ ہوئے تھے دس سال کے بعد سترہ سال کی عمر میں سیر و سیاحت اور روحانی تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے بڑے بھائی سید عبداللہ کے پاس واپس گکرالہ آئے۔ آپ نقشبندی اور قادری سلاسلِ طریقت میں بیعت تھے۔ سیر و سیاحت کے عادی ہو چکے تھے۔ مکلی کے قبرستان میں چلہ کشی کی بعدازاں حضرت سیّد علی ہجویری ؒ داتا گنج بخش کے مزار پر لاہور میں تین سال تک چلہ کش رہے۔ ۸۵۴ھ میں واپس لوٹے تو مجسّم شفا بن چکے تھے۔ اب ان سے کرامات کا صدور ہونے لگا جس کی طرف ایک نظر دیکھ لیتے وہ شفا پا جاتا۔ ایک روایت کے مطابق سید شاہ یقیق ؒ کی شادی سید محمد محمود شاہ شیرازی کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی "واللہ اعلم بالصّواب"۔ جمادی الاول ۸۵۵ھ بعد نماز عشاء آپ کا رسم نکاح ادا ہوا اتنے میں ایک قریب گاؤں کی عورت روتی پیٹتی شاہ یقیق ؒ کے پاس آئی اور فریاد کرنے لگی کہ ڈاکوؤں نے میرے

بیٹے کو یرغمال بنالیا ہے۔ شاہ سائیں خدا کے لیے میرے بیٹے کو بچائیں فوراً آپ اسی حالت میں سہرا باندھے اس عورت کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ ڈاکوؤں کو علم تھا کہ وہ عورت شاہ یقیق ہی کے پاس جائے گی چنانچہ شاہ یقیقؒ کے پہنچتے ہی ڈاکوؤں نے ہلہ بول دیا اور سر تن سے جدا کر دیا۔ سر تن سے جدا ہوتے ہی گردن سے کلمہ شہادت کی آوازیں آنے لگیں۔ ڈاکو سائیں کی یہ کرامت دیکھ کر تائب ہوئے بلکہ سارا گاؤں مسلمان ہو گیا۔ جہاں شادی کا رسم ادا ہوا تھا اسی جگہ آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کا مقبرہ غلام شاہ کلہوڑہ نے تعمیر کرایا تھا۔ مزار کی دیکھ بھال آپ کے خلیفہ فقیر جمعون ورس کیا کرتے تھے۔

شاہ بندر کا پس منظر ککرالہ میں ڈھائی ہزار سال قبل ایک عظیم قدیم ریاست "ککراری" قائم تھی۔ یہی وہ عظیم دھرتی ہے جسے "باب التصوف" بھی کہا جاتا ہے۔ امام تصوف حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ کے استاد حضرت شیخ ابو علی سندھی کا تعلق بھی ککرالہ ہی سے تھا۔ ککرالہ کے بزرگ ہستیوں میں شاہ یقیق بخاریؒ کا اسم گرامی سرفہرست ہے جن کا ذکر تحفۃ الکرام، تحفۃ الطاہرین، تحفۃ السالکین اور دربار شہید وغیرہ میں موجود ہے۔

تواریخ وقت کے ساتھ ساتھ یہاں کے ساحلی علاقوں میں کتنے ہی انقلابات آئے۔ سب سے پہلے ۵۱۶ ق۔م میں ایران کا بادشاہ دارا حملہ آور ہوا اور اس علاقہ پر قبضہ جمایا۔ سکندر اعظم بھی اس علاقہ میں آیا تھا۔ اس علاقے میں غوری بھی آئے۔ یہاں یونانیوں کے بعد مختلف خاندانوں کی حکومت رہی۔ بارھویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کے دور میں ککرالہ ایک آزاد ریاست تھی جو موجودہ کیٹی بندر، کھارو چھان اور شاہ بندر پر مشتمل تھی۔ تاریخ میں ککرالہ کی سرکشی کا ذکر بار بار آیا ہے۔ یہ برصغیر کی قدیم ریاست تھی جسے غلام شاہ کلہوڑہ نے صوبہ سندھ میں شامل کیا تھا۔ اسی علاقہ میں سنہ ۱۶۵۱ء میں اورنگ زیب عالمگیر نے اورنگا بندر تعمیر کی تھی جسے تاریخ میں "ککرالہ بندر" بھی کہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ بھی ککرالہ میں سیر و تفریح کے لیے آئے تھے۔ اورنگا بندر سنہ ۱۷۵۸ء تک قائم رہا۔ سنہ ۱۱۷۲ھ مطابق سنہ ۱۷۵۸ء میں اورنگا بندر میں غلام شاہ کلہوڑہ بھی رہائش پذیر تھا جو آج کل ویران ہو چکا ہے۔ شاہ بندر میں ایک مضبوط قلعہ بھی تعمیر کرایا گیا تھا جس کے کھنڈرات آج تک موجود ہیں۔ سنہ ۱۷۵۷ء میں شاہ بندر ایک اہم بندرگاہ تھا۔ یہاں انگریزوں نے کوٹھیاں بھی بنائی تھیں جو سنہ ۱۷۷۵ء میں ویران ہوگئیں۔

جغرافیہ موجودہ ٹھٹھہ ضلع کو دریائے سندھ دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ دائیں طرف کے حصہ میں ٹھٹھہ اور میرپور ساکرو ہے اور بائیں طرف سجاول سب ڈویژن میرپور بٹھورو، جاتی، شاہ بندر اور کارو چھان تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ شاہ بندر تعلقہ کے شمال میں تعلقہ جاتی اور دریائے سندھ ہے اور جنوب میں بحیرہ عرب۔ اس تعلقہ کا طول و عرض ۲۰ میل اور ۲۵ میل ہے۔ شاہ بندر کا رقبہ ۱۴۹۵٫۸۴ مربع میل ہے۔ تعلقہ کے ساحلی علاقہ کو مقامی زبان میں "کچھ بھل" کہتے ہیں۔ اسی علاقہ میں سامو ندی بہتی ہے۔ آج کل یہ علاقہ سیم و تھور کا شکار ہے۔ سنہ ۱۸۹۲ء تک تعلقہ کا ہیڈکوارٹر شاہ بندر تھا جب دریائے سندھ نے رخ بدلا تو رفتہ رفتہ یہ شہر ویران ہوگیا اور سنہ ۱۸۹۲ء میں ہیڈکوارٹر لاڈیون منتقل کر دیا گیا جس کی آبادی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق صرف ۱۲۸۱ افراد پر مشتمل ہے۔ وقت گزرتا رہا اس علاقہ میں خاطر خواہ ترقی نہ ہو سکی۔ اس تعلقہ میں جالی، میمن، میربحر، شیدی اور کھٹی قبائل آباد ہیں اس تعلقہ کا مشہور تجارتی مرکز چوھڑ جمالی ہے۔ سنہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق شاہ بندر کی آبادی ۶۶۷۵۴ نفوس پر مشتمل ہے۔

آفاتِ سماوی آفاتِ سماوی اور طبعی تبدیلیوں کے سبب اس تعلقہ کی آبادی کم ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں سامو ندی میں زبردست طغیانی آئی تھی اور ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو زبردست زلزلہ آیا تھا۔

آب و ہوا تعلقہ کی آب و ہوا موافق ہے اور یہاں ۱۷ انچ تک بارش ہوتی ہے۔

پیداوار اس علاقہ کی خاص پیداوار چاول، تیل کے بیج، سبزی، گنا اور کیلا ہے۔ آزادی کے قبل یہاں کی پیداوار شاہ بندر کے ذریعہ باہر بھیجی جاتی تھی۔ اس وقت کراچی یہاں کی فصلوں کا خاص مرکز ہے۔ یہاں کا گنا زیادہ تر ٹھٹھہ شوگر مل بھیجا جاتا ہے اور کیلا ملک کے دور دراز علاقوں میں بھیجا جاتا ہے۔

تعلیم اس تعلقہ میں ۶۰ پرائمری اسکول، ایک مڈل اسکول، ۲ ہائی اسکول اور ایک گرلز اسکول قائم ہیں جن میں ۱۳۹۸ طلبا تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

صنعت برطانوی عہد حکومت میں شاہ بندر قلمی شوروں کا مرکز تھا۔ سنہ ۱۷۶۴ء میں ۶۰ ہزار ٹن قلمی شورہ بمبئی بھیجا گیا تھا۔ سنہ ۱۸۱۹ء کے زبردست زلزلہ میں یہ بندرگاہ تباہ ہوگیا۔

نوٹ:۔ (۱) علامہ عبدالجلیل لاہوری بھی شاہ بندر میں مقیم تھے۔

(۲) آدم خاں بلوچ اسسٹنٹ مختارکار میرپور ساکرو کی روایت کے مطابق اراضی کی دستاویز کی رو سے اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں اورنگا بندر یعنی شاہ بندر کی حیثیت ایک ضلع کی تھی اور میرپور ساکرو اور کراچی اس کی تحصیل تھی۔

اولیاء و مشائخ | شاہ بندر ہمیشہ سے اولیاؤں، درویشوں کا مسکن رہا ہے۔ حاجی ابراہیم، سید فتح علی شاہ کری سید محمود شاہ بن سید راجن شاہ، اشرف شاہ لکمیاریؒ، جلال کھٹیؒ، میاں محمد اور عثمان عباسیؒ یہاں کے مشہور اولیاء گزرے ہیں۔

موئے مبارک | شاہ بندر کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس موئے مبارک یہاں محفوظ ہے۔ ہر سال عید الاضحیٰ کے دن اس کی عام زیارت ہوتی ہے۔ شاہ ابراہیم غوثؒ یہ موئے مبارک لے کر آئے تھے۔

علماء و مشاہیر | شاہ بندر کے اخوند خانوادہ میں علامہ عبدالفتاح مشہور عالم و فقیہہ تھے۔ مولوی فتح علی ننڈھو سندھ خلافت تحریک کے روحِ رواں تھے۔ سید شکر اللہ قاضی شاہ بندر کے قاضی تھے حاجی محمود مشہور طبیب تھے۔

سیّد شاہ علاء الدین بخاری شطاریؒ بڑی بلیا مونگیر بہار

(شجرۂ نسب ص ۲۴۳)

حضرت سید شاہ علاء الدین بخاری شطاریؒ بن سید شاہ شمس الدین بخاری ۸۵۸ھ مطابق ۱۴۵۴ء میں تولد ہوئے اور موضع بڑی بلیا ضلع مونگیر بہار میں رہائش اختیار کی۔ سید شاہ علاء الدین بخاریؒ ایام طفلی ہی میں والدہ ماجدہ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ پر دادا سید شاہ فرید الدین بخاری نے آپ کی پرورش و پرداخت کی۔ علوم ظاہری و باطنی سے فراغت کے بعد ۹۰۰ھ مطابق ۱۴۹۴ء میں وطن کو خیر باد کر کے بنداد ہوئے۔ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے موضع بڑی بلیا میں آ بسے۔ یہ قصبہ قدیم لکھمینیہ ریلوے اسٹیشن سے متصل قومی سڑک کے بالکل کنارے آباد ہے۔ سلطان علاء الدین خلجی کی تعمیر کردہ ایک مسجد (۶۹۰ھ مطابق ۱۲۹۱ء) کے کھنڈرات اب تک دیکھنے میں آتے ہیں۔ جلی حروف میں کندہ کیا ہوا سنگِ سیاہ پر اس مسجد کا کتبہ وہاں محفوظ ہے۔

مخدوم علاء الدین بخاریؒ نے حضرت نور اللہ شطاریؒ سے بیعت، اجازت و خلافت حاصل کی تھی اور وہ حضرت عبداللہ شطاریؒ کے مرید و مجاز مرسل خلیفہ تھے۔ شطاریہ سلاسل کا اجرا ہندوستان میں انہیں کے ذریعہ ہوا ہے۔ مخدوم علاء الدین بخاریؒ بڑی بلیا میں مدفون ہیں جہاں ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔

---

[1] حالات زندگی حضرت سید شاہ علاء الدین بخاری شطاری از محمد ہاشم شطاری ص ۲۴ مطبوعہ دی آرٹ پریس سلطان گنج پٹنہ ۶

[2] بزمِ شمال (تذکرہ شعرائے شمالی بہار) ارشاد ان فاروق ص ۴۲ تا ۴۴، مطبوعہ ۱۹۶۷ء۔

حضرت سید شاہ مسیح الدین بخاریؒ

(شجرۂ نسب ص۲۴۳)

سید شاہ مسیح الدین حسن بخاری شطاری کی ولادت باسعادت ۱۱۱۲ھ مطابق ۱۷۰۰ء میں ہوئی۔ جائے پیدائش اور جائے مدفن موضع بڑی بلیا بیگو سرائے ہے۔ حضرت حسن بخاری بڑے ہی محترم خاندان کے چشم و چراغ تھے اور مخدوم علاء الدین کی ساتویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔ اپنے وقت کے راسخ العقیدہ حنفی تھے۔ سلسلۂ رشد و ہدایت ہمیشہ جاری رکھا۔ خانقاہ کے مصارف کے لیے شاہان دہلی کی جانب سے بڑی بڑی جائدادیں ان کے اجداد کو ملی ہوئی تھیں۔ ان کی طرح انہیں بھی جائدادیں حاصل تھیں۔ سجادگی کا سلسلہ نسلاً بعد نسلاً اب بھی اسی خاندان میں چل رہا ہے۔ موجودہ سجادہ خانقاہ بلیا بزرگ سید شاہ ضیاء الحق مکی بخاری کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ آپ اردو فارسی دونوں زبانوں میں اشعار کہتے تھے فارسی غزلوں کا ایک مجموعہ اور اردو اشعار کا ایک گلدستہ بہ شکل مخطوطہ حضرت حسن کی خانقاہ عالم پناہ میں اب بھی محفوظ ہے۔ آپ نے ۸۱ سال کی عمر میں ۱۱۹۳ھ مطابق ۱۷۷۹ء میں وصال فرمایا۔ مزار بلیا میں مرجع خلائق ہے۔

نمونۂ کلام حسن بخاری

وطن میرا ہے بلیا نیک پیرا — کہ واں شہ علاء الدین کا ڈیرہ

جلال الدین حیدر کے ہیں فرزند — بخاری بن بخاری سلسلہ بند

علاء الدین کے ہیں ہم پشت ستویں — علاء الدین علیم الدین سے دسویں

سیّد وارث علی شاہ دیوہ شریف یوپی

(شجرۂ نسب ص۲۳۹)

سیّد وارث علی شاہ سلاسل وارثیہ کے مرشد اعلیٰ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۸ھ / ۱۸۲۲ء میں ہوئی اور وفات ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ شاہ صاحب نقوی النسب تھے اور سادات اہل بیت سے تعلق رکھتے تھے آپ دیوہ شریف میں تولد ہوئے اور وہیں مدفون ہیں۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور چودہ سال کی عمر میں سجادہ نشین ہو گئے پہلے حج کی سعادت کے بعد ہی زندگی بھر کے لیے احرام ہی کو اپنا لباس بنا لیا۔ زندگی بھر فرش خاک پر سوئے۔ جہاں گشت تھے۔ ترکی کے سلطان عبدالحمید، یورپ کے شہزادہ بسمارک اور دیگر حکمران وقت آپ کے عقیدت مند اور حلقہ بگوش تھے۔ کسی کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھا اور دست سوال دراز نہیں کیا۔ ڈیڑھ لاکھ غیر مسلم آپ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کا پیغام محبت تھا۔ دیوہ شریف میں آپ کا مقبرہ مرجع خلائق ہے۔ ترکی کے سفر کے دوران آپ شاہی باغ پہنچے اور فرش پر کمبل بچھا کر بیٹھ گئے۔ اتفاق سے سلطان عبدالحمید ادھر آ نکلا۔ ان سے سوال و جواب ہوا۔ سلطان بے حد متاثر ہوا۔ اور محل میں شاہ صاحب کا شایان شان استقبال کیا۔

سیّد شاہ ثمن سرکار پنگریو ٹنڈو باگو بدین

(شجرۂ نسب ص—)

آپ کی وفات ۱۳۴۹ھ / ۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد بخارا سے سندھ وارد ہوئے۔ سید گل شاہ غازی بارھویں صدی ہجری میں سندھ تشریف لائے تھے۔ زندگی کے ابتدائی دور میں سید ثمن شاہ حسن و جمال کے مالک تھے خوبصورت لباسوں کے شوقین اور میلوں اور ساز و سرود کی محفل میں شریک ہونے والے انسان تھے۔ آپ پرانے جھڈو گودام کے رہنے والے تھے جو آپ کی بددعا سے ویران ہوا پہلے عشق مجازی میں گرفتار ہوئے بعد ازاں عشق حقیقی کی معرفت حاصل ہوئی۔ آخر عمر میں پنگریو آکر رہے یہاں کے باشندوں نے ان کی آؤ بھگت کی۔ آپ نے پنگریو کے لیے دعا کی جس کی برکت سے آج پنگریو

[1] تذکرہ اولیائے سندھ ص۷۹،

خوشحال ہے۔ اور ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ آپ کے بے شمار کرامات ہیں۔ آپ کا مزار پنگریو شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ٹنڈو باگو میں ضلع بدین میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ درگاہ پر ہر زائر مرغا ساتھ لے کر جاتا ہے اور صدقہ کرتا ہے۔

شجرۂ نسب | سید ثمن شاہ بخاری بن سید گل شاہ ثانی بن سید قربان علی شاہ بن سید علی بخش شاہ بن سید گل شاہ غازی۔
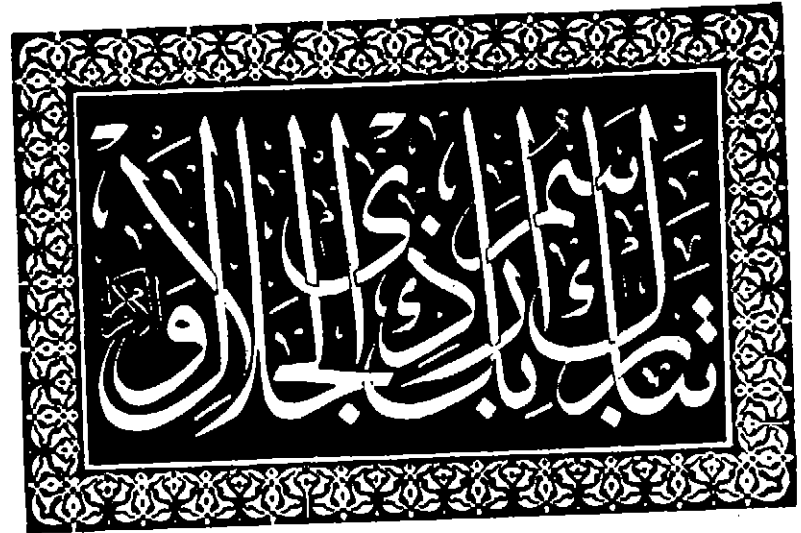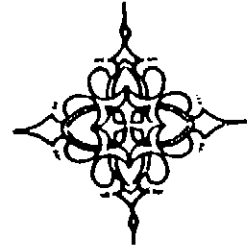
نواب صدیق حسن و قاری سیّد رشید الحسن خطیب جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی

(شجرۂ نسب صـ ۲۴۲)

نواب سید صدیق حسن کا خاندان سادات حسینی نقوی ہے۔ سید تاج الدین سے قبل سب علماء اور اخیار قوم تھے۔ اور سید تاج الدین سے لے کر علی انور جنگ بن لطف اللہ تک اہل دولت وثروت ہوئے۔ علامہ سید اولاد حسن قنوجی سید احمد شہید کے اجل خلفاء میں سے تھے اور بڑے عالم دین تھے۔ نواب صدیق حسن بڑے مفسر، محدث، فقیہ اور عالم دین تھے اور بھوپال کے والیٔ ریاست بھی تھے۔ ۱۲۴۸ھ بمطابق ۱۴ اکتوبر ۱۸۳۲ء کو بریلی میں تولد ہوئے۔ ابتدائی دور قنوج میں گزرا۔ علوم مروجہ مفتی صدر الدین خاں آرزو سے پڑھے۔ تفسیر وحدیث وغیرہ شیخ عبد الحق بن فضل اللہ ہندی، شاہ یعقوب دہلوی اور قاضی حسین انصاری سے پڑھی۔ پہلی شادی منشی جمال الدین مدار المہام ریاست بھوپال کی دختر سے ہوئی جن سے نواب نور الحسن خاں طیب اور نواب علی حسن خاں طاہر تولد ہوئے۔ نواب سید نور الحسن کا نکاح میر حیدر علی بن مراد علی کی دو دختروں سے یکے بعد دیگرے ہوا۔ نواب نور الحسن صاحب تصانیف گزرے وہ شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے خلفاء میں سے تھے ۸ محرم ۱۳۳۶ھ کو لکھنؤ میں وفات پائی۔ ان کے دو فرزند تھے (۱) سید ظہور الحسن اور نواب سید نجم الحسن جو جنوری ۱۹۷۲ء کو فوت ہوئے انہیں کے صاحبزادے قاری سید رشید الحسن خطیب جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی ہیں۔ قاری صاحب نے حیدرآباد دکن سے میٹرک کیا۔ مولانا فضل اللہ نبیرہ مولانا محمد علی مونگیری بانیٔ ندوۃ العلماء لکھنؤ سے مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ اور بخاری شریف کی تعلیم حاصل کی۔ ندوہ میں استاد تجوید مقرر ہوئے مولانا عبد الحفیظ بلیاوی سے ادب کی کتابیں پڑھیں۔ قاری صاحب کا عقد مولانا سید ابو الحسن ندوی کی بھانجی سیدہ فاطمہ بنت سید یحییٰ قطبی سے ہوا جن سے چار فرزند اور ۵ دختر ہیں۔ (۱) سید صدیق حسن طیب (۲) سید یوسف حسن طاہر (۳) سید عتیق حسن قاسم (۴) سید مزمل حسن۔

لہ عربی النسل مسلمان صـ ۳۱۶،

مولانا سید شاہ احمد جمال عابد حسین بخاری رامپوری

شجرۂ نسب پدری

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۳۷	سید محمد طاہر
۳۶	سید احمد جمال عابد حسین
۳۵	سید فضل علی شاہ
۳۴	سید احمد شاہ بخاری
۳۳	سید جمال
۳۲	سید جعفر شاہ
۳۱	سید کمال
۳۰	سید محمد شاہ
۲۹	سید شاہ احمد
۲۸	سید عبد الغنی
۲۷	سید عبد السبحان
۲۶	سید عبد العزیز
۲۵	سید عبد الکریم
۲۴	سید شاہ فاروق
۲۳	سید جلال الدین حیدر جہانیاں جہاں گشت رح

مولانا سید احمد جمال عابد حسین بخاری کا آبائی سلسلہ طریقت قادریہ نقشبندیہ مجددیہ ہے۔ آپ کے جد امجد سید احمد شاہ بخاری کے مریدین مکہ معظمہ، مدینہ منورہ بمبئی، حیدرآباد، بانس بریلی، مرادآباد، رامپور میں پھیلے ہوئے تھے۔ آپ کے والد محترم حافظ قاری فقیہہ محدث سید فضل علی شاہ عرف سید چندہ میاں صاحب کے مریدین زیادہ تر ان کے اپنے وطن رامپور ہی میں کثرت سے آباد تھے۔ جن میں اکثر مشہور معروف بزرگ بھی گزرے ہیں۔ آپ ابتدا سے تیس سال تک اپنے وطن رامپور میں اپنے والد ماجد کے سایۂ عاطفت سے فیضیاب ہوکر بیعت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے علوم مروجہ مثلاً فارسی، عربی، صرف و نحو، اصول فقہ، منطق، حدیث، تفسیر، طب، طبیعات اور فلسفہ وغیرہ میں درک حاصل کیا۔ ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں مدرسہ خلیلیہ ٹونک میں مولانا حکیم حاذق سید برکات احمد میر نگری سے چھ سال تک بقیہ علوم کا درس لیتے رہے اور ان کے درس میں شامل ہوکر مدرسہ خلیلیہ کی سند حاصل کی۔ اس کے بعد والد صاحب نے ۶ شعبان ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۰ء بروز دوشنبہ علماء، فقراء، مشائخ کبار اور جملہ عزیزان و اقارب اور دیگر معززین شہر اور خاص طور پر سید قطب شاہ سجادہ نشین کی موجودگی میں ان کے جد امجد کے عرس کے موقع پر عام جلسہ میں اپنے دستِ مبارک سے دستار بندی فرمائی اور قائم مقام مامور فرمایا جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ آپ کے فرزند کا اسمِ گرامی سید محمد طاہر ہے جو جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی میں قیام پذیر ہیں ان کے صاحبزادگان کے نام (۱) سید محمد شعیب (۲) سید شاہد احمد (۳) سید اقبال احمد ہیں۔

نوٹ: شجرہ میں ۱۹ اسماء درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔

سه قلمی نسخہ ص ۸ تا ۱۱،

شجرۂ نسب سیّد ابوالاعلیٰ مودودی رح

(شجرۂ نسب ص ۲۳۹، ۲۶۵)

سید ابوالاعلیٰ مودودی دہلی کے ایک معزز گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے خاندان میں نامور صوفیائے کرام گزرے ہیں۔ ہند میں سلاسل چشتیہ کے شیخ الشیوخ خواجہ قطب الدین مودود چشتی (متوفی ۵۲۷ھ) اس خانوادہ کے مورثِ اعلیٰ ہیں۔ مولانا مودودی کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید احمد حسن مودودی تھا۔ وہ پیشہ کے لحاظ سے وکیل تھے۔ مولانا کی ولادت ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو اورنگ آباد (دکن) میں ہوئی۔ اورنگ آباد ہی سے ۱۴ سال کی عمر میں مولوی کا امتحان پاس کیا بعدازاں دہلی کا رخ کیا اور علمی و ادبی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔ ۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۳ء مولانا میدانِ صحافت میں سرگرم عمل رہے۔ مدینہ (بجنور) تاج (جبلپور) مسلم (دہلی) اخباروں میں صحافت کی۔ ۱۹۲۵ء میں الجمعیۃ کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۲ء سے دمِ آخر تک "ترجمان القرآن" نکالتے رہے۔ ۱۹۳۸ء میں علامہ اقبال کی دعوت پر پنجاب آ گئے۔ دارالسلام (پٹھان کوٹ) کے مرکز میں اصلاحی کاموں کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۱ء میں جماعتِ اسلامی کی بنیاد رکھی جس کے وہ پہلے امیر منتخب ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد مولانا لاہور منتقل ہوئے اور مرتے دم تک طویل جدوجہد میں مصروف رہے۔ اقامتِ دین کے لیے انتھک محنت کرتے رہے۔ شب و روز تصنیف و تالیف میں بھی مصروف رہے۔ مولانا نے ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو بفیلو (امریکہ) میں وفات پائی۔ وہ اچھرہ، لاہور میں اپنے مکان کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔ مولانا ہمہ جہت شخصیت تھے۔ وہ بیک وقت مفسرِ قرآن، محدث، اعلیٰ محقق، بے بدل مورخ، مدبر، مفکرِ اسلام، معلم، مبلغ اسلام، مصلح وقت اور مجتہد عصر تھے۔ یوں تو مولانا کی کل تصنیفات ۱۶۴ ہیں جن میں ۶۸ مشہور ہیں جن میں سے بعض کتابیں ۲۵ زبانوں میں ترجمہ کی گئیں جن کی عالمِ اسلام میں دھوم مچ گئی۔ ۱۹ کتابوں کے

له روزنامہ جسارت کراچی مودودی نمبر ص ۹ تا ۱۲۲،

نام درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام کتاب	سالِ طباعت	نمبر شمار	نام کتاب	سالِ طباعت
۱	ابوحنیفہ اور ابویوسف	۱۹۶۳ء	۱۱	رسالۂ دینیات	۱۹۳۲ء
۲	دکن کی سیاسی تحریک	۱۹۴۴ء	۱۲	سلاجقہ	۱۹۵۴ء
۳	اسلامی قانون	۱۹۴۸ء	۱۳	سود	۱۹۴۸ء
۴	اسلامی ریاست	۱۹۶۲ء	۱۴	تفہیم القرآن (۶ جلد)	۱۹۴۹ء
۵	الجہاد فی الاسلام	۱۹۳۰ء	۱۵	تفہیمات ۳ جلد	۱۹۷۲ء
۶	خلافت و ملوکیت	۱۹۶۷ء	۱۶	تحریک آزادی ہند اور مسلمان	۱۹۴۰ء
۷	خطبات	۱۹۵۷ء	۱۷	تجدید احیائے دین	۱۹۵۲ء
۸	مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش	۱۹۳۹ء	۱۸	ترجمان القرآن	۱۹۷۸ء
۹	پردہ	۱۹۳۹ء	۱۹	تنقیحات	۱۹۳۹ء
۱۰	رسائل و مسائل	۱۹۵۱ء			

شجرۂ نسب سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اسمائے گرامی	ولادت	وفات	مدفون	اسمائے گرامی	ولادت	وفات	مدفون
۴۱- السید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	۱۹۰۳ء / ۱۳۲۱ھ	۱۹۷۹ء / ۱۳۹۹ھ	اچھرہ لاہور	۲۰- علامہ نظام الدین احمدؒ	۵۸۴ھ	۶۲۴ھ	
۴۰- ″ مولوی احمد حسنؒ	۱۲۷۳ھ	۱۳۳۹ھ	دہلی	۱۹- ″ رکن الدین محمدؒ	۵۴۵ھ	۶۳۵ھ	
۳۹- المتقی الزاہد سید حسنؒ	۱۲۲۰ھ	۱۲۵۴ھ	″	۱۸- ″ فقیہہ نجم الدین الواحدؒ	۴۹۲ھ	۵۷۷ھ	
۳۸- السید المتقی وارث علیؒ	۱۱۷۲ھ	۱۲۵۴ھ	″	۱۷- ″ قطب الدین مودود چشتیؒ	۴۳۰ھ	۵۲۷ھ	
۳۷- السید العارف عبدالمغنیؒ	۱۱۳۲ھ	۱۱۹۹ھ	″	۱۶- ″ ابو یوسف یعقوب چشتیؒ	۳۷۵ھ	۴۵۹ھ	
۳۶- السید حافظ عبدالعلیؒ	۱۰۶۲ھ	۱۱۵۷ھ	″	۱۵- ابوالحسن محمدؒ	۳۴۱ھ	۴۰۶ھ	
۳۵- السید الناسک عبدالباقیؒ	۱۰۲۶ھ	۱۱۱۰ھ	″	۱۴- سید ابو نصر سمعانؒ	-	۳۹۸ھ	
۳۴- السید المحدث عبدالہادیؒ	۹۹۲ھ	۱۰۸۲ھ	شیخ پورہ	۱۳- مجتہد ابو جعفر ابراہیمؒ	-	۳۷۰ھ	
۳۳- السید الزاہد عبدالشکورؒ	۹۶۰ھ	۱۰۴۰ھ	میرٹھ ″	۱۲- سید ابو عبداللہ محمدؒ	۲۹۵ھ	۳۵۲ھ	
۳۲- ″ عبدالغنیؒ	۹۲۹ھ	۹۸۶ھ	″	۱۱- سید ابو محمد الحسینؒ	۲۷۰ھ	۳۲۴ھ	
۳۱- ″ المتکلم عبدالصمدؒ	۸۹۴ھ	۹۸۶ھ	برناوہ	۱۰- ″ ابو ابراہیم عبداللہ علی اکبرؒ	۲۳۸ھ	۲۹۲ھ	
۳۰- ″ الفقیہہ عبدالحیؒ	۸۶۲ھ	۹۴۷ھ	″	۹- ″ ابوالحسن علی نقیؒ	۲۱۴ھ	۲۵۴ھ	
۲۹- ″ تصاالدین عبدالعلیؒ	۸۲۶ھ	۹۲۲ھ	″	۸- امام الجواد ابوجعفر محمد تقیؒ	۱۹۵ھ	۲۲۰ھ	
۲۸- علامہ منتخب الدین البالالیؒ	۷۸۲ھ	۹۱۶ھ	براس کرنال	۷- ″ ابوالحسن الرضاؒ	۱۵۳ھ	۲۰۳ھ	
۲۷- ناصح الدین محمد خوابگیؒ	۷۴۲ھ	۸۲۴ھ	بزنالی کالپی	۶- ″ ابوالحسن موسیٰ کاظمؒ	۱۲۸ھ	۱۸۳ھ	
۲۶- السید نظام الدین علیؒ	۷۰۸ھ	۸۰۸ھ	چیتک	۵- ″ الزکی ابوجعفر صادقؒ	۸۰ھ	۱۴۸ھ	
۲۵- ″ قطب الدین الواحدؒ	۶۸۷ھ	۷۵۴ھ	″	۴- ″ ابوجعفر محمد باقرؒ	۵۷ھ	۱۱۴ھ	
۲۴- ″ تقی الدین محمدؒ	۶۶۶ھ	۷۲۵ھ		۳- ″ علی زین العابدینؒ	۳۸ھ	۹۴ھ	
۲۳- ″ اوحدالدین احمدؒ	۶۴۵ھ	۷۱۲ھ		۲- سید الشہدا امام حسینؒ	۴ھ	۶۱ھ	
۲۲- ″ ضیاءالدین محمدؒ	۶۲۷ھ	۶۹۹ھ		۱- حضرت علیؓ	-	۴۰ھ	
۲۱- [illegible]	۶۰۲ھ	۶۸۰ھ					

مولانا عبدالسلام نیازی استاد مولانا مودودی

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سید احمد حسن اور مولانا الیاس کاندھلویؒ بانیٔ تبلیغی جماعت کے والد محترم سے حاصل کی۔ مولانا نے عربی، فلسفہ، منطق علم الکلام وغیرہ کی تعلیم اپنے برادر بزرگ مولانا ابوالخیر مودودی کے ساتھ مولانا عبدالسلام نیازی سے حاصل کی جو اس عہد کے بحرِ بیکراں سمجھے جاتے تھے۔ مولانا عبدالسلام نیازی مرحوم و مغفور کو اپنے ان شاگردانِ رشید پر بڑا ناز تھا۔ مولانا نیازی ہند کے صوبہ سی پی برار سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد کا اسم گرامی مولانا عبدالسبحان اور دادا عبدالوہاب قادری سلاسل کے مرید و خلیفہ تھے۔ مولانا عبدالسلام نیازی مولانا فضلِ حق خیرآبادی کے نواسے تھے۔ ۸ سال کی عمر میں میرٹھ کے مدرسہ خیر المدارس میں داخل ہونے کے بعد قرآن حفظ کیا۔ فارسی کی تعلیم مولانا خیر محمد اور شاہ محمد عظیم سے حاصل کی۔ بعدازاں دہلی میں مولانا ہدایت اللہ کاشانی سے علم حاصل کیا۔ رامپور میں مولانا عبدالحق سے درس لیا جو ان کے نانا کے شاگرد تھے۔ پھر اپنے ماموں مولانا عبدالحق خیرآبادی سے ۸ سال تک تحصیلِ علم کرتے رہے۔ دہلی واپس آکر حکیم محمود خاں (والد حکیم اجمل خاں) سے طب کا علم حاصل کیا۔ سر آرنلڈ کو فارسی پڑھائی اور ان سے انگریزی سیکھی۔ ڈاکٹر ہریمن سے فرانسیسی اور جرمن زبان پڑھی اور ان کو عربی پڑھائی۔ پنڈت بھگت مہاراج سے سنسکرت زبان سیکھی۔ تقریباً ۲۰ سے زیادہ زبانیں بول اور لکھ سکتے تھے۔ آثارِ قدیمہ کے ہزاروں سال پرانے کتبوں کا ترجمہ کیا۔ ایک دفعہ متوکل شاہ مجذوب جو اپنے وقت کے بزرگ تھے مولانا نیازی کو دہلی لے جا کر شاہ نظام حسن کی خدمت میں پیش کیا۔ مولانا نیازی نے ان کے دستِ حق پر بیعت کی اور سات سال تک مرشد کی خدمت میں رہے۔ مولانا نیازی کے دستِ مبارک پر ۳۶ ہزار غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مولانا نیازی نہ صرف بحرِ بیکراں تھے۔ بلکہ روحانی اعتبار سے بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ مولانا عبدالسلام نیازی کی وفاتِ حسرت آیات ۱۹۶۶ء میں دہلی میں ہوئی۔ ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔ آل انڈیا ریڈیو کے مطابق ان کے جنازہ میں تقریباً ۱۳ لاکھ آدمی شریک ہوئے تھے۔ جس سے ان کی ہردلعزیزی کا پتہ چلتا

علامہ سیّد محمد ہاشم فاضل شمسی حیدرآباد سندھ، آبائی وطن شیخپورہ مونگیر بہار

(شجرۂ نسب ص ۲۳۹)

آپ شہرِ حیدرآباد سندھ کے قاضی تھے۔ آپ کی ولادت ۹ رمضان ۱۳۳۲ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۱۴ء کو محلہ چاندپورہ پٹنہ صوبہ بہار ہند میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا اسمِ گرامی سید محمد قاسم تھا اور آپ کے جدِ امجد سید شاہ واجد حسین تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب سید مودود چشتیؒ سے ملتا ہے۔ آپ کے جدِ اعلیٰ سید اسداللہ شاہ گنج نشیں بھکریؒ بھکر سے نقلِ مکانی کرکے دورِ اکبری میں ٹھٹھہ پہنچے پھر وہاں سے منتقل ہو کر صوبہ بہار کے ضلع مونگیر کے موضع شیخ پورہ میں مع اہل و عیال سکونت پذیر ہوئے۔ حاجی سید نورالہدیٰ سی آئی ای بانیٔ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ نے مولانا شمسی کو ۸ سال کی عمر میں موضع کاندھا سے پٹنہ بلوالیا اور تعلیم و تربیت کے لیے اپنے چچا مولانا سید معین الدین کے حوالہ کیا۔ گیارہ سال کی مدت میں تمام مروجہ علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرلی اسی دوران آپ نے پٹنہ یونیورسٹی سے گریجوئیشن کیا۔ کچھ دنوں تک آپ مدرسہ اسلامیہ اورنگ آباد گیا بہار میں عربی ادب اور حدیث کا درس دیتے رہے۔ ۱۹۳۶ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں تفسیر و حدیث کے مدرس رہے۔ ۱۹۴۰ء میں خدابخش اورینٹل لائبریری پٹنہ میں ریسرچ کیٹیلاگر کے عہدہ پر متعین ہوئے۔ ۱۹۴۴ء تا ۱۹۴۷ء رویال ایشیائیک سوسائٹی کلکتہ میں بھی اسی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

قیامِ پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں علامہ شمسی موضع کاندھا پٹنہ سے ہجرت کرکے حیدرآباد سندھ میں داخل ہوئے اسی سال آپ نے حیدرآباد میں پروونشل لائبریری و میوزیم کی بنیاد ڈالی ۱۹۷۰ء تک اس سے منسلک رہے۔ درمیانی مدت میں حکومت نے آپ کو جامعہ اسلامیہ بھاولپور میں شیخ التصوف مقرر کیا لیکن چھ ماہ کے بعد حکومتِ سندھ نے اصرار کرکے واپس لائبریری میں بلوالیا۔ علامہ شمسی دسمبر ۱۹۶۹ء میں اپنی درخواست پر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ ۱۹۸۱ء میں گورنر سندھ نے آپ کو سندھ یونیورسٹی کا ممبر اور ممبر سنڈیکیٹ نامزد کیا۔ ۱۹۵۹ء میں علامہ شمسی ریڈیو پاکستان حیدرآباد سے بھی منسلک رہے جہاں آپ نے درسِ قرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۹۷۱ء میں مدرسہ دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد میں مفتیٔ اعظم سندھ

علامہ مفتی خلیل خاں برکاتی کی پیشکش پر آپ شیخ الحدیث کے منصب پر چار سال تک فائز رہے۔ آپ کا درس قرآن انتہائی دلکش اور مسحور کن ہوا کرتا تھا۔ لوگوں کی کثیر تعداد آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ آپ سچے عاشق رسول، حق گو اور عالمِ باعمل تھے۔ علیمیہ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز المرکز اسلامی کراچی سے آخر دم تک وابستہ رہے۔ آپ ۲۲ رکتابوں کے مصنف تھے۔ یکم محرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۵ راگست ۱۹۸۸ء کو طویل علالت کے بعد خالقِ حقیقی سے جاملے۔

شجرہ و تذکرہ سیّد اللہ بچایو شاہ بخاری ٹریژرر تحصیل ہالہ حیدر آباد سندھ

اسمائے گرامی

۴۶۔ سید اللہ بچایو شاہ بخاری
۴۵۔ سید غلام حیدر عثمان علی شاہ ثانی
۴۴۔ سید محمود شاہ ثانی بخاری
۴۳۔ سید غلام حیدر شاہ بخاری
۴۲۔ سید محمود شاہ بخاری
۴۱۔ سید جان محمد پکھے والا سائیں
۴۰۔ سید عبدالرحیم شاہ بخاری
۳۹۔ سید عبدالرزاق شاہ بخاری
۳۸۔ سید حضور شاہ ثانی بخاری
۳۷۔ سید فرید شاہ ثالث بخاری
۳۶۔ سید حضور شاہ بخاری
۳۵۔ سید فرید شاہ ثانی بخاری
۳۴۔ سید نظام الدین بخاری
۳۳۔ سید فرید شاہ بخاری
۳۲۔ سید محمد شاہ بخاری
۳۱۔ سید ابراہیم شاہ حیدرآبادی
۳۰۔ سید علی بخاری
۲۹۔ سید فتح اللہ بخاری
۲۸۔ سید نظام الدین بخاری
۲۷۔ سید برہان الدین بخاری
۲۶۔ سید حامد شاہ بخاری
۲۵۔ سید میراں شاہ ثانی بخاری
۲۴۔ سید میراں شاہ بخاری
۲۳۔ سید شیخ ابو شاہ عالم بخاری
۲۲۔ سید قطب علم الدین بخاری
۲۱۔ سید ناصر الدین محمود شاہ
۲۰۔ سید جلال الدین جہاں گشتؒ

اللہ بچایو شاہ کی ولادت ۲ راپریل ۱۹۴۲ء میں موضع خلیفہ یار محمد شاہ نزد اوڈیرو لعل شاہ میں ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت پیر سید صبغت اللہ شاہ شہید انگریز سرکار کے اسیر تھے اور ان پر حیدرآباد جیل میں غداری کا مقدمہ چل رہا تھا اور ان کے حُر معتقدین پر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ اللہ بچایو شاہ نے ۱۹۶۲ء میں اپنی تعلیم مکمل کر لی اور وہ جام شورو یونیورسٹی سے ایم اے ایل ایل بی کر لیا۔ ۱۹۶۵ء میں ٹریژری آفس ہالہ میں ٹریژرر کی حیثیت سے ملازم ہوئے اور آج کل اسی مقام پر متعین ہیں۔

اللہ بچایو شاہ فلاح و بہبود کے کاموں میں بھرپور حصہ لیتے ہیں اور اپنے اوطاق میں اسکول چلا رہے ہیں۔ راقم سے ان کے دیرینہ مراسم ہیں اور گھریلو تعلقات ہیں۔ وہ بہت ہی دردمند دل رکھتے ہیں اور خلوص کے پیکر ہیں۔ اللہ ان کی عمر دراز کرے۔ آمین، راقم کو ان کی دوستی پر فخر ہے۔ مجھ سے بڑی وضعداری اور مہربانی سے پیش آتے ہیں۔

فرزندان اللہ بچایو شاہ بخاری

(۱) سید اعجاز علی شاہ (۲) سید محفوظ علی شاہ بخاری (۳) سید افضل علی شاہ (۴) سید ظفر علی شاہ بخاری

فرزندان سید محمد شاہ بخاری برادر اللہ بچایو شاہ

(۱) سید ذوالفقار علی شاہ بخاری (۲) سید گلزار علی شاہ بخاری،
(۳) سید عثمان علی شاہ بخاری۔

نوٹ:۔ سید اللہ بچایو شاہ بخاری کا خاندان سید شاہ پیر پگارا کا مرید ہے۔ اس خاندان کو خلافت ملی ہے۔ جو اب تک چلی آرہی ہے۔ انہیں حُر ہونے پر فخر ہے۔

باب ۱۳ سادات عسکری

اولاد سیدامام حسن عسکریؑ

سید علی اکبر
سید محمد جامع
سید عبداللہ
سید حسین محمد تقی
سید حسین مقبول
سید بلاق
سید محمود رومی
سید فخرالدین
سید عبداللہ
سید حسین اکبر
سید حسین محبوب
سید کمال الدین
سید برہان الدین
سید جلال الدین
خواجہ عبداللہ بخاری
خواجہ بہاءالدین نقشبندیہ
(شجرہ اولاد صـ ۲۷۱)

سید علی اصغر
سید احمد اصغر
سید محمد مدنی
سید محمد صفی
سید امین الدین
سید علی راجو
سید اسداللہ
سید محمد راجے
سید امین الدین
سید شیر محمد قادری
سید شاہ صادق حسین
(گلشن اقبال)
سید اسداللہ شیر محمد
سید عبدالفتاح امام الدین
سید زین العابدین
سید شمس الدین
سید عبداللہ کالپی
سید عبدالفتاح
سید اشرف علی (مدرس)
(مدرسۂ معمورہ بمبئی)

سید امام محمد مشہدی
سید عبدالرحیم شاہ
سید امیر علی شاہ
سید جلال بخاری گنج العلوم
سید ناصر خسرو
سید حسام الدین
سید احمد شاہ
سید محمد شاہ
سید جعفر شاہ
سید عثمان شاہ
سید اسحٰق شاہ
سید محمود شاہ
سید حمید شاہ
سید شہاب تراب
سید احمد مشتاق
سید احمد براق
سید احمد بیغم
سید احمد نور بیغم
سید قمر علی شاہ
سید علی اکبر شاہ
(پیر بابا ترمذی بونیر)

سید اسمٰعیل
سید ابو اسحٰق
سید داؤد
سید احمد
فرح الدین
سید مسعود
شاہ میراں
ابو محمد ماہر برقع پوش
محمد امین
سید طباق
سید اخون
شاہ شریف
نصیرالدین
کرم الدین
سید شریف
سید مسعود
جان محمد
محمد میر
درویش محمد
عنایت اللہ
سید نور علی
سید شاہ نظام الدین
(سادات مشہدی کھیم کرن پنجاب)
(سالارِ عجم صـ ۲۲۴-۲۲۳)

شجرۂ نسب اولادِ امام حسن عسکریؓ

اولاد خواجہ بہاءالدین نقشبندیؒ

۱۱۔ سید علی اکبر
۱۲۔ سید محمد جامع
۱۳۔ سید عبداللہ
۱۴۔ سید محمد حسین تقی
۱۵۔ سید حسین مقبول
۱۶۔ سید بلاق
۱۷۔ سید محمد رومی
۱۸۔ سید فخرالدین
۱۹۔ سید عبداللہ
۲۰۔ سید حسین اکبر
۲۱۔ سید حسین محبوب
۲۲۔ سید کمال الدین
۲۳۔ سید برہان الدین
۲۴۔ سید جلال الدین
۲۵۔ خواجہ عبداللہ بخاری
۲۶۔ خواجہ بہاءالدین نقشبندیؒ

۲۷۔ خواجہ سید علاء الدین
۲۸۔ خواجہ سید عمادالدین
۲۹۔ خواجہ سید کمال الدین
۳۰۔ خواجہ سید نصیرالدین
۳۱۔ خواجہ سید جمال احمد
۳۲۔ خواجہ محی الدین بیابی
۳۳۔ خواجہ عبدالقادر
۳۴۔ خواجہ سید علی
۳۵۔ سید حیدر شاہ
۳۶۔ سید بدرالدین
۳۷۔ سید محمد تاج الدین اولیاؒ
(ناگپور، ہند)

سید عبداللہ عرب
سید فضل مہدی
حسن مہدی جلال الدین
حسن مہدی صدرالدین
حسن مہدی سراج الدین
سید عبدالمقتدر
بی بی سعیدہ
سید محمد عظیم برخیا قلندرؒ

شجرۂ نسب پدری باباؒ قلندر اولیاؒ

سید عبداللہ عرب
سید فضل مہدی
حسین مہدی رکن الدین
حسین مہدی جمال الدین
حسین مہدی بدیع الدین شیردل
سید محمد عظیم برخیا قلندرؒ
(مدفون، کراچی)

سید علی اصغر
سید احمد اصغر
سید محمد مدنی
سید محمد صفی
سید محمد امین الدین
سید علی راجو
سید اسداللہ
سید محمد راجے
سید امین الدین
سید شیر محمد قادری
سید شاہ صادق حسین
سید اسداللہ شیر محمد
سید عبدالفتاح امام الدین
سید زین العابدین
سید شمس الدین
سید عبداللہ (کالپی)
سید عبدالفتاح
سید اشرف علی
(مدرس مدرسۂ معمورہ بمبئی)

اولاد سیّد علی اکبر شاہ پیر بابا ترمذیؒ بونیر، سوات

(شجرہ ص۲۷)

سید مصطفےٰ پیر بابا (کونڑ افغانستان سے نقل مکانی کی اور علاقہ مانسہرہ، ہزارہ میں آباد ہوئے)

سید حبیب پیر بابا

میاں سید عبداللہ — میاں سید قاسم — میاں سید حسن

سید عبدالوہاب

سید مسعود شاہ

پیر سید جلال شاہ	پیر سید امام شاہ
نامعلوم	سید ابراہیم شاہ
نامعلوم	میاں خواجہ نور
سید زنیف شاہ بابا ہاشمی	میاں قدرت شاہ
سید حسن المآب شاہ ہاشمی	میاں مرسل شاہ
سید داؤد شاہ ہاشمی	سید شیریں شاہ
سید لائق شاہ ہاشمی	سید بادشاہ
ڈاکٹر سید حسن شاہ ہاشمی	سید عبدالعتیق شاہ
(پٹھان کالونی، کراچی)	(علاقہ مانسہرہ)

اولاد خواجہ بہاءالدین نقشبندیؒ

(شجرہ ص۲۷)

خواجہ سید علاءالدین
خواجہ سید عماد الدین
خواجہ سید کمال الدین
خواجہ سید نصیر الدین
خواجہ سید جمال احمد
خواجہ محی الدین (سپاہ)
خواجہ عبدالقادر
خواجہ سید علی
سید حیدر شاہ
سید بدرالدین
سید محمد تاج الدین اولیاءؒ
(مدفون ناگپور)

نوٹ: علامہ سید جمال الدین افغانیؒ پیر بابا بونیر سید علی ترمذی کی اولاد تھے۔

سیّد جمال الدین افغانیؒ

(شجرۂ نسب ص)

سیدالسادات مولانا جمال — نقش پایش بہرچشم توتیا است (اقبالؒ)

آپ مشہور محدث سید علی ترمذیؒ (بابا بونیر) کی اولاد میں تھے اس لیے نام کے ساتھ حسینی لکھنا باعث فخر سمجھتے تھے۔ آپ ۱۲۵۴ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں افغانستان میں کنڑ کے علاقہ اسدآباد میں تولد ہوئے۔ واضح ہو کہ کنڑ کے سادات سے ہمیشہ افغانیوں کو خصوصی عقیدت رہی ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک سید محمد صفدر تھا۔ آپ کی تعلیم زیادہ تر افغانستان، عراق اور ایران میں ہوئی۔ آپ نے اپنے وقت کے جلیل القدر علماء سے عربی و فارسی زبانیں سیکھیں۔ آپ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں سترہ سال کی عمر میں ہندوارد ہوئے یہاں ایک سال رہ کر آپ نے انگریزی زبان سیکھی ۱۲۷۳ھ میں حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ امیر افغانستان کے مشیر بنے۔ بعدازاں وہ مصر، روس اور لندن گئے۔ پیرس میں اپنے شاگرد شیخ عبدہ، مصری کے ساتھ مل کر عربی رسالہ "العروۃ الوثقیٰ" جاری کیا۔ پیرس سے شاہ ایران کی دعوت پر ایران گئے۔ اسی سال جلاوطن ہو کر قسطنطنیہ پہنچے۔ بالآخر ۵ شوال ۱۳۱۴ھ مطابق ۹ مارچ ۱۸۹۶ء میں اسی شہر میں منہ کے سرطان کے سبب آپ کا انتقال ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ ایک فرانسیسی یہودی ڈاکٹر نے آپریشن کے وقت آپ کو زہر دے دیا تھا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ آپ نے مسلمانوں کی عظیم خدمت انجام دی اور ساری عمر تکلیف میں گزار دی۔ ان کی دو تصانیف "العروۃ الوثقیٰ" اور "تتمۃ البیان فی تاریخ الافغان" زیادہ مشہور ہوئیں۔ وہ مسلمانوں کے عالمی سیاسی رہنما تھے۔ ان کی زندگی اور جدوجہد کا مقصد عالمی اسلامی اتحاد تھا۔ مقصد کے حصول کے لیے تاحیات کوشاں رہے۔ بارہا قید کی صعوبتیں برداشت کیں۔ شاہ قاچار ایرانی نے آپ کو قید میں رکھا پھر برف میں دبا کر ہلاک کرنے کا حکم دے دیا لیکن وہ قید خانہ سے بچ کر نکل گئے۔

(تاریخ الافغان مترجم عبدالقدوس ہاشمی ص۱۵)

باباتاج الدین اولیارؒ

(شجرۂ نسب ص۲۷۲)

حضرت بابا سید تاج الدین تاج الاولیار بمقام کامٹی ۱۵ رجب ۱۲۷۷ھ بروز دوشنبہ مطابق ۲۷ جنوری ۱۸۶۱ء کو ناگپور میں تولد ہوئے۔ بابا صاحب والدین کے اکلوتے فرزند تھے جب ایک سال کے ہوئے تو والد بزرگوار کا رنگون میں انتقال ہوگیا۔ جب چھ سال کے ہوئے تو والدہ صاحبہ نے مدرسہ میں داخل کرایا۔ بارہ تیرہ سال کی عمر تک آپ نے عربی، فارسی، اردو اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ ہی میں علم لدنی کا اظہار ہونے لگا۔ آپ بے حد کم گو اور سلیم الطبع اور رحم دل تھے۔ اکثر تنہائی میں مولانا رومؒ اور حافظ شیرازی کے اشعار گنگنایا کرتے تھے حافظؒ کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

سہ مے خورد مصحف بسوزد آتش اندر کعبہ زن ساکن بت خانہ باش و مردم آزادی مکن

کم سنی ہی میں عبادت و ریاضت میں وقت صرف ہونے لگا جب عمر شریف ۱۸ سال ہوئی تو انہوں نے بھی آبائی پیشہ یعنی فوج کی ملازمت اختیار کرلی۔ آپ قادریہ، چشتیہ اور نظامیہ سلاسل سے بیعت تھے۔ آپ کو اویسی نسبت بھی حاصل تھی۔ دورانِ فوجی ملازمت آپ ریاضت اور مجاہدہ سے غافل نہیں رہے۔ چھ سال تک ملازمت کی پھر ملازمت ترک کر دی۔ اب آپ پر جذب و مستی کا غلبہ رہنے لگا۔ اور کرامات کے صدور بھی ہونے لگے۔ ایفائے عہد کی تلقین کیا کرتے۔ بابا صاحبؒ تربیت باطنی کرتے تھے اور تزکیۂ نفس پر زور دیتے تھے۔ حضرت نے رزق حلال کی خصوصی طور پر تاکید فرمائی ہے اور دستِ سوال دراز کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔ ۲۶ محرم ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۹۲۵ء میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار شریف ناگپور میں مرجع خلائق ہے۔

لہ اذکار تاج الاولیار ص۸۲،

منقبت

اے تاج الدینؒ تاجور سرکار اولیاء — آلِ نبیؐ ابنِ علی سردار اولیاء
وارث توئی اے صوفیا را سرار اولیاء — سرتاج عالی مرتبت سالار اولیاء
داخل شدی در شہر دل با دیدۂ گلزار — خوشا نصیب یار شہر یار اولیاء
می خواہم دعائے خیر تو اے تاج اولیاء — دستِ دعا دراز در دربار اولیاء
آرزو دارم توئی من دیدے در خواب — آں روئے زیبا نعمتِ دیدار اولیاء

صد مرحبا اے نجم منم بیدار بخت تاجی
ہست تاجدارِ ناگپور سرکار اولیاءؒ

(مؤلف)

وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

اور اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے اخلاق بڑے عالی ہیں (القرآن)

نمبر شمار	اسمائے گرامی
	نسب پدری[1]
۱۵	سید محمد عظیم برخیا قلندر بابا
۱۴	سید حسین مہدی
	سید بدیع الدین شیر دل
	مخدوم حسین مہدی
۱۳	سید جمال الدین اللہ دین
۱۲	حسین مہدی
	رکن الدین
	فضل مہدی
۱۱	عبداللہ عرب
۱۰	امام حسن عسکری
	نسب مادری
۱۷	قلندر باباؒ
۱۶	بی بی سیدہ
۱۵	عبدالمقتدر
	حسن مہدی
۱۴	سراج الدین
	حسن مہدی
۱۳	صدر الدین
	حسن مہدی
۱۲	جلال الدین
	فضل مہدی
۱۱	عبداللہ عرب
۱۰	امام حسن عسکریؓ

بابا قلندر اولیاء

سیّد حسن اُخریٰ محمد عظیم برخیاؒ

قلندر باباؒ ۱۸۹۸ء میں قصبہ خواجہ ضلع بلند شہر یوپی، ہند میں پیدا ہوئے۔ قیام علی گڑھ میں آپ کا میلان درویشی کی طرف بڑھ گیا۔ اسی دوران آپ اپنے نانا تاج الاولیاء بابا تاج الدین ناگپوریؒ کے پاس ناگپور تشریف لے گئے جہاں آپ کی روحانی تربیت ہوئی۔ یہ سلسلہ ۹ سال تک رہا۔ ذریعہ معاش کے لیے آپ نے رسائل و جرائد کی صحافت کی۔ شعراء کے دیوان کی اصلاح اور ترتیب کا کام کیا۔ کراچی میں مستقل سکونت پذیر ہوئے۔ ڈان اخبار میں سب ایڈیٹر رہے۔ رسالہ نقاد میں کام کیا۔ بابا صاحب ۱۹۵۶ء میں سلسلۂ سہروردیہ کے بزرگ ابوالفیض قلندر علی سہروردیؒ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ گیارہ سلاسلِ طریقت کے خلیفہ تھے۔ آپ سلسلۂ عظیمیہ کے مُرشدِ اعلیٰ ہیں۔ وہ صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ ۲۷ صفر ۱۳۹۹ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ مزار کراچی میں مرجع خلائق ہے۔

نوٹ:۔ سیدنا امام حسن عسکریؓ نے ۲۷۵ھ میں وفات پائی۔

سید حسن اخریٰ محمد عظیم برخیاؒ ۱۳۹۹ھ میں وفات پائی۔

دونوں سالوں کا فرق (۲۷۵ - ۱۳۹۹) ۱۱۲۴ سال۔ اگر ایک پشت کی اوسط عمر ۳۰ سال فرض کر لیا جائے تو امام حسن عسکریؓ سے بابا قلندرؒ تک (۳۰ ÷ ۱۱۲۴) ۳۷، کل ۳۷ پشتیں بنتی ہیں جبکہ نسب نامہ میں صرف پندرہ یا سترہ واسطے دکھائے گئے ہیں گویا بیس یا بائیس پشتیں کم تحریر کی گئی ہیں جو کہ تحقیق طلب ہے۔ (مصنف)

[1] روحانی ڈائجسٹ جنوری ۱۹۸۹ء ص ۱۸ تا ۲۲

باب ۱۴

ساداتِ واسطی جاجنیری

واسط خراسان کے دامنِ کوہ میں ایک پُرفضا مقام واسط واقع تھا جو آج کل واسط العسنی کہلاتا ہے۔ شہر واسط میں کُرد اور عرب قبائل آباد تھے۔ یہ شہر بغداد اور بصرہ کے وسط میں واقع تھا اس لیے یہ واسط موسوم ہو گیا۔ کسی زمانہ میں یہ شہر شاہی لشکر کے لیے صحرائی قیام گاہ ہوا کرتا تھا۔ اسی مقام پر خلفائے بغداد اور آلِ سلجوق نے بڑی بڑی جنگیں لڑی ہیں۔ چونکہ واسط عراق اور عرب کے درمیان واقع ہے اس لیے ایک طرف صحرائے پُرفضا ہے تو دوسری طرف لطیف ہواؤں کے جھونکے۔ روضۃ الصفا میں مؤرخین لکھتے ہیں کہ واسط پُرفضا مقام ہے اور مردم خیز علاقہ بھی۔ سید ابوالفرجؒ اسی شہر میں مقیم تھے اس لیے وہ اور ان کی اولاد واسطی کہلائے۔ اولاد سید ابوالفرج اولیاء کاملین میں سے تھے اور صاحبانِ تصنیف و تالیف تھے۔ اس لیے زمانہ بھر میں علم و فضل میں ممتاز رہے۔ یہ لوگ ہند میں وارد ہونے کے بعد سلطنتِ دہلی میں صاحب اختیار رہے اور محکمہ قضا سے سرفراز کیے گئے۔ ساداتِ بارہ صاحبانِ سیف و قلم بھی تھے۔ اسی خانوادے میں سید احمد گیسو دراز کالپی اولیاء اللہؒ گزرے ہیں۔ سید حسام الدین ثانی شہر میراں پور بعہد سلاطینِ اودھ صاحبِ اختیار تھے۔ حاجی افضل بلگرامی عالم باعمل اور قاضی بلگرام تھے۔ یہ سارے کے سارے ساداتِ واسطی تھے۔ ہندوستان میں حضرت ابوالفرج واسطی کی اولاد کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد ان کی ایک بڑی تعداد پنجاب، یوپی، بہار اور حیدر آباد دکن سے پاکستان ہجرت کر گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ ساداتِ واسطی کی داستان ہجرتوں کی داستان ہے۔

جاجنیر حکومت کے ظلم اور تعدی سے مجبور ہو کر حضرت زیدؓ نے خروج کیا تھا یہ ظلم و جور انتہا کو پہنچا اور بے شمار سادات قتل کر دیے گئے یہاں تک کہ سادات کا جینا دو بھر ہو گیا تو تمام ساداتِ گوشہ ہائے گمنامی میں چلے گئے۔ جس کو جہاں پناہ ملی چھپ گئے اور اپنا حسب و نسب خفیہ رکھا تاکہ عتابِ شاہی کے شکار نہ ہو جائیں۔

تاریخ حسن ص ۳۱ تا ۳۲،

الغرض سادات کے بہت سارے خاندان کسمپرسی میں افلاس وتنگی کے شکار ہو گئے۔ وہ ذریعہ معاش کی تلاش میں اِدھر سے اُدھر سرگرداں رہے۔ ان کے لیے دنیا تنگ کر دی گئی۔ اس افراتفری کے عالم میں ہلاکو خاں نے بغداد پر حملہ کیا تو رہی سہی کسر بھی پوری ہو گئی۔ سادات مدینہ کی طرف کوچ کرتے ہوئے جبل ارزق کے مقام پر پہنچے جو شام وعرب کے درمیان واقع ہے۔ وہاں زندگی کے کچھ آثار نظر آئے۔ سادات وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ اس قریہ کا نام جاجنیر تھا۔ سادات کی ایک جماعت روزگار کی تلاش میں اس قریہ کو چھوڑ کر شہر بغداد کے مضافات میں آباد ہو گئی۔ چونکہ وہ جاجنیر سے آئے تھے انہوں نے اس محلّہ کا نام بھی جاجنیر ہی رکھا۔ چونکہ اس جگہ ہر شخص کا گزارہ مشکل تھا اس لیے وہاں سے کچھ لوگ کوچ کر گئے اور واسط میں آباد ہو گئے اور زیادہ تر مدینہ واپس چلے گئے۔ الغرض سادات واسطی کا مرکز ومحور، مدینہ، بغداد، جاجنیر اور واسط رہا ہے۔

حضرت زید شہیدؓ حضرت امام حسینؓ کے فرزند امام زین العابدینؓ معرکہ کربلا میں زندہ بچے تھے جن سے سادات حسینی فاطمی کی نسل جاری ہوئی۔ حضرت زین العابدینؓ کے گیارہ فرزند تھے (۱) علی اصغر امام باقرؓ (۲) محمد اصغر (۳) عبدالرحمٰن (۴) حسن اکبر (۵) حضرت زید شہیدؓ (۶) حسین اصغر (۷) حسن اصغر (۸) عبداللہ (۹) سلیمان (۱۰) حسین اکبر (۱۱) محمد الاشرف۔

واضح ہو کہ فاطمہ بنت امام حسنؓ کا عقد امام زین العابدینؓ سے ہوا اور آپ کے بطن سے امام باقرؓ کی ولادت ہوئی۔ حضرت زید شہیدؓ کی مادر گرامی کا نام حوریہ تھا جو سرزمین سندھ کی رہنے والی تھیں مختار بن ابو عبیدہ ثقفی نے انہیں تیس ہزار درہم میں خریدا اور حضرت زین العابدینؓ کو ہبہ کر دیا۔ ان کے بطن سے حضرت زید شہیدؓ پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوالحسین ہے اور سن ولادت ۸۰ھ ہے۔ شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ امام باقرؓ کے بعد حضرت زید شہیدؓ اپنے کُل بھائیوں میں افضل تھے۔ حضرت زید شہیدؓ کی مادر گرامی کے بارے میں عبداللہ بن حسنؓ کی والدہ جناب فاطمہ کا قول ہے کہ "زید کی ماں غیر کفو سے آنے والی بیویوں میں بہترین بیوی تھیں"، جناب حوریہ کے بطن سے زید، عمر، علی اور خدیجہ تولّد ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب زید بن علی بن حسین بن حضرت علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔

علاء الدین ادریس نے کنز الاخبار میں لکھا ہے کہ:

سے تاریخ حسن ص۲۱ تا ۲۲

"ایک دن صبح کو امام زین العابدینؓ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ رات میں نے جناب رسالتمآب کو خواب میں دیکھا۔ حضرت میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے گئے اور ایک حور کا میرے ساتھ عقد کیا۔ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ یا علی جب اولادِ نرینہ پیدا ہو تو اس کا نام زید رکھنا۔"

چونکہ امام زین العابدینؓ کو حضرت زید شہیدؓ کی بشارت ہو چکی تھی۔ جب زیدؓ پیدا ہوئے تو امام نے قرآن مجید سے فال دیکھی اور اس فرزند کا نام زید رکھا۔

حضرت زیدؓ کو اللہ نے ایسی نسبی خصوصیت عطا فرمائی جو کسی اور کو نصیب نہ ہوئی جیسا کہ علامہ سید مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں کہ:

"میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ صحیح ہے یعنی حضرت زید کی والدہ سندھ کی رہنے والی تھیں اور جیسا کہ کہتے ہیں کہ ان کی دادی شہر بانو والئ فارس یزدجرد کی بیٹی تھیں تو اس کا مطلب گویا یہ ہوا کہ ان میں عربی، قریشی، ہاشمی، فاطمی، علوی خصوصیات کے ساتھ ساتھ ایرانی اور ہندوستانی صفات بھی موروثی طور پر منتقل ہوئیں۔ شاید ہی زمانہ میں اس قسم کی موروثی خصوصیات کسی فردِ واحد میں جمع ہوئی ہوں۔"
(حضرت امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص۱۳۶)

علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب "الذراری فی ابنائے اسراری" میں خضری سے نقل کیا ہے کہ ہشام بن عبدالملک مروان نے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ "مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم دعویٔ خلافت رکھتے ہو حالانکہ تم اس کے اہل نہیں کیونکہ تم کنیز زادے ہو۔" آپ نے فرمایا کہ "حضرت اسمٰعیلؑ کی ماں بھی کنیز تھیں لیکن ان کے صلب سے خیر البشرؐ پیدا ہوئے۔ یہ سن کر ہشام لاجواب ہو کر آگ بگولہ ہو گیا۔"

حضرت زید دربار سے نکل کر کوفہ روانہ ہوئے۔ کوفہ کے باشندوں کی بڑی تعداد امویوں کے ظلم کا نشانہ بنی ہوئی تھی لہٰذا اہلِ کوفہ اموی حکمرانوں کے ظلم واستبداد سے نجات حاصل کرنے کے لیے کسی رہبر کے متلاشی تھے۔ حضرت زید شہید کی اس اتفاقی آمد پر کوفہ والوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اہل کوفہ کی اس کیفیت کو مولانا مودودی صاحب نے اس طرح بیان کیا ہے کہ:

"ایک مدت کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ خاندانِ علیؓ کا ایک ممتاز فرد کوفہ آیا تھا۔ یہ شہر ہمیشہ سے شیعان علی کا گڑھ تھا اس لیے حضرت کے آنے سے یک لخت علوی تحریک میں جان پڑ گئی اور لوگ کثرت سے ان کے گرد جمع ہونے لگے ویسے بھی عراق کے باشندے سالہا سال سے بنی امیہ کے ظلم وستم

سہتے سہتے تنگ آچکے تھے اور اٹھنے کے لیے سہارا چاہتے تھے۔ علوی خاندان کے ایک صالح، عالم فقیہہ شخصیت کا میسر آجانا انہیں غنیمت محسوس ہوا۔" (خلافت و ملوکیت ص۲۶۶ تا ۲۶۷)

حضرت زید شہید نے کوفہ پہنچ کر ۱۲۲ھ میں خروج کیا۔ پندرہ ہزار کوفیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی مگر خروج کے وقت صرف ۳۰۰ آدمی آپ کے ہمراہ تھے۔ کوفیوں نے اپنی جبلّی خصلت دغابازی اور بے وفائی و غداری کا مظاہرہ آپ کے ساتھ بھی ویسا کیا جیسا کہ آپ کے جد امام حسینؑ کے ساتھ کیا تھا۔

یوسف بن عمر ثقفی بارہ ہزار سپاہیوں کے ہمراہ ہشام بن عبدالملک کے حکم سے آپ کے مقابلے پر آیا۔ تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ یوسف کی فوج کے صدہا آدمی کام آئے لیکن حضرت زید شہید کے قلیل لشکر سے صرف ۷۰ آدمی کام آئے۔ ناگاہ یوسف کے غلام راشد نے ایک تیر مارا جو حضرت زید کی پیشانی پر دونوں ابروؤں کے درمیان لگا اور آپ گھوڑے سے گر کر شہید ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۲ سال تھی آپ کے لشکریوں نے آپ کی نعش مبارک کو پوشیدہ دفن کر دیا۔ یوسف نے منادی کرا دی کہ جو شخص زید شہیدؒ کی قبر کا پتہ دیگا اس کو ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا۔ ایک حبشی سندھی غلام جو دفن کے وقت موجود تھا اس نے آپ کی قبر کا پتہ بتا دیا۔ یوسف نے نعش کو قبر سے نکلوا کر سر اقدس کو جدا کر کے ہشام کے پاس بھیجا اور تنِ اطہر کو دار پہ لٹکا دیا۔ چار سال تک تنِ اطہر مصلوب رہا جب ہشام مر گیا تو یوسف ثقفی نے ولید بن یزید کے حکم سے جسدِ مبارک کو اتار کر جلوا دیا اور خاک کو دریائے فرات میں ڈال دیا۔ جس جگہ جسدِ مبارک جلایا گیا تھا وہاں اب ایک قبہ بنا دیا گیا ہے جہاں ایک چھوٹی سی بستی آباد ہو گئی جسے زید کہتے ہیں۔

جب جناب زیدؒ شہادت پر فائز ہو چکے تو آپ کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی بچ گئی تھیں۔ ان میں سب سے چھوٹے صاحبزادے عیسیٰ ابو یحییٰ کا سن اس وقت صرف ایک سال کا تھا۔ تین صاحبزادے آپ کے قید کر دیئے گئے تھے انہیں بھی باپ کی طرح مصلوب کرنے کا حکم جاری کیا گیا تھا مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ داروغہ قید خانہ کو ان کی حالت پر رحم آیا آدھی رات کو ان کو چھوڑ دیا۔ یہ غریب سادات رات ہی رات کوفہ سے روانہ ہوئے بصرہ پہنچے اور بنی امیہ کے آخری حکمراں تک روپوش رہے۔

حضرت زید شہید کی شبیہہ | سفید رنگ، بزرگ چشم، پیوستہ ابرو، دراز قامت، انبوہ ریش، کشادہ سینہ بینی بلند، سیاہ موہائے سر و ریش۔ آپ کے دونوں عارض حضرت علیؓ سے مشابہ تھے۔ آپ بہت بڑے ذی علم تھے اور نہایت فصیح و بلیغ، جب کوئی سوال کرتا تو جواب میں تعجیل نہ فرماتے اور ہر کلمہ کا جواب الگ الگ دیتے۔ یہاں تک کہ حجت تمام فرما دیتے تھے۔ آپ نہایت متقی پرہیزگار اور جری و سخی تھے۔

یحییٰ ابن زید شہید | عمدۃ الطالب میں مرقوم ہے کہ حضرت زید کی اولاد میں چار فرزند تھے جن کے نام (۱) یحییٰ (۲) حسین (۳) عیسیٰ ابو یحییٰ (۴) محمد ہیں۔ ان میں سے یحییٰ نے ولید بن یزید بن عبدالملک کے ابتدائی دورِ حکومت میں بنی امیہ کے مظالم کے خلاف خروج کیا اور شہید ہوئے۔

جسٹس امیر علی اپنی کتاب میں رقم کرتے ہیں کہ:

"مایوسی کا شکار نوجوان یحییٰ ایک جگہ سے دوسری جگہ سرگرداں چھپتے پھرتے رہے۔ آخر کار یہ سوچ کر کہ بزدلوں کی طرح مرنے سے بہتر ہے کہ بہادروں کی طرح تلوار ہاتھ میں لیے میدانِ جنگ میں جان دی جائے۔ انہوں نے عَلمِ جہاد بلند کیا اور ارغونہ نامی گاؤں میں لڑتے ہوئے جان دی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی قبر بہت مشہور ہے اور آج تک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ قتل ہونے سے پہلے یحییٰ نے کئی لڑائیاں لڑیں۔ ایک تیر سے جوان کی کنپٹی میں آکر پیوست ہو گیا تھا ان کی ہلاکت واقع ہوئی۔"

حضرت زید شہید کی نسل آپ کے تین فرزندان (۱) عیسیٰ ابو یحییٰ (۲) حسین (۳) محمد کے ذریعہ گوشہ ہائے عالم میں پھیلی اور زیدی کہلائی۔ حضرت یحییٰ کی شہادت عالمِ شباب میں ہوئی اس لیے آپ کی نسل کا کسی کو علم نہیں بعض لوگوں نے ان کی اولاد کے بارے میں لکھا ہے لیکن وہ غیر معتبر ہے۔ ان کے برادر سید عیسیٰ کی کنیت ابو یحییٰ تھی اس لیے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔

عیسیٰ ابو یحییٰ | آپ کا اسمِ گرامی دراصل عمارہ ہے لیکن بنی امیہ کے خوف سے آپ نے اپنا نام عیسیٰ رکھا تھا۔ کنیت ابو یحییٰ تھی۔ اکثر شیر کا شکار کرتے تھے اس لیے موتم اشبال کہلائے یعنی شیر کے بچوں کو یتیم کرنے والا۔ تمام القاب کے ساتھ آپ "سید الابدال عمدۃ الخصال محمد عیسیٰ ابو یحییٰ موتم اشبال کہلاتے تھے۔ حضرت زید شہید کی شہادت کے وقت آپ کی عمر صرف ایک سال تھی آپ کو آپ کے ماموں ابراہیم قتیل بن عبداللہ المحضؓ نے پرورش کیا آپ نے اپنے ماموں کے ہمراہ منصور دوانیقی

اور دوسرے عباسی بادشاہ پر فوج کشی بھی کی لیکن قسمت نے ساتھ نہیں دیا۔ مدینہ کی سکونت ترک کرکے مہدی عباسی کے وقت تک بصرہ میں پوشیدہ رہے۔ شیخ نقیب تاج الدین نے لکھا ہے کہ آپ آخر وقت میں کوفہ میں سقائی کا کام کرتے تھے اس لیے امام ماشکی کہلائے۔ عیسیٰ ابویحییٰ نے ۴۶ سال کی عمر پاکر سنہ ۱۶۸ھ میں بصرہ میں انتقال کیا۔ حسن بن صالح نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو پوشیدہ دفن کردیا۔ وہ شاعر بھی تھے ان کے چند اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہیں :

(۱) جب[1] لوگوں کی آنکھیں سو جاتی ہیں میں خوف سے جاگتا رہتا ہوں اور ایک لمحہ کیلئے بھی نیند نہیں آتی ہے۔

(۲) اہلِ ظلم نے مجھے جلا وطن کردیا حالانکہ سوائے آخرت کی یاد کے میرا کوئی قصور نہیں۔

(۳) میں خدا پر ایمان لایا ہوں اور یہ لوگ ایمان نہیں رکھتے لہٰذا میرے لیے ان کے پاس شر ہی شر ہے۔

(۴) وہی بات کہتا ہوں جو خوف میں زندگی بسر کرتا ہوں۔ میرا دل قابو میں نہیں میں جاگتا رہتا ہوں۔

(۵) جس کی دونوں جوتیاں ٹوٹ گئی ہوں اور وہ اس بادیہ پیمائی کی شکایت کرتا ہو جس سے مرو کی گلیاں روگردانی کرتی ہوں۔

(۶) میں وطن سے دور سر بصحرا ہوں اور خوف میں زندگی بسر کرتا ہوں ایسا خوف جیسے آدمی جلاد سے خوف کھاتا ہے۔

(۷) ایسے شخص کے لیے موت میں راحت ہے اور موت تو ہر شخص کی گردن میں پڑی ہوئی ہے۔

عیسیٰ ابویحییٰ نے چار فرزند چھوڑے (۱) حسین غسارہ (۲) محمد (۳) زید (۴) احمد مختفی۔ حسین غسارہ کا حال کسی نے نہیں لکھا۔ زید نے شام میں سکونت اختیار کی۔ احمد مختفی اپنے وقت کے بہت بڑے عالم و زاہد گزرے ہیں۔ علم فقہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ بہت سی تصانیف آپ نے چھوڑیں۔ ہارون رشید نے آپ کو قید کرلیا اور رہائی کے بعد آپ نے بصرہ میں سکونت اختیار فرمائی اور یہیں سنہ ۲۴۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

محمد بن عیسیٰ بن زید شہید | آپ کی اولاد کثیر تھی جو اطراف و جوانب میں پھیل گئی۔ آپ نے اپنے

---

[1] سادات نواز پور ص۲۹ تا ۳۰،

والد بزرگوار کی طرح بصرہ میں پوشیدہ زندگی گزار دی اور وہیں انتقال ہوا۔ مدینہ میں آپ کے ایک صاحبزادہ سید علی تھے جو عراق چلے گئے اور سید علی عراقی کہلائے۔ سید علی عراقی سے سید زید تک سب عراق ہی میں رہے۔ مگر زید کے فرزند سید یحییٰ نے عراق کی سکونت ترک کرکے فدک کے مقام پر خیبر میں سکونت اختیار کی۔ سید یحییٰ کے فرزند سید حسین خیبر سے اپنے آبائی وطن مدینہ چلے آئے اور ان کے فرزند سید داؤد بھی مدینہ میں ہی رہے۔ سید داؤد کے صاحبزادے سید ابوالفرح واسطی عاملانِ مدینہ کے مظالم سے تنگ آکر اپنے آبائی وطن کو خیرباد کہا اور عراق کے شہر واسط میں سکونت اختیار کی اور واسطی مشہور ہوئے۔ آپ واسط میں نہایت خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور فہم و فراست، تدبر اور سیاست میں شہرۂ آفاق تھے۔ امیر کوفہ اور رئیس بصرہ آپ سے مہمات ملکی میں مشورہ لیا کرتے تھے اور آپ کے تدبر سے برابر مستفید ہوا کرتے تھے۔ مگر کچھ دنوں کے بعد سیاست کے معاملہ میں امیر عراق سے شکر رنجی ہوگئی اس لیے آپ نے حفظِ جان و آبرو کے خیال سے واسط کو خیرباد کہا۔ آپ اپنے چاروں صاحبزادوں کو ہمراہ لے کر مع اہل و عیال غزنی تشریف لائے۔ غزنی میں محمود غزنوی سلطان نے پذیرائی کی اور انہیں ہمراہ لے کر مہمات سر کرنے کی غرض سے ہندوارد ہوا۔ پنجاب فتح کرنے کے بعد سلطان محمود غزنی لوٹ گیا اور اپنے ہمراہ سید ابوالفرح واسطی کو بھی لے گیا۔ آپ کے چاروں فرزند سرہند کے قریب کلاں نور میں اپنی اپنی جاگیر میں فروکش ہوئے اور ان کی اولاد ۱۸۰ سال تک پنجاب میں سکونت پذیر رہی بعدازاں ہند کے دوسرے علاقوں میں منتقل ہوئے۔ سید ابوالفرح غزنی سے واسط لوٹے جہاں سنہ ۴۲۷ھ میں آپ کا وصال ہوگیا۔

سادات کا سندھ سے تعلق | (۱) حضرت خولہ بنت ایاس بن جعفر حنفیہ[1] حضرت علیؓ کی ساتویں زوجہ تھیں جو امِ ولد تھیں۔ حضرت خولہ دراصل حبشیہ سندھیہ (سندھ کی رہنے والی) تھیں اور بنی حنفیہ کی کنیز تھیں جن کے بطن سے محمد اکبر (محمد حنفیہ) پیدا ہوئے جو بڑے شجیع اور بہادر تھے۔ کربلائے معلّٰی میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد بنی امیہ کے خلاف خروج کیا۔ جنگیں لڑیں۔ ان کی خون آشام تلوار نے چار دانگِ عالم میں علوی شجاعت کی دھاک بٹھا دی جن کے کارنامے تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔

---

[1] حدیقۃ الانساب ص۴ تا ۶،

(۲) یزدجرد[1] ملک فارس کا آخری بادشاہ تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم کے عہد میں ایران فتح ہوا اور حضرت شہربانو بنت یزدجرد گرفتار ہوکر مدینہ آئیں تو حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت عمر فاروقؓ سے اس عندیہ کا اظہار کیا تھا کہ حضرت شہربانو چونکہ نوشیرواں عادل کے خاندان کی شہزادی ہیں اسلیے انہیں کسی شہزادے کو پیش کیا جائے جسے حضرت عمر فاروقؓ نے خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیا اور ان کا نکاح حضرت امام حسینؓ سے کردیا۔ یزدجرد کی ملکہ سندھ کی رہنے والی تھیں۔ چنانچہ المنہیؒ فرماتے ہیں کہ :

"یزدجرد آخر ملوک فارس کی بیٹی سلاقہ جن کو سندھیہ بھی کہتے ہیں حضرت امام زین العابدین کی والدہ محترمہ تھیں۔ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد جن کا لقب "شہربانو" ہوا۔"

(۳) حضرت زید شہید کی مادر گرامی کا نام حوریہ[2] تھا جو سرزمینِ سندھ کی رہنے والی تھیں جنہیں مختار بن ابو عبیدہ ثقفی نے تیس ہزار درہم میں خریدا اور حضرت زین العابدینؓ کو ہبہ کردیا جن سے حضرت زید شہید تولد ہوئے۔

(۴) حضرت زید شہیدؓ کے فرزند ارجمند محمد اُمّ ولد کے بطن سے تولّد ہوئے اُمِّ ولد بھی سندھ کی رہنے والی تھیں یعنی مکران کی شہزادی تھیں۔

گویا اس طرح حضرت زید شہیدؓ کی دادی، والدہ اور زوجہ تینوں کا تعلق سندھ کی سرزمین سے تھا اس لیے ساداتِ زیدی واسطی جامیزی کا سندھ سے مادری رشتہ ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ :-

(۱) حضرت علیؓ بن ابی طالب کی ساتویں زوجہ حضرت خولہ سندھیہ (سندھ کی رہنے والی تھیں)
(والدہ محترمہ محمد بن حنفیہ (محمد اکبر) بن حضرت علیؓ)

(۲) حضرت امام حسینؓ بن علی بن ابی طالب کی زوجہ حضرت شہربانو (سلاقہ) سندھیہ تھیں۔
(والدہ محترمہ حضرت امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ)

(۳) حضرت امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ کی زوجہ حوریہ بھی سندھیہ تھیں۔
(والدہ محترمہ حضرت زید شہیدؓ بن امام زین العابدینؓ)

---

[1] مراۃ الانساب صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۳، [2] سادات نواز پور صفحہ ۱۰، [3] سادات نواز پور صفحہ ۲۶

(۴) حضرت زید شہیدؓ بن امام زین العابدینؓ کی زوجہ اُمِّ ولد بھی سندھیہ تھیں۔
(والدہ محترمہ محمد بن زید شہیدؓ)

اس طرح ثابت ہوا کہ زیدی سادات کا سندھ سے بہت ہی قدیم اور گہرا رشتہ ہی نہیں سندھ کی سرزمین سے مادری نسبت ہے۔

ماتلی شہر کے رئیس کریم بخش نظامانی کی سندھی تصنیف "کیئی کتاب" سے اقتباسات

سندھ و ایران کے قدیم روابط کے سلسلے میں اعثم کوفی کی تاریخِ ایران کو معتبر روائت کے طور پر کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ جس کے مطابق سندھ و ایران کے تعلقات بہرام گور کے زمانہ سے ہی قائم رہے ہیں جن کا ذکر فردوسی کے شاہنامہ میں ملتا ہے مثلاً

مگر نامور "شنگل" از ہندوان
کہ از دلو پیچیدہ دار لئے دوران

تو شاہی و "شنگل" نگہبانِ ہند
چرا باد خواہی ز چین و ز سندھ

اسی تاریخ میں اعثم کوفی رقم طراز ہے کہ ہندو سندھ کے بادشاہ "شنگل" کے بہرام گور سے گہرے مراسم تھے جو نوشیرواں عادل کے دور میں بھی قائم رہے۔ اسی زمانہ میں ہند سندھ کی مشہور و قدیم کتاب "کلیلہ و دمنہ" کا ترجمہ فارسی زبان میں ہوا تھا۔ بلکہ عرب و عجم کے درمیان جنگ و جدال میں بھی سندھ نے ہمیشہ ایران کا ساتھ دیا تھا جن میں کاظمہ، پلہ، قادسیہ، جلولا اور فتح مدائن قابلِ ذکر ہیں۔

دوستانہ سفارتی تعلق کے پیشِ نظر ایران کے بادشاہ کا اکثر و بیشتر سندھ آکر سیر و شکار سے لطف اندوز ہونے کی ریت بہت پرانی تھی چنانچہ ساسانی خانوادہ کا آخری بادشاہ "یزدگرد" بھی مہاراجہ رائے سہاسی اول کے دور میں سندھ میں راجہ "سیدھ" کی دعوت پر اس کا مہمان بنا تھا۔ اسے سندھ کے سرسبز علاقوں اور تفریح گاہوں کی سیر کرائی گئی تھی۔ سیر و تفریح میں ماتلی کے دریائے رین کی سیر کا پروگرام بھی شامل تھا۔ بادشاہ کو ماتلی شہر میں سندھ کے مشہور بہادر، پہلوان اور سردارانِ فوج اور سپہ سالاروں سے بھی ملاقات کرائی گئی تھی۔ اسی سفر کے دوران یزدگرد نے ماتلی میں شادی کی تھی اور شاہ نے ملکہ کا نام "ماہ طلعت"

---

[5] "کیئی کتاب" بزبانِ سندھی از رئیس کریم بخش نظامانی (ماتلی)، صفحہ ۶۳ تا ۶۷،

رکھا تھا جس کے نام پر یہ شہر آج بھی ماتلی کہلاتا ہے " راجہ سیدھ" کے زمانہ کے آثارِ قدیمہ نورائی شریف کے نزدیک "گنجی ٹکر" کے دامن کوہ کے بڑے قبرستان میں آج بھی موجود ہے۔ اس قدیم آبادی کے آثار ماتلی شہر کے بائیں جانب اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

"ماہِ طلعت" کے بطن سے "یزدگرد" کی دو دختر تولد ہوئیں جن کے نام کنہ بانو اور شہر بانو تھے جو فتح مدائن میں گرفتار ہوکر حضرت عمر فاروقؓ کے پاس لائی گئیں اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی زوجیت میں آئیں۔ اس طرح ماتلی شہر کو شہر بانو کی ننہال ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ یہ رتبہ سندھ میں صرف ماتلی شہر کو حاصل ہے۔ ایک روائت کے مطابق میدانِ کربلا میں حضرت امام حسینؓ نے جنگ سے قبل مندرجہ ذیل تین شرطیں پیش کی تھیں :-

(۱) مجھے یزید کے پاس جانے دو تاکہ میں روبرو سوال وجواب کرسکوں۔
(۲) مجھے راستہ دے دو تاکہ میں اپنے بچوں اور مستورات کو واپس مدینہ بھیج دوں۔
(۳) اگر تمہیں عرب میں میرا رہنا پسند نہیں تو مجھے سندھ کا سفر اختیار کرنے دو۔

متفرق روایتیں (۱) ایک روائت کے مطابق ماہِ طلعت کا یہ خاندان بی بی دائی حلیمہؓ کی اولاد ہے۔
(بروائت عبدالرحیم ویلفیئر آفیسر دماتلی)، ومحمد عمر میمن دماتلی))

(۲) دوسری روائت کے مطابق یہ خاندان حارث کی اولاد ہے۔
(اخبار جنگ صلا۱۶ تاریخ ۴ دسمبر ۱۹۹۱ء بدھ ایڈیشن) وادئ مہران کی قدیم تہذیب از شاہد مرزا انجم

(۳) لاہور کے حکیم فیض عالم صدیقی نے اپنی تصنیف "سادات بنی رقیہؓ" میں امام حسینؓ کی زوجہ شہر بانو بنت یزدگرد کے وجود سے ہی انکار کیا ہے جس کی تائید میں "زمخشری" کا حوالہ دیا ہے۔ بلکہ ابن قتیبہ کی عبارت ملاحظہ ہو"

"یعنی امام زین العابدینؓ کی والدہ کا نام سلاقہ یا غزالہ تھا اور وہ سندھیہ تھیں"

نوٹ :- حکیم فیض نے سلاقہ کو سہواً سلافہ تحریر کیا ہے، مزید برآں انہوں نے اپنی تالیف "عترت رسول" ص۱۱۷ تا ص۱۲۹ کا اور "افاداتِ بنگش" ص۳۶ کا بھی حوالہ دیا ہے" واللہ اعلم بالصواب"

مؤلف کا تبصرہ سادات کا سندھ سے تعلق کے سلسلے میں ضروری معلومات تحقیق اور جستجو کے بعد فراہم کی گئی ہیں تاکہ آنے والے محققین کے لیے اس موضوع پر تحقیق کا کام کچھ آسان ہوجائے۔

باب ۱۲ سادات زیدی

شجرۂ اولاد سید ابوالحسن زید شہید بن امام زین العابدینؓ

سید عیسٰی ابو یحیٰی
سید حسین
سید علی
سید حسین
سید علی عراقی
سید حسین
سید علی
سید زید ثانی
سید عمر
سید زید ثالث
سید یحیٰی
سید حسین
سید داؤد
سید ابوالفرج واسطیؒ
سید ابوالفراس

- سید مسعود: سید علی باگھ، سید محمد، سید ہدایہ، سید ابراہیم، سید عزالدین، سید بدرالدین، سید احمد ماجینری (بہار) - سید محمود ماجینری (بہار)
- سید ابوالفرج ثانی: سید حسین، سید علی، سید صغرائی بلگرامی (فاتحِ بلگرام)

(ص۴۵۱ تاریخ الزار السادات ص۵۷، ۳۰۵ عربی النسل مسلمان ص۴۵ نسب نامہ سادات بنہوڑ)

سید یحیٰی شہید
سید عمر محدث
سید مجید محدث
سید ابوالحسن تقی
سید اشرف الدین
سید عبداللہ
سید السادات
سید نورالدین
سید عزیز اللہ
سید عوث الدین
سید کبیرالدین
سید عزیزالدین
سید ابوالمکارم
سید قمرالدین
سید سلطان العارفین
سید محمد سوڑھری
سید نظام الدین
سید معزالدین
سید فریدالدین
سید برہان الدین
سید عبداللطیف
سید عبداللہ
سید شمس الدین
سید محمد حنیف
سید محمد
سید ابوالخیر
سید فرزند علی

(سامانہ، پٹیالہ سے نقل مکانی کرکے امروہہ میں آباد ہوئے۔)

سید حسین ذوالدمعہ (ص ۲۸۸)
سید علی
سید حسین
سید علی
سید حسین
سید عیسٰی
سید یحیٰی
سید داؤد
ابوالعاص ابوالفرج واسطیؒ
ابوالعیاض
سید غیاث الدین
سید مسعود واسطی
سید علی
سید جعفر
سید نصیرالدین حسین
سید بدرالدین بڈھا
سید میران
سید نصیرالدین ثانی
سید شہاب الدین
سید ابوزید
سید زید بڈھا
سید حمزہ
سید حسین
سید لطف اللہ
سید حسن۔ (فتح پور، یوپی)

(ص ۴۴ چاند پور کے زیدی خانوادے)

شجرۂ اولاد سید حسین ذوالدمعہ بن سید زید شہید (صہ ۲۸۹)

سید ابوالحسن یحییٰ

- سید یحییٰ
  - سید حسین زاہد
  - سید ابوالفرج عریضی
  - سید زید
  - سید جعفر
  - سید محمد ابوبکر
  - سید حامد
  - سید حمزہ
  - (فتح پور، باندہ، یوپی)
- سید محمد اصغر
  - ابوالفرج واسطی
- سید عمر الاعلیٰ
  - سید احمد حارث
    - سید یحییٰ محدث
    - سید احمد
    - سید عمر
    - سید یحییٰ
    - سید احمد
    - سید علی زید
    - سید عبداللہ
    - سید ابوطاہر
    - سید عبداللہ ثانی
    - سید ابوبکر
    - سید عثمان
    - سید کمال الدین ترمذی (کیتھل شریف، پنجاب)
      - میر سید جلال الدین (صہ ۲۸۹)
      - سید حسین الدین
      - سید عبدالدین
      - سید علیم الدین
      - سید رکن الدین
      - سید عزیز الدین
        - سید ابراہیم شہید
      - سید نظام الدین
        - سید نصیر الدین ساکن (کھگڑہ، پورنیہ ترہٹ بہار)
      - میر سید نعمت الدین
        - سید قطب الد
  - سید ابوعبداللہ
    - سید حسین ندان
    - سید ابوالحسین جندی
    - سید زید
    - سید داؤد
    - سید حمزہ
    - سید علی
    - سید محمد
    - سید حسین
    - سید یوسف
    - سید محمد
    - سید علی
    - سید یوسف ابوقتال
    - سید ابوالفتح محمد گیسو درازؒ (گلبرگہ شریف، حیدر آباد دکن)
  - ابو منصور محمد الاکبر
    - سید حسین
    - سید ابوالحسن
    - سید داؤد جنیدی
    - سید ابراہیم حمزہ

شجرۂ اولاد میر سید جلال الدین بن سید کمال الدین ترمذیؒ (صہ ۲۸۸)

- سید حسن عسکری
- سید اشرف گنج بخش
- سید یحییٰ محدث
- سید ضیاء الدین شہید
- سید احمد
- سید حسن ترمذی
- سید علی گھوڑا بخش
  - سید محمد تقی
    - سید عبدالمطلب
      - سید سعد اللہ
        - سید شریف علی
          - سید نواز علی
            - سید ولایت علی
              - سید امین اللہ
                - سید فضل علی
                - سید تفضل حسین
                - سید تجمل حسین
                  - سید ضمیر الحسن
                    - سید حسن زیدی (اے ڈی آئی ایس ایف)
                  - سید مختار الحسن
                    - سید مصباح الحسن
                    - سید محمد خالد
                - خالق علی
                - عرفان علی
                - سید محمد خلیل
                - سید محمد جمیل (اے جی)
            - واحد علی
              - امام علی
              - عبدالعزیز
              - مولانا عبدالرشید
        - سید اسد اللہ
          - سید سعد اللہ
          - محبوب علی
          - قاسم علی
          - عابد حسین
          - مبارک حسین
          - شمیم حسین
      - سید بہادر علی
        - سید قادر علی
        - سید منور علی
        - سید امام بخش
        - سید احمد علی
        - سید جلال الدین
        - سید سجاد دیلمی
          - نور العین حیدر
          - قرۃ العین حیدر
  - سید محمد محمود
    - سید محمد عالم
    - سید محمد کامل
    - سید محمد گوہن
    - سید شفاعت علی
    - سید رحمت علی
    - سید امام علی
    - سید ضامن علی
      - سید رضا علی
        - سید محمد یحییٰ
        - سید یعقوب حیدر
        - سید اوج خورشید حیدر
        - سید نظیر حیدر
      - سید افتخار علی
        - سید مشتاق علی
        - سید جمال احمد
        - سید نونہال احمد
        - سید احمد شعیب (جہانگیر روڈ، کراچی)

اولادسید حسین نسابہ نقیب

سید یحییٰ ابوالحسن

سید ابوالحسن فارس

سید علی	سید اسمٰعیل
سید محسن	سید حسن زاہد
سید رحمت اللہ	سید احمد
۱۵۔ سید علی	سید ابوبکر
۱۷۔ سید شاہ عبداللہ طوسی	سید احمد طاہر
۱۲۔ سید اسداللہ	سید مختار
۱۹۔ سید عمران	سید جعفر زیدی
سید حسین طوسی	سید حامد واسطی
سید یوسف	سید قاسم واسطی (مدفون پٹنہ)
سید حسن	سید حسن
سید مصطفےٰ	سید احمد
سید مجتبےٰ	سید زین العابدین
سید احمد	(پیر دمڑیا)
سید محمد سہروردیؒ	سید رکن الدین
(بہار)	سید حمزہ
(تاریخ انوار السادات صہ ۵۴۳)	سید ممتاز
(از سید ظفریاب حسین زیدی)	سید نظام الدین بندگیؒ
	(بہار)

اولادسید محمد بندہ نواز گیسودرازؒ

(شجرۂ نسب صہ ۲۸۸)

سید محمد اکبر حسینی

سید محمد اصغر حسینی

سید شاہ جعفر

سید شاہ صوفی

سید شاہ عبداللہ

سید شاہ اسداللہ

سید شاہ حفیظ اللہ

سید گل محمد

سید عبدالکریم

سید محمد صالح

سید محمد سلیم

سید محمد شاہ

حکیم سید احمد شاہ

سید برکت علی شاہ

سید مظفر علی

سید محمد سلیم

سید زاہد حسین زیدی

(جہانگیر روڈ ویسٹ، کراچی)

(صہ ۵۴۰ انوار السادات)

اولادسید ابوالفرح واسطیؒ (شجرہ صہ ۲۸۷)

سید ابوالفراس	سید معزالدین	سید داؤد	سید ابوالفضائل
مورث اعلیٰ	سید نجم الدین (داماد محمود غزنوی)	سید ابوالفتح	سید ابوالفتح
سادات جاجنیری وبلگرامی)	امیر قیصر ناصر الدین	سید ابوالحسن (گل حسن)	سید ابوالحسن
(صہ ۲۹۳)	سید ابوصالح زریں	سید علی	سید علاء الدین علی
	دیوان سید علی	سید محمد	سید محمد
	سید ابوالقاسم	سید حسن	سید حسن فخر الدین
	سید ابوالحسن	سید ہادی	سید ہادی
	سید محسن	سید محمد عیوض	سید علی
	سید موسیٰ	سید محمد عمرز	سید حسین جستے
	سید جلال خلل میر	سید اختیار الدین	سید سالار اولیا
	سید عزیز	سید امیر الدین (اسدالدین)	سید محمد خان
	سید محمد	سید محمد منیر	سید سالار ثانی
	سید حیدر	سید علاء الدین	سید حیدر خانی
	سید نصیر الدین	سید زین العابدین	سید محمد یوسف
	سید حسین منصور	سید میر سعید	سید پرورش علی خان
	سید کریم الدین	سید مبارک ماکھن	سید یار محمد خان
	سید عبداللہ خان	سید محمد خان بارھہ	شیخ محمد خان (صلابت جنگ)
		سید علی اصغر	سید محمد خان
		سید سیف الدین	سید ذوالفقار علی

سید عبداللہ خان کی اولاد:

میر زینا	سید حسن عبداللہ خاں	سید حسین علی خاں
(میر زینا کی	وزیر اعظم فرخ سیر	سپہ سالار
پلی شاد	(بادشاہ گر)	مغل افواج
عظیم آبادی کی		در عہد فرخ سیر
دادی تھیں)		(بادشاہ گر)
(مسلم شعرائے بہار صہ ۲۲۸ جلد دوم)		

سید سیف الدین کی اولاد:

سید آتش (بندھن)	میر حرچپوش	سید امانت علی
چاندپور، بجنور	(دہلی)	سید روشن علی
(یوپی)	(صہ ۲۹۲)	(مصنف تاریخ سادات بارھہ)
(صہ ۲۹۲)		(شجرۂ سادات بارھہ صہ ۲۵۸، ۲۸۵)

نوٹ: خان بہادر سید علی محمد شاد عظیم آبادی کے والد کا نام نواب سید اظہار حسین خاں (عباس مرزا) تھا اور دادا کا نام سید تفضل حسین خاں نواب تھا۔ ان کے مورث اعلیٰ نواب سید دانشمند علی خاں دہلی کے مغل بادشاہ محمد شاہ کے دور حکومت میں ملتان اور ٹھٹھہ کے عامل تھے۔

(مسلم شعرائے بہار جلد دوم صہ ۱۹۶)

شجرہ اولاد سیّد سیف الدین

(صفحہ ۲۹۱)

میر قطب علی چرمپوش

- سید نور الہدیٰ (میر بلاقی)
  - سید فیروز علی درگاہی
  - سید بہادر علی
  - سید امانت علی
  - سید رحمت علی
  - سید علی احمد
  - سید احمد شجاع (۵-۱/اے پی ای سی ایچ سوسائٹی کراچی)
- سید حامد علی
  - سید عنایت علی
  - سید حسن علی
  - زوج امیر النساء
  - احسان علی
  - زوج چھوٹی بیگم
  - عاشق علی
  - زوج محمدی بیگم
  - سید واجد علی
  - زوج (سلامت جہاں کیرانہ)
    - سید احمد علی — زوج مسعودہ (دہلی)
      - جاوید، سہیل، سلمان
    - سید حامد علی — زوج اسدی بیگم (دہلی)
      - شاہد، رضیہ، ثریا، فرزانہ

میر آتشہ

- سید سنجو
  - سید صادق علی
  - سید عبد الرزاق
  - سید مکارم علی
  - سید نور الدین
  - سید شجاعت علی
  - سید اشرف علی
  - سید اسد علی
  - سید خلیل احمد
  - انیس فاطمہ
  - سید غلمان الحق
  - سید سلمان حیدر
  - سید ریحان الحق
  - جہانگیر روڈ (ویسٹ) کراچی
- سید منجو
  - سید جعفر علی
    - سید امید علی
    - سید شمشاد علی
    - سید غفور علی
    - سید زین الحق
    - سید غلمان الحق
    - سید سلمان حیدر
    - سید ریحان الحق
    - نواسہ قاری سول الحق
    - پیش امام
    - مسجد رحمانی
    - (جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی)
  - سید اکبر علی
    - سید چھجو
    - سید بندے
    - سید کرامت علی
    - سید احمد علی
    - سید حسین
    - سید اختر حسین
    - سید احمد رضا (داماد)
    - سید غلمان الحق
    - سید فرحان رضا

اولاد سیّد ابو الفراس

- سید علی مسعود
- سید علی باگھ
- سید محمد
- سید ہدایہ
- سید ابو الفتح ابراہیم
- سید عوالدین
- سید بدر الدین زید
  - سید احمد جاجنیری (بہار)
  - سید شاہ برہان الدین (سانحہ مونگیر)
  - میر سید شاہ جلال الدین خاں ہروی (ادکھری)
  - سید شہاب الدین
  - سید شاہ بدر الدین
  - سید شاہ جلال الدین
  - سید شاہ کمال الدین
  - سید شاہ قمر الدین
  - سید شاہ نصر الدین
  - سید شاہ فخر الدینؒ
  - سید امیر الحسن
  - میر اکبر علی شہید جنگ پھلواری ۱۷۸۱ء
  - سید عطا علی
  - سید مان علی
  - سید قدرت علی
  - سید نوازش علی (سانحہ احمد گنج مونگیر)
  - سید خواجہ علی
  - سید عبد الرحمٰن بخش
  - سید بدر الحسن
  - سید نجم الحسن (مؤلف)
- سید شیخن (دھرسوں پنجاب)
  - سید معروف
  - سید حسین
  - سید طہٰ
  - سید برخوردار
  - سید محمد نواز (میر بخشی ٹھٹھہ)
  - مورث اعلیٰ سادات نولزپور
- سید ابو الفرح ثانی
  - سید حسین
  - سید علی
  - سید محمد صغریٰ فاتح بلگرام
  - سید عمر
  - سید حسین
  - سید نصیر
    - سید حسین
      - سید سالار
      - سید لطف اللہ
      - سید خداداد
      - سید محمود
      - سید جان محمد
      - سید ابو القاسم
      - سید ابو الحکیم
      - سید محمد فاضل
      - سید محمود
      - سید محب اللہ
      - سید محمد یحییٰ
      - سید خورشید علی
      - سید بندہ علی
      - سید غلام یحییٰ
      - میر سید احمد
      - سید فرزند علی صغیر بلگرامی، تلمیذ غالب (بہار) (صغیر بلگرامی ص ۲۷)
    - سید قاسم
      - سید کمال
      - سید بڈھا
      - سید شاہ ماہرو
      - سید قطب الدین
      - سید ابراہیم
      - میر عبد الواحد بلگرامیؒ
      - علامہ عبد الجلیل بلگرامیؒ
      - سید شاہ اُویس
      - سید شاہ برکت اللہؒ
      - سید شاہ آل احمد
      - سید شاہ حمزہ
      - سید شاہ آل برکات
      - سید شاہ اولاد رسول
      - سید شاہ محمد صادق
      - سید شاہ ابو القاسم محمد اسمٰعیل حسن
      - سید اولاد رسول محمد میاں سجادہ مارہرہ شریف یوپی
      - مرشد اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ

"[illegible]"

کتاب الانساب ص ۹۱، تاریخ خاندان برکات ص ۲، چہار انواع ص ۲،

ساداتِ نہٹور یو۔پی

(شجرۂ نسب ص۲۸۹)

نہٹور ضلع بجنور یو۔پی میں زیدی سادات کا ایک خاندان ۸۰۰ سال سے آباد ہے ان کے مورثِ اعلیٰ سید کمال الدین ترمذی کیتھلی تھے جو بارھویں صدی عیسوی میں سلطان شہاب الدین غوری کے عہد میں ترمذ کلاں (ترکستان) سے ہجرت کرکے ہند آئے۔ سید کمال الدین ترمذی کیتھلی نے موضع کیتھل (ہریانہ) میں سکونت اختیار کی اور ستیلہ گڑھ تالاب کے کنارے جھونپڑی ڈال کر تبلیغ شروع کی اور ایک کرامت کے ذریعہ دربار دہلی سے روشناس ہوئے۔ رائے پتھورا سے ملاقات ہوئی۔ ان کی کرامت سے متاثر ہوکر اس کی دختر نے اسلام قبول کیا۔ آپ کے دستِ مبارک پر ایک ہزار غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے خود ایک جہاد میں شریک ہوکر ۶۱۹ھ مطابق ۱۲۲۲ء میں شہید ہوئے۔[1] سید کمال الدین ترمذی کیتھلیؒ کے ایک فرزند سید جلال الدین غازی روہیلکھنڈ کے علاقہ میں آباد ہوئے۔ ان کے اخلاف میں سید اشرف گنج بخش، سید احمد، سید محمد، سید محمود، سید حسن عسکری کا زمانہ پندرھویں صدی عیسوی کا ہے۔ سید حسن عسکری کے فرزند سرکار سنبھل میں چہار ہزاری منصب پر فائز تھے۔ راجپوتوں سے مقابلہ میں شہید ہوئے۔ مزار جھوسی الٰہ آباد میں "میاں شہید" کے نام سے اب بھی مشہور ہے۔ ان کے فرزند سید حسن ترمذی اپنے والد ماجد کے منصب پر آئے مگر انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔ یہ عہدِ اکبری تھا۔ سید حسن ترمذی کے اخلاف میں سید علی گھوڑا بخش ان کے اخلاف میں سید سعد اللہ عہدِ عالمگیری میں عامل مالوہ رہے۔ ان کے بیٹے شریف علی صوبہ دار تھے۔ دوسرے بیٹے سید اسد اللہ دہلی میں دربار سے منسلک رہے۔ یہ اٹھارویں صدی عیسوی کا زمانہ تھا۔

اس خاندان کی کثیر تعداد معزز عہدوں پر فائز رہی۔ حکومتِ وقت سے خطابات پائے۔ حتیٰ کہ "امپیریل گیزیٹیر"، میں ساداتِ ترمذی کو "دانشمندانِ نہٹور" کہا گیا ہے۔ سید عابد حسین مصنف "ساداتِ نہٹور" کے پوتے سید شمیم حسین بن سید مبارک حسین "انجمن اشاعتِ قرآنِ عظیم" سے منسلک رہے۔

---

[1] عربی النسل مسلمان ص۳۰۵، [2] تاریخ فرشتہ

سیّد ابوالفراس

(شجرۂ نسب ص۲۹۱)

جس وقت سید ابوالفرح واسطیؒ کے چاروں صاحبزادے سید نجم الدین بن سید معز الدین سید ابوالفضائل، سید داؤد اور سید ابوالفراس ہندوستان میں پنجاب کے مشرقی حدود پر آباد ہوئے تو نجم الدین بن نجم الدین موضع تہن پور، سید ابوالفضائل موضع چھت بنور، سید داؤد کونڈلی اور سید ابوالفراس موضع جاجینیر میں مسکن گزیں ہوئے۔ آج کل یہ قریات مہاراج پٹیالہ کے مقبوضات ہیں۔ تقریباً ۱۰۰ برس بعد جب ہندوستان میں سلطنت اسلامیہ کا آغاز ہوا تو اولاد سید ابوالفرح واسطی ہند کے مختلف حصوں میں منتقل ہوئے۔ سید ابوالفراس کے پوتے سید علی باگھ بن سید مسعود تک ساداتِ جاجینیر ہی میں رہے۔ سید علی باگھ کے فرزند سید محمد نے جاجینیر سے نقل مکانی کی اور قریب ہی موضع دھرسول ضلع گوڑگاؤں مشرقی پنجاب میں سکونت پذیر ہوئے چار پشت تک یعنی سید بدر الدین بن سید عز الدین بن سید ابوالفتح ابراہیم بن سید ہدایہ بن سید محمد تک یہ خانوادہ وہیں رہا۔ سید بدر الدین بن سید عز الدین نے نقل مکانی کی۔ ان کے ایک برادر سید شحن اور ان کا خاندان دھرسول ہی میں رہا۔ بعد میں یہ لوگ ساداتِ نواز پور کہلائے۔ سید بدر الدین کے دو فرزند تھے (۱) سید احمد جاجینیریؒ (۲) سید محمود (محمد جاجینیریؒ) سید احمد جاجینیریؒ اور ان کے برادر بزرگ سید محمود جاجینیریؒ ۶۴۲ھ میں اختیار الدین بن بختیار خلجی کے عہد میں سادات بارھہ کی فوج کے ساتھ سید ابراہیم ملک بیاؒ اور شاہ نور برادر بختیار کاکی کی سرکردگی میں بہار وارد ہوئے۔ بہار فتح ہونے کے بعد سلطانِ دہلی کی طرف سے جاگیرات میں چودہ مواضعات عطا ہوئے جہاں وہ اور ان کی اولاد آباد ہوئی جسے بارہ گیاں کہتے ہیں جن میں سے بیشتر ساداتِ جاجینیری پر مشتمل ہیں یہ مواضعات صوبہ بہار کے ضلع مونگیر میں واقع ہیں۔ سید احمد جاجینیریؒ کا مزار موضع ندیاواں نزد لکھی سرائے ضلع مونگیر میں پیر پہاڑی پر مرجع خلائق ہے۔

---

[1] مخزن الانساب ص

دو غازیانِ جاجنیر

(۱) سیّد علی مسعود بن سیّد ابوالفراس بن سیّد ابوالفرج واسطی

سید مسعود جنہیں سید علی مسعود بھی کہا جاتا ہے سید ابوالفراس کے بیٹے اور سید ابوالفرج واسطی کے پوتے تھے۔ راجہ رائے پتھورا کو راہِ راست پہ لانے کے لیے سلطان شہاب الدین ۵۸۷ھ میں سید مسعود کو راجہ کے دربار میں بھیجا۔ آپ کے ہمراہ کل تین ہزار دو سو سواروں کا لشکر تھا جب یہ بزرگ راجہ کے دربار پہنچے اور گفتگو کا آغاز کیا تو آپ نے پہلے اپنا حسب و نسب بتایا اور آنے کا مقصد بیان کیا۔ دورانِ کلام آپ نے سلطان کا نام پورے القاب و آداب کے ساتھ لیا کیونکہ اس سے قبل جب رکن الدین حمزہ راجہ کے دربار میں گئے تو اس نے سلطان کی شان میں ناشائستہ کلمات کہے تھے۔ بہرحال آپ کی گفتگو سن کر راجہ نے اپنے مشیر سے مشورہ کیا۔ مشورہ کے مطابق سید والاشان کو آزمائش میں ڈالا گیا جس میں اللہ رب العزت نے آپ کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا۔ ان کرامات سے متاثر ہو کر راجہ نے پیشکش کی کہ سید والاشان کسی آرزو کا اظہار فرمائیں اور کوئی شئے طلب فرمائیں۔ آپ نے راجہ کے اصرار پر نرور کوٹ (نرھر) کی ریاست جو راجہ کے داماد کے زیرِ نگیں تھی طلب فرمائیں۔ راجہ نے اپنی معذوری ظاہر کرتے ہوئے متبادل ریاست کی پیش کش کی لیکن سید والاشان نے مسترد کر دیا لہٰذا راجہ چاروناچار قصبہ نرور کوٹ (نرھر) کے دینے پر رضامند ہو گیا۔ لیکن جب سید مسعود اپنے لشکر کے ہمراہ نرھر کے قریب پہنچے تو رائے کا داماد مزاحمت کی غرض سے کثیر فوج لے کر مقابلہ کے لیے نکلا۔ خونریز جنگ ہوئی اسلامی لشکر فتحیاب ہوا۔[۱]

ایک سال بعد سلطان شہاب الدین غوری نے اپنی فوج کو از سرِ نو ترتیب دے کر ۵۸۸ھ میں ترائن کی دوسری جنگ لڑی اور اپنی سابقہ ہزیمت کا بدلہ چکا دیا۔

تقسیم سے قبل نرھر کی حیثیت ایک قصبہ کی تھی جو نظامت شیخاواٹی ریاست جے پور کے تحت تھا۔ لیکن عہدِ قدیم میں نرھر ایک خود مختار ریاست کی حیثیت رکھتا تھا۔ سید علی مسعود نے

۱؎ سادات نوازپور صفحہ ۷۶ تا ۷۹

نرھر فتح کر کے وہاں دینِ اسلام کی تبلیغ و توسیع پر خصوصی توجہ دی۔ آج بھی مسعود غازی کا مزار مرجع خلائق ہے۔

سید خان غازی و دیگر غازیان (۲)

سید خان غازی سید احمد جاجنیری کی آٹھویں پشت میں پیدا ہوئے۔ شجرہ یوں ہے۔

"سید خان غازی بن سید اللہ داد بن سید شاہ منجھن بن سید خداوند سید شاہ محمد بن سید شاہ محمود بن سید حاتم رہولی بن سید حیدر باگھ بن سید احمد جاجنیری"

سید احمد جاجنیری کے برادرِ بزرگ سید محمود جاجنیری حضرت سید قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید احمد جاجنیری کے پرپوتا سید شاہ محمود حضرت سید جلال الدین جہانیان جہاں گشتؒ کے مرید اور خلیفہ[۱] تھے۔ سید شاہ محمود کے فرزند سید شاہ محمد بھکر کے قلعدار[۲] تھے۔ سید احمد جاجنیری کے چچا سید شیخن (مدفون دھرسول)، برادر سید بدر الدین کی پانچویں پشت میں سید محمد نواز[۳] (مورثِ اعلیٰ سادات نوازپور) پیدا ہوئے جو اپنے وقت کے صاحب سیف و قلم بزرگ تھے اور دربار عالمگیری میں قدر و منزلت رکھتے تھے۔ عہدِ عالمگیری میں قباد خان ٹھٹھہ کا صوبہ دار مقرر ہوا تو اس نے سید محمد نواز کو اپنے صوبہ کا میر بخشی یعنی سپہ سالار بنایا۔[۴]

سید خان غازی عہدِ اکبری میں سالار لشکر تھے ان کے کارناموں کا ذکر ملاحظہ ہو (اکبر نامہ ص۵۱ تا ۵۰ سیر الامراء ص۱۳۲ تا ۱۶۳) سید خان غازی عہدِ اکبری میں امراء نوہزاری میں سے تھے۔ اور درباری امراء میں ان کا شمار اکتیسواں تھا۔ ۹۹۷ھ مطابق ۱۵۷۸ء میں مہاراج مان سنگھ صوبہ دار بہار اور شاہی سپہ سالار تھا۔ سید خان کو فتوحات کے باعث شہنشاہ اکبر نے "غازی" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سید خان غازی اور سید راجہ علی خاں کو اکبر بادشاہ نے سادات بارھہ کی فوج کے ساتھ راجہ مان سنگھ کی امداد کے لیے مامور کیا۔ راجہ مان سنگھ نے سید خان غازی کو افسرِ فوج مقرر کر کے جنگ کے لیے روانہ کیا۔ سید خان غازی نے قصبہ سورج گڑھ (مونگیر) کو فتح کیا اور باغی محمود خاں اور دیگر افغانیوں کو

۱؎ بزم صوفیہ ص ۲؎ بزم صوفیہ ص ۳؎ ماثر الامراء ص۸۲ و روضۃ الصفاء۔

۴؎ سادات نوازپور ص۸۲ منتخب التواریخ از منشی عبدالشکور ٹھٹھوی۔

۵؎ تاریخ حسن ص۹۰ تا ۹۲۔

بہار کے حدود میں قتل کیا اس کے بعد خطۂ مونگیر کو اپنے تصرف میں لایا۔ کھڑگپور کے زمیندار راجہ سنگرام سنگھ اور راجہ پورن مل گدھور کو شکست دے کر مطیع کیا بلکہ تمام باغی زمینداروں کو بھاگلپور اور کھلگاؤں کے حدود میں مطیع کیا۔ سخت خونریز جنگ اور جدوجہد کے بعد اڑلیسہ، چاٹگام، سونار گاؤں محمود آباد اور فتح آباد کو باغیوں سے واپس لیا۔ راجہ کنور سنگھ کے ہمراہ گوالکنڈہ روانہ ہوئے اور جنگ وجدال میں نام پیدا کیا۔ گڑھ انبہ متصل جموئی میں راجپوت راجہ گدھور کے ساتھ سخت معرکہ پیش آیا اور زبردست خونریزی ہوئی جس میں سید خان غازی فتحیاب ہوئے۔ گڑھ انبہ کا گنج شہیداں جموئی اور امرتھ کے درمیان واقع ہے جو زبان زدِ خلائق ہے۔ بادشاہ اکبر نے گڑھ انبہ اور امرتھ کا علاقہ مع دیگر مواضعات جاگیر میں عطا کیا جو آج سادات کا بارہ گیاں کہلاتا ہے۔ سید خان غازی یہیں متمکن ہوئے اور مدفون ہیں۔ تاحال وہ علاقہ اسی بزرگ کے نام سے موسوم ہے۔ آئین اکبری اور اکبر نامہ، طبقات اکبری میں سید خان غازی کے کارنامے صراحت کے ساتھ مرقوم ہیں۔ سید خان غازی کا مزار امرتھ میں تالاب کے سامنے واقع ہے۔ آج تک ان کے فیوض وبرکات اور کرامات جاری وساری ہیں۔ مزار کی دیکھ بھال ان کے ہمشیرزادگان کے ذمہ تھی جو موضع اڈساڑھ میں متمکن تھے جن کے مزارات بھی وہیں واقع ہیں۔ ان کے فرزند سید سلوتی درویش کامل تھے اور سلطنت کی ملازمت ناپسند کرتے تھے۔ سید خان غازی نے سید بایزید، سید عبدالحئ اور دیگر نبیرگان کو امرائے سلطنت میں داخل کیا تھا۔ سید بایزید امرائے سہ صد و پنجاہ سوار میں تھے۔ گجرات میں رادھن پور کے مقام پر جب بغاوت ہوئی تو اس مہم کو سر کرنے کے لیے انہیں تعینات کیا گیا جنہوں نے سخت معرکہ کے بعد شاہی تسلط قائم کیا۔ سید ابوالمعالی کو ناظم بہار مقرر کیا گیا نواب ہیبت جنگ، شمشیر خاں افغانی بھی اس جنگ میں شریک تھے۔ سید بایزید اور سید عبدالحئ نے اکبر اور جہانگیر کے عہد میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے اور نیک نامی حاصل کی۔ میر معزالملک اور ان کے برادر میر علی اکبر میر شریف، میر محمود، میر احمد، میر مرتضیٰ، سید جمال حسین، میر طاہر، سید ابوالقاسم، میر نظام الدین، سید ابوالحسن، میر عبدالمومن میرداد، میر درویش، سید ابواسحٰق، میر گدائی، میر ابوتراب، میر محمد قاسم، میر محمد سعید سادات خطۂ بہار اکبر کے دور میں افواج شاہی میں عہدہ ہائے جلیلہ پر فائز تھے۔ شاہ جہاں، اورنگ زیب عالمگیر اور شاہ عالم سلاطین تیموری کے عہد میں سادات خطۂ بہار افواج شاہی

نوٹ:۔ سید محمد اسلم ہگلی بندر کے قاضی تھے۔

میں عہدہ ہائے جلیلہ اور عہدۂ قضا پر فائز رہے۔ انہیں جاگیریں اور معافیاں عطا کی گئیں۔

سید احمد جاجنیری کا سراپا گندمی رنگت، چہرہ کتابی، بڑی بڑی روشن آنکھیں ابرو ملے ہوئے۔ دراز قامت، داڑھی بڑی، بال گھنے قدرسے تراشیدہ، زلفیں بڑی، سینہ کشادہ، ناک کھڑی اور بلندی مائل سر اور داڑھی کے بال سیاہی مائل، پیشانی چوڑی اور فراخ، گوش مبارک دراز، صورت سے ذکاوت اور بردباری ہویدا، چہرہ سے رعب و دبدبہ مترشح، متناسب الاعضاء، خوش پوشاک خوش لباس، سخی جری اور ممتاز شخصیت۔

شجرۂ سادات واسطی پر تبصرہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جو سادات واسطی سید ابوالفرح واسطی کی اولاد ہیں ان تک ان سب کا شجرۂ نسب ایک ہی ہونا چاہیئے۔ اس حقیقت سے انحراف ممکن نہیں۔ ہجرت کے واقعہ کو ۱۴۱۰ سال گزر چکے ہیں اور حضرت علیؓ سے آج تک اڑتالیسویں پشت وجود میں آچکی ہے۔ پشتوں کا حساب لگانے سے پہلے پشتوں کے سالوں کا تعین ازبس ضروری ہے۔ آج کے دورِ جدید میں نسل انسانی ۲۵ سال کی سمجھی جاتی ہے جبکہ دورِ قدیم میں ایک نسل ۳۶ سال کی شمار کرتے تھے۔ آیئے انسانی نسل کی اوسط عمر نکال کر آج کی اڑتالیسویں پشت ثابت کریں۔

۲۵ اور ۳۶ کو جمع کر دیجئے اور حاصل جمع کو ۲ سے تقسیم کر دیں۔ (۲۵+۳۶)÷۲=۳۰ نسل انسانی کی اوسط عمر ۳۰ بنتی ہے۔ چونکہ سالِ رواں ۱۴۱۰ ہجری ہے لہٰذا ۱۴۱۰ کو ۳۰ سے تقسیم کر دیجئے اس طرح خارج قسمت ۴۷ بنتا ہے گویا سید نعیم حسن فرزند راقم سینتالیسویں پشت میں ہیں ملاحظہ ہو شجرۂ نسب راقم صفحہ نمبر ۸ اور ہماری نواسی سیدہ رابعہ عمر ۶ ماہ گویا اڑتالیسویں پشت میں ہے چونکہ ہجرت کے واقعہ کے بعد آج تک کم و بیش ڈیڑھ ہزار سال گزر چکے ہیں اس لئے پشتوں کا حساب اوسط سالوں میں شمار کرنا ہی مناسب ہے۔

استدادِ زمانہ اور تحقیق کی کوتاہیوں کے سبب حقائق پر صدیوں کے حجابات حائل ہیں ان حالات میں شجرۂ انساب کا مرتب کرنا ایک دشوار ترین کام ہے بلکہ جوئے شیر لانے سے کم نہیں اس کام کے لیے انتھک محنت اور لگن کی ضرورت ہے اور اس کام کی تکمیل اللہ کی توفیق اور بزرگانِ دین کی توجہات سے ہی ممکن ہے۔ ناچیز کو انہی تمام مراحل سے گزرنا پڑا ہے۔ الحمدللہ! اس حقیر فقیر کی سعیٔ بلیغ سے یہ مشکل کام انجام کو پہنچا۔

بیشتر شجرہ ہائے نسب تضادات سے خالی نہیں جس کی وضاحت الگ الگ ہی مناسب

ہے، اکثر شجروں میں متعدد نام رہ گئے ہیں۔ چونکہ عرب کے دستور کے مطابق اصلی نام کے ساتھ ساتھ القاب اور کنیتیں بھی لکھی جاتی تھیں اس لئے ناموں میں غلط فہمیاں بھی پیدا ہوئیں مثلاً سید محمد عیسیٰ موتم اشبال کی کنیت ابو یحییٰ تھی اور برادر کا اسم گرامی بھی یحییٰ تھا اس لئے بہتوں نے سید محمد عیسیٰ ابو یحییٰ کی اولاد کو ان کے بھائی یحییٰ کی اولاد متصور کیا ہے۔ شجرۂ انساب میں اس طرح کی غلطیاں عام ہیں۔ دوسری مثال لیجئے۔

سید محمد عیسیٰ ابو یحییٰ بن حضرت زید شہید کا اسم گرامی مع القاب و کنیت اس طرح ہے "سید الابدال عمدۃ الخصال سید محمد عیسیٰ ابو یحییٰ موتم اشبال" سید روشن علی مصنف "سید التاریخ" نے غلط فہمی کی بنا پر ابدال کو پدر بنا یا اور سید محمد عیسیٰ کو فرزند متصور کیا۔ تیسری مثال سید محمد عیسیٰ بن زید شہید کو امام ماشکی بھی کہا گیا ہے۔ سورج گڑھا کے نسبنامہ میں کتابت کی غلطی کی بنا پر انہیں امام ماشکی کے بجائے امام اشکی لکھ دیا گیا ہے۔ غرضیکہ شجرۂ انساب کی ترتیب میں اس طرح کی غلطیاں عام ہیں جو سہواً سرزد ہوئی ہیں۔

سید روشن علی مصنف "سید التاریخ" نے حضرت علیؓ سے سید ابو الفرح واسطی تک پندرہ پشتیں گنوائی ہیں جو درست معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ سید ابو الفرح واسطی متوفی ۴۴۷ھ۔ اگر ۴۴۷ کو ۳۰ پر تقسیم کر دیا جائے تو اوسط حساب کی رو سے بھی پندرہ نشستیں بنتی ہیں۔ بہر حال بیشتر سادات بارھہ کے شجروں میں حضرت علیؓ سے سید ابو الفرح واسطی تک اٹھارہ پشتیں ہی درج ہیں۔ ملاحظہ ہو شجرۂ نسب سید غلام علی آزاد بلگرامی (مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹) سید روشن علی سے ڈیڑھ سو سال قبل علامہ عبد الجلیل بلگرامی نے فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں ۱۱۲۵ھ میں اپنا منظوم شجرہ فارسی زبان میں پیش کیا تھا ملاحظہ ہو۔ (ماثر الکلام صفحہ ۲۵۹) اس کے تسلسل کی رو سے بھی حضرت علیؓ سے سید ابو الفرح واسطی تک اٹھارہ پشتیں بیان کی گئی ہیں۔ علامہ عبد الجلیل کا شجرہ سب سے قدیم شجرہ ہے جس کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ مزید برآں سادات بارھہ کی تمام شاخوں نے اس شجرہ کی پیروی کی ہے۔ سادات جاجیزی، بہار بھی چونکہ سادات بارھہ کی چوتھی شاخ سے نسبی تعلق رکھتے ہیں اس لئے چاروں شاخوں کا شجرۂ نسب سید ابو الفرح واسطی تک لازماً ایک ہی ہونا چاہیے البتہ کچھ ناموں میں اختلاف پائے

ضرور پایا جاتا ہے جس کی وضاحت اگلے صفحوں پر کی جائے گی۔ اگر حضرت علیؓ سے سید ابو الفرح واسطی تک اٹھارہ پشتیں تسلیم کر لی جائیں تو سید ابو الفراس بن سید ابو الفرح واسطی سے سید احمد جاجیزی تک ۹ پشتیں بنتی ہیں لیکن بارہ گیاں، مونگیر کے شجروں میں دونوں کے درمیان ۷ کے بجائے صرف تین نام یعنی سید مسعود، سید ابو الفتح ابراہیم اور سید بدر الدین درج کئے گئے ہیں جبکہ سید ابو الفرح واسطی اور سید احمد جاجیزی کے درمیان ۲۹۷ سال کا فرق ہے۔

سید ابو الفرح واسطی کا سال وفات ۴۴۷ھ ہے اور سید احمد جاجیزی کی بہار میں آمد کا سال ۷۴۴ھ۔ دونوں کا فرق (۷۴۴-۴۴۷) = ۲۹۷ سال۔ اگر ۲۹۷ کو ۳۰ پر تقسیم کیا جائے تو درمیان میں ۹ پشتیں بنتی ہیں جبکہ تاریخ حسن میں صرف ۳ پشتیں درج کی گئی ہیں جو صریحاً غلط معلوم ہوتا ہے۔ جو لوگ سادات جاجیزی سے تعلق رکھتے ہیں ان کا شجرہ کسی دوسرے جاجیزی نسبنامہ سے ضرور ملنا چاہیے۔ ہمیں یہ نام سادات نواز پورہ کے شجرے میں ملتے ہیں تاکہ پشتوں کا حساب درست ہو اور شجرہ مکمل ہو۔ واضح ہو کہ سادات نواز پور بھی سید مسعود بن سید ابو الفراس کی اولاد ہیں اور سادات جاجیزی ہیں یہ اسمائے گرامی یہ ہیں :-

(۱) سید علی باگھ بن سید مسعود بن سید ابو الفراس
(۲) سید محمد بن سید علی باگھ بن سید مسعود
(۳) سید ھدایہ بن سید محمد بن سید علی باگھ
(۴) سید ابو الفتح ابراہیم بن سید ھدایہ بن سید محمد
(۵) سید عز الدین بن ابراہیم بن سید ھدایہ
(۶) سید بدر الدین سید عز الدین بن سید ابو الفتح ابراہیم

سادات نواز پورہ کے شجرے میں تاریخ حسن کے مطابق تینوں درمیانی اساسی نام ملتے ہیں (۱) سید مسعود (۲) سید ابو الفتح ابراہیم (۳) سید بدر الدین۔

سید عز الدین کے دو فرزند تھے (۱) سید شیخن (۲) سید بدر الدین
سید شیخن کا مزار دھرسوں ضلع نارنول یا گوڑگاؤں متصل سرہند، ریاست پٹیالہ مشرقی پنجاب میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ سید بدر الدین نے دھرسوں سے نقل مکانی کی، ملاحظہ ہو

نمبر شمار	مناظر احسن گیلانی[1] اسمائے گرامی	نمبر شمار	تابھگہ تاریخ حسن[2] اسمائے گرامی	نمبر شمار	صفیر بلگرامی[3] اسمائے گرامی	نمبر شمار	نسبنامہ دلسینہ[4] اسمائے گرامی	نمبر شمار	شاہ احمد راجگیری مخزن الانساب[5] اسمائے گرامی
۱	حضرت علی رض	۱	حضرت علی رض	۱	حضرت علی رض	۱	حضرت علی رض	۱	حضرت علی رض
۲	امام حسین رض	۲	امام حسین رض	۲	امام حسین رض	۲	امام حسین رض	۲	حضرت امام حسین رض
۳	امام زین رض	۳	امام زین رض	۳	امام زین رض	۳	امام زین رض	۳	امام زین رض
۴	زید شہید	۴	زید	۴	زید شہید	۴	زید شہید	۴	زید شہید
۵	عیسیٰ ابو یحییٰ	۵	عیسیٰ ابو یحییٰ	۵	سید عیسیٰ ابو یحییٰ	۵	سید عیسیٰ ابو یحییٰ	۵	عیسیٰ ابو یحییٰ
۶	سید محمد	۶	سید محمد (منصور کہ علان)	۶		۶	سید محمد حیدری	۶	
۷	سید علی مدنی	۷	سید علی (عمرو علان)	۷	سید علی	۷	سید علی	۷	
۸	سید حسین مدنی	۸	ابو الحسن فارس	۸	سید حسین	۸	سید حسین	۸	
۹	سید علی عراقی	۹		۹	سید علی عراقی	۹	سید علی عراقی اکبر		سید علی
۱۰	سید حسین عراقی	۱۰		۱۰	سید حسین عراقی	۱۰			سید حسین
۱۱	سید علی	۱۱		۱۱	سید علی	۱۱			سید علی
۱۲	سید زید ثانی	۱۲	سید ابو الحسن زید الجندی	۱۲	سید زید ثانی	۱۲			سید زید ثانی
۱۳	سید عمر	۱۳		۱۳	سید عمر	۱۳	سید عمر		سید عمر
۱۴	سید زید ثالث	۱۴		۱۴	سید زید ثالث	۱۴	سید زید الدین ثالث		سید زید ثالث
۱۵	سید یحییٰ	۱۵	سید یحییٰ	۱۵	سید یحییٰ	۱۵	سید یحییٰ		سید یحییٰ
۱۶	سید حسین	۱۶	سید محمد حسین	۱۶	سید حسین	۱۶	سید حسین		سید حسین
۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد		سید داؤد
۱۸	سید ابو الفرح واسطی	۱۸	سید ابو الفرح واسطی	۱۸	سید ابو الفرح واسطی	۱۸	سید ابو الفرح واسطی		سید ابو الفرح واسطی
۱۹	سید ابو الفراس	۱۹	سید ابو الفراس	۱۹	سید ابو الفراس	۱۹	سید ابو الفراس		
۲۰	سید مسعود	۲۰	سید مسعود مدنی	۲۰	سید ابو الفرح ثانی	۲۰	سید مسعود		
۲۱	سید علی باگھ	۲۱		۲۱	سید حسین	۲۱			
۲۲	سید محمد	۲۲		۲۲	سید علی	۲۲			
۲۳	سید ہدایہ	۲۳		۲۳	محمد صغری حسین واسطی	۲۳			
۲۴	سید ابراہیم	۲۴	سید ابو الفتح ابراہیم	۲۴	سید عمر	۲۴			
۲۵	سید عز الدین	۲۵		۲۵	سید حسین	۲۵			
۲۶	سید بدر الدین	۲۶	سید بدر الدین	۲۶	سید نصیر	۲۶			
۲۷	سید احمد جاجنیری	۲۷	سید احمد جاجنیری	۲۷	سید حسین	۲۷	سید محمود جاجنیری		سدا

۱ النسبنامہ دلسینہ صفحہ ۴۷ تاریخ بارہ گیاں صفحہ ۶۸ ۲ تاریخ حسن صفحہ ۸۷ ۳ صفیر بلگرامی صفحہ ۳۷، ۳۶ ۴ نسبنامہ دلسینہ صفحہ ۴۷ ۵ مخزن صفحہ ۱۰۹

نمبر شمار	علامہ عبد الجلیل[6] اسمائے گرامی	نمبر شمار	غلام علی بلگرامی[7] اسمائے گرامی	نمبر شمار	سادات واسطی لکھنؤ[8] اسمائے گرامی	نمبر شمار	سادات نواز پور[9] اسمائے گرامی	نمبر شمار	مخدوم محسن علی[10] کنز الانساب اسمائے گرامی
۱	حضرت علی رض	۱	حضرت علی رض	۱	حضرت علی رض	۱	حضرت علی رض	۱	حضرت علی رض
۲	امام حسین رض	۲	امام حسین رض	۲	امام حسین رض	۲	امام حسین رض	۲	حضرت امام حسین رض
۳	امام زین	۳	امام زین رض	۳	امام زین	۳	امام زین	۳	امام زین
۴	زید شہید	۴	زید شہید	۴	زید شہید		زید شہید	۴	زید شہید
۵	سید عیسیٰ ابو یحییٰ		عیسیٰ ابو یحییٰ		سید عیسیٰ ابو یحییٰ		سید عیسیٰ ابو یحییٰ		سید یحییٰ شہید
۶	سید محمد		سید محمد		سید محمد		سید محمد		سید محمد (منصور داعی علان)
۷	سید علی		سید علی		سید علی		سید علی		سید علی (عمرو)
۸	سید حسین		سید حسین		سید حسین زید		سید حسین		
۹	سید علی عراقی		سید علی عراقی		سید علی عراقی		سید علی عراقی		
۱۰	سید حسین عراقی		سید حسین عراقی				سید حسین عراقی		
۱۱	سید علی		سید علی				سید علی		
۱۲	سید زید ثانی		سید زید ثانی		سید زید الحربی		سید زید الحربی		سید ابو الحسن زید
۱۳	سید عمر		سید عمر		سید عمر		سید عمر		
۱۴	سید زید ثالث		سید زید ثالث		سید زید ثالث				سید زید ثالث
۱۵	سید یحییٰ		سید یحییٰ		سید یحییٰ		سید یحییٰ		سید عیسیٰ
۱۶	سید حسین		سید حسین		سید حسین				سید محمد (حسین)
۱۷	سید داؤد		سید داؤد		سید داؤد		سید داؤد		سید محمد داؤد
۱۸	سید ابو الفرح واسطی		سید ابو الفرح واسطی		سید ابو الفرح واسطی		سید ابو الفرح واسطی		سید ابو الفرح واسطی
۱۹	سید ابو الفراس		سید ابو الفراس		سید ابو الفراس		سید ابو الفراس		سید ابو الفراس
۲۰							سید مسعود		
۲۱							سید علی باگھ		
۲۲							سید محمد		
۲۳							سید ہدایہ		
۲۴							سید ابراہیم		سید ابو الفتح ابراہیم
۲۵							سید عز الدین		
۲۶							سید شیخن		
۲۷							سید معروف		سید احمد جاجنیری

۶ منظوم شجرہ در زبان پہلوی ۷ مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹ ۸ تاریخ حسن صفحہ ۸۸ تا ۹۶ ۹ سادات نواز پور ۱۰ کنز الانساب صفحہ ۴۳

(مخزن الانساب صفحہ ۱۰۰ مرتبہ کریم الدین احمد) میر دادی بہار بعد ازاں سید احمد جاجنیری اور سید محمود جاجنیری سادات بارھہ کی فوج کے ساتھ ۲۲ ھ میں عازم بہار ہوئے۔ بہار فتح ہونے کے بعد چودہ مواضعات گذر بسر کے لئے جاگیر میں شاہِ دہلی کی طرف سے عطا ہوئے جہاں ان کی اولاد زیادہ تر مونگیر میں آباد ہیں۔

شجرہ ۱؎ شجرۂ نسب علامہ سید مناظر احسن گیلانی زیدی واسطی

یہ پہلا شجرۂ نسب میرے پیشِ نظر ہے۔ علامہ سید مناظر احسن گیلانی نسباً زیدی واسطی جاجنیری ہیں ان کی وفات سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں ہوئی یہ حضرت علیؓ کی پینتالیسویں پشت میں تھے۔ ان کے فرزند چھیالیسویں پشت میں اور پوتے سینتالیسویں پشت میں آتے ہیں۔ میری ناقص رائے میں یہ شجرہ بالکل مکمل ہے یعنی سارے اسمائے گرامی موجود ہیں اس لئے اس شجرہ کو مثالی کہا جاتا ہے۔ محقق حضرات کو دعوتِ تحقیق دی جاتی ہے تاکہ اس شجرہ کے ممکنہ حسن و قبیح سے لوگ واقف ہوں اور ممکنہ غلطی یا سہو کی درستگی یا اس کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

۲؎ شجرۂ نسب تاریگھ بمطابق تاریخ حسن ۱؎

اس شجرہ میں حضرت علیؓ سے سید ابو الفرح واسطی تک چھ اور سید ابو الفراس سے سید احمد جاجنیری تک ۱۴ اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۸	سید حسین
۲	۹	سید علی عراقی
۳	۱۰	سید حسین عراقی
۴	۱۱	سید علی
۵	۱۳	سید عمر
۶	۱۴	سید زید ثالث

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۷	۲۱	سید علی باگھ
۸	۲۲	سید محمد
۹	۲۳	سید ھدایہ
۱۰	۲۵	سید عزالدین

۳؎ شجرۂ نسب صغیر بلگرامی از پروفیسر ظفر اوگانوی ۲؎

یہ شجرہ بھی ہر طرح مکمل اور مصدقہ ہے صرف ایک نام درج ہونے سے رہ گیا ہے۔ تفصیل حسبِ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسم گرامی
۱	۶	سید محمد حیدری

۱؎ تاریخ حسن صفحہ ۸۷ ۲؎ صغیر بلگرامی صفحہ

۴؎ شجرۂ نسب سید مصباح الہدیٰ دلیسنوی بمطابق نسبنامہ دلیسنہ

اس شجرہ میں ایک نام پشت نمبر ۹ پر سید علی عراقی کو سید علی ابابکر درج کیا گیا ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں لکھا۔

اس شجرہ میں بھی اور شجروں کی طرح کچھ اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۱۰	سید حسین عراقی
۲	۱۱	سید علی
۳	۱۲	سید زید ثانی
۴	۲۱	سید علی باگھ
۵	۲۲	سید محمد
۶	۲۳	سید ھدایہ

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۷	۲۴	سید ابراہیم
۸	۲۵	سید عزالدین
۹	۲۶	سید بدرالدین

۵ شجرۂ نسب مخدوم پیر سید شاہ محمد حمید راجگیری بمطابق مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹

یہ شجرۂ نسب مکمل ہے صرف دو اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۷	سید علی
۲	۸	سید حسین

نوٹ:۔ یہ دونوں نام متنازعہ فیہہ ہیں

سید کریم الدین احمد علوی حسینی جعفری میردادی بہاری اپنی کتاب مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ پر رقم طراز ہیں کہ نسبنامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی اور یہ نسبنامہ راجگیر میاں بہار دونوں ایک ہی ہیں اس لئے کہ دونوں سلسلے سید ابوالفرح واسطی کی اولاد کے ہیں صرف دونوں نسبناموں میں دو ناموں کا فرق ہے یعنی سید علی اور سید حسین۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی کے نسبنامہ میں یہ دونوں نام زائد ہیں اور دوسرے میں کم شاید یہ کتابت کی غلطی کے سبب ہے۔

۶ منظوم شجرہ علامہ عبدالجلیل بلگرامی صفحہ نمبر ۱۹۵

علامہ سید عبدالجلیل بلگرامی سادات بارھہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جاجیزی سید ہیں۔ ۱۱۲۵ھ میں فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں اپنا نسبی منظوم شجرہ فارسی زبان میں پیش کیا ملاحظہ ہو (ماثرالکرام صفحہ ۲۵۹)

یہ شجرہ تمام موجودہ شجروں میں سب سے زیادہ قدیم ہے۔ اس شجرہ کو سادات بارھہ کی تمام شاخوں نے مصدقہ تسلیم کیا ہے۔

۷ شجرۂ نسب سید غلام علی آزاد بلگرامی بمطابق مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹

یہ شجرہ حضرت علیؑ سے سید ابوالفرح واسطی تک مکمل ہے۔

۸ شجرۂ نسب سادات واسطی لکھنو بمطابق تاریخ حسن صفحہ ۸۷ تا ۸۸

یہ شجرہ بھی مکمل ہے صرف دو اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۱۰	سید حسین عراقی
۲	۱۱	سید علی

۹ شجرۂ نسب بمطابق نسبنامہ سادات نواز پور از سید ارتضیٰ حسین زیدی

یہ شجرۂ نسب مکمل ہے صرف دو نام درج ہونے سے رہ گئے ہیں

(۱) سید زید ثالث پشت ۱۴ اور (۲) سید حسین پشت ۱۶

۱۰ شجرۂ نسب مخدوم محسن علی بمطابق کنز الانساب صفحہ ۴۴

اس شجرۂ نسب میں بارہ اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۸	سید حسین
۲	۹	سید علی عراقی
۳	۱۰	سید حسین عراقی
۴	۱۱	سید علی
۵	۱۳	سید عمر
۶	۲۰	سید مسعود
۷	۲۱	سید علی باگھ
۸	۲۲	سید محمد
۹	۲۳	سید هدایہ

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱۰	۲۵	سید عزالدین
۱۱	۲۶	سید بدرالدین
۱۲	۲۷	سید احمد جاجنری

ایک غلطی کا ازالہ | واضح رہے کہ سید مسعود[۲] سید ابوالفراس کے بیٹے اور سید ابوالفرح واسطیؒ کے پوتے تھے۔ ساداتِ نوازپور صفحہ[۲] ۲۴۴ کے نسب ناموں میں یہی سلسلہ بیان کیا گیا ہے۔ سادات باہرہ، مظفر نگر کے سید روشن علیؒ[۱] نے بھی سید مسعود کو سید ابوالفراس کا فرزند تحریر کیا ہے لیکن ڈاکٹر سید صفدر حسین نے سید روشن علی کی تصنیف سید التاریخ کے آخر میں اپنا ضمیمہ شامل کتاب کیا ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے سید مسعود کا سلسلہ اس طرح بیان کیا ہے۔ سید مسعود بن اسمٰعیل بن سید حسین بن ابوالفرح ثانی بن سید ابوالفراس۔ ظاہر ہے کہ وہ سادات جن کا سلسلۂ نسب کسی بھی فرزند کے توسل سے سید مسعود تک پہنچتا ہے ان کے لئے یہ ترتیب قابلِ قبول نہیں اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس نسبی تسلسل کا ماخذ تحریر نہیں کیا جو اشد ضروری تھا۔ سید صفدر حسین نے سہواً یا ارادتاً سادات بلگرامی کے نسب نامہ میں سید مسعود کو شامل کرکے غلطی کی ہے کیوں کہ ابوالفرح ثانی سید مسعود کے بھائی تھے پردادا نہیں۔ آزاد بلگرامی کے بیان کے مطابق سید ابوالفراس کے فرزند سید ابوالفرح ثانی اور ان کے فرزند سید حسین سادات بلگرام کے اجداد میں ہیں۔ [۳] مزید برآں سید محمد صغریٰ مورثِ اعلیٰ ساداتِ بلگرام کو سید مسعود کے بیٹے سید علی کا فرزند تحریر کیا ہے۔ بہرحال یہ امر مصدقہ ہے کہ سید مسعود سید ابوالفراس کے فرزند تھے۔ اس سلسلہ میں لازماً ڈاکٹر سید صفدر حسین سے سہو ہوا ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔ میری تحقیق یہ ہے کہ سید محمد صغریٰ مورث اعلیٰ سادات بلگرامی سید ابوالفرح واسطی کی پانچویں پشت میں ہیں ملاحظہ ہو شجرۂ نسب صغیر بلگرامی صفحہ [۲] ۴۲۲ از پروفیسر ظفر ادگانوی جب کہ ڈاکٹر سید صفدر حسین نے اپنے ضمیمہ میں سید محمد صغریٰ کو سید ابوالفرح واسطی کی ساتویں پشت میں درج کیا ہے جو صرف دو ناموں کے غلط اندراج کے سبب ہوا یعنی سید اسمٰعیل اور سید مسعود۔

پروفیسر ظفر ادگانوی نے اپنی تصنیف "صغیر بلگرامی" میں مرتبہ شجرۂ نسب میں سید اسمٰعیل اور سید علی مسعود کے نام درج نہیں کیے ہیں ملاحظہ ہو شجرہ صغیر بلگرامی صفحہ ۱۱۲ اور محمد صغریٰ کو ابوالفرح ثانی کا پرپوتا تحریر کیا ہے جو درست ہے اسی طرح سید روشن علی مصنف سید التاریخ اور سید ارتضیٰ حسین مصنف سادات نوازپور نے بھی سید محمد صغریٰ کو سید ابوالفرح ثانی کا پرپوتا ہی تحریر کیا ہے ملاحظہ ہو شجرہ : صفحہ [۲] ۴۲۲ "سید محمد صغریٰ (فاتح بلگرام) حسین واسطی بن سید علی بن سید حسین بن ابوالفرح ثانی بن سید ابوالفراس"

---

[۱] مصنف سید التاریخ [۲] سادات نوازپور صفحہ ۵۹ [۳] سید التاریخ صفحہ ۱۸ مآثر الکرام صفحہ ۱۱ -
[۴] صغیر بلگرامی صفحہ ۲۷ تا ۲۸ شجرہ سادات نوازپور صفحہ [۲] ۴۲۴
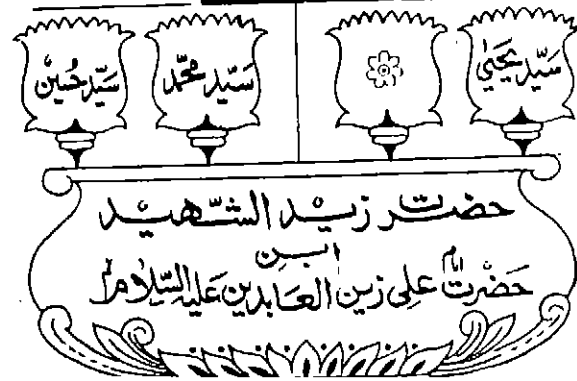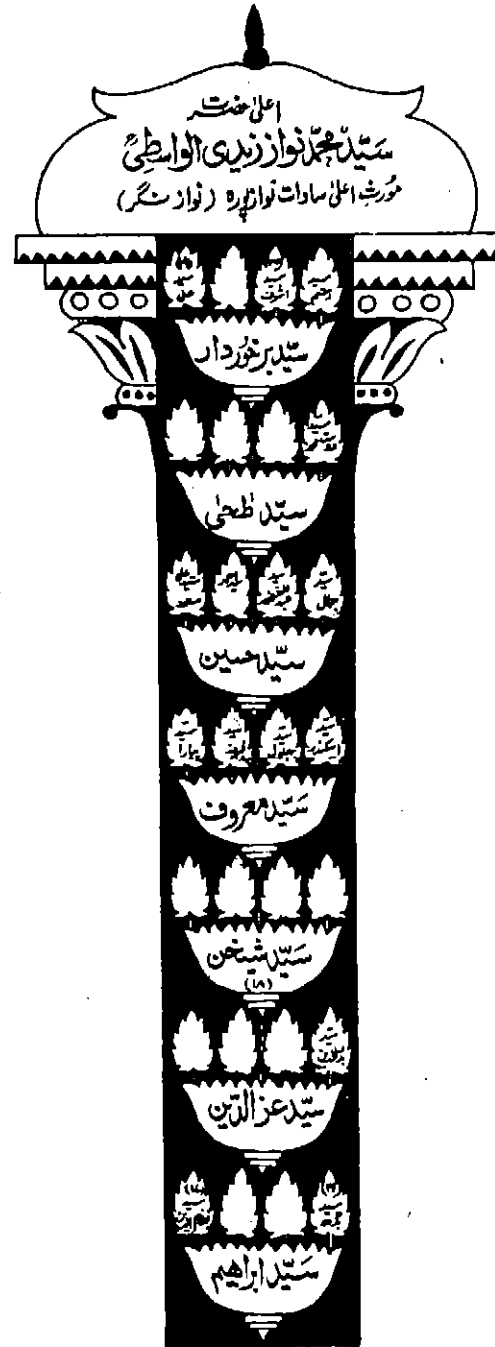
سیّد محمد صغریٰ الحسینی واسطی بالگرامیؒ

(شجرہ نسب صـ۲۸)

سید محمد صغریٰ نے سلطان التمش کے عہد میں بالگرام فتح کیا جس کی تفصیل انہوں نے اس طرح بیان کی ہے "۶۱۶ھ میں سلطان التمش کے عہد میں مسلمانوں کے ہاتھوں بالگرام فتح ہوا" سید محمد صغریٰ الحسین سادات بارہہ کے ہم جد تھے۔ سلطان محمود غزنوی کے ساتھ سید ابوالفرح واسطیؒ مع اپنے بیٹوں سید ابوالفراس سید ابوالفضائل اور سید داؤد کے ہندوارد ہوئے اور بادشاہِ ہند سے بارہ گاؤں جاگیر میں عطا ہوئے۔ بارہہ انہیں مواضعات کے مجموعہ کا لقب ہے۔ سید ابوالفضائل کی اولاد سادات بارہہ اور سید ابوالفراس کی اولاد سادات جاجیزی اور سادات بالگرامی کہلائی۔ سید ابوالفراس کی چوتھی پشت میں سید محمد صغریٰ پیدا ہوئے۔ ان کے دادا شاہی منصب دار تھے۔ اپنے وقت میں بالگرام پہنچے۔ بالگرام کے ہندو اور ان کے درمیان مناقشہ ہوا۔ بعد میں سید محمد صغریٰ نے فوج کشی کی آخر کار راجہ مارا گیا اور بالگرام فتح ہوا۔ سید محمد صغریٰ نے سلطان کے نام سے وہاں ایک قلعہ بنوایا اور ایک مسجد تعمیر کی۔ انہوں نے بارہہ سے اپنے اہل وعیال کو بلا لیا اور اہلِ حرفہ اور شاگرد پیشہ جوانوں کے ساتھ بالگرام میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہاں ان کے دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ سید محمد سالار کی اولاد نے محلہ سیدواڑہ آباد کیا جن سے آٹھ قبائل ہوئے اور چند محلے آباد ہوئے۔ پرگنہ بالگرام کی زمینداری ان کی اولاد کو ملی۔ جن میں سید اعظم الدین اور زین الدین حسن خاں وغیرہ تھے۔ دوسرے بیٹے سید عمر سے قبیلہ بھتیرہ (بہرتیرہ) موسوم ہوا۔ اس قبیلے کے لوگ بادشاہ رس، منصبدارِ شاہی اور صاحبِ سیف وقلم تھے جن میں علامہ عبدالجلیل بالگرامی اور غلام علی آزاد بالگرامی زیادہ مشہور ہوئے۔ پروفیسر ظفر اوگانوی کے آباد اجداد بھی اسے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ نواب سید نورالحسن خاں بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو قصبہ کواتھ پرگنہ نوادر ضلع شاہ آباد آرہ کے رہنے والے تھے۔ سید محمد صغریٰ کی اولاد آج بھی صغراوی کہلاتی ہے۔ سید محمد صغریٰ ۶۴۵ھ میں وفات پاگئے اور بالگرام ہی میں مدفون ہوئے۔

نوٹ:۔ بہار کے وزیر تعلیم سید محمود بھتیرہ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے وہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند سے کچھ قبل پورنیہ ضلع اسکول، بہار میں معائنہ کے لیے تشریف لائے تھے جہاں راقم طالبِ علم تھا۔ (مؤلف)

سہ سیر بالگرامی از پروفیسر ظفر اوگانوی صـ۲۷، ۲۸۔

مولانا سیّد غلام علی واسطی آزاد بلگرامیؒ[1]

(شجرۂ نسب ص۲۹۳)

سلطان محمود غزنوی سید ابوالفرح واسطی اوران کے فرزندان سید ابوالفراس، سید ابوالفضائل اور سید ابوداؤد کو ہمراہ لے کر غزنی سے روانہ ہوا اور ہندوستان وارد ہوکر پنجاب فتح کیا۔ واپسی کے وقت سید ابوالفرح واسطی کو ساتھ لے گیا اور ان کے فرزندوں کو پنجاب میں سرہند، نور اور جاجیزی کی جاگیریں عطا کیں جہاں سید ابوالفرح واسطی کی اولاد ۱۸۰ سال تک سکونت پذیر رہی پھر جب دلی میں بادشاہت قائم ہوئی تو یہ لوگ مشرقی ہند کی طرف منتقل ہوئے۔ انہیں بارہ مواضعات کے مجموعہ کو بارھہ کہتے ہیں یہ لوگ ساداتِ بارھہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ خاص کر سید ابوالفضائل کی اولاد سادات بارھہ کے نام سے موسوم ہوئی اور سید ابوالفراس کی اولاد سادات جاجیزی کہلائی۔ سید ابوالفراس کی چوتھی پشت میں سید محمد صغریٰ فاتح بلگرام تولد ہوئے ان کے دادا سید حسن منصب دار شاہی تھے بلگرام کے ہندوؤں کے ساتھ ان کا مناقشہ ہوا جس میں سید محمد صغریٰ کامیاب ہوئے اور فاتح بلگرام کہلائے۔ ان کے دو صاحبزادے تھے سید سالار اور سید محمد عمر سالار کی اولاد نے محلہ سید واڑہ بلگرام آباد کیا ان سے آٹھ قبائل آباد ہوئے جن سے چند محلے اور آباد ہوئے انہیں میں سید اعظم الدین اور زین الدین حسن خاں ہیں دوسرے فرزند سید عمر سے ایک قبیلہ بھترہ (بہر تیرہ) ہوا۔ اس قبیلے کے لوگ صاحب منصب اور صاحب علم و فضل ہوئے انہیں میں علامہ عبدالجلیل اور مولانا سید غلام علی واسطی بلگرامی ہیں۔ صفیر بلگرامی کے آباواجداد بھی اسی قبیلے میں ہیں۔ اسی خطۂ سرزمین کے حسان الہند مولانا سید غلام علی واسطی آزاد بلگرامی تھے۔ آپ ۱۱۱۶ھ مطابق ۱۶۹۲ء میں تولد ہوئے۔ شعروشاعری کا ذوق شروع سے تھا آپ کے والد کا نام سید محمد نوح تھا اور آپ علامہ عبدالجلیل بلگرامی کے نواسے تھے۔ حج سے مشرف ہوکر ۲۸ سال حیدرآباد میں گزار دیے۔ مشہور و معروف ادیب و شاعر تھے۔ ان کا نعتیہ قصیدہ عربی زبان میں بہت مشہور ہوا۔

[1] ماہانہ الحبیب پھلواری شریف مارچ ۱۹۶۷ء ص۲۵،

...ہم یمن نے حسان الہند کا خطاب عطا کیا۔ بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ سن وفات ۱۷۸۳ء ہے۔

(غزل)

دل از خیال مہوشے شہر ساماں در بغل | ایں شیشہ باشد دیدنی دارد چراغاں در بغل
روز قیامت ہر کسے دردست گیرد نامۂ | من نیز حاضر می شوم تصویر جاناں در بغل
شہر نکویاں دیدہ ام خوانند درس حسن خود | جائے کتاب آیند ہر عقل و دبستاں در بغل
آزاد با ایں درد دل آرد اگر رو در چمن | پوشیدہ قمری راکند سرو و خراماں در بغل

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے اخلاق بڑے عالی ہیں (القرآن)

سید شاہ برکت اللہ

(شجرۂ نسب ص ۲۹۳)

میر سید شاہ برکت اللہ کے جدِ اعلیٰ سید علی عراقی حکومت کے مظالم سے تنگ آکر مدینہ سے عراق کے شہر واسط وارد ہوئے آج کل یہ "شہر حسینیہ" کہلاتا ہے ان کی اولاد میں سید ابو الفرح اپنے چار فرزندوں کو ساتھ لے کر سلطان محمود غزنوی کے عہد میں غزنی آئے بعد ازاں افواج محمود غزنوی کے ساتھ مہم پر ہندوستان آئے اور چاروں فرزند مشرقی پنجاب میں آباد ہو گئے۔ سید ابو الفراس نے قریہ جاجیز میں سکونت اختیار کی۔ صاحب امح التاریخ کے مطابق یہ خاندان اپنی مستورات کے ساتھ عازم ہند ہوئے تھے اور ان کے خانوادہ میں اوروں کی طرح نو مسلموں کی آمیزش نہیں ہوئی تھی آج تک انہوں نے اپنی سیادت و نجابت بدرجہ اتم قائم رکھی ہے سید ابو الفراس کے پوتے سید حسین تھے جن کے پوتے سید محمد صغریٰ نے شاہ التمش کے حکم سے سری نگر پر ۶۱۴ھ میں لشکر کشی کی اور فتح حاصل کرنے کے بعد اس کا نام بالگرام رکھا گیا۔ سلطان نے یہ علاقہ ان کو جاگیر میں عطا کر دی۔ سید محمد صغریٰ بلگرامی کی اولاد میں میر سید عبد الواحد بلگرامی مصنف "سبع سنابل" صاحب کمال گزرے ہیں۔ ان کے بڑے فرزند علامہ میر سید عبد الجلیل بلگرامی نے ۱۱۰۰ھ میں بلگرام سے مارہرہ نقل مکانی کی۔ علامہ فارسی زبان کے مشہور و معروف شاعر تھے۔ انہوں نے فارسی زبان میں ساداتِ بارھہ کا منظوم شجرہ فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں پیش کیا تھا جسے قدیم اور مستند شجرہ سمجھا جاتا ہے۔ علامہ کے بڑے فرزند میر سید اویس تھے جن کے بڑے فرزند سید شاہ برکت اللہ کی ولادت ۲۶ جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ کو ہوئی ۱۰۹۷ھ سے انہوں نے مارہرہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ مخدوم برکت اللہ کا عقد سید مودود کی دختر بی بی وافیہ سے ہوا جن کے بطن سے دو فرزند تولد ہوئے۔ (۱) سید شاہ آل محمد (۲) سید شاہ نجات اللہ، شاہ آل محمد کے بڑے فرزند سید شاہ حمزہ تھے اور سید شاہ حمزہ کے بڑے فرزند سید شاہ آلِ احمد (اچھے میاں) تھے جن کا عقد سیدہ فضل فاطمہ دختر میر سید غلام علی آزاد بلگرامی سے ہوا تھا۔

لہ چہار انواع از سید شاہ برکت اللہ ص ۱ تا ۳۶

شاہ برکت اللہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے ان کا وصال ۱۱۴۲ھ مطابق ۱۷۲۹ء کو مارہرہ میں ہوا۔ نواب محمد خان بنگش مظفر جنگ والئ فرخ آباد نے شاہ برکت اللہ کا روضہ تعمیر کرایا تھا۔

تصانیف | رسالہ چہار انواع، رسالہ سوال و جواب، عوارف ہندی، دیوانِ عشقی، پیم پرکاش (ہندی کلام کا مجموعہ) ترجیع بند، مثنوی ریاضِ عشق، وصیت نامہ، بیاضِ ظاہر، بیاضِ باطن، رسالہ تکسیر وغیرہ۔

خلیفہ | اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلویؒ شاہ برکت اللہ کے خانوادہ کے سجادہ نشین سید آلِ رسول احمد میاںؒ کے خلیفۂ خاص تھے۔ اعلیٰحضرت کو سلسلہ قادریہ کی خلافت و اجازت انہیں سے ملی۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں برکاتیؒ مارہرہ شریف یوپی

(شجرۂ نسب ص۳۱۹)

نمبر	نام
۴۳	سید شاہ ابوالحسین نوری
۴۲	سید شاہ ظہور حسن
۴۱	سید شاہ آلِ رسول احمدی
۴۰	سید شاہ آلِ برکات ستھرے میاں
۳۹	سید شاہ حمزہ
۳۸	سید آلِ محمد
۳۷	سید شاہ برکت اللہ
۳۶	میر سید اویس
۳۵	علامہ میر سید عبدالجلیل بلگرامی
۳۴	میر سید عبدالواحد بلگرامی
۳۳	سید ابراہیم
۳۲	سید قطب الدین
۳۱	سید ماہرو
۳۰	سید بڈھا
۲۹	سید کمال
۲۸	سید قاسم
۲۷	سید حسین
۲۶	سید نصیر
۲۵	سید حسین
۲۴	سید عمر
۲۳	سید محمد صغریٰ
۲۲	سید علی
۲۱	سید حسین
۲۰	سید ابوالفرح ثانی
۱۹	سید ابوالفراس
۱۸	سید ابوالفرح واسطی

خاندانِ برکاتیہ کا آغاز مارہرہ شریف میں آج سے تقریباً چار سو سال قبل ۱۰۱۷ھ میں بادشاہ جہانگیر کے عہد میں ہوا جب علامہ میر سید شاہ عبدالجلیل خلف اکبر میر سید عبدالواحد بلگرامی یہاں سکونت پذیر ہوئے۔ اس خانوادہ میں سید شاہ آلِ احمد اچھے میاں صاحبِ ولایت و کشف و کرامت گزرے ہیں۔ سید شاہ آلِ برکات ستھرے میاں اچھے میاں کے چھوٹے بھائی تھے۔ سید شاہ آلِ برکات کے فرزند سید شاہ آلِ رسول ۱۲۰۹ھ میں مارہرہ شریف میں تولد ہوئے تھے جن کے فرزندِ اکبر کا اسمِ گرامی سید شاہ ظہور حسن تھا اور جن کی ولادت ۱۲۲۹ھ میں ہوئی تھی یہی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں برکاتی کے والد ماجد تھے۔ شاہ احمد نوری کی ولادت ۱۲۵۵ھ میں ہوئی۔ آپ نے دو عقد کئے لیکن لاولد رہے۔ خلافت و بیعت جدامجد سے ملی تھی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا نور احمد بدایونی، مولانا محمد سعید بدایونی مولانا عبدالقادر بدایونی، مولانا فضل رسول بدایونی اور مولانا احمد حسن صوفی مرادآبادی مشہور ہیں۔ آپ کا وصال گیارہ رجب ۱۳۲۴ھ میں مارہرہ میں ہوا۔ وہ سید شاہ برکت اللہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کی تصانیف و تالیف میں چند رسائل تکسیر و عقاید و آداب مریدین و اوراد و اذکار و اشغال و اعمالِ فقہ میں ہیں۔ "سراج العوارف" کا اردو ترجمہ بعد میں ہوا۔ آپ شعر بھی کہتے تھے اور تخلص سعیدؔ اور نوریؔ فرماتے تھے۔

---

[1] آداب السالکین از سید شاہ آلِ احمد اچھے میاں ص۱۳۱، [2] نور علیٰ نور از سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ص۱۶۱ تا ۱۷۱

شجرہ اولاد سید شاہ برکت اللہ مارہرہ شریف

(شجرہ ص۳۱۸)

- سید آلِ محمد
  - سید شاہ محمد حمزہ
    - سید شاہ آلِ احمد اچھے میاں
    - سید شاہ آلِ برکات
      - سید شاہ اولادِ رسول
        - شاہ محمد صادق
          - سید ابوالقاسم اسمٰعیل حسن
            - سید غلام محی الدین
            - شہربانو زوجہ سید آلِ عبابن
              - سید حسین حیدر
                - سید شاہ مصطفےٰ احسن حیدر
                  - سید محمد اشرف
                  - سید محمد افضل
                  - ڈاکٹر سید محمد امین (پروفیسر علی گڑھ یونیورسٹی)
                    - سید محمد امان
                  - سید محمد نجیب
                - سید شاہ آلِ مصطفےٰ
            - سید شاہ اولادِ رسولؒ (محمد میاں) مرشد اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلویؒ
      - سید شاہ غلام محی الدین
        - سید شاہ نور المصطفےٰ
      - سید شاہ آلِ رسول (احمدی)
        - سید شاہ ظہور حسن
          - سید شاہ ابوالحسن احمدی نوری میاں
        - سید شاہ ظہور حسین

ادب السالکین از سید شاہ آلِ احمد اچھے میاں ص۱۳۱،

مصطفےٰ سے حیدر حسن تک از سید آلِ حسنین میاں قادری برکاتی ص۲۸،

شجرہ اولاد سید محمود جاجنیریؒ

میر سید یحییٰ
میر سید بیت
میر سید یحییٰ
مخدوم چاند شہید

سید سیف — سید جان — سید پیر ملوک (میاں) — سید شاہ فیروز

سید پیر ملوک (میاں) کی اولاد:
سید علاء الدین علاول — سید میر — سید ہدیٰ (لاولد) — مخدوم سید پیر — سید بدیع الدین بڈھا (صغو ـ)

مخدوم سید پیر:
میر سید نظام الدین (بانس بگھہ)
زوج
بی بی پھول بنت سید شاہ اللہ داد

سید محمد علی — مولانا سید محمد بہار الدین — شاہ عبداللطیف (بانس بگھہ)
سید نور الہدیٰ راجگیری — سید غلام محی الدین محمد
سید نعیم علی عامل — مولانا سید محمد سمیع راجگیری (صغو ـ)
بی بی مخدومہ
بی بی حسینی
میر ممتاز علی
سید انور علی
سید محمد عسکری

سید علاء الدین علاول:
سید عبداللہ

سید ابو الہاشم — سید محمد الیاس (قائم پور)
سید غلام حیدر
سید محمد فاضل (دلیسنہ) — سید محمد
سید امین اللہ — سید غلام محی الدین
حکیم سید رحمت اللہ — سید علیم اللہ
سید خادم حسین — سید قاسم علی
حکیم سید کاظم حسین — سید تراب علی
حکیم سید صدر حسین — سید محمد احسن وکیل

سید شمس الہدیٰ — بی بی قطبن
علامہ سید سلیمان
(ندوی دلیسنوی)

سید نجم الہدیٰ
مصنف
(نسبنامہ دلیسنہ)

سید قمر الہدیٰ وکیل (سمستی پور)
سید مصباح الہدیٰ دلیسنوی
سید ضیاء الہدیٰ دلیسنوی

سید مصباح الہدیٰ دلیسنوی

(شجرہ نسب صـ۳۲۰)

اصل نام ـ سید مصباح الہدیٰ
ادبی نام ـ مصباح دلیسنوی
والد کا نام ـ الحاج سید قمر الہدیٰ وکیل (سمستی پور)
جائے پیدائش ـ دلیسنہ ضلع پٹنہ (نالندہ) صوبہ بہار، ہندوستان
تاریخ پیدائش ـ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۲۱ء

تعلیم: ۱۹۳۶ء میں کنگ ایڈورڈ انگلش ہائی اسکول سمستی پور ضلع دربھنگہ سے پٹنہ یونیورسٹی کا میٹرک کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔ ۱۹۴۰ء مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے آئی ایس سی سیکنڈ ڈویژن میں اور ۱۹۴۳ء میں اسی یونیورسٹی سے بی ایس سی سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔

ملازمتیں: بریلی اور پٹنہ میں سرکاری ملازمت کی۔ کلکتہ، بہار شریف اور ڈھاکہ میں اسکولوں میں ٹیچر کی حیثیت سے کام کیا۔ کراچی، راولپنڈی اور اسلام آباد میں پریس انفارمیشن ڈپارٹمنٹ حکومت پاکستان میں تقریباً ۲۹ سال تک ملازمت کی اور دسمبر ۱۹۸۳ء میں ڈپٹی پرنسپل انفارمیشن آفیسر کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے۔

ادبی سرگرمیاں: ۱۹۴۷ء میں آزادی کے بعد کلکتہ سے ایک ماہنامہ "آفاق" جاری کیا جس کے چیف ایڈیٹر رہے۔ ۱۹۴۹ء میں کلکتہ سے میرے افسانوں کا مجموعہ بنام "گدگدی" شائع ہوا۔ ۱۹۵۰ء میں رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول ڈھاکہ سے ماہنامہ "شاہین" شائع ہونے لگا تو اس کے ایڈیٹوریل بورڈ کے ممبر رہے۔ کلکتہ، ڈھاکہ، کراچی اور راولپنڈی میں متعدد ادبی محفلوں میں شریک ہوتے رہے۔ اردو اور انگریزی میں افسانے اور مضامین شائع ہونے کی تفصیل الگ درج ہے۔

---

[۱] نسبنامہ سادات و ملوک دلیسنہ صـ۴۴ [۲] نسبنامہ سادات و ملوک دلیسنہ صـ۴۴

اردو اور انگریزی میں علامہ سید سلیمان ندوی پر مضامین

۱۔ علامہ سید سلیمان ندوی۔ روزنامہ مشرق، لاہور، ۲۲۔ نومبر ۱۹۷۳ء
۲۔ سلیمان ندوی۔ ہسٹورین اینڈ مین مور (انگریزی) روزنامہ "ڈان" کراچی ۲۲۔ نومبر ۱۹۷۳ء
۳۔ علامہ سید سلیمان ندوی ...... روزنامہ حریت، کراچی ۲۳۔ نومبر ۱۹۷۴ء
۴۔ علامہ سید سلیمان ندوی ...... روزنامہ نعرۂ حق، کوئٹہ، یکم دسمبر ۱۹۷۴ء
۵۔ علامہ اقبال اینڈ سلیمان ندوی (انگریزی) روزنامہ ڈان، ۹ نومبر ۱۹۸۳ء
۶۔ اقبال اینڈ سلیمان ندوی ہیڈ کامن آؤٹ لک (انگریزی) روزنامہ مورننگ نیوز کراچی ۹ نومبر ۱۹۸۳ء
۷۔ علامہ سید سلیمان ندوی اور مولانا محمد علی... روزنامہ جسارت، کراچی ۲۱، دسمبر ۱۹۸۵ء
۸۔ علامہ سلیمان ندوی .... روزنامہ مارننگ نیوز کراچی ۲۲۔ نومبر ۱۹۸۱ء
۹۔ علامہ سلیمان ندوی (انگریزی) .... روزنامہ بلوچستان ٹائمز۔ کوئٹہ۔ ۳۰۔ نومبر ۱۹۸۱ء
۱۰۔ علامہ اقبال اور سید سلیمان ندوی۔۔ ماہنامہ سیارہ، لاہور اقبال نمبر فروری مارچ ۱۹۷۸ء
مجلہ دلیستہ الیسوسی ایشن ۱۹۸۵ء
۱۱۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور علامہ سید سلیمان ندوی۔۔ مجلہ دلیستہ الیسوسی ایشن کراچی جولائی ۱۹۸۸ء

انگریزی میں افسانے اور مضامین

۱۔ اسے پینڈورا از بوکس (مختصر افسانہ)... السٹریٹیڈ ویکلی آف پاکستان کراچی ۲۳ اگست ۱۹۵۳ء
۲۔ پروگریس آف اسلامک پروونسز... ویکلی اسٹوڈنٹس وائس کراچی ۳۱، مارچ ۱۹۵۶ء
۳۔ دی گریٹ چینج (مختصر کہانی)... روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء
۴۔ ایگریکلچرل سینس .... روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۷، فروری ۱۹۶۰ء
۵۔ فارم سینس اِن پاکستان.... روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور ۱۸، مئی ۱۹۶۰ء
۶۔ فارم سینس ان پاکستان.... روزنامہ ٹائمز آف کراچی ۳۰۔ جنوری ۱۹۶۰ء

۷۔ ایگریکلچرل سینس.... روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزیٹ لاہور، یکم فروری ۱۹۶۰ء
۸۔ دی موڈرن بیچلر (مزاحیہ) ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ستمبر ۱۹۵۹ء
۹۔ مولانا محمد علی.... روزنامہ ٹائمز آف کراچی ۵ جنوری ۱۹۶۰ء
۱۰۔ اسپیکولیٹر بیئر اے اسٹرینج پیشن فور منی ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ۸۔ نومبر ۱۹۵۹ء
۱۱۔ مالومیاں .... ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ۱۶۔ اگست ۱۹۵۹ء
۱۲۔ دہائی قائداعظم....... روزنامہ ایسٹرن اکزامینر چٹاگانگ ۲۵۔ دسمبر ۱۹۶۲ء
۱۳۔ ڈیولپمنٹ آف ریڈیو اینڈ ٹی وی اِن پاکستان.... روزنامہ خیبر میل، پشاور ۲۳۔ مارچ ۱۹۶۵ء
۱۴۔ سر سید احمد خان...... روزنامہ مارننگ نیوز کراچی ۲۷۔ مارچ ۱۹۶۵ء
۱۵۔ امیر خسرو......... روزنامہ خیبر میل، پشاور، ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۷۶ء
۱۶۔ فینومینل پروگریس ان دی فیلڈ آف ایجوکیشن روزنامہ ایسٹرن ایگزامینر چٹاگانگ ۱۶، مارچ ۱۹۶۵ء
۱۷۔ مولانا الطاف حسین حالی.... روزنامہ پاکستان ٹائمز، راولپنڈی، ۳۱۔ دسمبر ۱۹۸۳ء
۱۸۔ مولانا حالی........ روزنامہ بلوچستان ٹائمز، کوئٹہ۔ یکم جنوری ۱۹۸۴ء
۱۹۔ موڈرن ٹریکس آف سیر نگز (مزاحیہ) روزنامہ "دی مسلم" اسلام آباد ۲۸، اگست ۱۹۹۱ء
۲۰۔ ایگریکلچرل پروڈکشن اِن پاکستان.... روزنامہ یونیٹی چٹاگانگ ۲۸، دسمبر ۱۹۶۴ء
۲۱۔ ایوب مینی فیسٹو اے بیکن لائٹ.. روزنامہ ایسٹرن ایگزامینر چٹاگانگ ۲، فروری ۱۹۶۵ء
۲۲۔ 〃 〃 〃 〃 ... روزنامہ انڈین ٹائمز حیدرآباد ۱۷، فروری ۱۹۶۵ء
۲۳۔ فور دی ٹورسٹ.... روزنامہ کیہان انٹرنیشنل، تہران۔ ۲، مارچ ۱۹۶۵ء
۲۴۔ سر سید دی سیوئر.... روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۲۳۔ مارچ ۱۹۶۵ء
۲۵۔ ڈیولپمنٹ آف ٹورزم... روزنامہ مارننگ نیوز، کراچی ۱۵۔ اپریل ۱۹۶۵ء
۲۶۔ 〃 〃 .... روزنامہ مارننگ نیوز، ڈھاکہ ۳۰۔ اپریل ۱۹۶۵ء
۲۷۔ 〃 〃 〃 ... روزنامہ ایسٹرن ایگزامینر، چٹاگانگ ۲۰، اپریل ۱۹۶۵ء
۲۸۔ سائنٹیفک کلائمیٹ اِن پاکستان ... روزنامہ خیبر میل، پشاور ۲۳، مئی ۱۹۶۵ء
۲۹۔ فیملی... پریزنٹ اینڈ فیوچر.. روزنامہ انڈین ٹائمز حیدرآباد ۱۰، جون ۱۹۶۵ء

۳۰۔ فیملی۔۔۔ پریزنٹ اینڈ فیوچر۔۔۔ روزنامہ ایسٹرن ایگزامینر چاٹگام ۱۹؍جون ۱۹۶۵ء
۳۱۔ ڈیولپمنٹ آف ریڈیو اینڈ ٹی وی اِن پاکستان۔۔۔ روزنامہ انڈین ٹائمز حیدرآباد ۲۲ مارچ ۱۹۶۷ء
۳۲ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روزنامہ یونیٹی، چاٹگام ۲۴ مارچ ۱۹۶۷ء

اردو میں افسانے اور افسانچے

۱۔ مین سوئچ ماہنامہ مشیر کراچی۔۔۔ ماہنامہ "ذوالقرنین" بدایوں
۲۔ ایک افسانہ (انگریزی سے ترجمہ) روزنامہ عصرِ جدید، کلکتہ۔۔۔ ستمبر ۱۹۴۵ء
۳۔ نیویارک کے چوہے (انگریزی سے ترجمہ) ماہنامہ پیامِ تعلیم دہلی۔ نومبر، دسمبر ۱۹۳۸ء
۴۔ افسانچے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ماہنامہ شاہین، ڈھاکہ مارچ ۱۹۵۱ء
۵۔ واہ میرے چیلے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ ۳۔ مارچ ۱۹۶۳ء
۶۔ آپریشن کے بعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ روزنامہ جنگ، راولپنڈی ۸۔ اپریل ۱۹۶۲ء
۷۔ نوآبادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ماہنامہ مشیر، کراچی، اپریل ۱۹۵۴ء
۸۔ نوٹوں کا بنڈل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ماہنامہ سوداگر، کراچی، نومبر ۱۹۶۰ء
۹۔ حرفِ شہادت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ماہنامہ سوداگر، کراچی، ستمبر ۱۹۶۷ء
۱۰۔ ناقابلِ شکست۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ماہنامہ کرن، گیا (ہندوستان) ۱۹۵۲ء
۱۱۔ قوس و قزح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ماہنامہ کرن، گیا (ہندوستان) ۱۹۵۲ء
۱۲۔ بھائی جان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ماہنامہ کائنات، لاہور، جون، ۱۹۴۹ء
۱۳۔ ہاف ٹکٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ماہنامہ سیارہ، لاہور
۱۴۔ نقب زن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ماہنامہ بتول، لاہور
۱۵۔ دو محاذ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ " " "
۱۶۔ انوکھی قربانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ " " "
۱۷۔ افسانچے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ماہنامہ شاہین، ڈھاکہ خاص نمبر ۱۹۵۱ء

اردو میں مضامین

بینائی کھو جانے پر (ملٹن کی ایک نظم کا ترجمہ) ہفت روزہ ہلال، کلکتہ ۲۰۔ اگست ۱۹۴۹ء
اُردو مشرقی پاکستان میں۔۔۔۔۔ روزنامہ پاکستان، ڈھاکہ، عید نمبر ۱۹۵۰ء
کراچی کی کہانی۔۔۔۔۔۔۔۔ روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ، یکم مارچ ۱۹۵۶ء
بید کی مار آپ کی رائے میں۔۔۔۔ روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۱۴۔ جون ۱۹۶۱ء
اے جی صغیر۔۔۔۔۔۔۔ روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ ۱۷۔ مارچ ۱۹۶۳ء
کائنات کی کہانی۔۔۔۔۔۔ ماہنامہ سوداگر، کراچی۔ نومبر، دسمبر ۱۹۶۴ء
حقیقی جمہوریت۔۔۔۔۔۔ روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۱۸۔ نومبر ۱۹۶۴ء
۸۔ ترقی (آزاد نظم)۔۔۔۔۔۔۔ روزنامہ پاسبان، ڈھاکہ، ۸۔ اپریل ۱۹۶۳ء
سرسید کا مکتبِ فکر اور اس کی خدمات۔۔ ہفت روزہ کشمیر، راولپنڈی، ۲۳۔ مارچ ۱۹۶۵ء
۱۰۔ جمہوریہ مالی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ماہنامہ سوداگر، کراچی۔ اپریل، ۱۹۶۵ء
۱۱۔ علامہ اقبال نے یہودی خطرے کو بروقت بھانپ لیا تھا۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۴ مئی ۱۹۶۶ء
۱۲۔ علامہ اقبال اور واقعہ شہادت۔۔۔۔ ماہنامہ سوداگر، کراچی۔ اشاعتِ خاص ۱۹۶۷ء
۱۳۔ سوشلزم اقبال کی نظر میں۔۔۔۔۔ روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۷ مئی ۱۹۶۸ء
۱۴۔ کیا اُردو ٹائپ کی ترویج ممکن ہے۔۔۔ روزنامہ مشرق لاہور۔ ۳ ستمبر ۱۹۷۶ء
۱۵۔ میرا ڈرائنگ روم۔۔۔۔۔۔۔۔ روزنامہ جنگ، راولپنڈی، ۲۰۔ اگست ۱۹۸۱ء
۱۶۔ صیہونیت، یہودیوں کی نظر میں۔۔۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، راولپنڈی ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۸۲ء
۱۷۔ راست بازی۔۔ روزنامہ مغربی پاکستان لاہور ۱۶۔ نومبر ۱۹۸۳ء روزنامہ امروز لاہور ۱۸۔ نومبر ۱۹۸۳ء روزنامہ وفاق، راولپنڈی۔
۱۸۔ بیماروں کی عیادت۔۔۔ روزنامہ جسارت، کراچی ۳۱۔ دسمبر ۱۹۸۳ء روزنامہ امروز لاہور ۵ جنوری ۱۹۸۴ء
۱۹۔ خون کا عطیہ۔۔۔ روزنامہ مغربی پاکستان، لاہور ۱۱۔ جنوری ۱۹۸۴ء روزنامہ جسارت کراچی ۶ جنوری ۱۹۸۴ء
روزنامہ حریت، کراچی ۲۱۔ جنوری ۱۹۸۴ء

۲۰۔ وقت کی قدر وقیمت ... روزنامہ جنگ راولپنڈی، ۲۵ مارچ ۱۹۸۴ء

۲۱۔ صفائی ... روزنامہ جنگ کراچی، ۷ جنوری ۱۹۸۴ء وفاق ۶ جنوری ۱۹۸۴ء مشرق ۱۹ جنوری

۲۲۔ سید صباح الدین عبدالرحمٰن ... مجلہ دلیسنہ الیوسی ایشن، کراچی، جولائی ۱۹۸۸ء

شعری مجموعوں پر تبصرے

(۱) "سچائیاں" از خلش کلکتوی مطبوعہ اسلام آباد تبصرہ مجلہ ۱۹۸۳ء (۲) خواب کی ریت از منظر نرمی مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۴ء (۳) نعتوں کا مجموعہ از صابر کاسگنجوی مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۴ء (۴) دل کی کتاب از جمیل عظیم آبادی کراچی ۱۹۸۶ء (۵) غبار ماہ از افسر ماہ پوری، کراچی ۱۹۸۶ء (۶) نور حرا از نصیر آرزو مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء (۷) جمیل عظیم آبادی کی "دل کی کتاب" ماہنامہ سیارہ لاہور اشاعت خاص ۱۹۸۵ء۔

مندرجہ بالا کے علاوہ ان کے کئی مضامین اور افسانے ہندوستان و پاکستان کے اخبارات اور رسائل میں شائع ہوئے ہیں جن کا ریکارڈ محفوظ نہیں کیا جا سکا۔ ماہنامہ شمع، دہلی۔ ماہنامہ آریہ ورت، دہلی۔ ہفت روزہ خبردار، بمبئی۔ ماہنامہ ادیب، مالیگاؤں۔ ماہنامہ نظام تعلیم، سیالکوٹ۔ ماہنامہ نیرنگ خیال، راولپنڈی۔ ہفت روزہ مسلم، ڈھاکہ، اور ماہنامہ تعمیر انسانیت لاہور میں ان کے مضامین اور افسانے شائع ہوئے۔

مزید برآں متعدد اردو اور انگریزی اخبارات میں خطوط بنام ایڈیٹر شائع ہوئے جن کی فہرست طویل ہے۔

شجرۂ نسب ابنائے سید احمد جاجنیری

نمبر شمار	شجرہ نمبر ۵ اسمائے گرامی	نمبر شمار	شجرہ نمبر ۶ اسمائے گرامی	نمبر شمار	شجرہ نمبر ۷ اسمائے گرامی	نمبر شمار	شجرہ نمبر ۸ اسمائے گرامی	نمبر شمار	شجرہ نمبر ۹ اسمائے گرامی
	سیدعلی شیر	پشت نمبر	سیدحیدر باگھ	پشت نمبر	سیدشاہ جمال الدین	پشت نمبر	سیدشاہ برہان الدین	پشت نمبر	سیدشاہ یوسف دولہ
۲۷	سیداحمد جاجنیری	۲۷	سیداحمد جاجنیری	۲۷	سیداحمد جاجنیری	۲۷	سیداحمد جاجنیری	۲۷	سیداحمد جاجنیری
۲۸	سیدعلی شیر	۲۸	سیدحیدر باگھ	۲۸	سیدشاہ جمال الدین	۲۸	سیدشاہ برہان الدین	۲۸	میر یوسف دولہ (مہرپیا)
۲۹	سیدمعزالدین	۲۹	سیدحاتم زہری	۲۹	سیدرکن الدین	۲۹	سیدشاہ جلال الدین	۲۹	میر محبوب حسین
۳۰	سیدفیض اللہ	۳۰	سیدمحمود	۳۰	سیدزیرک	۳۰	سیدشاہ شہاب الدین	۳۰	سیدزین الدین
۳۱	سیدناصر مانی جعفری	۳۱	سیدمحمد	۳۱	سیدبزرگ (بڑے)	۳۱	سیدشاہ بدرالدین	۳۱	سیدمکارم
۳۲	سیدعلاؤالدین	۳۲	سیدخداوند	۳۲	سیدیونس	۳۲	سیدشاہ جمال الدین	۳۲	سیدمعین الدین حاجی
۳۳	سیدسعود	۳۳	سیدشاہ منجھن	۳۳	سیدبودھن	۳۳	سیدشاہ کمال الدین	۳۳	میراکرم علی
۳۴	سیدعالم	۳۴	سیداللہ داد	۳۴	سیدمعروف	۳۴	سیدشاہ قمرالدین	۳۴	میررحم علی
۳۵	سیدقاسم	۳۵	سیدخان غازی	۳۵	سیدچاند	۳۵	سیدشاہ نصیرالدین	۳۵	میرذوالفقار علی
۳۶	سیدشاہ قطب الدین	۳۶	سیدسلونی	۳۶	سیدہاشم	۳۶	سیدشاہ فخرالدین	۳۶	میرمبارک علی
۳۷	سیدحسن زید	۳۷	سیداحمدعلی	۳۷	سیدقطب الدین	۳۷	سیدامیرالحسن	۳۷	میر بنیاد علی
۳۸	سیدوجیہ الدین (دیونی)	۳۸	سیدسکندر	۳۸	سیدمحبوب	۳۸	سیداکبرعلی	۳۸	میرنبی اختر
۳۹	سیداحسن	۳۹	سیدفیروز	۳۹	سیدماہرد	۳۹	سیدعلی	۳۹	کنیز فاطمہ
۴۰	سیدمظفرعلی	۴۰	سیدمقیم	۴۰	سیدمحمدحکیم	۴۰	سیدمان علی	۴۰	ابوذر محمد یونس
۴۱	سیدشاہ یحییٰ علی	۴۱	سیدھوم	۴۱	سیداللہ بخش	۴۱	سیدقدرت علی		
۴۲	اولاد میں	۴۲	سیدشجاعت علی	۴۲	سیدعظمت اللہ	۴۲	سیدنوازش علی		
۴۳	مخدوم حسن علی	۴۳	مولانا سیدمحمداحسن	۴۳	سیدجوادعلی	۴۳	سیدخواجہ علی		
۴۴	جدامجد سیدمحمدسعید	۴۴	حافظ سیدابوالخیر	۴۴	علامہ سیدنذیرحسین دہلوی	۴۴	سیدعبدالرحمٰن بخش		
۴۵	مسعودآباد کراچی	۴۵	علامہ سید مناظراحسن گیلانی		مولانا گو (مونگیر)	۴۵	سیدبدرالحسن		
	کنزالانساب ص۴۲					۴۶	سیدنجم الحسن		
						۴۷	(مصنف مجمع الانساب شاہ سید برہان الدین مزار سانہال بلیا، مونگیر، ہند)		

۵ تاریخ حسن ص۲۶ ۶ نسبنامہ دلیسنہ ص۲۱ تاریخ حسن ۹ نسبنامہ دلیسنہ ص۲۳

نوٹ: بی بی رقیہ ابراہیم ملک بیا کے ہمراہ غزنی سے ہندوستان وارد ہوئیں ان کا عقد سید احمد جاجنیری سے ہوا۔ بی بی رقیہ ملک بیا کی عزیزہ تھیں اور سادات حسنی سے تعلق رکھتی تھیں اس لیے ان کی اولاد نجیب الطرفین سادات ہیں۔ (تاریخ بارہ گاں ص۲۲)

اولاد سید معز الدین بن سید علی شیر جاجنیری

(شجرہ صفحہ ۲۲۷)

سید فیض اللہ

سید نصیر الدین ہانسی حصاری
سید اخوند میر
سید علاء الدین
سید محمد اولیا
سید قطب الدین اولیا بھکری
سید مسعود
سید عالم
سید قاسم
سید شاہ قطب الدین مصطفیٰ پوری
سید حسن زید
سید وجیہہ الدین یونس
میر سید محمد احسن
سید مظفر علی
سید شاہ یحییٰ علی

سید حسام الدین ہانسی حصاری
سید غریب اللہ حسین دھکڑ پوری

سید شاہ اشرف علی زوج بی بی بخش
بنت میر حسین بخش
(فریدی النسب)

دختر
زوجہ مظہر الحق

دختر
زوجہ غفور الحق
(شاہ یعقوب زادہ گیا)

شاہ حسین علی
قاسم سجادہ
سید لائق علی اصلاحی
(سعود آباد، کراچی)

سید محمد واجد
شاہ ابوالحیات زادہ خسرو پور، گیا
سید محمد سعید
سید وصی احمد

اولاد سید خان غازی

(شجرہ صفحہ ۲۲۷)

شجرۂ نسب اولاد سیّد سلونی بن سیّد خان غازیؒ

سید بایزید علی — سید احمد علی

سید عبدالوہاب
سید دولہ
سید شیر محمد
سید جان محمد
سید نذر محمد

سید عبدالحیؒ
سید ابوالموالی
عبدالوالی
سید شاہ غلام مولا
(مولا نگر)
دختر زوجہ
شاہ آل احمد
سید شاہ وصی احمد
سید شاہ سمیع احمد
سید شاہ رشید احمد
سید شاہ ملل احمد
مولاق، مولاق پریس
(کراچی)

سید شاہ نصیب الدین نصیر
سید زین الدین
سید غلام محی الدین
سید سیف الدین

سید کلیم اللہ حسین — میر عبدالوحید بادشاہ (صفحہ ۲۴۷)

میر ارشد علی
میر لطف علی
میر عنایت حسین
سید فضل کریم
سید علی اعظم شریف
سید احسان الحق
سید انعام الحق
(حلیم پور، مونگیر)

بی بی شاکرہ
بی بی فصیحن
علامہ سید نذیر حسین
(دہلی)
(سورج گڑھ، مونگیر)

سید سیف علی
سید ریاست علی
سید جواد حسین
(مصنف تاریخ حسن)

سید فضیلت حسین (کبتی کول)
سید عبدالجبار (چیواڑہ)

سید مسیح الرحمٰن
اسسٹنٹ ڈائریکٹر
ایگریکلچر، کراچی

سید زیب النساء
زوجہ سید محمد اختر بن سید غنی حیدر

معصوم حیدر — ارشد پرویز — تنویر حیدر — نشاط افروز — جمال افروز — قمر افروز — بہار افروز

(نسبنامہ دلیسنہ صـ۱۹، ۲۳، ۴۰، ۴۲، قلمی نسخہ کرسی نامہ مولانگر صـ۱۹، ۲۰، تاریخ حسن صـ۲۰، ۸۱، ۱۰۰، ۱۱۱، تحقیق الاقوام صـ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۹۰، تاریخ بارہ گیارہ صفحہ ۱۳، نشان منزل صـ۱۱ تا ۱۳)

شجرہ اولاد سیّد شاہ فقیر اللہ جاجنیریؒ بن سید خان غلوی

۳۷ - سید شاہ فیض اللہ

۳۸ - سید شاہ رفیع اللہ
۳۹ - سید شاہ عزیز اللہ

سید عصمت اللہ
سید مراد اللہ

سید حشمت اللہ

۴۰ - سید جان علی

سید ضیاء اللہ زوج
بی بی متیا بنت سید شاہ حمید علی

سید اشرف علی — سید محمد علی
سید محب علی — قمر النساء
سید تاج علی

۴۱ - سید قربان علی — سید بہجت علی
سید فاروق علی

سید محب علی

بی بی وزیرن
سید وزیر علی
سید حسن رضا
بی بی معصومہ
زوجہ سید شکور عالم
شاہ فیصل کالونی
(کراچی)

۴۲ - سید ارشاد علی (تیگھرہ)
۴۳ - سید احمد حسین
۴۴ - سید مزارت حسین وکیل

سید امام علی (ریونی)

۴۵ - سید عبدالجلیل (تیگھرہ)
۴۶ - ڈاکٹر سید شہزاد عالم
(ناظم آباد، کراچی)

سید عبدالرحمٰن
ربیسہ خاتون
زوجہ سید بدر الحسن
سید محمد نجم الحسن (مصنف)

تاج النساء
سید صادق علی — مجھولن شاہ

سید شاہ دائم اللہ

بی بی رحمت النساء — سید فرزند علی

بی بی مدینہ — سید دانش علی — سید امام علی

سید اصغر حسین
(لاولد)

سید امیر حسن

سید افضل حسین
سید عبدالرحمٰنؒ
(سجادہ باڑھ)

سید ظہور الحق

سید واعظ الحق
سید انیس الحق

سید ظہیر الحق — سید منصور الحق

ڈاکٹر سید حبیب الحق
(جرمنی)

سید عبید الحق
موتمر عالم اسلامی کراچی)

شجرہ قلمی نسخہ سادات جاجنیری، باڑھ، پٹنہ، تاریخ حسن (صـ۹۳)

اولاد سیّد وزارت حسین مختار (تیگھرہ) بن سیّد احمد حسین بن سیّد ارشاد علی (دہلی)

(شجرہ صفحہ ۲۲۱)

- سید عبدالجلیل زوج بنت قاضی شیخ محمد سعید منیارپور (دربھنگہ)
- سید عبدالمجید
  - محل اولیٰ بنت سید امیر علی (سانحہ)
    - سید منظور زوج نسیمہ خاتون بنت غلام ربّانی
    - سنجیدہ خاتون زوجہ سید عبدالحلیم (لکھمینیہ)
      - سید ابوالقاسم زوج صاحبزادی خاتون بنت سید نصیرالدین (سانحہ)
      - نورجہاں زوجہ سید شمس الحسن (برادر مؤلف)
  - محل ثانی جمیلہ بنت شیخ کمال الدین عثمانی اللب
    - دختر زوجہ سید شاہ حبیب
      - بلقیس زوجہ سید انعام الحق (اورنگی)
      - سید پرویز احمد (اورنگی)
- سید عبدالرحمٰن زوج سارہ خاتون
  - نفیسہ خاتون زوجہ سید بدرالحسن (سانحہ)
  - عائشہ خاتون (لکھمینیہ)
    - ہلال احمد
    - آل احمد
    - نادر زوجہ جہانگیر (کولی)
    - نہال احمد
  - حنیفہ خاتون زوجہ سید
    - طیبہ خاتون زوجہ سید سفیرالحسن (تیگھرہ)
  - ثوبیہ خاتون زوجہ سید نظام الدین
  - سید عبدالجبار زوج نذران بنت سید زین العابدین (سانحہ)
- سید غلام ربّانی زوج حمیدالنساء بنت سید تاج علی (سانحہ)
  - محسنہ زوجہ سید مدنی (میاں چک)
  - خدیجہ زوجہ محمد مسلم (قادر چک)
  - نسیمہ زوجہ سید منظور
  - حلیمہ زوجہ ڈاکٹر منظر عالم
- دختر
- دختر

اولاد سیّد عبدالجلیل بن سیّد وزارت حسین مختار (تیگھرہ)

(صفحہ ۲۳۲)

- سید منظر عالم زوج حلیمہ بنت سید غلام ربانی
- سید شہزادہ عالم زوج بنت سید نورالحسن برونی
  - سید وحید عالم زوج رفعت بنت سید مشکور عالم
  - سید اشتیاق عالم
  - سید ہارون عالم
  - دختر زوجہ سید شمیم احمد (اورنگی)
  - رضیہ بیگم زوجہ نور عالم
- سید شریف عالم
- سید مشکور عالم زوج معصومہ بنت سید حسن رضا (تیگھرہ)
  - سید مسعود عالم زوج بنت نقاد (لکھمینیہ)
  - سید مقصود عالم زوج نگہت بنت سید شمس الحسن (برادر مصنّف)
  - نزہت زوجہ مبین علی
  - رفعت زوجہ سید وحید عالم
  - نصرت زوجہ ابراہیم (اورنگی)
  - مسرور عالم
  - محفوظ عالم
  - منصور عالم
- زیب النساء
- مہرالنساء

نوٹ: سید احمد حسین کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ (۱) سید وزارت حسین (۲) سید وراثت حسین (۳) منیر خاتون۔

اولادمیر مقیم گیلانی

(شجرہ صفحہ ۳۲۹)

سید ذوصوم علی
سید اکبر علی
سید خیرات علی

سرسلطان
بیرسٹر
(پالی، گیا، بہار)

سید واعظ الحق
سید نصیر الدین گیلانی
بی بی ثیقن
(دلیسنہ، پٹنہ)

سید منظفر علی
سید امید علی

سید نجیب حسین
بی بی رابعہ
سید عین الہدیٰ
(دلیسنہ، پٹنہ)

سید عابد حسین
میر بھاگن
بی بی محمودہ
زوجہ
شیخ ولائت حسین
(سیوسے)
حافظ شفیع الدین
شوکت علی
نصرت علی
(جہانگیر روڈ
ویسٹ، کراچی)
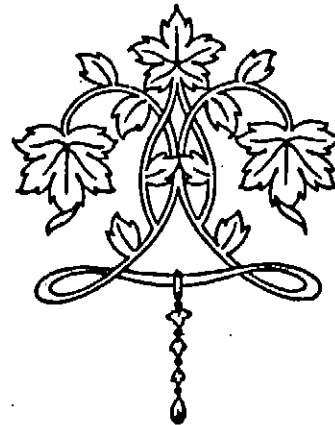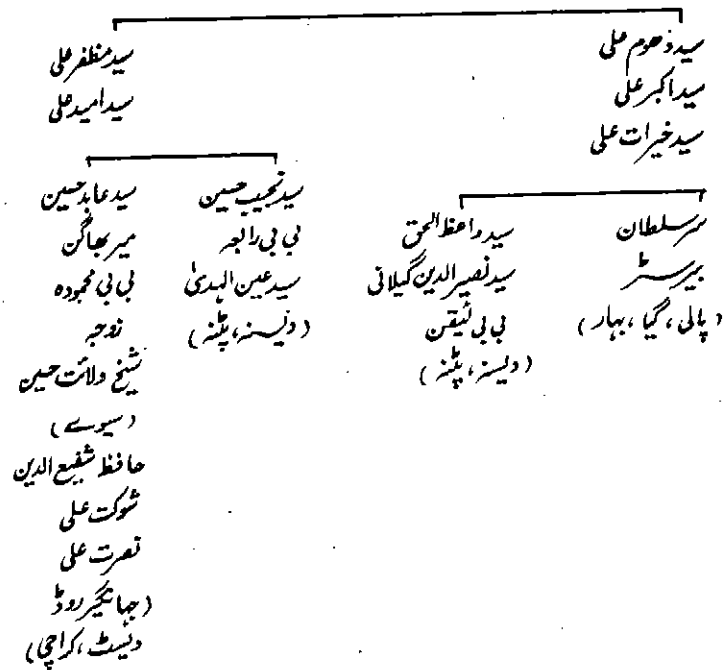
شجرۂ نسب اولادمیر مقیم گیلانی

(صفحہ ۳۳۲)

میر تیم اللہ
سید امام بخش
بی بی آمنہ
سید ابوالخیر
علامہ مناظر احسن
(گیلانی)

سید عبداللہ

بی بی حیاتن
علامہ مناظر احسن گیلانی

پسر
بی بی بتولن
بی بی خدیجۃ الکبریٰ
زوجہ
سید عبدالمنان بن سید تجمل حسین بن میگن میاں (گیلانی)

سید شفاعت علی
سید شجاعت علی
مولانا سید محمد احسن
حافظ ابوالخیر
علامہ سید مناظر احسن گیلانی

سید محمد طیب گیلانی
زوجہ
افضل بانو
بنت
سید ولی عالم
(ماموں)
(معافی)

سید محمد طاہر گیلانی
زوج
آصف خاتون بنت
ڈاکٹر شفیق
(دلیسنہ)

بی بی حبیبہ
زوجہ
سید محفوظ الہدیٰ

شاہدہ خاتون زوجہ مخدوم اشرف
گھوڑی گھاٹ (ٹاٹا) گیا

اسد
دقار
شاہینہ عذرا
زوجہ
ولی حسن
شائستہ جبین
زوجہ
غلام حسین
شگفتہ
زوجہ
سید محمد یونس
فرزانہ
زوجہ
مقصود عالم
ثمینہ
زوجہ
حبیب
شبینہ

ذاکرہ خاتون
زوجہ
سید محمد احسن
(بڑی بلیا)

سید محمد بختیار
زوج
عشرت جہاں (بنت مصنف)
سید لبیر الاسلام
کلثوم
شبنم

سیّد شاہ غلام مولا ابن سیّد شاہ عبد الوالی (مولانگر)

(شجرۂ نسب صفحہ ۲۲۰)

۴۰۔ شاہ غلام مصطفےٰ ۴۰۔ شاہ غلام مرتضےٰ ۴۰۔ شاہ غلام حسن بی بی سکینہ بی بی فاطمہ

۴۱۔ شاہ احمد حسن ۴۱۔ سید فیاض علی ۴۱۔ بی بی لطیفن شادی (باڑھ) زوجہ سید فرزند علی باڑھ

۴۲۔ سید شاہ ہنر حسن ۴۲۔ سید شاہ تاج الدین ۴۲۔ مولوی سید امام علی

۴۳۔ سید وراثت حسین

۴۴۔ سید شاہ لطیف احمد

۴۵۔ سید شاہ وجاہت حسین بی بی حمیدن

۴۶۔ محمد یحییٰ محمد ابو البقا

۴۳۔ سید امیر حسن

۴۴۔ سید واعظ الحق

سید نسیم الحق سید انیس الحق (۴۵)

سید وسیم الحق سید نعیم الحق

سید منصور الحق (باڑھ) سید ظہور الحق (۴۶) (باڑھ)

۴۷ حبیب الحق

۴۷۔ بی بی مسرورن سید رؤف الحق

۴۸۔ سید محبوب الحق (باڑھ) سید عظیم الحق (باڑھ)

شاہ آل احمد (۴۳) بی بی عابدن بی بی وجیہن (۴۳) بی بی نعیرن زوجہ سید واعظ الحق

حکیم عبد الحفیظ ڈاکٹر عبد الحکیم

سید نسیم الحق بیرسٹر (۴۴) سید انیس الحق مصنف و بیرسٹر

سید وسیم الحق سید نعیم الحق (باڑھ)

۴۵۔ سید منصور الحق سید ظہور الحق (باڑھ)

۴۶۔ ڈاکٹر سید حبیب الحق (باڑھ)

شجرۂ نسب اولاد سیّد نصیب الدین نصیبو

(صفحہ ۲۲۰)

سید زین الدین

سید غلام محی الدین

سید سیف الدین

میر عبد الواحد بر باد شاہ

سید محمد رافق مختار (چیرہاری) نامعلوم

سید ذو الفقار حیدر

سید معین الدین حیدر

سید شرف الدین حیدر

سید اشرف الدین حیدر

دختر زوجہ سید عیسیٰ مختار محمد صدیق دختر زوجہ سید نثار احمد (جموارہ)

دختر زوجہ سید عبد الاحد مختار

دختر زوجہ سید عمر دراز

ڈاکٹر سید محمود حسین

سید جمیل الرحمن پیشکار

سید ضیاء الرحمن

پسر کاشف ضیا رافع رضا پرویز تنویر

سید عاشق حسین وارثی وکیل، سکریٹری کی مسلم لیگ، بہار

سید محبوب وارثی (شاعر)

سید جاوید عاشق وارثی

سید سرفراز احمد (امرتھ)، زوج فاطمہ بنت سید اکرام الدین احمد

سید مظفر حسین سید ظفر حسین سید اظفر حسین سید غضنفر حسین فاطمہ تبسم غزالہ شگفتہ زرین سحر افشاں

اولاد سیّد عیسیٰ مختار بن محمد صدیق

(صفحہ ۲۳۷)

شجرۂ نسب اولاد سیّد حسّام الدین

(سادات براوان)

سادات لودنا جہان آباد گیا بہار

شجرہ اولاد سید شاہ قیام الدین

بی بی ماتو

محمودہ دختر سید حیدر امام کاکوی

کنیز فاطمہ زوجہ سید امیر علی جعفری بن سید شاہ حکیم الدین جعفری (لکھنؤ)

بی بی سلمی زوجہ شاہ ابوالافتخار بن عبدالغنی بن شاہ حسین علی پیر بیگھہ (چاکند)

سید نور الدین

سید نجم التوحید داماد میر جمال الدین

عالیہ زوجہ سید خورشید احمد

سید زین الدین

سید ظفر امام

سید صادق امام

سید احد امام

مہدی امام

سید شاہنواز

دختر زوجہ ڈاکٹر یحیی بن شاہ عبدالودود وارثی (لکھمینیا، مونگیر)

سید حکیم الدین جعفری

بی بی نور عائشہ زوجہ سید جلال الدین بن سید جمال الدین (کرریا، گیا، بہار)

سید ظہیر الدین

سید شمیم الدین

سید نسیم الدین ضیا زوجہ شبانہ

سید شہاب الدین

دختر

دختر

شہزاد

اعجاز

دختر

بیگم زوجہ امداد الحق

آفتاب

پرویز

نیلو

نائلہ

کوثر

ندیم

سید صلاح الدین زوج رخسانہ خاتون (بنت مصنف)

سید امام الدین (لاولد)

سید نہال الدین

سید واجد صلاح الدین

سید ساجد صلاح الدین

سید عمران صلاح الدین

مہوش

سید قیصر

سید ظفر

سید احسن

ننھی بیگم زوجہ نسیم الدین

شمع خاتون

سید ...

اولاد بی بی سلمی بنت شاہ قیام الدین پیر بیگھہ، گیا، بہار

شجرۂ نسب اولاد سیّد شاہ جمال الدین بن سیّد احمد جاجنیر[illegible]

(صفحہ ۲۲۷)

۲۹- سید رکن الدین
۳۰- سید زیرک
۳۱- سید بزرگ
۳۲- سید یونس
۳۳- سید بڈھن
۳۴- سید معروف
۳۵- سید چاند
۳۶- سید ہاشم
۳۷- سید قطب الدین
۳۸- سید محبوب
۳۹- سید ماہرو
۴۰- سید شاہ محمد حکیم
۴۱- سید مصطفےٰ بخش
۴۲- سید احمد بخش
۴۳- سید الفت حسین
۴۴- سید ابو الحسن
۴۵- سید محمد عثمان (ملاول)
۴۶- محمد سید حسن
جہانگیر روڈ
(کراچی)

سید اللہ بخش

سید عظمت اللہ
سید جواد علی
علامہ سید نذیر حسین دہلوی
سوروج گڑھ
(مونگیر)

سید عزیز اللہ
سید شکر اللہ
سید محمد حسین
سید احمد بخش
سید محمد یوسف
سید عبد القیم چیراروی
(النور سوسائٹی، کراچی)

۲۹- سید علی
۳۰- سید حیدر جان
۳۱- سید محمد
۳۲- سید علی اصغر
۳۳- سید محمد علی
۳۴- سید علیم الدین
۳۵- سید ابو الخیر
۳۶- میر شمس الدین
۳۷- میر سید حسن
۳۸- سید خداوند
۳۹- سید احمد ثانی (صفحہ ۲۴۳)

سید عبد السلام
قاضی سید عبد النبی
قاضی سید عنایت اللہ
(مدرس شاہی مدرس
دختر
سید عبد الباقی
دختر
قاضی سید امام علی
قاضی محمد اکبر غازی

(تاریخ حسن ص۱۰، تحقیق الاقوام ص۸۲، ۸۴، نسب نامہ دلیسنہ ص۵۶، ۵۷، ۵۸)

اولاد سیّد احمد ثانی بن سیّد خداوند

(شجرہ ص۲۴۲)

[illegible]سید
[illegible]الدین
[illegible] پیر محمد امداد علی
[illegible]عید الدین بیرسٹر

[illegible]یوسف امام
[illegible]ظاہرہ
[illegible]یر شمس الضحیٰ
(جامعہ کراچی)

سید امداد امام آثر

سر علی امام
بیرسٹر
(پٹنہ، بہار)

سر حسن امام
بیرسٹر
(بہار)

مولانا سید محمد صادق
سید فرخ شیر
نواب سید عتیق اللہ

میر فہیم اللہ
میر ریاض علی
میر طالب حسین
میر اصغر حسین
سید عبد القیوم

سید شبلی رضا
(دلیسنہ)

محسنہ بانو زوجہ سید امین الدین
سید محمد مشہود
(اے او)

سید محمد علی سرپھدی
بی بی کبریٰ
سید شاہ افضل حسین
فقیر
(بہار)

میر سید محمد حسین
میر غریب اللہ
میر نصر اللہ
بی بی ملیحہ زوجہ امین
بی بی واصغر زوجہ سید دوست محمد
بی بی سلیمن زوجہ سید محمد حسین
بی بی جوہن
(دلیسنہ، پٹنہ)

اولادِ سیّد محمد عثمان

(شجرہ ص ٣٤٣)

- محمد سید حسن
  زوج رشیدہ خاتون
  بنت سید برہان الدین
  (ڈمراواں)
  - ڈاکٹر سید جاوید حسن
    زوج
    ربابہ بنت سید فخر الدین
    (ڈمراواں)
  - سید اعجاز حسن
    زوج شمسی فاطمہ
    بنت عبدالودود وارثی
    (مکھمینیہ، مونگیر)
    - سید طاہر حسن
    - سید یاسر حسن
  - سید راشد حسن
  - سید نوید حسن
  - دختر
- طیب حسن
  زوج شاہدہ خاتون
  بنت
  سید عبدالواسع
  (ڈمراواں)
  - سید ارشد حسین
  - سید محمد شبیر حسن
  - سید محمد شاکر حسن
  - سید محمد نشاط حسن
  - صائمہ
  - طاہرہ
- منتظر حسن
  زوج ننھی بیگم
  (بروئی)
  - سید پرویز
  - سید محمد نوشاد
  - سید محمد شمشاد
  - سید افروز
  - سید تنویر
  - سید خورشید
  - بی بی شبنم
- بی بی ثاقبہ
  زوجہ سید قیصر رضا
  (چیواڑہ)
  - سید محمد رضا
  - وحیدہ
  - سیدہ
- مناظر حسن (ص ٣٤٥)
- انتظر حسن
- مظفر حسن
- نظر حسن ص ٣٤٥
- امعز حسن (ص ٣٤٥)

شجرہ اولادِ سیّد محمد عثمان

(شجرہ ص ٣٤٤)

- سید محمد مناظر حسن
  زوج شہناز بیگم
  بنت
  سید محمد مسیح
  (چیواڑہ)
  - سید محمد انور عبدالرحیم
  - سید محمد عبداللہ
  - سید محمد عبدالرحمٰن
  - عائشہ
  - فاطمہ
  - آمنہ
  - سلیم
- سید محمد انتظار حسن
  زوج معصومہ بیگم
  بنت
  قاری سید ظریف
  (دکھنی کول)
  - سید نیّر حسن
  - سید اسفر حسن
  - عابدہ
  - شاذیہ
  - سمیرا
- سید محمد مظفر حسن
  زوج آمنہ
  (چرپہاری)
  - سید محمد ظفر
  - سید محمد امجد
  - لاڈلی
  - مریم
- سید محمد نظر حسن
  زوج شبانہ
  بنت
  عبدالرشید
  (غیر کفو)
  - نور العین
  - قرۃ العین
  - احد
  - فہد
- سید محمد امعز احسن
  زوج سیمی
  بنت سید مختار النبی
  (ملیسہ)

شجرۂ نسب اولاد سید جواد علی بن سید عظمت اللہ

(صفحہ ۲۴۲)

سید توسل حسین
سید عبدالرزاق
سید عبدالحفیظ
سید عبدالحلیم

علامہ سید نذیر حسین دہلوی
سید شریف حسین
سید عبدالسلام — سید ابوالحسن

سید سجاد حسین
سید محمد ہارون
قاضی سید محمد یوسف

رقیہ زوجہ علی الرحمٰن — حلیمہ — رضیہ زوجہ حامد حسن — سید محمد پوشا — سید محمد محمد شعیب — سید محمد یونس — سید محمد یحییٰ زوج بنت سید عظمت حسین بن سید امانت حسین بن سید ہدایت حسین بن سید عنایت حسین (اودین)

ڈاکٹر سید محمد زکریا پروفیسر باڑھ کالج (پٹنہ) — سید محمد شمیم (علی گڑھ) — ڈاکٹر قاضی سید عبدالرب زوج عشرت روحی بنت سید محمد یعقوب

عائشہ قاضی — فاریہ قاضی — قاضی سید فواد

(تذکرہ صادقہ صفحہ ۳۹۶)

اولاد سید شاہ یوسف دولہ بن سید احمد جاجنیری

اولاد سیّد محمد جان (اورین)

(شجرہ صفحہ ۳۴۰)

سید عنایت حسین بن سید تاج الدین بن سید رحیم الدین بن سید محب اللہ بن سید معین الدین بن سید محمد جان

اولاد سیّد بشیر الدین بن سیّد اقبال حسین (اورین)

(ص ۲۴۸)

شجرہ وتذکرہ مخدوم شیخ غریب اللہ حسین دھکڑ پوش و بی بی معصومہ بنت مخدوم سید حسام الدین ہانسی حصاری

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۳۲	مخدوم سید غریب اللہ حسین
۳۱	مخدوم سید حسام الدین جعفری
۳۰	سید فیض اللہ
۲۹	سید معز الدین
۲۸	سید علی شیر جاجنری
۲۷	سید احمد جاجنریؒ

مخدوم سید غریب اللہ حسین دھکڑ پوشؒ مخدو[م]
علاء الدین علاء الحق پنڈوی کے مرید وخلیفہ تھے۔ [ان]
تعلیم وتربیت کے بعد سلاسل سہروردیہ میں خرقہ خلا[فت]
حاصل کیا۔ مخدوم دھکڑ پوشؒ منیر شریف سے پورنیا[ں]
دیناج پور (بنگال) منتقل ہوئے۔ انہوں نے رشد و ہ[دایت]
کے لئے مہسی، دیناج پور (بنگال)، تاج پور، پورنیہ، بہا[ر]
کو اپنا مستقر بنایا اور ترویج اسلام کی۔ بہت سی خا[نقاہیں]
تعمیر کروائیں۔ ان کی کاوشوں سے بنگال میں اسلام پھ[یلا]
ان کے عہد میں بنگال کا ہندو راجہ گنیش بڑا ظالم وجابر
اس نے مخدوم سید حسین دھکڑ پوشؒ کے فرزند ارجمند
حسین کو شہید کر دیا۔ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ
مخدوم دھکڑ پوشؒ کو تعزیتی خط لکھ کر تعزیت کی اور گہر[ے]
رنج والم کا اظہار کیا۔ آپ کا مزار تاج پور، پورنیہ، بہا[ر]
مرجع خلائق ہے۔ آپ سلاسل طریقت میں سلسلۂ حسی[نیہ]
کے بانی تھے۔ منیر شریف کے نواح میں موضع دھکڑ پو[ش]
آج بھی موجود ہے۔ آپ کے فاطمی وحسینی سید ہونے ک[ے]
سبب آپ کی قرابتداری بہار کے تمام سادات اہل بیت
سے عرصۂ قدیم سے ہے۔

ؔ۱ اعیانِ وطن صفحہ ۳۱۵، تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۶۱،

...جیہ الدین یونس
...زوجہ مہر حسن زید
...زوجہ شاہ مسعود بن صفی
...احمد شاہ ابدال
...علی ابدال
...حسین شاہ
...النسب
...ات اہل بیت

جب سید لقیب شاہ بادشاہ گوڑ (بنگالہ) نے وفات پائی
تو ان کی جگہ ان کا نواسہ سید حسین شاہ بن احمد شاہ ابدال تخت نشین
ہوا۔ گردش زمانہ سے تخت وتاج چھوڑ کر ترہت میں وارد ہوئے
اور عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے۔ جب لوگوں نے ہجوم کیا
تو تخت وتاج اپنے بیٹے سید علی ابدال کے حوالے کر دیا۔ سید علی
ابدال بادشاہ گوڑ (بنگالہ) کا عقد بی بی معصومہ سے ہوا جن کے بطن
سے سید احمد شاہ ابدال تولد ہوئے۔ سید حسین شاہ بن سید احمد شاہ
کا مزار رہوہ درگاہ مظفر پور شہر میں مرجع خلائق ہے۔

...ؔ۱ سید احمد شاہ ابدال کا عقد بی بی مریم بنت مخدوم صفی سے ہوا جن سے سید قطب
...یحیٰی اور سید محمد تولد ہوئے۔

...زن الانساب صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۵

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۶	حکیم سید محمود احمد برکاتی
۴۵	حکیم سید محمد احمد برکاتی
۴۴	مولانا حکیم سید برکات احمد
۴۳	سید دائم علی
۴۲	میر افضل علی
۴۱	میر ناصر علی
۴۰	میر واصل علی
۳۹	سید فیروز
۳۸	سید سکندر
۳۷	سید احمد علی
۳۶	سید سلونی
۳۵	سید خان غازی
۳۴	سید اللہ داد
۳۳	سید شاہ منجھن
۳۲	سید خداوند
۳۱	سید محمد (قلعدار بھکر)
۳۰	سید شاہ محمود
۲۹	سید حاتم سہوئی
۲۸	سید شاہ خضر حیدر یاگھ
۲۷	سید احمد جاجنیری ؒ

مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی میر نگری

مولانا سید برکات احمد ٹونکی میر نگری کے والد ماجد کا اسم گرامی
دائم علی تھا جو میر نگر (بہار) کے باشندہ تھے اور سادات جاجنیری
تعلق رکھتے تھے اور سید احمد جاجنیری ؒ کے بیٹے سید حیدر یاگھ کی
میں تھے۔ حکیم سید دائم علی نے علامہ مناظر احسن گیلانی کے دادا
سید محمد احسن سے درس لیا تھا پھر تلاش معاش میں ریاست ٹونک
تشریف لے گئے تھے جہاں انہوں نے علم طب میں ایک مقام پیدا
شاہی طبیب بنے ان کے بعد ان کے نامور فرزند مولانا حکیم سید برکات
احمد بھی ریاست ٹونک میں شاہی طبیب مقرر ہوئے۔ مولانا حکیم
برکات احمد اپنے نام کے آخر میں میر نگری بہاری ثم ٹونکی لکھا کرتے تھے
۱۹۰۴ء میں مولانا نے ٹونک میں مدرسہ خلیلیہ قائم کیا تھا جہاں وہ خود
دیا کرتے تھے۔ وہ مدرسہ اس زمانہ کا مشہور و معروف مدرسہ تھا۔

مولانا برکات احمد کے فرزند کا نام حکیم سید محمد احمد تھا جن کے دو
فی الوقت کراچی میں مقیم ہیں:۔

(۱) مولانا حکیم سید محمود احمد برکاتی، لیاقت آباد، کراچی

(۲) سید مسعود احمد برکاتی ہمدرد دواخانہ، کراچی سینئر ڈائریکٹر ہیں

آپ بچوں کے معروف ادیب بھی ہیں۔

ے مسلم شعرائے بہار صـ۱۳۶،

علامہ مناظر احسن گیلانی[۱]

(شجرہ نسب صفحہ ۳۲۷)

مولانا مناظر احسن گیلانی کے آبا و اجداد موضع مانہ شیخپورہ ضلع مونگیر، صوبہ بہار
کے رہنے والے تھے جو سادات زیدی الواسطی کی بارہ بستیوں میں سے ایک ہے۔ یہ بارہ
مواضعات بارہ گانواں کہلاتے ہیں جہاں سید احمد جاجنیری کی اولاد آباد ہے۔ سید احمد جاجنیری
کا مزار موضع ندیاواں میں واقع ہے جو لکھی سرائے ضلع مونگیر میں ہے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی کا آبائی پیشہ کاشتکاری اور زمینداری تھا۔ مولانا گیلانی کے
پردادا میر شجاعت علی کی پہلی شادی موضع چوارہ نزد شیخپورہ ضلع مونگیر میں ہوئی۔ دوسری شادی
موضع گیلانی ضلع پٹنہ میں بی بی قبولن سے ہوئی۔ اس طرح میر شجاعت علی گیلانی کے باشندہ ہو گئے۔

صدیوں قبل موضع گیلانی بودھوں کا علاقہ تھا۔ اب تک وہاں ایک بڑا تالاب اور
ایک بودھ مٹھ کی تاریخی عمارت بودھوں کی یاد دلاتی ہے۔ اس گاؤں کا قدیم نام گوندپور تھا۔
سید ندیم الدین جیلانی اپنے فرزند سید شہاب الدین اور پوتے سید منہاج الدین کے ہمراہ دہلی
وارد ہوئے اور دہلی ہی میں مدفون ہوئے۔ سید شہاب الدین مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری کے
ہمراہ اپنے بیٹے سید منہاج الدین کے ساتھ بہار آئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ بہار شریف گیلانی
سے ۱۲ میل پر ہے۔ والد کی رحلت کے بعد سید منہاج الدین کا دل اُچاٹ ہوا اور وہ وہاں سے
منتقل ہو کر گوندپور آئے جہاں انہیں بادشاہ وقت کی طرف سے جاگیر ملی چونکہ وہ گیلان (بغداد)
سے آئے تھے اسی نسبت کی بنا پر اس کا نام گیلانی رکھا۔

[۱] مضامین مولانا گیلانی از مظفر گیلانی صفحہ ۱۲ تا ۵۱

سید منہاج الدین کا عقد ڈمراواں میں خواجہ اعلیٰ (برادرِ خورد خواجہ لاہوری لاولد) کی دختر نیک اختر بی بی خدیجہ سے ہوا۔ اس طرح سید منہاج الدین کا تعلق موضع ڈمراواں سے براہِ راست ہو۔ دونوں خواجہ برادران کے مزارات موضع ڈمراواں کے قریب ہیں۔ دونوں بہت ہی مشہور بزرگ ہیں۔ اب بھی ان کے مزارات پر چراغاں ہوتا ہے۔ اسی خاندان کے ایک شخص محمد عمر بن سید معالی بن سید کرم علی بن سید محب اللہ بن سید مقیم بن سید محمد شریف بن سید محمد شاہ بن سید بدیع الدین بن سید منہاج الدین پھر گیلانی لوٹ آئے۔ میر مقیم زیدی الواسطی موضع اکساری کے رہنے والے تھے ۶۷۔۶ھ مطابق ۱۲۵۶ء میں میر مقیم گیلانی میں آباد ہو گئے اس طرح یہ بستی زیدی واسطی سادات کرام کا وطن بنی جن کی دوسری شاخ گیلانی میں آباد ہے۔ میر شفاعت علی تک یہ خاندان علم میں رہا۔ میر شجاعت کے محل ثانی سے مولانا محمد احسن اور مولوی محمد محسن وکیل تولد ہوئے۔ مولانا محمد احسن کا عقد گیلانی میں بی بی آمنہ بنت امام بخش بن یتیم اللہ بن میر مقیم سے ہوا جن سے مولانا احسن کے تین فرزند تولد ہوئے۔ سید ابو النصر۔ سید ابوالخیر۔ سید ابوظفر لاولد فوت ہوئے۔ سید ابو النصر حافظ، عالم اور حکیم تھے یہ بھی لاولد فوت ہوئے۔ حافظ ابوالخیر کے تین فرزند تولد ہوئے مولانا مناظر احسن گیلانی۔ سید مکارم احسن اور سید مظہر احسن۔ ان کے علاوہ سید ابوالخیر کی تین دختر تھیں بی بی اُمِّ ہانی۔ صفیہ۔ ہاجرہ۔ اُمِّ ہانی کا عقد مظاہر حسین ساکن کٹنی کول سے ہوا۔ بی بی صفیہ کا مولانا لطف اللہ بن مولانا محمد علی مونگیری سے ہوا جو مولانا منت اللہ رحمانی کے بڑے بھائی تھے۔ بی بی ہاجرہ کا عقد گیلانی ہی میں مولانا عبد العزیز سے ہوا جو اچھے شاعر اور قاری تھے۔ انہیں خان بہادر کا خطاب ملا تھا اور وہ آنریری مجسٹریٹ بھی تھے۔ گیلانی سے منتقل ہو کر صاحب گنج میں آباد ہو گئے جہاں وہ ۴۰ سال تک مسجد میں عزلت نشین رہ کر وفات پا گئے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی ۱۸۹۲ء میں اپنی ننہال موضع استھانواں پٹنہ میں تولد ہوئے مولانا کا تاریخی نام "ابوالمظفر" رکھا گیا تھا جس سے سن ولادت ۱۳۱۰ھ بنتا ہے جبکہ تاریخ بارہ گیاں میں ۱۳۰۹ھ لکھا گیا ہے۔ مولانا کی تاریخ وفات ۵۔ جون ۱۹۵۶ء ہے۔ آپ کے چچا ابو النصر نے آپ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ وہ خود حکیم اور عالم تھے اور منطق و فلسفہ میں اپنے والد مولانا محمد احسن کے نقشِ قدم پر گامزن تھے۔ اس وقت مولانا محمد احسن کا مدرسہ پورے ہندوستان

میں مشہور تھا۔ اس مدرسہ میں بہار اور ہندوستان کے علاوہ سرحد اور کابل تک کے طلبا کی ایک اچھی تعداد مولانا سے تلامذہ کے لئے آئی۔ ہزارہ کے مولانا عبد اللہ نے تو گیلانی ہی میں وطن اختیار کیا اس طرح اس گاؤں میں رشد و ہدایت، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا نصف صدی تک غلغلہ رہا۔ مولوی ابو النصر نے اسی ماحول میں مولانا گیلانی کو عربی فارسی منطق فقہ اور حدیث کی تعلیم دلوائی۔ اسی زمانہ میں مولانا محمد احسن کے ایک شاگرد حکیم دائم علی ریاست ٹونک میں سرکاری طبیب تھے۔ انہوں نے منطق اور فلسفہ کے لئے ایک مدرسہ بھی کھولا تھا۔ ان کے فرزند حکیم برکات نے مدرسہ کو چار چاند لگا دیئے۔ اس وقت منطق اور فلسفہ میں پورے ہندوستان میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ مولانا گیلانی کی تعلیم و تربیت کے لئے چچا نے بھتیجے کو مولانا برکات احمد کے پاس راجپوتانہ کی ریاست ٹونک میں بھیجا۔ اس وقت مولانا گیلانی کی عمر ۱۳ برس کی تھی۔ ۷ سال تک ٹونک میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ علم حدیث کی تکمیل کے لئے مولانا عازم دیوبند ہوئے اور مولانا انور شاہ کاشمیری اور مولانا محمود الحسن شیخ الہند کے تلامذہ میں رہے۔ شیخ الہند نے مولانا کو اپنا مرید کیا اور دو رسالے "القاسم" اور "الرشید" دیوبند کی ادارت ان کے سپرد کی اور مبلغ ۳۰ روپے ماہوار تنخواہ مقرر کر دی۔ ایک سال تک مولانا دونوں رسالوں کی ادارت سنبھالتے رہے۔ اسی زمانہ میں آپ نے ایک کتاب "ابوذر غفاری" لکھی جس کو دیکھ کر مولانا اشرف علی تھانویؒ نے پیشین گوئی کی کہ یہ مصنف محقق ہوگا۔ پھر دوسری کتاب کائناتِ روحانی لکھی۔ ایک سال کے بعد مولانا دیوبند سے وطن واپس آئے اور مونگیر میں مولانا محمد علی مونگیری کے زیر سایہ ایک رسالہ جاری کرنے کی تگ و دو میں لگے رہے لیکن سرمایہ فراہم نہ ہو سکا۔ اسی دوران بھاگلپور اور دربھنگہ میں وعظ و تبلیغ میں مصروف رہے، ایک دن ایک مجمع میں ایک ہندو مولانا کی تقریر سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ آخر کار دوبارہ دیوبند جا کر "القاسم" اور "الرشید" کی ادارت سنبھالی جس کے عوض ۵۰ روپے تنخواہ ملتی۔ حیدر آباد میں استھانواں کے سید محی الدین بیرسٹر مولانا کے عزیز تھے۔ وہاں قیام کے دوران ان کی ملاقات مفسرِ قرآن مولانا حمید الدین فراہی پرنسپل مدرسہ نظامیہ سے ہوئی جن کی وساطت سے

۱۹۲۰ء میں مولانا گیلانی عثمانیہ یونیورسٹی میں دینیات کے لکچرر مقرر ہو گئے۔ ۲۸ سال کے بعد صدیقی صاحب کی سبکدوشی پر مولانا صدر شعبۂ دینیات مقرر ہوئے اور آخر کار ۱۵ اپریل ۱۹۴۹ء کو سبکدوش ہوئے۔ مولانا کی وفات پر مولانا فصیح نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ مولانا کا عقد بی بی آمنہ بنت سید محمد نذیر داروغہ سے ۱۹۱۴ء میں ہوا جن سے ایک فرزند سید محی الدین اور ایک دختر تولد ہوئی۔ سید محی الدین حکومت پاکستان میں پی اے ایس کے عہدہ پر فائز رہ کر ۱۹۶۰ء میں وفات پائی۔ دختر کا عقد صلاح الدین بن مکارم احسن سے ہوا۔ مولانا ایک جامع شخصیت تھے وہ مدیر اور پروفیسر رہے اور ۲۵ سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ آخری دنوں میں تصوف سے لگاؤ ہو گیا تھا۔ مولانا کی زندگی ہمیشہ فقیرانہ رہی۔ مولانا کے چھوٹے بھائی مظہر احسن جامعہ عثمانیہ میں ریڈر تھے۔ مولانا ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ چند تصانیف - تدوین قرآن، تدوین حدیث مقالاتِ احسانی، اسلامی معاشیات۔ نظامِ تعلیم و تربیت۔ سوانح قاسمی۔ امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی۔ ظہور نور وغیرہ۔

مونگیر

مونگیر بھوجپور، مگدھ اور متھلا میں واقع ہے۔ نسلی اور لسانی اعتبار سے یہ وسیع و عریض خطہ صوبہ ...ک انتہائی حسین و جمیل، زرخیز اور مردم خیز علاقے ہیں۔ بھوجپور کا علاقہ آرہ، چھپرہ، غازی پور ...لیا سے جونپور تک پھیلا ہوا ہے۔ برصغیر میں کبیر داس بھوجپوری زبان کا ایک عظیم شاعر گزرا ...جسے ہندی زبان کا بابا آدم کہتے ہیں اور ماہرین لسانیات بھوجپوری زبان کو ہندی زبان کی ...تے ہیں۔ مگدھ کا علاقہ دنیا کی تاریخ میں عظیم الشان ہے اسی علاقہ میں پاٹلی پتر (پٹنہ) واقع ...ہے جو صدیوں تک برصغیر پاک و ہند کا دارالحکومت رہا۔ یہ ہمیشہ علم و عرفان کا سرچشمہ اور گہوارہ بھی ...ہے۔

متھلا کا علاقہ رامائن کی ہیروئن "سیتا" کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔ والمیکی نے یہیں بیٹھ کر ...ن کی تالیف کی تھی۔ یہ دیار حسن و جمال میں اپنا جواب نہیں رکھتا ہے۔ یہاں کے برہمن زادوں اور برہمن ...یوں کے حُسن کو طلائی حسن کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ چمپئی رنگ کی طرح ان کا حُسن دمکتا ہے اسی لیے ...حضرت امیر خسروؒ بھی یہاں کے حسن سے متاثر ہو کر اس کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں چنانچہ ...کہتے ہیں سے دیدم کہ زنِ ترہت راجیب حُسن رکھئے چھپے : گفتہ کہ دہن از بابھنی او لعل جھڑتے چھپے

اسی دیار میں متھلی زبان کا ایک عظیم شاعر ودیا پتی بھی گزرا ہے جس کی رومانی شاعری ہمیں ...ان کے شاعر ہومر کی یاد دلاتی ہے اور جو دنیا کی زبانوں میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔

مونگیر کا خطہ اپنے متصل علاقوں سے متاثر ہے اور مختلف تہذیبوں کے سرچشموں سے سیراب ...ہو رہا ہے اور برابر اپنی زرخیزی اور مردم خیزی میں اضافہ کر رہا ہے۔ نواب میر قاسم[2] نے جب انگریزوں ...جنگ کی ٹھانی تو اس نے نظامتِ بنگالہ کا دارالخلافہ مرشد آباد سے مونگیر منتقل کر دیا اور مونگیر ...ہر کو اپنا دارالمقام قرار دیا۔ چنانچہ مونگیر کے قلعہ سے اس نے انگریزوں سے نجات حاصل کرنے کی ...جدوجہد تیز کر دی جس کے نتیجہ میں دو جنگیں لڑی گئیں آخر کار بکسر کی جنگ میں ۱۷۶۴ء میں نواب

...ہر نیمروز کراچی اختر اورینوی نمبر ص ۱۳۹، ۱۳۱ تا ۱۴۰، ۲ شجرۂ سادات نہٹور از مولانا عبدالرشید ندوی

میر قاسم انگریزوں سے برسرِ پیکار رہتے ہوئے مارا گیا۔ سید قمر علی میر قاسم کی فوج میں ہفت ہزاری
منصب پر فائز تھے وہ بھی اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ میر قمر علی سادات جاجنیری سے تعلق رکھتے تھے
سید شاہ برہان الدین بن سید احمد جاجنیری (مدفون سانحہ مونگیر) کی گیارھویں پشت میں تولّد ہوئے
تھے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ نواب میر قاسم مادری شجرہ کی رو سے زیدی النسب[۲] تھے۔

سادات مستقل سفر میں رہے ہیں۔ بغداد، بخارا، مصر، مراکش، بہار، لکھنو، دہلی، لاہور، مرشد آباد،
پشاور، کشمیر، بھکر، سکھر، ٹھٹھہ اور ملتان وہ کہاں نہیں گئے اور کہاں نہیں پہنچے سارا کرۂ ارض ان کا وطن
ہے ان کا اپنا ملک اور ان کا اپنا گھر۔

شمس العلماء علامہ سیّد محمد نذیر حسین دہلوی مولانگری

(شجرۂ نسب صفحہ ۳۲۷)

علامہ سید محمد نذیر حسین دہلوی دہلی میں مولانا شاہ محمد اسحٰق کے مسند نشین ہوئے، مولانا
محمد اسحٰق شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسہ تھے اسی لئے آپ کو بھی میاں صاحب کہا
جانے لگا جس کو سید نذیر حسین نے پسند فرمایا۔ سنہ ۱۳۰۰ھ میں میاں صاحب حج کو تشریف لے گئے،
حج کے دوران دوسرے ممالک کے علماء نے آپ سے حدیث کی سند لی اسی موقع پر آپ کو "شیخ الکل"
کا خطاب ملا۔ بعد ازاں حکومت انگلشیہ نے بھی آپ کو شمس العلماء کے خطاب سے نوازا۔

وطن صوبہ بہار کا مشہور سرسبز و شاداب اور مردم خیز ضلع مونگیر آپ کا وطن ہے جو پٹنہ سے
جانب بھاگلپور رستے پچھم ترہت سے دکھن اور رانچی سے اُتر گنگا کے جنوباً و شمالاً واقع ہے۔ یہ
علاقہ بانس کی پیداوار کے لئے بہت مشہور ہے۔ مونگیر نے آبنوسی اشیاء کی صنعت اور بندوق سازی
میں بڑا نام پیدا کیا ہے۔ مونگیر شہر لبِ دریائے گنگا پٹنہ سے سو میل کے فاصلے پر واقع ہے، اسی ضلع
کا ایک قصبہ سورج گڑھ دریائے گنگا کے جنوبی ساحل پر واقع ہے۔ یہ قصبہ مونگیر شہر سے ۲۰ میل
مغرب اور پٹنہ سے ۸۰ میل مشرق میں واقع ہے۔ سادات بنی فاطمہؓ کی سکونت مدت مدید سے
یہاں چلی آتی ہے یہی میاں صاحب کا وطن ہے۔

سلطان قطب الدین ایبک کے عہد میں اورین کے ہندو راجہ نے گاؤکشی کے جرم میں چند
مسلمانوں کو شہید کر دیا جب یہ خبر سلطان تک پہنچی تو مولانا نورؒ برادر حضرت بختیار کاکیؒ کی سرکردگی
میں ساٹھ ہزار کا لشکر اورین کی جانب روانہ ہوا، ساٹھ سادات عظام کو ایک ایک ہزار فوج پر
افسر مقرر کیا گیا۔ انہیں رسالہ داروں میں میاں صاحب کے جدِّ اعلیٰ سید شاہ احمد جاجنیریؒ اور

---

[۱] حیات بعد الممات صفحہ ۴، ۵

ان کے برادرِ بزرگ سید شاہ محمود جاجنیریؒ بھی تھے۔ راجہ اندر دوں شکست کھاکر فرار ہوا
فتحیابی کے بعد دونوں سادات برادر نے اسی علاقہ کو سکونت کے لئے پسند فرمایا لہٰذا موضع
اور رہوی کو مرکز بنایا۔ سید احمد جاجنیریؒ (مدفون ندیا واں نزد لکھی سرائے مونگیر) کے
فرزند تھے (۱) سید شاہ علی شیر جاجنیری (۲) سید شاہ خضر حیدر باگھ (مدفون بجوبند) (۳) سید
جمال الدین (مدفون جمواره) (۴) سید شاہ برہان الدین (مدفون سانحہ پرگنہ بلیا، بیگو سرائے
مونگیر) (۵) سید شاہ محمد یوسف دولہ (مدفون موضع چونٹر سمائے ضلع گیا)۔ ایک فرزند
ایکساری میں رہے۔ ایک دہلی چلے گئے۔ دو نے بارہ گیاں میں اقامت اختیار کی اور ایک در
گنگا کے پار شمال میں موضع سانحہ میں آباد ہو گئے۔ سید احمد جاجنیری کی اولاد میں سے کچھ لوگ
بیلتھوا چلے گئے۔ کوئی اہرہ جا بسا، کوئی علی نگر میں متمکن ہوا اور کوئی مولا نگر و سورج گڑھ کو
مسکن بنایا۔ میاں صاحب کے والد سید جواد علی کئی پشتوں سے موضع بیلتھوا میں رہتے تھے
کے تین حقیقی بھائی (۱) سید چندر (۲) سید عیدو (۳) سید کلب علی تھے لیکن لکھنے پڑھنے میں
جواد علی ہی قابل تھے اور فارسی دانی میں ممتاز تھے۔

ولادت | میاں صاحب کی ولادت ۱۲۲۰ھ میں ہوئی۔ مولوی سید سجاد حسین اور مولوی
حسین علامہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ میاں صاحب کی بڑی ہمشیرہ کی شادی بیلتھوا میں ہوئی
تھی۔ علامہ سید نذیر حسین دہلوی داد یہال اور نانہال دونوں طرف سے حسینی زیدی الواسطی
اور نجیب الطرفین سید تھے۔ میاں صاحب کا خاندان علم و فضل، دولت و وجاہت میں
رہا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد عہدِ عالمگیری میں منصب قضا پر مامور رہے ہیں۔ سادات
جاجنیری نہایت معزز، محتشم اور محترم رہے ہیں۔ سید بایزید سے عہدہ قضا کا سلسلہ شروع
ہوتا ہے جن میں قاضی سید وجیہہ الدین، قاضی سید جمال، قاضی سید عبدالنبی اور قاضی سید عنایت
مدرس مدرسہ شاہی دہلی، محمد اعظم، قاضی سالم، قاضی سید امام علی، قاضی سید محمد اکبر غازی شہید
ہیں۔ اکبر غازی کے نواسہ سید حفیظ الرحیم آج کل اسی عہدہ پر سب رجسٹرار ہیں۔

جب میاں صاحب سترہ سال کے ہوئے تو تعلیم کی تکمیل کے لئے امداد علی کو ساتھ
لے کر ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۸۲۱ء میں بیلتھوا سے عظیم آباد چلے آئے جو اس زمانہ میں بہار کا مدنیہ

جاتا ہے وہاں سے وہ صادق پور پہنچے اور شاہ محمد حسین کے مکان پر ٹھہرے جہاں جاگیر کا
ہو گیا۔ میاں صاحب نے وہاں چھ ماہ رہ کر ترجمہ قرآن اور مشکوٰۃ پڑھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب
احمد بریلوی، مولانا اسمٰعیل شہید حج کے ارادہ سے بریلی سے روانہ ہوئے اور الہ آباد، مرزا پور
س، غازی پور اور دانا پور ہوتے ہوئے عظیم آباد پہنچے۔ راہ میں ہر جگہ یہ قافلہ پندرہ روز
گول گھر کے سامنے ٹھہرا تھا جہاں سید احمد بریلویؒ نے میدان میں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔
وعظ بھی فرمایا تھا جس میں میاں صاحب شریک تھے۔ سید احمد شہید کا قافلہ بذریعہ کشتی
سورج گڑھ، مونگیر، بھاگلپور اور مرشد آباد ہوتے ہوئے کلکتہ روانہ ہو گیا۔ سورج گڑھ میں بھی
قافلہ پندرہ دنوں تک ٹھہرا تھا جہاں سادات سورج گڑھ نے ان کی دعوت کی تھی اور حج سے
واپسی پر بھی یہ قافلہ سورج گڑھ میں ٹھہرا تھا۔ یہ واقعہ ۱۲۳۷ھ کا ہے۔ اسی سال میاں صاحب
روانہ ہوئے، راہ میں غازی پور میں قیام کیا اور مولانا احمد علی چڑیا کوٹی سے درس لیا پھر
الہ آباد روانہ ہوئے جہاں آٹھ ماہ تک علمائے الہ آباد سے صرف و نحو اور ہدایہ کا درس
لیتے رہے۔ فتح پور ہوتے ہوئے کانپور پہنچ کر موضع خواجہ پھول، سکندرہ میں قیام کیا۔ آخر کار آپ
۱۲۴۳ھ یعنی ۲۰ جنوری ۱۸۲۸ء کو دہلی پہنچے۔ دہلی پہنچ کر پنجابی کٹرہ کی مسجد اورنگ آباد میں
ٹھہرے جو عالیشان مسجد تھی یہیں میاں صاحب نے اپنی تعلیم مکمل کی۔

اولاد | مولانا شریف حسینؒ میاں صاحب کے اکلوتے فرزند تھے جنہوں نے ۵۷ سال کی عمر
۱۸۸۶ء میں وفات پائی۔ مولانا سید شریف حسین کے دو بیٹے تھے (۱) سید عبدالسلام (۲) سید
عبدالحسن اور چند بیٹیاں۔

تصنیفات | میاں صاحب کی تصنیفات کی صحیح تعداد کوئی نہیں بتا سکتا ہے۔ وفات سے
چند سال قبل فرمایا تھا کہ اگر میرے کل فتوے کی نقلیں رکھی جاتیں تو چار فتاویٰ عالمگیری کے برابر
ہوتیں۔ میاں صاحب کی تصنیفات میں ۵۷ کتابیں مشہور ہیں۔

شاگردان | دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں آپ کے شاگرد موجود تھے۔ ان ہزاروں شاگردوں میں چند
شاگردانِ رشید یہ ہیں۔ (۱) مولوی عبدالحلیم شرر (۲) عبداللہ غازی بن ولایت علی صادقپوری سالارِ افواج
جنگ امبیلا (سوات) جنھیں ملتان جیل خانہ میں انگریزوں نے پھانسی دی۔

---

[1] حیات بعد المات صفحہ ۵۴۹ تا ۵۵۲

پشت نمبر	اسماء
۴۵	سرسید علی امام لہ
۴۴	سید امداد امام اثرؔ
۴۳	سید وحید الدین بیرسٹر
۴۲	دیوان شاہ پیر محمد امداد علی
۴۱	سید سعید الدین
۴۰	ملا سید سعید
۳۹	سید احمد
۳۸	سید خداوند
۳۷	سید حسن
۳۶	سید شمس الدین
۳۵	سید ابوالخیر
۳۴	سید علیم الدین
۳۳	سید محمد علی
۳۲	سید علی اصغر
۳۱	سید محمد
۳۰	سید حیدر جان
۲۹	سید علی بن جمال بن سید احمد
۲۸	سید جمال الدین
۲۷	سید احمد جاجنیری
	شجرہ صفحہ ۱۹۳

سرسیّد علی امام بیرسٹر، بہار

(شجرۂ نسب صفحہ ___)

سرسید علی امام بہار کے مشہور سادات زیدی واسطی جاجنیری خانوادہ میں پیدا ہوئے۔ ۲۱ سال کی عمر میں بیرسٹری پاس کیا۔ ۱۹۱۰ء میں وائسرائے ہند نے ان کا انتخاب ممبر قانون کی حیثیت سے کیا۔ ۱۹۱۷ء میں پٹنہ ہائی کورٹ میں جج ہوئے۔ جون ۱۹۱۹ء میں مملکت آصفیہ دکن کے صدر اعظم مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں لیگ آف نیشنز کے پہلے اجلاس میں ہند کی نمائندگی کی۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء میں مسلمانان ہند کے نمائندہ وفد میں سر سلطان محمد شاہ آغا خان سوم کی قیادت میں وائسرائے سے ملے جس میں سرسید علی امام بھی رکن تھے۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء میں نواب سلیم اللہ خاں کی قیام گاہ ڈھاکہ شاہ باغ کے اجلاس میں سر علی امام شریک معاون تھے۔ ان کا شمار آل انڈیا مسلم لیگ کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ دوسرا اجلاس ۱۹۰۸ء میں امرتسر میں منعقد ہوا جس کی صدارت سر علی امام نے کی۔ ان کا وہ خطبۂ صدارت بہت ہی اہم ہے۔ ۱۹۱۳ء میں کانپور کی مسجد کا قضیہ اپنی محنت شاقہ سے حل کیا۔ علامہ اقبال ان سے بہت متاثر تھے۔ دوسری گول میز کانفرنس کے موقع پر علامہ اقبال اور سر علی امام ایک ہی جہاز پر ہم سفر تھے۔ ان کو بے شمار اشعار یاد تھے۔ ان کے والد سید امداد امام اثرؔ بھی مایۂ ناز ادیب و شاعر تھے۔ ایک بار سر علی امام لاہور تشریف لائے تو علامہ نے یہ شعر کہا ؎

مسلمانو! مبارک ہو امام منتظر آیا ۔۔۔ نگہدارِ حقوقِ امتِ خیر البشر آیا

علامہ اقبال نے سر علی امام کی عقیدت میں ایک مثنوی لکھی اور اسرارِ خودی کا انتساب ان کے نام کیا۔

(پیش کش بحضور سرسید علی امام از علامہ اقبالؒ)

اے امام سید والا نسب
دودمانت فخرِ اشراف عرب
سلطنت را دیدہ افروز آمدی
اہل کل را حکمت آموز آمدی
آشنائے معنیٔ بیگانہ
جلوۂ شمع مرا پروانہ
مرغ فکرم گلستاں بادیدہ است
اندریاضِ زندگی گل چیدہ است
بو نقشِ ہستیم انگارہ
ناقبولے ناکسے ناکارہ

عشق سوہاں زد مرا آدم شدم
عالم کیف و کم عالم شدم
حرکتِ اعصاب گردوں دیدہ ام
در رگِ مہ دورہ خوں دیدہ ام
بہرِ انساں چشم من شبہا گریست
تا دریدم پردۂ اسرار زیست
اندرونِ کارگاہِ ممکنات
برکشیدم سرِ تقویم حیات
ملتے در باغ با آغ آوازہ اش
آتشِ دلہا سرودِ سادہ اش

ذرہ کشت و آفتاب انبار کرد
خرمنِ از صد رومی و عطار کرد
خامہ ام از ہمت فکر بلند
راز ایں نہ پردہ در صحرا فگند
قطرہ تا ہم پایۂ دریا شود
ذرہ از بالیدگی صحرا شود
نذرِ اشکِ بیقرار از من پذیر
گریۂ بے اختیار از من پذیر

لہ مخزن الانساب صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲۔ تاریخ حسن صفحہ ۱۲۴

نوٹ نمبر(۱) آثار کاکو میں سید امداد امام اثرؔ کے پردادا کو میر امام علی درج ہوا ہے دیکھئے صفحہ ۱۲۶ آثار کاکو (واللہ اعلم بالصواب)

(۲) سرسید علی امام ہندوستان کے اول و آخری مسلمان قائم مقام وائسرائے ہوئے یہ اعزاز کسی دیگر ہندوستانی کو حاصل نہ ہوا (مولف)

(۳) جارج پنجم یا ششم شاہ برطانیہ جب عازم ہند ہوا تو نیورہ میں سر علی امام کا مہمان ہوا۔ یہ اعزاز بھی کسی دوسرے ہندوستانی کو نصیب نہ ہوا۔ آج بھی نیورہ (پٹنہ) بہار میں ریلوے اسٹیشن پر یادگاری تختی لگی ہوئی ہے۔

سرسیّد علی امام بیرسٹر کے نسبنامہ پر تبصرہ

(۱) سرعلی امام کو مؤلف مخزن الانساب نے صفحہ ۱۰۰ پر اولاد سید جمال الدین بن سید ابوالفضائل
بن ابوالفرح واسطی درج کیا ہے جبکہ سید ابوالفضائل کے سید جمال الدین نامی کسی فرزند کا نام کسی
بھی انساب کی کتاب میں درج نہیں ہے۔

(۲) مؤلف مخزن الانساب نے سرعلی امام کو حضرت علیؓ کی سینتیسویں پُشت میں درج کیا ہے جبکہ
ان کا پشت نمبر ۴۵ ہے تفصیل ملاحظہ ہو۔

سرعلی امام کا انتقال بیسویں صدی عیسوی کے دوسرے عشرے میں ہوا۔ (یعنی ۱۹۲۰ء
اس وقت سن ہجری (۵۷۰-۱۹۲۰) = ۱۳۵۰ھ تھا۔ ۱۳۵۰ کو ۳۰ پر تقسیم کر دیجئے (اوسط
عمر ۳۰ ÷ ۱۳۵۰ سن وفات) = ۴۵۔ اس طرح ثابت ہوا کہ سرعلی امام کا پشت نمبر ۴۵ ہے جبکہ
کہ ان کے معاصر مشاہیر زیدی میں علامہ مناظر احسن گیلانی کا پشت بھی نمبر ۴۵ ہے (ملاحظہ ہو شجرہ
صفحہ نمبر ۲۲۸)

(۳) سید ابوالفضائل بن سید ابوالفرح واسطی کی اولاد بہار میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ بہار میں
النسب جاجنیری سادات دو حصوں میں منقسم ہیں۔ ایک سلسلہ بلگرامی ہے جو زیادہ تر آرہ، گیا
شاہ آباد میں آباد ہیں جو سید ابوالفرح ثانی بن سید ابوالفراس بن سید ابوالفرح واسطی کی اولاد میں
جبکہ سادات جاجنیری سید مسعود بن سید ابوالفراس بن سید ابوالفرح واسطی کی اولاد ہیں۔ اس
کے علاوہ دونوں میں مسلک کا بھی فرق ہے۔ ان کے مورث اعلیٰ سید محمود جاجنیری اور سید احمد
جاجنیری ہیں۔ سید محمود جاجنیری کی اولاد زیادہ تر راجگیر اور سیاں میں ہے جبکہ چھوٹے بھائی
سید احمد جاجنیری کی اولاد زیادہ تر مواضعات بارہ گانواں میں دریائے گنگا کے دونوں جانب
مونگیر میں آباد ہیں۔ انساب کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ سید احمد جاجنیری کے پانچ فرزندوں

میں منجھلے فرزند سید شاہ جمال الدین ہیں جن کا مزار کوہ جہوارہ پر مرجع خلائق ہے۔ انہیں کی اولاد
اطراف و جوانب میں آباد ہیں۔ یہی سید جمال الدین سرعلی امام کے مورث اعلیٰ ہیں جن کا ذکر مخزن الانساب
صفحہ نمبر ۱۰۰ پر ہے۔

(۴) صاحب مخزن نے سید جمال الدین کو پشت نمبر ۲۰ پر درج کیا ہے جبکہ ان کا پشت نمبر ۲۸
ہے ملاحظہ ہو شجرہ سر سید علی امام صفحہ نمبر ۲۳۶

سر سیّد سلطان احمد بیرسٹر، بہار

پشت نمبر	اسماء
۴۴	سر سید سلطان احمد
۴۳	سید خیرات علی
۴۲	سید اکبر علی
۴۱	سید دھوم
۴۰	میر مقیم
۳۹	سید فیروز
۳۸	سید سکندر
۳۷	سید احمد علی
۳۶	سید سلونی
۳۵	سید خان غازی
۳۴	سید اللہ داد
۳۳	سید شاہ منجھن
۳۲	سید خداوند
۳۱	سید شاہ محمد
۳۰	سید شاہ محمود
۲۹	سید حاتم رہوی
۲۸	سید خضر حیدر باگھ
۲۷	سید احمد جاجنری

سر سید سلطان احمد کی ولادت ۲۴ دسمبر ۱۸۸۰ء میں موضع پالی ضلع گیا، بہار میں ہوئی۔ گیا ضلع اسکول سے انٹر پاس کیا اور پہلی پوزیشن حاصل کی۔ بعد ازآں کلکتہ پریسیڈنسی کالج میں داخلہ لیا۔ ۱۹۰۵ء میں لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے وطن واپس لوٹے۔ اس کے بعد دس سال تک کلکتہ ہائی کورٹ میں قانون کی پریکٹس کرتے رہے۔ جب پٹنہ میں ہائی کورٹ قائم ہوا تو ۱۹۱۷ء میں پٹنہ ہائی کورٹ میں سرکاری وکیل مقرر ہوئے ۱۹۱۹ء میں ہائیکورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ قیام کلکتہ کے دوران مسلم لیگ کے جوائنٹ سیکرٹری بھی رہے۔ آغا خان نے انہیں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی مجلسِ عاملہ کا رکن بھی بنایا۔ ۱۹۲۳ء میں پٹنہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر بنائے گئے۔ ۱۹۲۷ء میں حکومت برطانیہ نے انہیں "نائٹ ہوڈ" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ لندن کے گول میز کانفرنس میں امتیازی حیثیت میں شریک ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں وائسرائے ہند نے سید سلطان احمد کو مجلس عاملہ کا مالیاتی مشیر مقرر کیا۔

سر سید سلطان احمد بیرسٹر بہار کے سادات زیدی الواسطی جاجنری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مشاہیر بہار میں ان کا شمار کیا جاتا ہے۔ اسی خانوادے کے سر علی امام اور سر حسن امام۔ ان کے ہم عصر ہیں بلکہ ہم جد ہیں۔ سر علی امام سید احمد جاجنری کے سنجھلے فرزند سید شاہ جمال الدین کی اولاد ہیں جب کہ سر سید سلطان احمد سید احمد جاجنری کے منجھلے بیٹے سید خضر عرف حیدر باگھ کی اولاد ہیں۔

[1] ماہنامہ ندیم مئی ۱۹۳۲ء صفحہ ۴

سیّد شہاب الدین رحمت اللہ بار ایٹ لا

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۷	سید شہاب الدین رحمت اللہ
۴۶	والدہ رحمت اللہ
۴۵	نانی رحمت اللہ
۴۴	سید امداد امام اثر
۴۳	سید وحید الدین بیرسٹر
۴۲	دیوان شاہ پیر امداد علی
۴۱	سید سعید الدین
۴۰	ملا سید سعید
۳۹	سید احمد
۳۸	سید خداوند
۳۷	سید حسن
۳۶	سید شمس الدین
۳۵	سید ابوالخیر
۳۴	سید علیم الدین
۳۳	سید محمد علی
۳۲	سید علی اصغر
۳۱	سید محمد
۳۰	سید حید جان
۲۹	سید علی
۲۸	سید شاہ جمال الدین
۲۷	سید احمد جاجنری رح
	(شجرہ صفحہ ۲۸۷)

سید شہاب الدین رحمت ریٹائرڈ آئی سی ایس تھے۔ وہ صوبہ بہار کے ضلع شاہ آباد کے ایک رئیس گھرانے میں ۹ رجون ۱۹۱۳ء کو تولد ہوئے۔ آرہ ضلع اسکول سے حاجی سید زین الدین وارثی کی زیر نگرانی میٹرک کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا اور سرکاری وظیفہ حاصل کیا۔ ۱۹۳۳ء میں بی اے آنرز (معاشیات) امتیازی درجہ میں پاس کیا۔ ۱۹۳۵ء میں شہاب رحمت اللہ نے آئی سی ایس کیا اور مزید تعلیم و تربیت کے لیے لندن روانہ ہوئے۔ دو سال کی مدت میں انہوں نے لندن سے بار ایٹ لا کیا اور فنِ مصوری میں ڈپلومہ حاصل کیا۔ ۱۹۳۷ء میں ہندوستان واپس آئے۔ متحدہ بنگال کے تین سب ڈویژنوں میں ایس ڈی ایم رہے پھر تین اضلاع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور کلکٹر کے عہدوں پر فائز رہے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ ڈھاکہ کے پہلے ڈی سی مقرر ہوئے۔ یہ عہدہ انہوں نے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو سنبھالا اور پہلا پاکستانی جھنڈا ڈھاکہ میں لہرایا۔ آخر میں وہ مشرقی پاکستان میں مسلسل ۵ سال تک کمشنر رہنے کے بعد منصوبہ بندی کمیشن کے سیکریٹری کے عہدہ پر فائز رہ کر ۱۹۵۹ء میں سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ ڈھاکہ واپس آ کر لا چیمبر قائم کیا۔ صدر ایوب خان نے ان کو کنونشن مسلم لیگ کی مرکزی مجلس عاملہ کا رکن نامزد کیا۔ بعد ازآں انہوں نے سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ فوٹو گرافی میں مہارت کے سبب آپ برطانوی رائل سوسائٹی کے لائف ممبر بھی بنائے گئے۔ آپ نے ڈھاکہ میں ۱۹۴۷ء میں رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول اور قائد اعظم میموریل کالج قائم کیا۔

وہ انگریزی ادب کے مشہور شاعر اور اسکالر تھے۔ انگریزی زبان میں ان کی مندرجہ ذیل تصنیفات قابل ذکر ہیں :-

(شہاب رحمت اللہ از ڈاکٹر وفا راشدی جنگ جمعہ ایڈیشن صفحہ ۸)

(۱) ٹین جیمس فرام غالب (۲) آرٹ ان اردو پوئٹری ۱۹۵۵ء میں ڈھاکہ سے شائع ہوئی جس کا پیش لفظ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے لکھا۔

(۳) ہنڈریڈ جیمس فرام غالب۔

(۴) دی کال آف دی بل (بانگ درا کا انگریزی میں منظوم ترجمہ) جس کا پیش لفظ پروفیسر ڈاکٹر این میری شیمل نے لکھا ہے۔ کاشف الحقائق کے مصنف نواب سید امام اثر شہاب کے پرنانا تھے۔ نواب نصیرالدین حسین ان کے خالو تھے۔
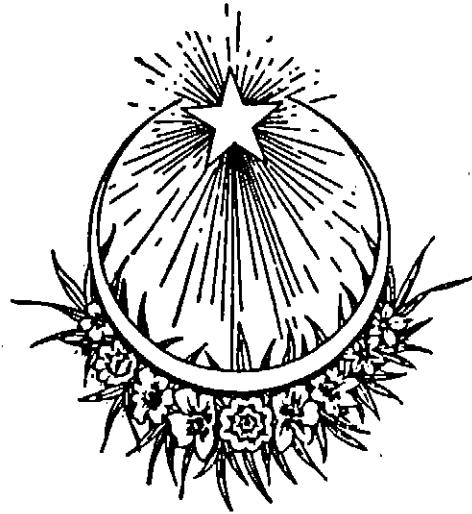
پروفیسر شمس الضحیٰ، جامعہ کراچی

پشت نمبر	اسمائے گرامی
[illegible]	شمس الضحیٰ
[illegible]	آل زہرہ زوجہ سید محمد مجتبیٰ
[illegible]	سید یوسف امام
[illegible]	سید وحید الدین
[illegible]	سید اسید امداد علی
[illegible]	سید سعید الدین
[illegible]	ملا سید سعید
[illegible]	سید احمد
[illegible]	سید خداوند
[illegible]	سید حسن
[illegible]	سید شمس الدین
[illegible]	سید ابوالخیر
[illegible]	سید علیم الدین
[illegible]	سید محمد علی
[illegible]	سید علی اصغر
[illegible]	سید محمد
[illegible]	سید حیدر جان
[illegible]	سید علی
[illegible]	سید شاہ جمال الدین
[illegible]	سید احمد جاجنری

والد کا نام سید محمد مجتبیٰ جو مظفر پور میں وکیل تھے۔ شمس الضحیٰ کے نانا کا نام نواب سید یوسف امام تھا جو سید امداد امام اثر کے چھوٹے بھائی تھے۔ کرائے پرسرائے کے باشندہ تھے۔ شمس الضحیٰ ۱۹۲۳ء میں مظفر پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء سے کراچی میں سکونت پذیر رہے۔ سید محمد مجتبیٰ کا راست جدی تعلق مخدوم شاہ شعیب شیخپوروی سے ہے۔ سید مجتبیٰ کے والد ڈاکٹر ناظر حسین موضع پٹھانہ نزد اسلام پور پٹنہ میں آبسے۔ پروفیسر شمس الضحیٰ کی والدہ سیدہ آل زہرہ نواب سید یوسف امام کی چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ پروفیسر صاحب کی ابتدائی تعلیم مظفر پور میں ہوئی۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے آنرز کیا اور ۱۹۴۶ء میں جغرافیہ میں ایم اے کیا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے اور ۱۹۵۴ء تک گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں پروفیسر رہے۔ پھر اردو کالج کراچی سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۵۷ء میں جامعہ کراچی میں جغرافیہ کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۱ء سے جامعہ کراچی کے شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدہ پر فائز رہے۔ انہوں نے انگریزی ادب میں آنرز کیا ہے۔ عربی کے گریجویٹ میں فارسی زبان سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ ترکی زبان سے بھی واقف ہیں۔ ان کے اساتذۂ کرام میں سید خورشید حسن۔ پروفیسر کلیم الرحمٰن اور پروفیسر اختر اور

مسلم سرائے بہار جلد دوم صفحہ ۱۸۷، تاریخ حسن صفحہ ۱۰۰، تحقیق الاقوام صفحہ ۸۳ اور ۸۴ نسبنامہ صفحہ ۸

بہت مشہور ہیں۔ پاکستان کے مشہور معروف شعرائے کرام میں شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے انگریزی میں بھی شاعری کی ہے اور سونیٹ لکھا ہے۔ آپ کے دو چھوٹے بھائی ہیں۔ سید عسکری امام پاکستان اٹامک انرجی کمیشن میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں اور سید نجم الہدیٰ بی ایس سی علیگ گرامر اسکول کراچی میں ٹیچر ہیں اور اچھے غزل گو شاعر ہیں۔

نوٹ: سید یوسف امام کے ۵ فرزند اور ۲ دختر تھیں۔ ان کے ایک داماد سید انیس الحسنین رئیس نگر نوشہ تھے جن کے چھوٹے برادر سید محمد حسن تھے جن کی نواسی کے بیٹے شیخ واصف علی اے جی پی آر میں ملازم ہیں۔

علامہ حکیم سید محمود احمد برکاتی

شجرہ نسب پدری

۴۶۔ حکیم سید محمود احمد برکاتی
۴۵۔ حکیم سید محمد احمد
۴۴۔ حکیم سید برکات احمد ٹونکی
۴۳۔ سید دائم علی
۴۲۔ میر افضل علی
۴۱۔ میر ناصر علی
۴۰۔ میر واصل علی
۳۹۔ سید فیروز
۳۸۔ سید سکندر
۳۷۔ سید احمد علی
۳۶۔ سید شاہ سلونیؒ
۳۵۔ سید خان غازی
۳۴۔ سید اللہ داد
۳۳۔ سید شاہ منجھن
۳۲۔ سید شاہ خداوند
۳۱۔ سید شاہ محمد قلعدار بھکر
۳۰۔ سید شاہ محمود (خلیفہ جہانیاں جہاں)
۲۹۔ سید حاتم رہوی
۲۸۔ سید شاہ جعفر حیدر باگھ
۲۷۔ سید احمد جاجنیری

علامہ حکیم سید محمود احمد برکاتی ۱۹۲۶ء میں تولد ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے دادا حکیم سید برکات احمد کے قائم کردہ دار العلوم خلیفہ ٹونک میں حاصل کی۔ اس کے بعد اجمیر شریف میں دار العلوم معینیہ عثمانیہ سے تفسیر، حدیث، فقہ، منطق اور فلسفہ پڑھا۔ طبیہ کالج، دہلی میں عربی زبان میں طب پڑھی اور فاضل الطب والجراحت کی سند حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء سے حکیم صاحب کا مطب مرجع خلائق ہے۔ آپ نے کئی علمی و تحقیقی کتابیں تصنیف کیں جن میں "شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان"، "فضل حق خیر آبادی اور سن ستاون"، "سیرت فریدیہ، الروض المجود، معین المنطق اور "نشانِ راہ"، قابلِ ذکر ہیں۔ "التعان العرفان فی ماہیۃ الزمان" مسئلہ زمان پر حکیم سید برکات احمد کی شہرہ آفاق کتاب ہے جس کے متعلق علامہ اقبال نے لکھا تھا کہ "میں اسے سبقاً سبقاً پڑھ رہا ہوں۔" ڈاکٹر ممتاز حسن کی فرمائش پر آپ نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جس کے دو ایڈیشن اقبال اکیڈمی شائع کر چکی ہے۔ "حیات برکات احمد" "حیات شاہ محمد اسحٰق دہلوی" اور "مشاہداتِ فرنگ" زیرِ تصنیف ہیں۔

---

[۱] کتابچہ شائع کردہ مجلس اطباء، کراچی، تاریخ حسن صفحہ ۹

ساداتِ سانحہ

"کوہ یمؔ بہ کے نظر آتے ہیں دامانِ سڑک سے ـــــ تو ندھیاچل کے دیکھ بیابانِ سڑک سے
سانحہ کے دیاروں میں چمن زار سماں دیکھ ـــــ اور رود بارِ گنگ میں ایک اور جہاں دیکھ"

سانحہ پرگنہ بلیا ضلع مونگیر (موجودہ ضلع بیگوسرائے) کا یہ گاؤں مونگیر شہر سے تقریباً
میٹر کے فاصلہ پر دریائے گنگا کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔ اس کا قدیم نام سانہو ہے جو راجپوت
کا مرکز اور گہوارہ رہا ہے۔ واضح ہو کہ چکوار بہار میں راجپوتوں کی ایک جنگجو اور بہادر ہندو قوم ہے۔
علی وردی خان، حکمران بنگال و بہار کے عہد میں یہاں ایک جنگ لڑی گئی تھی جس میں سرکش
کا قلع قمع کیا گیا تھا۔ پھر بھی یہ ہمیشہ مسلمانوں کے لیے دردِ سر بنے رہے۔ تاریخی حوالوں سے پتہ
ہے کہ آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں موضع سانحہ ساداتِ جاجینری سے آباد ہوا۔ اس سلسلے
ایک بزرگ سید شاہ برہان الدین جو سید احمد جاجینری کے چوتھے فرزند تھے یہاں آ کر آباد ہوئے
جن کا مزار موضع سانحہ میں واقع ہے۔ چاروں طرف مزار کے پختہ دیواریں ہیں جہاں کچھ پرانے
ہیں انہیں درختوں کے درمیان پختہ صحن میں دو قبریں ہیں جو سید شاہ برہان الدین اور ان کے
سید شاہ باگھ کی ہیں۔ یہ قبریں تقریباً چھ سو سال پرانی ہیں اور درمیان میں اٹھارہ پشتیں گزر چکی ہیں
اس لیے بہت کم لوگوں کو اس کا صحیح علم ہے۔ دریائے گنگا کے شمالی ساحل سے لے کر دریائے
تک کا علاقہ شاہانِ مغلیہ کی طرف سے انہیں جاگیر میں ملا تھا جس پر خراج معاف تھی اس لیے یہ
معافی کہلاتی تھی۔ سید شاہ باگھ کے فرزند اور سید احمد جاجینری کے پوتے سید شاہ محمد یونس کی پانچویں
پشت میں سید شاہ مقبول تولد ہوئے جن کے دو بیٹے مشہور ہوئے۔ (۱) سید شاہ معین الدین عرف حاجی
دادا (۲) سید شاہ محی الدین، سید شاہ معین الدین کا مزار راقم الحروف کے گاؤں احمد گنج میں لب
سڑک واقع ہے۔ موجودہ سانحہ کے تینوں مواضعات (۱) بہاؤ دی (۲) احمد گنج (۳) محمود گنج میں
انہیں کی اولاد کثرت سے آباد ہیں۔ پہلے سانحہ کا نام برہان الدین نگر تھا جو امتدادِ زمانہ سے

نوٹ:۔ بچپن میں راقم الحروف کو ایک بار عید کی نماز کے بعد لوگوں کے ساتھ زیارت اور فاتحہ کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔

بگڑ کر "بہاؤ دی" کہا جانے لگا۔ جب آبادی بڑھی تو دو گاؤں کا اور اضافہ ہوا۔ سید احمد جاجینری کے
نام کی مناسبت سے ایک گاؤں احمد گنج اور ان کے بڑے بھائی سید محمود جاجینری کے نام پر دوسرا
گاؤں محمود گنج کہا جانے لگا۔ سید شاہ مقبول کے دوسرے بیٹے سید شاہ محی الدین اپنی جاگیر اور اراضی
کی دیکھ بھال کے سبب دریائے گنگا کے جنوبی ساحل پر سکونت پذیر ہو گئے۔ ان کی اولاد مولا نگر، سور جگڈھ
بلدی، آبگل، باڑھ اور دریاپور وغیرہ مواضعات میں سکونت پذیر رہے۔ لیکن گنگ شکست کے بعد
جب دریائے گنگا نے اپنا رخ بدلا تو ان میں سے بیشتر دریا کے شمالی علاقہ میں آ کر آباد ہوئے ان کی
اولاد آجکل موضع تیگھرہ، پکٹھول، بردنی، بارو، خضر چک، سید پور، بنہرہ، بلیا اور لکھمینیہ وغیرہ میں آباد ہیں۔
ان کے اس طرف نقل مکانی کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی تھا کہ ان کے مورثِ اعلیٰ سید شاہ برہان الدین
گنگا کے اس پار موضع سانحہ میں آسودۂ خاک تھے۔

سانحہ سڑک یہ سڑک جی ٹی روڈ سے ملتی ہے اور آمدورفت کے لیے بہت اہم شاہراہ ہے۔ راقم الحروف
نے اپنے بچپن کے دور میں جنگِ عظیم دوم کے اواخر میں اس سڑک کے ذریعہ امریکی و برطانوی ٹینک بردار فوجی
دستوں کو گزرتے دیکھا ہے۔ یہ دریائے گنگا کے سیلاب کو روکنے کے لیے بند کا بھی کام کرتی ہے اسلیے اس
کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اسی سڑک کے کنارے سانحہ، لکھمینیہ، بلیا، قصبہ، بیگوسرائے، بردنی، بارو،
پھلوریا، تیگھرہ، بنہرہ وغیرہ مواضعات اور شہر آباد ہیں۔ یہی سڑک آگے شہر مظفر پور اور دربھنگہ کے حدود
میں داخل ہوتی ہے جو ترہت کو چلی جاتی ہے۔ لیکن جب سے نیشنل ہائی وے یعنی آسام روڈ بنا ہے
اس کی اہمیت صرف مقامی ہو کر رہ گئی ہے۔

نوٹ:۔ اسے ترہت روڈ بھی کہتے ہیں۔

اولاد سیّد شاہ برہان الدین (سانحہ، مونگیر)

ص ۳۲۷

- میر سید شاہ جلال الدین خان رہوی (اوکھدی)
  - سید احمد بایزید (اوکھدی)
  - سید شہاب الدین (اولاد در موضع سانحہ، مونگیر) (ص ۳۲۷)
- سید شاہ باگھ (سانحہ)
- سید شاہ یونس "
- سید شاہ اسمٰعیل "
- سید شاہ عارف الحق "
- سید شاہ پھول "
- سید شاہ بہلول "
- سید شاہ مقبول "
  - حاجی سید شاہ معین الدین (مدفون احمد گنج، سانحہ، مونگیر) (ص ۳۷۴)
  - سید شاہ محی الدین (مدفون ...)
  - سید خیر الدین
  - سید فیض علی
    - میر ولیل اللہ
    - میر بخشش علی
    - میر تفضل حسین
    - میر فدا حسین
    - سید حمید الدین حلدؔ (تیگھرہ)
      - سید مہدی حسن، دختر زوجہ سید مظہر الدین، سید محمد احسن، سید محمد بختیار (داماد مولف)
      - سید میاں جان
        - سید نور الحق، سید محمود الحق (کراچی)
        - حکیم وجیہہ الحق، سید اکرام الحق (بڑی بلیا حال مقام پاکستان کوارٹر، کراچی)
    - سید قمر علی (شہید بکسر)
      - میر مہر علی
      - سید معصوم علی
      - سید رحمت علی (بارو)
        - فرحت علی
        - اشرف علی
          - عبدالغفار، عبدالستار
        - سید لطف علی، سید بنیاد علی (بارو) (ص ۳۹۸)
        - سید بدر علی
        - فرزند، سید قمر علی (چمٹو میاں)، رئیس الدین احمد، سید عبدالرحیم، سید عبدالرحمٰن (پکٹھول)
      - سید محمد یوسف
      - سید فضل حق

میر سید شاہ جلال الدین خاں رہوی بہاری مورثِ اعلیٰ اوکھدی مونگیر بہار

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۹	میر سید شاہ جلال الدین
۲۸	سید شاہ برہان الدین
۲۷	سید احمد جاجنیری
۲۶	سید بدر الدین
۲۵	سید عز الدین
۲۴	سید ابوالفتح ابراہیم
۲۳	سید ہدایہ
۲۲	سید محمد مزار دم سوں پنجاب
۲۱	سید علی باگھ
۲۰	سید مسعود
۱۹	سید ابوالفراس
۱۸	سید ابوالفرح واسطی

سید احمد جاجنیریؒ کے پانچ بیٹوں میں سید شاہ برہان الدین چوتھے نمبر پر تھے۔ یہ عبور دریائے گنگ موضع سانحہ پرگنہ بلیا، بیگوسرائے ضلع مونگیر بہار میں آباد ہوئے اور سانحہ کا نیا نام برہان الدین نگر رکھا گیا جو امتداد زمانہ سے بگڑ کر "بہاؤدی" کہا جانے لگا۔ سید شاہ برہان الدین اسی گاؤں میں مدفون ہیں۔ ان کے دو فرزند تھے۔ ایک کا نام سید شاہ باگھ تھا اور دوسرے فرزند کا نام میر سید جلال الدین خاں رہوی بہاری تھا۔ سید شاہ باگھ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ سانحہ میں آباد ہوئے۔ انہیں کے فرزند سید شاہ یونس تھے جن کی پانچویں پشت میں سید شاہ مقبول تولّد ہوئے جن کے دو صاحبزادگان مشہور ہوئے (۱) سید شاہ معین الدین (۲) سید شاہ محی الدین سید شاہ معین الدین (حاجی دادا) بڑے جیّد عالم و فاضل اور صوفی بزرگ تھے ان کے مفصل حالاتِ سانحہ کے ذکر میں درج ہیں۔ موضع سانحہ کے سادات جاجنیری انہیں کی اولاد ہیں۔ ان کے دوسرے برادر سید شاہ محی الدین گنگ شکست کے باعث اپنی زمینوں پر دریائے گنگ کے اس پار جنوب میں چلے گئے اس طرح ان کی اولاد موضع آبگل، دریاپور، باڑھ، سورجگڈھ، ہلدی باور مولانگر میں آباد رہے۔ لیکن دو سو سال گزر جانے کے بعد ان میں سے کچھ لوگ نقل مکانی کر کے پھر اسی طرف آ گئے۔ ان کی نقل مکانی کے دو بڑے اسباب تھے:-

(۱) گنگ شکست دیارے میں دریائے گنگا کے شمال اور جنوب دونوں جوانب کی زمینیں اور جاگیریں ان کی ملکیت تھیں اس لیے دریائے گنگا کے شکست و ریخت سے یہ براہِ راست متاثر ہوئے۔ جب دریا نے رخ بدلا تو کچھ زراعتی زمینیں ادھر رہ گئیں کچھ کٹ کر ادھر چلی گئیں جس کے سبب یہ لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوئے۔

(۲) **چراگاہوں کی تلاش** | دوسری بڑی وجہ نقل مکانی کی معاشی تھی۔ اپنی بھینسوں اور مویشیوں کی چراگاہوں کی تلاش میں وہ اس طرف آئے اور دریا کے کنارے سرسبز و شاداب علاقے موضع تیگھرہ، بنہو، خضر چک، برونی، پکٹھول، ٹھکری چک، پھلوریا، بڑی بلیا اور حبینہ میں آباد ہو گئے۔

سید شاہ برہان الدین کے دوسرے نامور فرزند میر سید جلال الدین خاں رہوی بہاری اسی طرف سے ہے۔ وہ موضع اوکھدی کے مورثِ اعلیٰ تھے اور بادشاہ فیروز شاہ تغلق کے عہد میں فوج میں پنج ہزاری منصب پر فائز تھے ان کے صحیح النسب[۱] سادات حسینی واسطی جاجیری ہونے کا ذکر تاریخ حسن، شاہنامہ فیروز شاہی اور تاریخ فیروز شاہی میں موجود ہے۔

عہد بلبن کے سادات

"سادات عظام کیتھل، ساداتِ جاجیر، ساداتِ بیانہ، ساداتِ صحیح النسب اور ذاتی کمالات کے لحاظ سے بے مثل دیندار اور متقی تھے۔" (تاریخ فیروز شاہی صہ ۱۹۲)

ساداتِ جاجیر

"علاء الدین خلجی کے عہد میں ساداتِ جاجیری کی اولاد و احفاد کمالات کے اعلیٰ مراتب رکھتے تھے۔ مولف نے ان بزرگان دین و دولت کو دیکھا ہے اور ان کے مکارم اخلاق، بزرگی، سرداری و سروری نیکی اور بے پناہ خوبیوں کا بچشم خود مشاہدہ کیا ہے۔ اگر میں ان ساداتِ عظام کے اوصاف اور خوبیوں کے متعلق کچھ لکھنے کا ارادہ کروں تو مجھے متعدد جلدیں لکھنی پڑیں گی۔" (تاریخ فیروز شاہی صہ ۵۱۱)

فیروز شاہ کی اہل بیت سے محبت

"تمام سادات کو نئی زندگی مل گئی ہے اور وہ بادشاہ کی درازیٔ عمر کے لیے دعا میں مشغول ہیں۔ فیروز شاہ اہل بیت کے ساتھ خلوص اور محبت میں دنیا کے دوسرے بادشاہوں سے سبقت لے گیا ہے اور اس کا یہ خلوص اور محبت انتہائی حد تک پہنچ گئی ہے۔" (تاریخ فیروز شاہی صہ ۸۱۱)

"میر سید جلال الدین خاں رہوی بعہد سلطان فیروز شاہ تغلق بر منصب پنج ہزاری داشت اکثر صاحب تاریخ او را صرف جلال الدین خاں نوشتہ و اصلش را گزاشت،،

۱؎ نسبنامہ دلیسنہ صہ ۱۹،۶، تاریخ حسن صہ ۵۶، ۸۹، ۲؎ تاریخ فیروز شاہی صہ ۱۹۲، ۵۱۰،

ترجمہ اکثر سادات حکام اہل کاران کو صرف خان لکھا گیا ہے۔ میر سید جلال الدین خاں رہوی بہاری فیروز شاہ تغلق کے عہد میں پنج ہزاری منصب پر فائز تھے لیکن اکثر مورخوں نے ان کو صرف جلال الدین لکھا ہے اور اصل حقیقت کو چھوڑ دیا ہے۔" (تاریخ حسن صہ ۱۵۶)

میر سید شاہ جلال الدین کی اولاد اسی اطراف میں پھلی پھولی اور پھیلی۔ ان کی چھٹی پشت میں موضع اوکھدی میں میاں[۱] نصر الدین گزرے ہیں جن کے نامور فرزند سید شاہ فخر الدین[۲] پایہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ ان کا مزار موضع اوکھدی میں ہے جہاں زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ اس مزار کی مرمت شہزادہ عظیم الشان[۳] کے عہد میں ہوئی تھی بادشاہ دہلی ۱۷۱۵ء میں جب بنگال سے لوٹ کر دہلی کی جانب روانہ ہو رہا تھا کہ بزرگی کا شہرہ سن کر اوکھدی میں آستانہ پر حاضر ہوا اور طالبِ دعا ہوا۔ سید شاہ فخر الدین نے بادشاہ کو شربت پیش کیا اور دعائیں دیں۔ اسی خانوادے میں میر اکبر علی غازی[۴] شہید جنگ پھلواری ۱۷۴۱ء اور سید عطا علی تولد ہوئے جن کے مزارات اوکھدی اور ڈمراواں مواضعات کے اطراف جوانب میں موجود ہیں۔ میر اکبر علی کے سو سال بعد مولف کے مورث سید نوازش علی تولد ہوئے جنکی شادی موضع سانحہ (احمد گنج) میں سید وارث علی کی پھوپھی سے ہوئی۔ اس طرح یہ خاندان موضع سانحہ میں پانچ پشتوں تک آباد رہا۔ اوکھدی کا یہ خاندان بزرگوں کا خاندان کہلاتا ہے۔ اسی سلسلے کی آخری کڑی سید شاہ شمس الحسن الحسینی بزرگ ہیں جو مؤلف کے حقیقی چھوٹے بھائی ہیں جو بڑی سرعت سے علم و عرفان کی منازل طے کر رہے ہیں جب سے ان کو اپنے بزرگوں کا فیضان ملا ہے یہ فیض عام شب و روز جاری ہے۔ اور پیر آستانہ ساداتِ سانحہ کے در سے بے شمار لوگ فیضیاب ہو کر روحانی اور جسمانی امراض سے صحت یاب ہو رہے ہیں۔ ہر شب جمعہ اور ہر ماہ تیئسویں تاریخ کی شب حلقہ درس اور لنگر کا باقاعدہ اہتمام ہوتا ہے۔ آپ کا آستانہ اورنگی سیکٹر ۸ میں ہے جہاں تعویذ اور دعاؤں کے لیے لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔

سید شاہ شمس الحسن الحسینی پیر آستانہ سادات سانحہ ۱۹۳۹ء میں موضع سانحہ (احمد گنج) پرگنہ بلیا

۱؎ تاریخ بارہ گیاں صہ ۱۱۶، ۲؎ تاریخ بارہ گیاں صہ ۱۲۵، ۳؎ رسالہ معارف اور صدائے عام آزادی نمبر پٹنہ، ۴؎ تاریخ بارہ گیاں صہ ۱۳۸، ۵؎ تاریخ بارہ گیاں صہ ۱۳۹،
۶؎ کمپریہنسیو ہسٹری آف بہار از ڈاکٹر سید حسن عسکری و قیام الدین احمد جلد دوم (حصہ اول) صہ ۲۴۱،

بگوسرائے، مونگیر، بہار میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید بدر الحسن تھا جو نجیب الطرفین حسینی سید تھے۔ وہ محکمہ پولیس میں ملازم تھے۔ ۱۹۴۵ء میں وہ سرکاری ملازمت سے رضا کارانہ طور پر سبکدوش ہوئے۔ کراچی میں دسمبر ۱۹۷۴ء میں ان کا وصال ہوا اور مہاجر کیمپ سعید آباد کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ مرحوم و مغفور سچے عاشق اہلِ بیت تھے۔ شہیدِ کربلا کا ذکر آتے ہی، ان کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔ بنگال کے شہر کلکتہ میں رہائش کے دوران ان کی ملاقاتیں اپنے وقت کے مشاہیر مثلاً قائدِ اعظم، ابو الکلام آزاد، سبھاس چندر بوس اور لارڈ ڈیول سے بالمشافہ ہوئیں اور ان سے گفتگو کا بھی موقع ملا۔ جن کا ذکر وہ بڑے فخریہ انداز میں کیا کرتے تھے۔

سید شاہ شمس الحسن جب ڈیڑھ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ مختصر سی علالت کے بعد رحلت کر گئیں اس لیے ان کی نانی محترمہ سیدہ سائرہ خاتون نے ان کی پرورش کی دس سال کی عمر میں اپنے نانا سید عبدالرحمٰن تیگھر دی کے پاس پورینہ میں رہے جو پورینہ سیشن کورٹ میں ملازم تھے۔ ۱۹۵۰ء میں ان کے نانا جان کا حالتِ سفر میں انتقال ہوگیا تو دونوں بھائی بے سہارا ہوکر پاکستان ہجرت کر گئے۔ ڈھاکہ پہنچ کر انہیں بڑی محنت و مشقت کرنی پڑی۔ ناموافق اور نامساعد حالات کا دیوانہ وار مقابلہ کیا اور انہیں ہر طرح کی مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ ڈھاکہ میں رہ کر اپنے بڑے بھائی سے دنیاوی تعلیم حاصل کی۔ جب میٹرک پاس کر چکے تو قائدِ اعظم کالج ڈھاکہ میں داخلہ لیا تاکہ دنیاوی تعلیم مکمل ہو سکے اسی اثناء میں ان کی شادی سیدہ نور جہاں بنت سید عبدالعلیم سے ہوئی۔ ایک سال کے بعد ان کو محکمہ ٹیلیفون میں سرکاری ملازمت مل گئی۔ اسی دوران وہ تصوف کی طرف مائل ہوئے۔ عبادت و ریاضت اور اوراد و وظائف کی کثرت، نمازِ تہجد کی مشق نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ بزرگانِ دین کی توجہات بھی ہونے لگی اور روحانی فیض ملنے لگا۔ ان کی روحانی تربیت سید شاہ تق احمد نعیمی اور سید شاہ برہان الدین بقا نظامی نے کی اور چاروں سلاسلِ طریقت کی خلافت و اجازت سے نوازے گئے پھر تاجیہ سلسلے منسلک ہو گئے۔

سیّد شاہ معین الدین عرف حاجی دادا

(شجرۂ نسب ص۔۳)

سید شاہ معین الدین عرف حاجی دادا سید احمد جاجیزیؒ کی نویں پشت میں گیارھویں صدی
کے اواخر میں تولّد ہوئے تھے اور سید احمد جاجیزی سید ابوالفرح واسطیؒ کی نویں پشت میں اور سید
ابوالفرح واسطی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اٹھارھویں پشت میں تولّد ہوئے تھے۔ سید شاہ معین الدین
کے والد بزرگوار کا اسمِ گرامی سید شاہ مقبول تھا۔ آپ نے شاہی مدرسہ دہلی میں تعلیم مکمل کی
مغل شہنشاہ شاہجہاں کا بیٹا شاہ شجاع آپ کا ہم سبق تھا۔ اسی مدرسہ میں آپ کے قرابت
اور رشتہ دار مولانگر کے قاضی سید عبدالنبی اپنے والد ماجد قاضی سید عنایت اللہ کی وفات ۱۰۹۹
کے بعد مدرس مقرر ہوئے تھے۔ آپ جید عالم اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ آپ کے زمانے
سانحہ کی شہرت دور دور تک پہنچی ہوئی تھی۔ سانحہ میں آپ کا آستانہ تھا جس کے تحت دار ال
و دار المساکین قائم تھے اور دینی مدرسہ بھی قائم تھا۔ دور دور سے زائرین آستانہ پر حاضری دیا کرتے
چنانچہ مشہور روایت ہے کہ بھائیوں کے درمیان خانہ جنگی کے دوران شاہ شجاع مونگیر قلعہ میں آکر
ٹھہرا تو ان کے اتالیق شیخ سلطانؒ لکھمینوی بھی ہمراہ تھے۔ اسی دوران دہلی سے ایک مکتوب موصول
ہوا جس کی کچھ عبارت پڑھی نہ جا سکی چونکہ ان دنوں سید شاہ معین الدین کے علم و فضل کا عام چرچا
تھا اس لیے شاہ شجاع نے شیخ سلطانؒ کی ترغیب پر ان سے شرفِ ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا چنانچہ
شاہی بجرے پر شہزادہ عازم سانحہ ہوا۔ جب آستانہ میں باریابی ہوئی تو شہزادے نے سید شاہ معین الدین
کو پہچان لیا اس لیے کہ شہزادہ دہلی شاہی مدرسہ میں ان کا ہم سبق رہ چکا تھا چنانچہ شہزادے نے

---

[1] تاریخ حسن ص۵۶، ۸۹، [2] نسبنامہ ویسنہ ص۱۹، ۴۵، [3] کرسی نامہ شاہ سلطان ص۱، ۲، [4] حیات بعد الممات ص

نوٹ:۔ مزار پہلے سانحہ میں دریائے گنگا کے کنارے واقع تھا۔ دریا کے کٹاؤ کے سبب جب مزار
دریا برد ہونے لگا تو حاجی دادا نے خواب میں ہدایت فرمائی کہ مجھے یہاں سے منتقل کرو چنانچہ سانحہ کے تمام
سر آوردہ شخصیتوں نے ان کی نعش مبارک کو موضع احمد گنج میں دفن کیا جہاں ہر سال ان کا عرس ہوتا ہے۔ (مولف)

دریافت کیا "معین الدین ہستی ؟" "بلے" جواب میں حاجی دادا نے کہا۔ یہ مکالمہ سانحہ میں زبان
زدِ عام ہے۔ بہر حال شہزادہ نے چند روز سانحہ میں قیام کیا اور جمعہ کی نماز شاہ معین الدین کی امامت
میں ادا کی پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگیا۔

مولانا سیّد محمد یحییٰ ندوی

سیدشاہ معین الدین کی دسویں پشت میں مولاناسید محمد یحییٰ ندوی عرف چھیتو با
جن کے والد کا اسم گرامی سید محمد فاضل تھا جو اپنے گاؤں کے سرآوردہ شخصیت تھے۔ مولا
دادا سید رکن الدین عرف گدڑی میاں ولد سید کبیرالدین اپنے وقت کے بڑے بااثر زمیندا
سید محمد یحییٰ کو بچپن ہی میں اپنے والدین کی ہمراہی میں حج کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ مولانا ند
لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ان کا عقد مولانا سید محمد علی مونگیری کی پوتی بی بی عائشہ سے ہوا۔
ندوی اپنے وقت کے بڑے عابد وزاہد ہیں۔ اللہ نے ان کو علم وفضل سے بھی نوازا ہے۔ وہ اپنے
علم و وجاہت کے وارث ہیں۔ آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ آپ شاہ فیصل کی دعوت پر
عالم اسلامی کے جلسہ میں شرکت کی غرض سے مکتہ المکرمہ تشریف لے گئے تھے جہاں آپ کی بڑی
ہوئی۔

سانحہ کے سادات کا معاشی دارومدار اپنی جاگیر و معافیات پر تھا زمانہ گزرتا رہا۔ زمی
اولادوں میں بٹتی رہیں۔ کچھ لوگ متمول رہے اور کچھ لوگ مفلوک الحال ہو گئے۔ انگریزوں کی دو صد
غلامی نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی لیکن عرب کے تمدن کو سینے سے لگائے رکھا۔ اپنے نجیب الط
حسینی سید ہونے کا شرف آخر تک قائم رکھا۔ یہاں کے لوگ بڑے سیدھے سادے اور سادہ لو
ہوتے ہیں چنانچہ سانحہ کے اطراف میں ان کے متعلق یہ عام مقولہ بہت مشہور ہے :

سانحہ کے سیّد کُنڈے میں ازار ـــــ بھاگیو ہو سیّد پکڑ لیو بیگار

شجرۂ نسب اولاد حاجی سیّد معین الدین (سانحہ)

(صفحہ ۳۷۴)

سید عابد علی
سید ناصر علی
سید شاکر علی
سید شاہد علی
سید زاہد علی
سید آصف علی
سید امداد علی

سید شہاب الدین
سید اظہار الحق
سید جلال الحق
سید کمال الحق
سید جمال الحق

پسر
سید وارث علی

سید علی بخش
حاجی سید محمد اقبال
نجیب النساء
سید عبدالقدوس
(پیشکار)
پروفیسر سید حسین امام
(علیگ)
بیگوسرائے کالج

...شکر النساء
...رکن الدین
سید محمد فاضل
مولانا سید محمد یحییٰ ندوی
(بھاؤدی، سانحہ)
مونگیر

سیدہ قدیر النساء
سائرہ خاتون
ربیعہ خاتون
سید نجم الحسن
(مصنف)
کراچی

سید الٰہی بخش
سید بشیر الدین
سید نصیر الدین
ریحانہ خاتون
زوجہ
سید نجم الحسن
(مصنف)

سید یاد علی
سید عبدالقدوس
اختر بانو
زوجہ
سید محمد فاروق
(دمشکی پور)

سید محمد قیصر
سید محمد منظر
فرحت
زوجہ
شمیم احمد
جہانگیر روڈ
کراچی

شجرۂ نسب اولاد سید آصف علی (احمد گنج)

(ص ۳۸۵)

شجرہ اولاد سید وارث علی پوتا سید جمال الحق (احمد گ

(ص ۳۸۵)

اولاد سیّد دانش علی بن سیّد آصف علی (احمد گنج)

سید واعظ الحق عرف (داحد بابو) (صفحہ ۳۸۷)

- فہمیدہ خاتون زوجہ محمد عباس (بھاگلپور)
  - جمیلہ خاتون زوجہ سید محمد الیاس
    - سید محمد انور
    - سید محمد اختر
- رفیقہ (تاراپور)
- انیسہ (گیا) (لاولد)
- محیط النساء زوجہ محمد ایوب بھاگلپور
- سیدہ خاتون شادی (دشکی پور)
- کلثوم بی بی خدیجہ زوجہ ابو محمد
  - سمیع احمد
    - مولانا فصیح احمد
  - شفیع احمد انجنیئر (کلکتہ)
  - فصیح احمد (ڈی ایم)
  - جمیل احمد وکیل
  - دختر زوجہ آل رسول
  - دختر زوجہ آل احمد
- سید محمد حبیب (تحصیلدار) نامعلوم
  - سید احمد زوج بنت ابو محمد
  - سید آل رسول زوج بنت ابو محمد
- سید محمد لبیب
  - بسمل
  - حدو
  - ڈاکٹر
  - ماسٹر سید عبدالحفیظ
- سید محمد ظ...

شجرہ اولاد سیّد جمال الحق

(صفحہ ۳۸۵)

شجرۂ نسب اولاد سید نصیر الدین بن سید بشیر الدین

(ص ۲۸۶)

ریحانہ خاتون زوجہ معتق
عذرا خاتون زوجہ سید محمد حسنین اختر
سید نجم حسنین
صاحبزادی خاتون زوجہ سید ابوالقاسم بن سید عبدالحلیم بن سید منیر علی (لکھمینیہ)
سید ظفر امام زوجہ کوثر بنت سید عبدالرحمٰن (پکھٹول)
سید اظہر امام زوجہ زاہدہ خاتون بنت سید اصغر حسین (شیخپورہ مونگیر)

سید نعیم حسن
سید محمد افضل
سید شہزاد فیصل
ناہید زوجہ سید ابوالکلام بن سید اشفاق احمد (سانحہ)
نسرین
عشرت جہاں زوجہ سید محمد تحسین بن سید محمد الحسن بخاری (بڑی بلیا)
رقیہ خاتون
رخسانہ خاتون زوجہ سید صلاح الدین بن سید جلال الدین (کریا، گیا)

سید ماجد صلاح الدین
سید ساجد صلاح الدین
سید عمران
مہوش

شمع خاتون زوجہ تاشقین (اورنگی)
سید محمد مستقیم
سید محمد عاصم (راجو)
راحت جہاں
نزہت
سید عبدالقادر
سید ابوالنعیم

حافظ سید محمد دانش
سید محمد ثاقب
سید محمد طلحہ
سید معاذ بن ظفر

ماریہ خاتون
عائشہ خاتون
سید محمد حسن امام
سید محمد شارق امام

شجرۂ نسب سید حاجی اقبال علی

(ص ۳۸۵)

اولاد سیّد اشرف علی بن سیّد فضلِ حق

(شجرہ صفحہ ۲۷۲)

سید بشارت علی (بہیرہ)

بی بی نذیرن زوجہ سید عبدالغنی بن سید افضل علی بن سید فضل علی بن سید صدر علی (صفحہ ۲۹۵)

بی بی اسورن زوجہ سید بنیاد علی (بارہ) سید عبدالرشید (بارہ) زوج رئیس النساء بنت سید عنایت علی (دہلی)

دختر زوجہ سید مہدی حسن بن سید بندہ علی (دہلی) سید امتیاز حسین سید خورشید حسین (اورنگی)

دختر زوجہ سید [illegible] وکیل (دہلی)

تسلیماً (لاولد) — دختر — سید عبداللطیف

دختر زوجہ سید غلام مرتضیٰ (بلوچک) بن سید غلام مصطفیٰ خسر سید یعقوب (بارہ) وحید النساء زوجہ سید محمد رفیع بن شیر لیقن بنت شیخ اکبر علی (تیگھرہ)

رئیس النساء زوجہ سید عبدالرشید (بارہ) (صفحہ ۲۹۸)

مہرالنساء — سحرالنساء — خیرالنساء — رشیدہ بیگم سید رشید احمد — سید محمد منظر منعم — سید محمد حسین اختر زوج عذرا خاتون بنت سید نصیر الدین (سانحہ) نجم — سید محمد افتخار الحسن — حکیم سید محمد مناظر [illegible]

شجرہ اولاد سیّد بدر علی بن سیّد فضلِ حق

(صفحہ ۲۷۲)

[illegible]ان علی سید امام علی (...ق) (۲۹۶)

سید مروان علی دختر زوجہ سید عبدالحق بن سید انور علی دختر سید محمد نصیر

سید محمد عیسیٰ — سید نجم الدین

دختر زوجہ سید امداد علی (دریاپور) سید محمد یعقوب زوج بنت سید غلام مصطفیٰ (بلوچک دربھنگہ) سید محمد یوسف (بارہ) زوج نجم النساء بنت سید عبدالرشید (بارہ)

سید وارث علی

سید عبدالحفیظ سید نذیر بیرسٹر (تیگھرہ)

سید حفاظت حسین سید محمد سلیم (برونی)

سید خالق سید نور الحق

سید انور علی

سید عبدالحق دختر سید محمد نصیر

سید محبوب علی (لاولد)

سید ریاض علی

سید نور الحسن

سید ظفیر الحسن سید ظہیر الحسن

سید بدر الحسن سید علی حسن

دختر

دختر دختر سید شمیم

سید محی الدین سید داؤد رضا (برونی)

سید الطاف حسین پلٹو (باڑھ)

عبدالحمید

سید سلیم زوج بی بی انکھو (سانحہ) اسلام

سید وزارت حسین (قصبہ)

سید نذیر الدین — سید سعید الدین — سید محمد حسن

شجرہ اولاد سیّد امام علی بن سیّد قربان علی (باڑھ)

(شجرہ صفحہ ۲۳۱)

اولاد بی بی نذیرن زوجہ سیّد عبدالغنی بنت سیّد اشرف علی

(شجرہ ۲۹۲)

اولاد سیّد قربان علی

(شجرہ صفحہ ۲۹۳)

سید احسان احمد
سید نور الحسن
دختر زوجہ
ڈاکٹر شہزادہ عالم
(تیگھرہ)

بی بی فریدہ
زوجہ سید
وزارت حسین مختار
(تیگھرہ)

سید عبد الجلیل — سید عبد المجید

دختر زوجہ سید الٰہی بخش
(سانحہ)

سید عبد الجلیل — سید بشیر الدین
سید شفیق الدین
سید ابو الخیر — سید رفیع

دختر
زوجہ عبد العزیز
(نور پور)

بی بی زینب
زوجہ سید عبد الرحیم
(پکھٹول)
سید عبد الرحمٰن

دختر
زوجہ سید حسن رضا
(راوکھدی)
سید مرتضےٰ (کورنگی)

دختر

دختر زوجہ
سید بشیر الدین
(سانحہ)
سید شفیق الدین
سید ابو الخیر

دختر
زوجہ منشی
عبد العلیم
بن سید غازی
(بارہ)

سلیم احمد — سید احمد — نجیب النساء میمونہ — عجیب النساء — ساجدہ زوجہ نصیر الدین علوی (لکھنو)

سید بشیر الدین نشاط — سید امیر الدین — دلارے — بالو

دختر

اوجا بی بی — نابو بی بی — جافو

منظور — احسان (سانحہ)

زبیدہ
سید منظور
(سانحہ)

سادات بارہ

اولاد سیّد رحمت علی بن سیّد معصوم علی

(شجرہ صفحہ ۲۷۲)

خان بہادر طاہر

سید عبد العزیز (میر جعفر)
سید محمد جعفر
سید مسعود جعفر
مصنف (سادات بارہ)

حکیم سید زین العابدین
سید محمود باروی

خورشیدہ — زاہرہ — سعیدہ — عابدہ

عابدہ
زوجہ ڈاکٹر معراج الحق
(پکھٹول)

درخشاں — افشاں — مہ جبین — بشریٰ — فاطمہ

خان بہادر طیب

سید محمد علی
سید علی اکبر
زوج
بنت حکیم تمیز
(ٹھکری چک)

سید عمر
دختر
(شادی دربھنگہ)

سید محمد حسین
شادی در
(کٹنی کول)

سید محمد حسن

دختر زوجہ
سید عبد القیوم
برادر عبد المجیب وکیل
(پورنیہ)
بن حافظ حسین، لکھینیہ

سید نجم الحسن
(پٹنہ)

دختر
زوجہ
سید محمود وکیل
(کٹنی کول)

نسیم خاتون
زوجہ ڈاکٹر پروفیسر
سید مجتبےٰ رضوی
ڈاکٹر نگہت
لیکچرر جامعہ کراچی

دختر زوجہ
سید محمود بن
سید محمد منظور
(ریسرچ آفیسر بھوتا)
مونگیر

سید محمد اسلم — سید محمد سہیل — سید محمد نہال — سید محمد اعجاز

اولاد حافظ حسین (بارہ)

عبد المجیب وکیل پورنیہ
ڈاکٹر ظفر پی ایچ ڈی
ڈائریکٹر فارن افیرز
(انڈیا)

ادریس احمد
نہال احمد

مطیع الرحمٰن

عبد القیوم
زوج ...
بنت سید محمد حسن
(بارہ)

اولاد سید عبدالرشید بن سید بنیاد علی (بارہ)

(شجرہ صفحہ ۲۹۷)

سید عبدالواحد
زوج
جمال آرا
بنت سید فضل کریم
(خضر چک)

سید عبدالحمید
(پرنسپل پٹنہ کالج)

سید عبدالمعید

سید محمد سعید
(پٹنہ ہائی کورٹ)

نجم النساء
زوجہ
سید محمد یوسف
(دریاپور)
(صفحہ ۲۹۹)

قمر النساء
زوجہ
سید عمر دراز
بن سید فضل کریم
بن قاضی سید علی بخش
رضوی (دیگھرہ)
صفحہ ۲۹۹

سید محمد فرید
زوج
لیلی ...
بنت
سید ...
(صفحہ ...)

شمس النساء

سید راشد سعید

دختر
زوجہ
سید اختر الحسن
(صفحہ ۲۹۹)

سید محمد شاہد
حماد — نواد

دختر
زوجہ سید ماہر رضا

فخر النساء
زوجہ
فضل حسین
(دربھنگہ)
(صفحہ ۲۹۹)

سید ظفر الاسلام
زوج
میمنہ خاتون (دلیسنہ) بنت سید محمد نذیر بن سید نصیر الدین بن سید الفت حسین (سلاوان)

سید ماہر رضا
زوج زینت
بنت سید عبدالمعید

سید خورشید

سید امتیاز — سید ممتاز ظفر — سید شمشاد شاکر — سید ارشاد ظفر — شاذیہ نسرین — فوزیہ یاسمین — سعدیہ شیریں — نگہت عصمت

سید محمد ارشد — سید مسعود رضا — فریحہ — غزالہ — فرح — نلزا فرحین

سید کوثر — سید جاوید — سید تنویر

اولاد سید عبدالرشید بن سید بنیاد علی (بارہ)

(شجرہ ۲۹۸)

نجم النساء
زوجہ سید محمد یوسف
بن سید محمد یعقوب
(دریاپور)

قمر النساء
زوجہ سید عمر دراز
(خضر چک)

فخر النساء
زوجہ فضل حسین
(دربھنگہ)

سلطان — معصومہ — ذکیہ — عارف

پرنسپل نوشابہ — پروفیسر زرمی — نجمی — زیدی — عجمی — دختر زوجہ ڈاکٹر فیروز پرنسپل پوسا زراعتی کالج (بہار)

سید ... الرحمن — سید اظہار الحسن — سید اختر الحسن زوج نور افزا بنت سید عبدالمعید — ڈاکٹر سید مظفر حسن — سید اشتیاق احمد — بی بی قمر زوجہ رضا الحق بن ماسٹر ریاض الحق (لکھمینیا)

سید انور احمد

سید ظہور عالم

تہمینہ

سید مشتاق احمد
زوج نور افشاں
کامران یوسف

...ف ندیم — ہما نسرین — عظمی — یوسف خرم — عنبرین — شارب — ملی

...ظفر یوسف — سید فرخ — سید نیر یوسف — سمیعہ — ڈاکٹر ربیعا زوجہ ڈاکٹر بلال

وقار شگفتہ — شاذیہ — سعد انور

لبنی — فرحان — سلمان

اینلا شاہین — سعدیہ — کاشف سلمان

رضوان — عرفان — زینت — شاداں — طلعت — شوکت — شبنم

مہوش — عدنان — عائشہ کنول — دردہ

راحیل — سحریہ — عادل

اولاد سیّد محمد فرید بن سیّد عبدالرّشید (بارو)

(شجرہ صفحہ ۳۹۸)

سیّد وزارت حسین تیگھرہ

(شجرۂ نسب صفحہ ۲۳۱)

سیدارشاد علی سید خان غازی کی ساتویں پشت میں تولد ہوتے۔ سید خان غازی کے دونوں صاحبزادگان سید شاہ سلونیؒ اور سید شاہ فقیر اللہ جاجنیریؒ شاہی ملازمت کو ناپسند فرماتے تھے اسی لیے انھوں نے اپنی خاندانی جاگیروں کی دیکھ بھال کو شاہی ملازمت پر ترجیح دی اور ساتھ ساتھ عبادت ریاضت اور اسلام کی ترویج واشاعت میں اپنی زندگیاں صرف کردیں چنانچہ دونوں بھائیوں کے آستانوں سے صدیوں تک روحانی فیض جاری رہا۔

سید شاہ فقیر اللہ جاجنیریؒ اپنی جاگیر کی دیکھ بھال کے سلسلے میں موضع باڑھ ضلع پٹنہ میں سکونت پذیر ہوتے۔ سید شاہ فقیر اللہ جاجنیریؒ کی ساتویں پشت میں سید عبدالرحمٰن جاجنیریؒ تقریباً ۸۰ سال قبل باڑھ میں سادات جاجنیری کے سجادہ نشین تھے۔ انہیں دنوں سید ارشاد علی بھی اپنے غلاموں کے ساتھ اپنی بھینسوں کو لے کر چراگاہ کی تلاش میں ادھر آنکلے اور موضع حسینہ میں آباد ہوگئے۔ انہیں کے پوتے سید وزارت حسین مختار تھے جو پیدا تو حسینہ میں ہوئے لیکن مستقل طور پر دانیال پور (تیگھرہ) میں آباد ہوگئے۔ ان کی شادی سید قربان علی کی دختر سے ہوئی جو سید امام علی کے داماد تھے۔ یہ سب لوگ نسباً سادات حسینی زیدی الواسطی جاجنیری ہیں۔ سید وزارت حسین بگوسرائے تحصیل میں وکالت کیا کرتے تھے۔ ان کی اپنی زمینداری تھی اور باغات تھے۔ وہ بڑے متمول اور خوش باش انسان تھے۔ وہ بڑے جری، بہادر اور تیز فہم آدمی تھے۔ کئی بار ہندو زمینداروں سے محاذ آرائی ہوئی، تنہا ہندوؤں میں گھر گئے لیکن اپنی خاندانی غیر معمولی بہادری اور شجاعت اور تیز فہمی کے سبب ہندوؤں کے نرغے سے صاف بچ کر نکل آئے ان کی دو بیویوں سے چار صاحبزادے تھے۔

سید وزارت حسین مختار کے سب سے چھوٹے صاحبزادے سید غلام ربّان کی شادی خانہ آبادی سیدہ حمید النساء بنت سید تاج علی بن سید امداد علی (سانحہ) سے ہوئی۔ جن سے سیدہ خدیجہ خاتون تولّد ہوئیں جن کا عقد محمد مسلم سے ہوا جو موضع قاضی رسولپور کے رہنے والے تھے۔ آج سے تقریباً تین سو سال قبل قاضی رسول نے وہ گاؤں آباد کیا تھا جن کے وہ مورث اعلیٰ کہلاتے۔ بعد میں وہ

گاؤں انہیں کے نام سے منسوب ہوگیا۔ یہ گاؤں تیگھرہ کے قریب ہی واقع ہے۔ چھ پشتوں کے بعد خانوادہ منتقل ہوکر موضع قادرچک (بارہ) میں آبسا۔ یہیں محمد مسلم پیدا ہوئے۔ جو بعدازاں ہجرت کرکے پاکستان چلے آئے انہیں کے سب سے بڑے صاحبزادے ایس ایم اختر ہیں جو ددھیال اور ننہیال کے تمام اوصاف سے متصف ہیں۔ وہ ۱۹۷۹ء میں اورنگی ٹاؤن سے بلدیہ کراچی کے کونسلر منتخب ہوئے۔ انہوں نے بیش بہا ترقیاتی کام کرکے اورنگی شہر جیسی گمنام اور غریب بستی کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ اورنگی ٹاؤن کے تمام بڑے ترقیاتی منصوبے کی تکمیل انہیں کے مرہون منت ہے۔ لہٰذا وہ اورنگی شہر اور شہر سے باہر بھی بے حد مقبول ہوئے۔ اپنی ہردلعزیزی کی بنیاد پر دو بار کونسلر اور کچی آبادی کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ ان کے اندر تحریری اور تنظیمی صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ابھی یہ جوان ہیں اور ان کے حوصلے بہت بلند، پرعزم شخصیت ہونے کی بنا پر ہر کام پر کامیابی ان کی منتظر ہے۔ شجرہ پدری ملاحظہ ہو۔

ایس ایم اختر بن محمد مسلم بن محمد نبی علی (بنّو میاں)، بن سید محمد ریاض الدین احمر،

اشرافِ تیگھرہ

(۱) شیخ اکبر علی (۲) شیخ اصغر علی (۳) بی بی صغیر النساء تینوں بھائی بہن

(۱) شیخ اکبر علی

- ...علین
  - ...علی اکبری زوج بنت سید حسن رضا
    - ... زوجہ ...اظہار ...پور دربھنگہ)
    - صوفیہ
    - مشتری زوجہ مفیض الدین (مالی پور)
      - ...
      - ثمینہ
      - افضال
      - فیصل
      - ذیشان
    - عارفین
    - سالکین
    - شمیم
  - متین علی اکبری
- بی بی شریف النساء زوجہ محمد ولی (بلوچک، دربھنگہ)
  - سید محمد شفیع ... زوجہ بشیر الدین صغیر
    - ڈاکٹر شکیل احمد صغیر (امریکہ)
    - جمیل احمد صغیر (امریکہ)
  - سید محمد تقی زوج بنت عبداللہ (کواری دربھنگہ)
  - سید محمد رفیع زوج وحید النساء (بلوچک) (م ۱۳۹۲)
  - معصومہ زوجہ محمد منظور (تیگھرہ) ابراہیم
    - سید محمد اسمٰعیل
    - سید محمد شعور
    - سید محمد راشد
    - فرحت
    - رفعت
  - دختر زوجہ امتیاز حسین بن مہدی حسن بن بندہ علی ہلدی سابقہ سکونت (چندھی پور دریابرد) خورشید علی کلاتھ مرچنٹ (اورنگی)
- بی بی لطیف النساء زوجہ محمد مقبول مظفر اور چھ فرزند

(۲) شیخ اصغر علی

اولاد بی بی صغیر النساء ہمشیرہ شیخ اکبر علی تیگھرہ
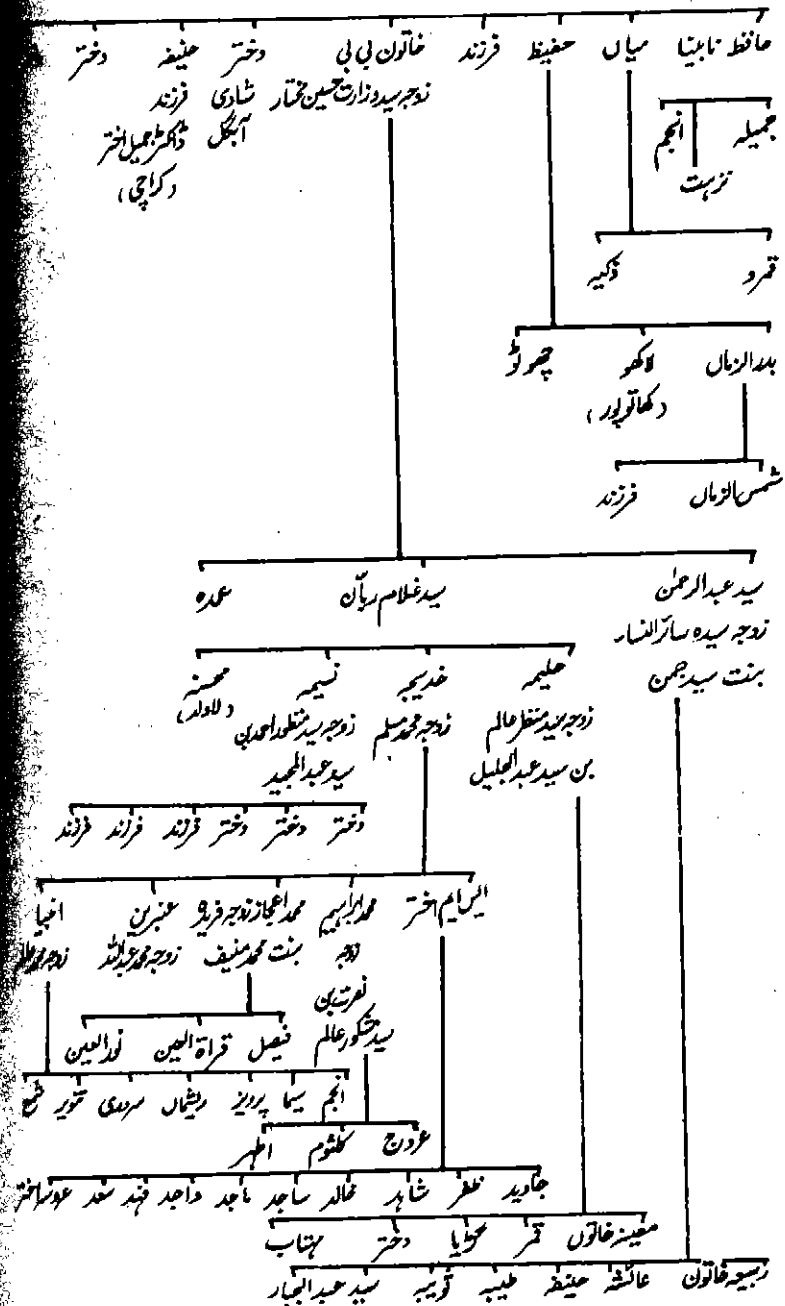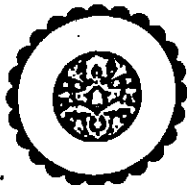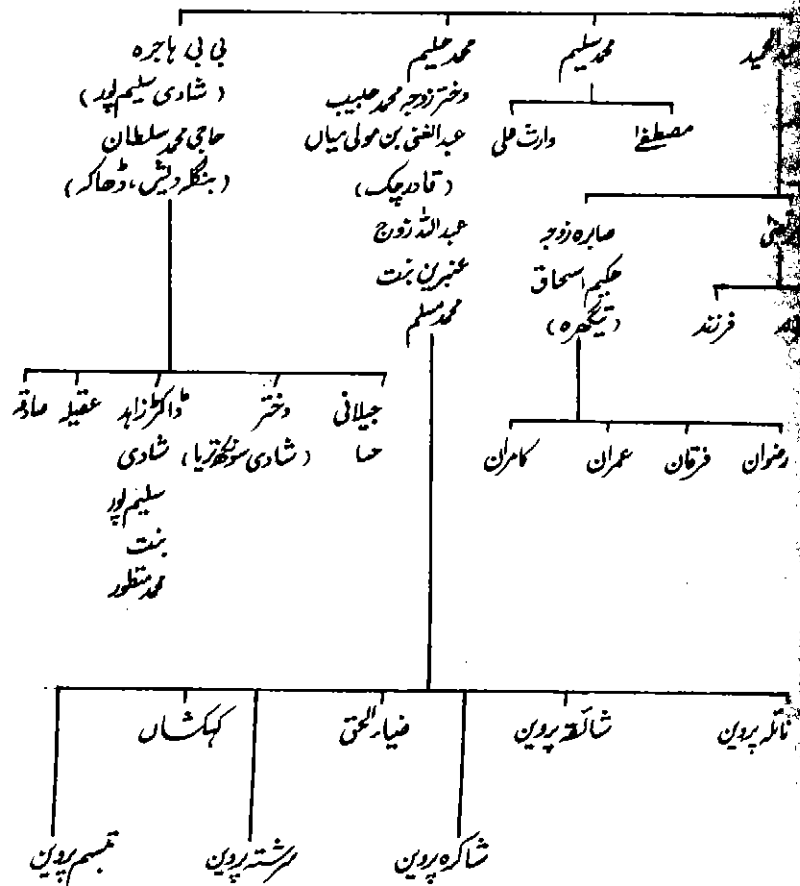
سیّد محمد محمود باروی

(شجرۂ نسب ص۲۹۷)

مولوی حافظ سید محمد محمود تخلص محمودؔ خلف حکیم سید زین العابدین بن سید رحمت علی ۱۸۹۲ء میں موضع بارو ضلع مونگیر میں تولد ہوئے، مدرسہ عالیہ کلکتہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۴۷ء تک مدرسہ عالیہ کلکتہ میں ہیڈ مولوی کے منصب پر فائز رہے۔ تقسیم ہند کے بعد مشرقی پاکستان ہجرت کی اور کھلنا ضلع اسکول میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۹۴۹ء میں فرائض سے سبکدوش ہونے کے بعد کھلنا میں مستقل آباد ہو گئے۔ آپ ایک اچھے شاعر تھے اور صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں :۔

(۱) شمع کے پروانے (۲) جامع القواعد

آپ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :۔

ارسطوئے زمانہ اور سکندر جاہ ہوتا ہے	مگر ہوتا ہے دنیا میں کوئی انسان مشکل سے
شمع کی خندگی ہو پروانے کا ہو مرنا	جینا ہو ایسا جینا مرنا ہو ایسا مرنا

۱۲۴۸ھ میں مولانا حامی شاہ محمد نعمت اللہ نقشبندیؒ کی وفاتِ حسرت آیات کے موقع پر دونوں باپ بیٹے نے فارسی زبان میں جو قطعات کہے تھے وہ درج ذیل ہیں :۔

تاریخی قطعات از حکیم سید زین العابدین حیرتؔ رئیس بارو مونگیر

شہ نعمت اللہ آں پیر مرد	کہ ہادئ دیں بود و شرعِ متین

۱؎ بزم شمال ص۲۷۲ اور ۲۷۳، ۲؎ ولیِ کامل از مولانا محمد جمیل انصاری (ص۶۹،۷۰)

نوٹ :۔ حکیم سید زین العابدین کے والد سید رحمت علی کلکتہ ہائی کورٹ کے مشہور و معروف مختار تھے اور راج جیلی کے مقرر کردہ تھے جہاں وہ بہت ہی محترم اور محتشم تھے اچھی خاصی جائداد بنائی اسی وجہ سے ان کے فرزندان طاہر، جمعہ، وغیرہ خان بہادر اور رئیس کہلائے۔ سید رحمت علی کے ایک فرزند سید عبدالعزیز مشہور شاعر گزرے ہیں۔ (بزمِ شمال از شاداں فاروقی ص۲۷۲)

بخلدِ بریں رفت ناگاہ او	دل عالمے گشت اندوہگیں
چو من سالِ فوتش ز پیرِ فلک	بجستم بیامد بگوشم چنیں
کہ حیرت مکن فکر سالِ وصال	بگو میہماں شد بخلدِ بریں

تاریخی قطعات از حافظ سیّد محمد محمود باروی مدرسہ عالیہ کلکتہ

شہ محمد نعمت اللہ شیخ کامل باخدا	بست از دار فنا رخت سفر سوئے جناں
بود او پیرِ طریقت عارفِ اسرار دیں	بر دلم از رحلتش افتاد بس کوہ گراں
فکر کردم چوں بسوئے سالِ وصلش حسرتا	از غمِ فرقت دلِ من گشت بے تاب و تواں
آمدہ از غیب حافظ ایں چنیں سالش بگو	زیبِ عرفاں زیبِ ملکِ نعمت اللہ ناگہاں

ڈاکٹر آغا عماد الدین

صدر شعبہ سیاسیات، سٹی کالج ناظم آباد کراچی

نسب مادری

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۴۶	ڈاکٹر آغا عماد الدین
۴۵	زوجہ افضل الدین احمد "شتمل پور"
۴۴	سید محمد سعید (کالو بابو) تیگھرہ
۴۳	زوجہ سید عبد الحمید
۴۲	سید امام علی
۴۱	نامعلوم
۴۰	میر مہر علی
۳۹	میر قمر علی شہید بکسر
۳۸	سید فیض علی
۳۷	سید خیر الدین
۳۶	سید شاہ محی الدین
۳۵	سید شاہ مقبول
۳۴	سید شاہ بہلول
۳۳	سید شاہ پھول
۳۲	سید شاہ عارف الحق
۳۱	سید شاہ اسمٰعیل
۳۰	سید شاہ یونس
۲۹	سید شاہ باگھ
۲۸	سید شاہ برہان الدین
۲۷	سید احمد جاجنیری رح

ڈاکٹر آغا عماد الدین کے نانا بزرگوار کا نام سید محمد سعید عرف کالو بابو تھا وہ تیگھرہ کے سادات میں سے تھے۔ خان بہادر طاہر رئیس بار و سید محمد سعید (کالو بابو) کے بہنوئی تھے۔ آغا عماد الدین کی والدہ کی پرورش و پرداخت خان بہادر طاہر کے گھر بار و میں ہوئی تھی یہیں ۲۹ نومبر ۱۹۳۱ء کو آغا صاحب پیدا ہوئے۔[1] "اعیانِ وطن" میں آغا صاحب کی ولادت کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ آغا افضل الدین کے بیٹا پیدا ہوا ہے جس کا نام آغا عماد الدین ہے آغا صاحب کے دادا حاجی وحید الحق کی نانی سید کمال علی بن سید آغائی کی اولاد تھیں اسی لیے وہ آغا کہلائے اس طرح ان کو ساداتِ رضوی ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آغا عماد الدین پدری نسب کی رو سے شیخ صدیقی ہیں جو دربھنگہ کا مشہور خانوادہ ہے جبکہ مادری نسب کی رو سے حسینی زیدی واسطی جاجنیری ہیں۔ یہ شتمل پور دربھنگہ کے متمول گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور رئیس ابن رئیس کہلاتے ہیں چنانچہ مصنف احوان کی کتاب "بہاری مسلمان" میں ان کے چچا مولوی مصلح الدین کا ذکر خصوصی طور پر آیا ہے وہ دربھنگہ ضلع مسلم لیگ کے سکریٹری تھے اور تحریکِ پاکستان میں نمایاں طور پر حصہ لیا تھا۔ ان کے دوسرے چچا مولوی الطاف الحق مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیری رح کے سلاسل فردوسیہ کے مُرید تھے۔ آغا صاحب کی والدہ کے نانا سید عبد الحمید اور سید قربان علی (بروٹی) سید امام علی کے داماد تھے اس طرح دونوں آپس میں حقیقی ہم زلف تھے۔

[1] اعیانِ وطن ص، آئینہ ترہت ص ۲۶۴، بزم شمال از شاداں فاروقی ص ۲۸۹، ۲۹۰،

سید قربان علی، سید عبد الجلیل (تیگھرہ)، سید بشیر الدین (سانحہ) اور والدہ سید عبد الرحمٰن (پکٹھول) کے حقیقی نانا تھے۔ آغا عماد الدین نے ۱۹۴۶ء میں مسلم اسکول دربھنگہ سے میٹرک کیا اور سی ایم کالج دربھنگہ سے انٹر کیا تھا اور علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے ۱۹۵۳ء میں ایم اے ایل ایل بی کیا۔

۱۹۶۱ء میں انہوں نے بہار یونیورسٹی پٹنہ سے پی ایچ ڈی کیا اسی سال آپ نے پاکستان ہجرت کی اور گورنمنٹ سٹی کالج ناظم آباد، کراچی میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدہ پر فائز ہوئے فی الحال وہ اسی کالج میں صدر شعبہ سیاسیات ہیں۔ آپ کالج کے ہر دلعزیز پروفیسر ہیں اور اساتذہ و طلباء میں یکساں محبوب ہیں۔ اب تک آپ نے آٹھ کتابیں تصنیف کی ہیں :-

دستور ہند ایک نظر میں۔ لوح و قلم، نیپال کے دستور پر تبصرہ (انگریزی)، گلوریس جینیس، انگریزی قوالی، خطبات علمی کا انگریزی ترجمہ، فورتھ ری پبلک آف پاکستان، پروفیٹ محمد جیورسٹ جنرل،

اولاد (۱) آغا محمد نجیب (۲) آغا طارق (۳) آغا محمد بلال (۴) آغا محمد التمش (۵) آغا محمد فیصل (۶) نسرین زوجہ سید افروز احمد (کرایہ پر سرائے، عزیز پروفیسر مجتبیٰ رضوی۔

نسب پدری ڈاکٹر آغا عماد الدین، افضل الدین احمد صدیقی، حاجی وحید الحق صدیقی، بابو لیسین (شتمل پور) بابو لیعقوب، ننھے خاں (افتخار الدین حسین خاں)، اولاد دارو غہ نعیم اللہ خاں اور روشن علی خاں انشا پرداز شتمل پور برادر دارو غہ نعیم اللہ خاں تھے۔

نوٹ :- ننھے خاں دارو غہ نعیم اللہ خاں کے پوتے تھے۔ (۲) بابو لیسین کے ایک فرزند کا نام شیخ معین الحق عاجز تھا جو مشہور و معروف شاعر تھے۔ یہ خانوادہ مشائخ صدیقی ہے خان کا خطاب خاندانی تھا جو بعد کے لوگوں نے پسند نہیں کیا۔

باب ۱۵ شجرہ ساداتِ علوی تھانوی

پشت نمبر اسمائے گرامی

۱- حضرت علیؓ زوج خولہ بنت جعفر بن قیس
۲- محمد الاکبر
۳- حسین — عبدالمنان (صفحہ ۴۱۲)
۴- علی احمد الکوفی
۵- حسین حق بین زاہد الطرفین
۶- نورالدین طوسی
۷- ضیاء الدین حق پرست
۸- علی اعظم نورالحق
۹- علی اکبر خدادوست
۱۰- علی اصغر شریف البرکات
۱۱- ابوالقاسم
۱۲- ابوالمعالی
۱۳- ابوبکر اردبیلی
۱۴- علی زمن
۱۵- محمد باقر
۱۶- شاہ حسین ثانی
۱۷- محمد زید
۱۸- محمد بن بایزید شاہ
۱۹- حسین فردوس
۲۰- علی سرمست

پشت نمبر اسمائے گرامی

۲۱- سلطان فرخ شاہ (امیر ارسلان)
۲۲- مرجان شاہ
۲۳- سلطان محمد شریف
۲۴- سلطان ابواسحق ابوشاہ
۲۵- سلطان ابوسعید رازی (سکونت ہند)
۲۶- ابواحمد رازی
۲۷- نورالدین کمال حق دانشمند
۲۸- عبدالعزیز عبدالرسول
۲۹- قاضی محمد فاضل (سکونت جھنجھانہ)
۳۰- احمد رازی محبوب الرسول
۳۱- شاہ عبدالرزاق (جھنجھانہ، مظفر نگر) متوفی ۲۴، ذوالحجہ ۹۴۵ھ تذکرہ خ
۳۲- شاہ محمد مزکیؒ (بڑا)
۳۳- شاہ جمال محمد مصنف خیر النساء
۳۴- عبدالغنی
۳۵- عبدالقادر
۳۶- عبدالکریم
۳۷- حبیب اللہ مورثِ اعلیٰ (سکونت تھانہ)
۳۸- غلام نبی
۳۹- حافظ رحم علی (صفحہ ۴۱۱)

اولاد حافظ رحم علی علوی تھانویؒ

نجف علی — یوسف علی — مختار علی

فتح علی — خورشید علی

خورشید علی کی اولاد: حامد علی — نور محمد — سالک

نجابت علی تھانوی (۱۷۹۳ء تا ۱۸۵۶ء)

سعادت علی (ص) — واجد علی — حکیم واحد علی — اللہ بندی والدہ مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۸۳۹ء تا ۱۹۰۱ء) — حاجی پیر امداد علی (ص) — شوکت علی — محمد عمر — ظفر علی — سرفراز علی

احمد علی — رحمت علی — ممتاز علی

سالک کی اولاد: محمد علی — ماجد علی — عابد علی تھانوی (ولادت ۱۹۳۰ء) — راشد علی

عابد علی تھانوی کی اولاد: شارق — ارم — ریحان — شکیل احمد

محمد علی کی اولاد: [illegible] فاطمہ — شہزاد علی — ساجد علی

راشد علی کی اولاد: اسد علی — اویس — عدیل — عاصم — نیّر — سیما — ثوبیہ — آسیہ

شجرہ شاہ سالار مسعود غازیؒ

اسمائے گرامی	اسمائے گرامی	اسمائے گرامی	تبصرہ
۱۲۔ شاہ سالار مسعود	۱۳۔ شاہ سالار مسعود غازی	۱۵۔ شاہ سالار مسعود	شاہ سالار مسعود غازیؒ کا دور محمود غزنوی
۱۱۔ شاہو غازی	۱۲۔ شاہو غازی	۱۴۔ شاہو غازی	کا دور ایک ہے اس کے علاوہ سید ابوالفرج
۱۰۔ عطاء اللہ غازی	۱۱۔ عطاء اللہ غازی	۱۳۔ عطاء اللہ غازی	واسطیؒ غزنی سے ہندوستان محمود غزنوی کے
۹۔ طاہر غازی	۱۰۔ طاہر غازی	۱۲۔ طاہر غازی	ساتھ آئے تھے۔ سید روشن علی مصنف
۸۔ طیب غازی	۹۔ طیب غازی	۱۱۔ طیب غازی	مطابق سید ابوالفرج واسطیؒ کا پشت نامہ
۷۔ شاہ محمد غازی	۸۔ شاہ محمد غازی	۱۰۔ شاہ محمد غازی	ہے۔ چونکہ دونوں ہمعصر ہیں اس لیے
۶۔ شاہ عمر غازی	۷۔ شاہ عمر غازی	۹۔ شاہ عمر غازی	سالار مسعود غازی بھی حضرت علیؓ کی پندرھویں
۵۔ ملک آصف	۶۔ ملک آصف غازی	۸۔ آصف غازی	پشت میں ہیں۔ اصول عمرانی اور اصول علم
۴۔ بطل غازی	۵۔ قطب غازی	۷۔ قطب غازی	کی رو سے بھی پندرھویں پشت کو صحیح تسلیم کیا
۳۔ عبدالمنان	۴۔ علی بن حنفیہ	۶۔ علی بن حنفیہ	جا سکتا ہے اس لیے تصحیح شدہ شجرہ ۳ داخل
۲۔ محمد بن حنفیہؓ	۳۔ شاہ جعفر	۵۔ شاہ جعفر	کیا گیا۔ (مؤلف)
۱۔ حضرت علیؓ	۲۔ محمد بن حنفیہؓ	۴۔ شاہ بطل غازی	
مراۃ مسعودی	۱۔ حضرت علیؓ	۳۔ شاہ عبدالمنان	
ص ۳	(تحقیق الاقوام)	۲۔ محمد بن حنفیہؓ	
(شجرہ ۱)	ص ۹۶	۱۔ حضرت علیؓ	
	(شجرہ ۲)	(تصحیح شدہ شجرہ)	
		(شجرہ ۳)	

شاہ سالار مسعود غازیؒ

(شجرۂ نسب ص ۴۱۲)

حضرت علیؓ نے اپنے فرزند دلبند محمد بن حنفیہؓ کو ایک خرقہ مع اشتر دلدل و ذوالفقار عطا فرما کر جانشین مقرر فرمایا۔ محمد بن حنفیہؓ کے فضائل و کرامات تواریخ کی کتابوں میں درج ہیں بعض روایات کے مطابق حضرت امام حسینؓ نے بھی خرقۂ خلافت عطا فرمایا تھا۔ محمد بن حنفیہؓ کے دو فرزند تھے۔ (۱) شاہ عبدالمنان غازی (۲) شاہ عبدالفتاح غازی شاہ سالار مسعود شاہ عبدالمنان کی اولاد میں جبکہ شاہ عبدالفتاح کی اولاد میں خواجہ احمد گیسو درازؒ پیر و مرشد اہل ترک شاہ ولایت ترکستان ہیں۔ سالار مسعود غازی کی والدہ کا اسمِ گرامی ستر معلّٰی ہے جو سلطان محمود غزنوی کی ہمشیرہ تھیں۔ غازی حضرت علیؓ کی پندرھویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔

سالار شاہو غازی ۴۰۱ھ میں لشکرِ جرار کے ساتھ غزنی سے قندھار تشریف لائے پھر لاہور کی راہ سے اجمیر پہنچے۔ یہیں ۱۲ رجب ۴۰۵ھ کو یکشنبہ بوقت صبح صادق سالار مسعود غازی کی ولادت ہوئی۔ جب چار سال کے ہوئے تو سید ابراہیم نے بسم اللہ پڑھوائی۔ دس برس کی عمر سے عبادت الٰہی اور شب بیداری کا ذوق پیدا ہوا۔ ۴۱۵ھ میں سلطان محمود غزنوی کا لشکر سومنات پر حملہ آور ہوا جس میں سالار شاہو غازی، خواجہ ابو محمد چشتیؒ اور ولی صفت حضرت کاکو نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ ۴۲۳ھ میں جب آپ ۱۸ سال کے ہوئے تو اسلامی لشکر کے ساتھ جہاد کی غرض سے بہرائچ پہنچے۔ ہندو راجاؤں کا پیام آیا کہ یہاں سے چلے جائیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ایک عارضی صلحنامہ تیار کیا جائے لیکن کفار راضی نہ ہوئے چنانچہ لشکر اسلام اور کفار کا مقابلہ ہوا پہلی جنگ جس کے سالار سیف الدین تھے سالار مسعود کے ہاتھ رہی۔ اس جنگ میں ہندوستان کے ۲۱ ہندو تاجدارانِ ہند شریک تھے۔ فوج کی قلیل تعداد ہونے کے باوجود دوسری جنگ میں بھی مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی لیکن تیسری جنگ میں آخری فیصلہ کن لڑائی کے لیے ہندوؤں کا عظیم الشان اجتماع ہوگیا۔ ہندوؤں نے آخری دم تک لڑنے کی قسم بھی کھا رکھی تھی۔ آخری جنگ کا جب آغاز
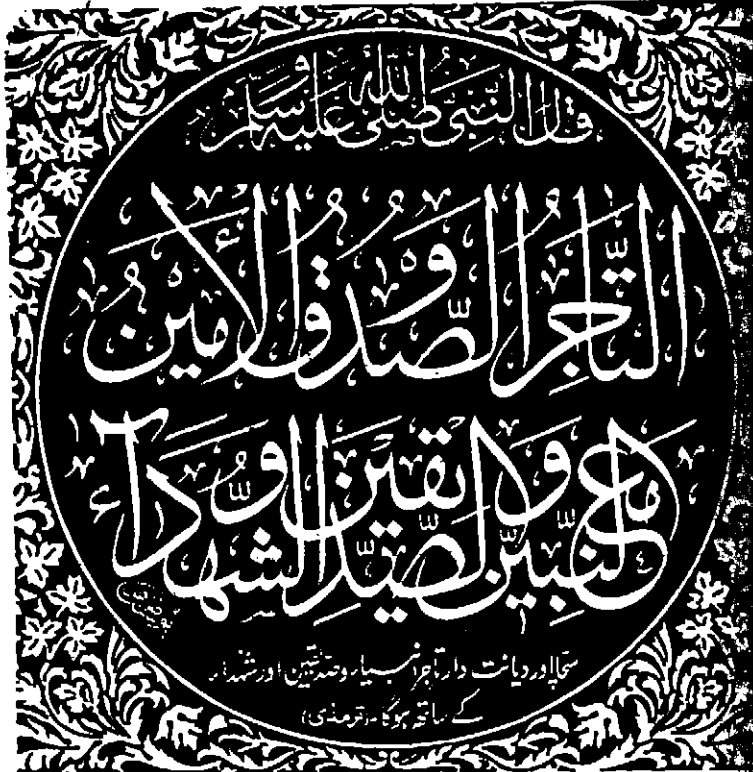
ہوا تو میر نصراللہ کو میمنہ اور میاں رجب سالار کو میسرہ کی کمان دی گئی تھی اور خود سالار غازی قلب میں رہے۔ گھسان کا رن پڑا۔ سید نصراللہ موضع ڈکولی میں شہید ہو گئے۔ میاں رجب موضع پرس جرت میں شہید ہوئے۔ وہ ہٹیلہ پیر کے نام سے آج بھی مشہور ہیں۔ جب اسلامی فوج کے بڑے بڑے سردار شہید ہو گئے تو سالار سیف الدین کو مدد کے لیے بھیجا گیا جب وہ بھی شہید ہو گئے تو مسلمانوں پر مایوسی چھانے لگی۔ ۱۴ رجب ۴۲۴ھ کو پھر حشر برپا ہوا ہر طرف مقتولین کے سر ہی سر تھے۔ سالار مسعود غازیؒ شہدیو نامی ہندو کے تیر سے زخمی ہو کر شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ آپ کا معتقد سکندر دیوانے نے آپ کو گھوڑے سے اتارا اور ایک درخت کے نیچے سر مبارک کو اپنے زانوؤں پر رکھا اور بے ساختہ رونے لگا۔ اسی جگہ آپ کی تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ سکندر دیوانے کو بھی برابر میں دفن کیا گیا۔

دہلی کا بادشاہ فیروز شاہ تغلق آپ کا بڑا معتقد تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ جس وقت بادشاہ کو ٹھٹھہ کا معرکہ پیش آیا اس کی والدہ نے نیت کی تھی کہ اگر اس کا بیٹا اس مہم میں کامیاب ہو گیا تو وہ سالار غازی کے مزار کی زیارت کے لیے بہرائچ جائیں گی۔ اس معرکہ میں فیروز شاہ تغلق کامیاب ہوا تو اس وقت کے کامل بزرگ سید امیر ماہ بہرائچی کے ساتھ زیارت کی غرض سے بہرائچ گیا اور روضہ پر حاضری دی۔ امیر ماہ نے فرمایا کہ میں نے خود دیکھا کہ سالار غازی فلاں دن فلاں وقت ٹھٹھہ تشریف لے گئے اور فلاں وقت واپس تشریف لائے۔ بادشاہ نے جب روزنامچہ دیکھا تو معرکہ کی وہی تاریخ تھی فتحیابی کا وہی وقت تھا۔ بادشاہ مقبرہ کے دروازہ پر رک کر دوسری کرامت کے بارے میں دریافت کیا تو امیر ماہؒ نے جواب دیا کہ اس سے بڑی کیا کرامت ہوگی کہ تم سا دارالسلطنت اور مجھ سا فقیر دربانی کر رہے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ اور زیادہ معتقد ہوا۔ منتخب التواریخ کے مطابق سلطان دہلی آیا اور ۷۸۹ھ میں نواسہ کو تخت پر بٹھا کر خود صوفیاء کے گروہ میں شامل ہو گیا اور سالار غازی کے عرس کو بدعت سمجھ کر بند کرانے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ اورنگ زیب عالمگیر حضرت سرمدؒ کو ساتھ لے کر بہرائچ آیا اور میلہ بند کرانا چاہا مگر

ا؎ سید سالار مسعود غازی صد۳ یا ۳۰،

۲؎ کیمبرج ہسٹری آف بہار از ڈاکٹر سید حسن عسکری (جلد دوم حصہ اول صد۳۴، ۵۰)

بند نہ ہو سکا۔

نوٹ: (۱) امیر خسروؒ نے تحریر کیا ہے کہ سالار مسعود ایک تاریخی شخصیت اور شہید سالار تھے۔ (اعجاز خسروی صد۱۵۵)

(۲) سالار مسعود غازی شہید کا مزار بہرائچ میں ہے کفار سے جہاد کے دوران وہ آگے بڑھتے بڑھتے ضلع سارن چھپرہ بہار تک پہنچ گئے تھے۔

حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی علوی ؒ

شاہ نیاز احمد بریلوی ؒ ۱۱۵۵ھ میں سرہند میں تولد ہوئے۔ آپ کے آباد اجداد بخا[illegible]
خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ شاہ آیت اللہ علوی تخت و تاج چھوڑ کر [illegible]
لائے۔ بعد میں سرہند منتقل ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حکیم شاہ محمد رحمت اللہ علوی [illegible]
آباؤاجداد سلاسلِ نقشبندیہ قادریہ کے ممتاز بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ بی بی لاڈو بڑی عار[illegible]
آپ کے نانا کا نام سید سعید الدین رضوی چشتی تھا جو امام موسیٰ رضا کی اولاد میں سے تھے اور شی[illegible]
آبادی چشتی کے خلیفہ تھے۔ بی بی لاڈو شیخ محی الدین پاسامی قادری سے بیعت تھیں۔ شاہ [illegible]
بریلوی نے پندرہ برس کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر دستارِ فضیلت حا[illegible]
روز علماء کی ایک جماعت آپ سے سوالات کرتی رہی اور آپ سب کے جواب دیتے رہے [illegible]
لیاقت کو دیکھ کر سب علماء نے مل کر آپ کے سر پر دستار بندی کی۔ شاہ نیاز احمد بریلوی [illegible]
حضرت شاہ فخر الدین دہلوی چشتی سے فیض حاصل کر کے مسند و تکیہ اور دستار مبارک حا[illegible]
نظامیہ سلاسل میں داخل ہوئے۔ ۱۱۸۵ھ میں حضرت سید عبداللہ بغدادی قادری نے [illegible]
خلافت عطا کیا جس سے آپ سلاسلِ قادریہ میں بھی داخل ہو گئے۔ حضرت عبداللہ قادر[illegible]
شاہ نیاز احمد بریلوی کا نکاح اپنی دختر سے کر دیا۔ حضرت شاہ نیاز احمد کی دوسری زوجہ [illegible]
نظام الدین حسین علوی اور شاہ نصیر الدین حسین علوی تولد ہوئے۔ حضرت عبداللہ قادری [illegible]
نیاز کو روہیلکھنڈ کے شہر بریلی جانے کی ہدایت فرمائی۔ آپ شہر پہنچ کر شہر کے وسط میں [illegible]
قطب کے نام سے مشہور ہوا۔ خانقاہ میں بہت ہجوم رہنے لگا۔ زائرین ایران، افغانستان [illegible]
آپ کی خدمت میں آنے لگے۔ شاہ نیاز احمد بریلوی ۹۵ سال کی عمر پا کر ۶، جمادی [illegible]
میں راہئ ملکِ عدم ہوئے۔ آپ کا مزار بریلی میں خانقاہ عالیہ نیازیہ میں مرجع [illegible]
آپ کے مزار کے قریب ہی اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کا بھی مزار ہے۔

تصنیفات:۔ دیوانِ نیاز، شمس العین، تحفۂ نیاز، رسالہ العبدین، رسالہ العرفون، رسالہ نیاز جعفر، رسالہ لب [illegible] عربیہ، رسالہ تسمیۃ المراتب وغیرہ۔

لہ روزنامہ جنگ کراچی جمعہ ایڈیشن ۴ مئی ۱۹۹۰ء از رئیس الحسن نیازی

حضرت عباس ؓ بن عبدالمطلب

عبداللہ ؓ

علی ابو اسحٰق:
- [illegible] بایزید
- [illegible] مسعود
- [illegible] مہری
- [illegible] ثانی
- [illegible] مکرت
- [illegible]
- [illegible] محمود
- [illegible] سراج الدین
- [illegible] الدین (دلورہ شریف)
- [illegible] زانی شاہ
- [illegible] عمر
- [illegible] تمیم اللہ
- شاہ محمد
- شاہ عبدالعلی
- [illegible] ابو سعید دلوروی
- شاہ ابو البرکات محمد فیض
- شاہ ابو تراب منور
- [illegible] محمد عزیز درگاہی
- [illegible] النسار
- [illegible] النسار
- [illegible] حسین — شیخ رفیع الدین
- [illegible] ہیم — مولانا عنایت علی (صادقپور، پٹنہ)؛ مولانا ولائت علی (بہار)، عبداللہ شاہ غازی شہید، سالار جنگ امبیلا (سوات، بنیر)
- تذکرۂ صادقہ (بہار)
- مقامات فضیلہ ص ۹)

عبداللہ ابو العباس:
- سفاح
- ابو جعفر منصور
- محمد مہدی
- ہارون الرشید
- ابی عبدالرحیم، مامون الرشید، امین الرشید
- سلطان ابو جعفر عبداللہ
- ابو الفضل
- شاہ محمد
- احمد اول مستنصر باللہ
- یٰسین
- سہیل
- عقیل
- شاہ مزمل
- احمد ثانی
- ابو النصر خاں داؤد
- عبدالقادر قاہر
- سکندر خان سنکراسی
- فتح اللہ خان تھل
- بہاء اللہ خان بہلا
- محمد چھینا خان
- مورثِ اعلیٰ (داؤد پوتہ و کلہوڑا خانوادہ سندھ)

(تاریخ سندھ، مرارت دولت عباسیہ جواہر عباسیہ ص ۴۹)

ابو زید:
- ابو اسحاق
- ابو اللیث
- ابو الولیس
- ابو سعید
- ابو نجیب
- شیخ ابو سعد اصفہانی
- شیخ ابو القاسم
- شیخ عبدالواحد حقانی
- عبداللہ یوسوی
- شیخ اسرائیل
- شیخ عبدالعزیز
- شیخ عبدالرحمٰن
- شیخ عبدالرحیم
- مولانا شاہ ابراہیم
- شیخ آموں ؒ
- شیخ ارزان ؒ
- شیخ مبارک ؒ (پٹنہ)

خواجہ علی:
- عبدالفتح شاہ
- عبداللہ نور شاہ
- طاہر شاہ
- سفیان شاہ
- نور حسین شاہ
- محمد شاہ
- احمد شاہ
- یونس شاہ
- عبدالعزیز
- عبدالرحیم علی
- عبدالغفور شاہ
- علی نور شاہ
- پیر عبدالرحمٰن مکی
- ایوب شاہ
- احمد شاہ
- سلطان شاہ
- ابراہیم شاہ
- شیخ شہاب الدین
- عطاء اللہ شاہ
- قطب الدین شاہ
- جمال شاہ
- سید داؤد شاہ
- محمد شاہ
- سعید الدین شاہ
- شیخ برخوردار شاہ
- مراج علی شاہ
- مراد علی شاہ
- خواجہ محمد فضل علی قریشی
- مسکین پور ملتان

شیخ آموں وشاہ مُبارک ارزانیؒ

(شجرۂ نسب ص۲۱۷)

اس خانوادہ کا مولود ومسکن اصفہان تھا۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ شیخ عبداللہ نے چوسہ آکر سکونت اختیار کی جو بکسر کے نزدیک ضلع غازی پور صوبہ یوپی ہند میں واقع ہے۔ آموںؒ اسی خانوادہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد شاہ ابراہیم مع اہل وعیال موضع چوسہ ترک کرکے موضع چرواباں، پٹنہ صوبہ بہار میں سکونت پذیر ہوئے۔ اس موضع کا نام ابراہیم پور ہو گیا۔ حضرت آموں شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ نے مخدوم الملک کیا اور بیعت، خلافت واجازت حاصل کی۔ اس عہد میں صوبہ بہار کا حاکم یا عامل کا ملگار نومسلم تھا۔ حضرت آموں کا وصال بروز جمعہ ۴ شعبان ۸۴۷ھ کو ہوا۔ آپ موضع ابراہیم پور مدفون ہیں جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

حضرت آموں کے فرزند کا اسم گرامی شیخ ارزاں تھا جو اپنے والد محترم کی وفات پر سجادہ نشین ہوکر شیخ ارزانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ شیخ ارزانی کی وفات کے بعد ان کے شاہ مبارک کو خاندانی سجادگی ملی۔

لہ وسیلۂ شرف وذریعۂ دولت ص۴۲ ، تحقیقات المعانی مکتوبہ ۱۱۵۰ھ ۔

شجرۂ طریقت

- صوفی طیب
- پیر سید سعید کبیر وال
- فضل علی شاہ قریشی
- سراج الدین
- خواجہ عثمان دامانی
- دوست محمد قندھار
- احمد سعید دہلوی
- ابوسعید احمد دہلوی
- عبداللہ شاہ مجدد
- مظہر جان جاناں
- نور محمد بدایونی
- محسن ولی دہلوی
- سیف الدین سیف
- خواجہ معصوم
- مجدد الف ثانی

خواجہ فضل علی شاہ قریشی

ان کے آباواجداد عباسی یلغار کے ساتھ عرب سے سندھ آئے وہاں سے میانوالی جاکر آباد ہوئے۔ داؤد پوترے ہونے کے سبب اس بستی کا نام داؤد خیل ہے۔ کچھ اعزہ واقارب کالا باغ میں سکونت پذیر ہوئے ہاشمی عباسی ہیں قریشی کہلاتے ہیں۔ ولادت ۱۲۷۰ھ میں داؤد خیل میں ہوئی مسکین پور ملتان میں مدفون ہیں۔

صوفی محمد طیب نقشبندی

صوفی طیب کے والد بزرگوار کا اسم گرامی حافظ حاجی قاری فتح محمد تھا۔ وہ نقشبندی سلاسل سے منسلک تھے ۔ اگوٹھ صوفیانہ تحصیل ڈگری ضلع میر پور خاص میں ۱۹۴۰ء میں ولادت ہوئی۔ آج کل ڈگری میں قائم خانی محلہ میں قیام پذیر ہیں۔ جہاں ان کا آستانہ فیضان عام کا گہوارہ ہے راقم کو متعدد بار شرف ملاقات حاصل ہوا بڑے مہربان بزرگ ہیں۔ شجرہ کی رو سے یہ انصاری النسب ہیں۔

لہ مقامات فضلیہ ص۹ ،

شجرۂ نسب امام تاج فقیہہ زبیری ہاشمی مکیؒ

حضرت عبدالمطلب

- حضرت عبداللہ
  - حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- حضرت زبیرؓ
  - شیخ ابوذر عبداللہ
  - شیخ محمد ابوسعید مسعود
  - شیخ ابوالدین
  - شیخ ابوسہمہ
  - شیخ ابودہرہ
  - شیخ ابواللیل
  - شیخ ابواللیث
  - امام ابوالفتح
  - شیخ ابوسعید
  - شیخ ابوصائمہ
  - شیخ ابوالقاسم
  - امام محمد ابوالفتح
  - امام ابوبکر
  - امام تاج فقیہہ
    - شیخ اسرائیل (صفحہ ۴۲۱)
    - شیخ اسمٰعیل (صفحہ ۴۲۳)
    - شیخ عبدالعزیز (صفحہ ۴۲۳)

اولاد شیخ اسرائیل منیر شریف، بہار

شیخ یحییٰ منیریؒ

- [شیخ] شرف الدین یحییٰ منیریؒ
  - [...]الدین / [...]ر زوجہ / [...]حید الدین / [...] / [...]صفحہ ۴۲۵)
  - بی بی زہرہ زوجہ سید شاہ قمر الدین بن میر شمس الدین ماثر ندرانی
- شیخ خلیل الدین
  - [...]شرف
  - [...]ین الدین
  - [...]سلطان
  - [...]محمود
  - [...]اشرف
  - [...]عبدالمالک
    - [...]دولت منیریؒ
    - شاہ جلال
    - شاہ محمد
    - شاہ اشرف محمود حافظ
    - شاہ ہدایت اللہ
    - [...] بی بی بہو بادام بنت شرف الدین ابوتوامہ مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کی زوجہ تھیں۔
  - مخدوم عزیز الدین
  - مخدوم حمید الدین
  - شیخ خواجہ علی
  - شیخ حاجی
  - شیخ ابوحسن
  - شیخ منصور
  - ملا شیخ محمد ابراہیم
  - ابوالفتح محمد عارف
  - ملا حفیظ اللہ شکر اللہ
  - قاضی احمد اللہ (شیرگھاٹی، رمنہ، بہار)
  - ملا محمد سعید
  - مولوی وارث علی
  - مولوی فتح علی
  - مولوی ولائت علی
  - اکبر غازی شہید، جنگ امبیلا (سوات)
- شیخ خلیل الدین
  - شاہ کمال الدین
  - زوج بی بی رقیہ
- شیخ حبیب الدین

[...]تذکرۂ صادقہ صفحہ ۲،

اولاد شیخ اسمٰعیل بن امام تاج فقیہہ

(شجرہ صـ۴۲۰)

شیخ
شیخ ابو بکر (کبھانواں)
بی بی سعد عکد سعیدہ
شیخ شعیب
(شیخ پورہ، مونگیر)

شیخ صلاح الدین
شاہ سلیمان شطاری
شاہ مخدوم علی
شاہ جمال شطاری
شاہ عالم شطاری
شاہ علا بنگالی شطاری
شاہ ابو الفیض قاضن شطاری

شاہ عبدالرحمٰن شطاری
شاہ احمد منور
شاہ طیفور
شاہ مصطفٰے
شاہ مرتضٰے
شاہ امان اللّٰہ
شاہ حقانی
شاہ عبدالحفیظ
مولانا عبدالشکور منیریؒ

شیخ ہدایت اللّٰہ سرمستؒ

مخدوم اویس شہید
دیوان شاہ علی ابدال
شیخ علاءالدین

شیخ قطب الدین
شیخ محی الدین
شیخ زین علی

شاہ فرید منیری
شاہ بدر عالم
شاہ عبدالعلیم
شاہ مقیم
شاہ محمد رفیع

شاہ بنیاد علی
شاہ مدار بخش
شاہ سجاد حسین
شاہ عبداللّٰہ
شاہ عبدالقیوم (بہار)

شاہ یار محمد
شاہ کلب حسین
شاہ مولا بخش
شاہ حمیدالدین
شاہ وحیدالدین
شاہ وصی الدین (بہار)

شیخ عبدالباقی
شیخ نعمت اللّٰہ
شیخ قائم علی
شاہ حسین
بی بی قادرہ زوجہ
دیوان مولا بخش

شیخ محمد گدائیؒ
شیخ مراد
شیخ غلام حسین گلاب
دوست محمد راجہ ادل
شیخ خدا بخش
دیوان مولا بخش
امیر حسن خان
ہادی حسن خان
ابوالحسن خان
احمد حسن خان

نوٹ: شاہ فرید منیری کی اولاد بحرم پور شہدئی پرگنہ مہوہ ضلع مظفرپور میں آباد ہے۔
حدیقۃ الانساب صـ۱۴۴،

اولاد شیخ عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہ

(صـ۴۲۰)

...ان لنگر زمیں
...اللّٰہ
...الدین
...الملک
...الغنی
...الوہاب
...شیخ احمد
...خوند
...اللّٰہ
...الدین احمد
...ت اللّٰہ
...اللّٰہ
...اللّٰہ
...حق
...الحق یعقوب
...حق
...زوجہ
...سن خاں
...یا)

مخدوم ضیاءالدین
مخدوم جلال منیری
مخدوم شیخ شعیب شیخپوروی
مخدوم شاہ مظفر
مخدوم نظام الدین
بندگی شاہ فیروز
شاہ جلال فخرالدین

شاہ شہاب الدین
شاہ غلام مصطفٰے
شاہ شرف الدین (کھاکھو)
شاہ امیرالدین فردوسی
شاہ امین الدین
سید شاہ حکیم الیاس فردوسیؒ

شاہ عبدالفتاح
شاہ نورالدین
شاہ محمد آگاہ
شاہ تراب علی
کنیز کبریٰ
شاہ برہان مظفر
شاہ شرف الدین احمد
شاہ نجم الدین فردوسیؒ

حدیقۃ الانساب صفحہ ۲۱

شیخ محمد یحییٰ ابن شیخ اسرائیل منیری

(شجرہ صـ۲۱)

شیخ یحییٰ شیخ اسرائیل کے بڑے فرزند تھے جو معرفت میں بلند مرتبہ تھے۔ سلسلہ چشتی کے سرکردہ بزرگ تھے اور فردوسی سلاسل میں سر دفتر تھے۔ بابا فرید گنج شکرؒ سے بھی رغبت تھی اور امیر کبیرؒ سید علی ہمدانی کشمیری بھی آپ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ نے قاضی شمس الدین سونہی کو خطوط لکھے جو اپنے عہد کے اکابرین میں تھے اور بڑے پرہیزگار تھے۔ آٹھویں صدی ہجری میں کوچ کیا۔ آپ مخدوم الملک شیخ شرف الدین منیری کے والد ماجد تھے۔

شیخ نجیب فردوسی مرشد شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ | آپ شیخ بدر الدین سمرقندی کے مرید تھے۔ صورت و سیرت میں بہشت کی یاد دلاتے تھے۔ آپ بہت سی کرامات کے مالک تھے۔ حوض شمسی کے کنارے آپ کی قبر بہت مشہور رہی ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ آپ کے خلیفہ خاص تھے۔

ـــــــــ

۱۔ گلزار ابرار صـ۷۷، تا ۸۷

تذکرہ مخدوم شیخ شرف الدین منیری

(شجرہ صـ۲۱)

- شرف الدین یحییٰ
- خواجہ نجیب فردوسی
- رکن الدین
- نجم الدین کبریٰ
- ضیاء الدین ابو نجیب
- وجیہ الدین ابو حفص
- خواجہ محمد
- عبداللہ عمویہ
- خواجہ احمد سیاہ دینوری
- خواجہ ممشاد علو
- خواجہ جنید بغدادی
- خواجہ سری سقطی
- خواجہ معروف کرخی
- امام علی رضا
- امام موسیٰ کاظم
- امام جعفر صادق
- امام باقر
- امام حسین
- حضرت علیؓ

مخدوم صاحب کی ولادت منیر شریف بہار میں ۲۹ شعبان ۶۶۱ھ میں اور وفات ۵ شوال ۷۸۲ھ میں بہار خانقاہ میں ہوئی۔ ولادت کے وقت دہلی کا بادشاہ ناصر الدین محمود تھا۔ اور وفات کے وقت سلطان فیروز شاہ تغلق کا زمانہ تھا۔ آپ سید شہاب الدین پیر جگجوتؒ (درگاہ جیٹھلی) کے نواسے تھے جو جعفری سید تھے نسب پدری کی رو سے زبیری ہاشمی اور حضورؐ رسالت مآب کے ابن عم کی اولاد تھے۔ آپ کے دادا شیخ اسرائیل کے والد مولانا تاج فقیہ بیت المقدس سے آکر منیر ضلع پٹنہ صوبہ بہار میں ہوئے تھے۔ زہد و تقویٰ اور علم میں یہ خانوادہ شروع سے ہی ممتاز رہا ہے۔ بچپن میں آپ کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ آپ نے کم سنی ہی میں مفتاح اللغات کو حفظ کر لیا۔ جب شعور کو پہنچے تو آپ نے اس وقت کے جید عالم دین مولانا شرف الدین ابو توامہ بخاریؒ سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے۔ ابو توامہ نے اپنی دختر بہو بادام کو اپنے ہونہار شاگرد کی زوجیت میں دے دیا جس سے شاہ ذکی الدین سے نسل چلی۔ آپ اپنے بڑے برادر شیخ جلیل کے ہمراہ خواجہ نظام الدین اولیاء کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے شیخ نجیب فردوسی کے پاس بھیجا جن سے آپ نے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ کی عبادت و ریاضت اور رشد و ہدایت

ـــــــــ

۱۔ ...صـ۲۵۰ ۲۔ تاریخ بارہ گیاں صـ۲۰۷، ۵، ۶ ۳۔ اعیان وطن صـ۲۱۳ ۴۔ بزم صوفیہ صـ۲۴۷

کا شہرہ ایران سلطان تک پہنچا۔ سلطان محمد تغلق نے پختہ خانقاہیں بنوادیں۔ ان کے مریدوں
کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ حضرت مخدوم کی نماز جنازہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی
نے پڑھائی۔ حضرت مخدوم کی تصانیف سترہ سو بتاتے ہیں۔ ۲۳ لیکن مشہور حسب ذیل
ہیں۔ مکتوبات صدی، دوصدی، بست وہشت۔ معدن المعانی۔ مخ المعانی۔ راحت القلوب
خوانِ پرنعمت۔ مونس المریدین۔ تحفۂ غیبی۔ فوائد رکنی۔ عقائد شرفی۔ اجوبہ۔ اجوبہ زاہدیہ
اوراد اوسط۔ فوائد المریدین۔ رسالہ اشارات۔ رسالہ مکیہ۔

نمونۂ کلام مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ

فالنامہ ــــ دس چار کچھ اگم آوے آٹھ پانچ پھل مانگے آوے
تین گیارہ پہنچے راج نو سو سترہ کرے اکاج

حمد ــــــــ حمد ثنا سبھ رب کون خالق کُل جہان
لائق حمد و ثنا کی اور نکوئی جان
علم شریعت نال کی بھیجا پاک رسول
جو کچھ بھیجا رب نے سبھ ہم کیا قبول

مقطع ــــــ شرفا گور ڈراون نس اندھیاری رات
واں نہ پوچھے کون تمہاری جات

مخدوم بہاریؒ کا کج مندرہ (دوہرہ)

ـــــــ کرتا بیدن ہرتا وہی ایک سرجن ہار ـــــــ
ـــــــ جرک مہورت میں تہیں ساکھی دھرت ہول جو کچھ فلانے کا پنڈ پران میں ہوئی،
باٹ کا، کوّے کا، پوکھر کا، اندھیاری کا، اجیالی کا، چوٹ کا، پھٹ کا، سکے کا،
کا، بیچے کا، لانگھے کا، اوگھن کا، دیو دانو، بھوت پلیت، راکس بھوکس، ڈائن،
کھن، کچن، چڑیل، میل فلاں جان بھوان ـــــــ گلٹی، پھرکی، باؤلا، گولا،
د، سبز باد، زرد باد، ہفتاد باد ہر بادے کہ باشد در وجود فلاں جن آپکار دس ہے،
سلیمان پیغمبر کی جل بھسمنت ہو بیک بلا جائے،
جائے ـــــــ سراپ جی جی کرنت تی تی مرنت ـــــــ

سرید درد رہے نہ منیر بحق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ این دوہرہ راسہ بار بخواند
شرف حرف مائل کہیں درد کچھ نہ بسائے گرد چھویں دربار کی سو درد دور ہو جائے

مولانا ولائت علی زبیری صادقپوری

(شجرہ صفحہ ۴۲۱)

مولانا ولائت علی زبیری صادقپور پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ اس قصبہ کو [illegible] نے ۱۸۶۳ء میں مسمار کرا دیا۔ مولانا ولائت علی زبیری امام تاج فقیہہ کی اولاد میں تھے اور مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے ہم جد تھے۔ اس خانوادہ میں کثرت سے علماء گزرے ہیں چنانچہ علماء صادقپور بہت مشہور ہیں۔ سید احمد شہید بریلوی حج سے واپسی پر جب پٹنہ تشریف لائے تو مولانا ولائت علی بھی ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ سید احمد بریلوی مولانا ولائت علی اور مولانا عنائت علی اور مولوی شاہ محمد حسین کو اپنا خلیفہ متعین کر کے جہاد پر روانہ ہو گئے۔ سید احمد بریلوی اور شاہ اسمٰعیل شہید کی شہادت کے بعد ان دونوں نے تحریک جاری رکھی۔ دونوں بھائی گرفتار کر لئے گئے۔ وہ گرفتار ہو کر پٹنہ آئے۔ مولانا ولائت علی [illegible] میں انتقال فرما گئے تو ان کے بعد ان کے بھائی مولانا عنائت علی تحریک کے سربراہ ہوئے۔ ۱۸۵۷ء ۱۸ جون کو مولوی احمد اللہ صادقپوری اور مولوی شاہ محمد حسین تحریک میں شامل ہونے کے سبب گرفتار کر لئے گئے۔

مولانا ولائت علی کے صاحبزادہ عبداللہ شاہ بخاری زبیری صادقپوری جنگ امبیلہ (سوات) میں سید احمد شہید بالاکوٹ کی فوج کے سپہ سالار تھے جنہیں ملتان جیل خانہ میں انگریزوں نے تختہ دار پر چڑھا دیا۔

مولانا ولائت علی زبیری صادقپوری صاحب تصنیفات بزرگ تھے۔ ان کی چند تصنیفات درج ذیل ہیں۔

(۱) رسالہ دعوت (۲) رسالہ تیسیر الصلواۃ (۳) رسالہ شجرہ باثمرہ (۴) بنیان الشرک (۵) رسالہ بدعت۔

۱۔ صوفیائے بہار اور اردو از پروفیسر معین درداٗئی صفحہ ۱۷۴!

مشائخ زبیری مکی ہاشمی منیری شیخ شاہ اسمٰعیل زبیری مکی ہاشمی

(شجرہ صفحہ ۴۳)

مخدوم شیخ اسمٰعیل امام محمد تاج فقیہہ فاتح منیر کے فرزند تھے۔ امام تاج فقیہہ یروشلم میں الخلیل کے رہنے والے تھے۔ ان کی پہلی زوجہ کے بطن سے دو فرزند تولد ہوئے۔ (۱) مخدوم شیخ اسرائیل (۲) مخدوم شیخ اسمٰعیل زوجہ اولیٰ کی وفات کے بعد انہوں نے اپنی سالی سے عقد ثانی کیا جن کے بطن سے شیخ عبدالعزیز تولد ہوئے۔

روایت ہے کہ حج کے دوران امام نے جب مدینہ منورہ میں روضۂ انور پر حاضری دی تو آپ کو بشارت ہوئی کہ منیر میں حضرت صوفی مومن عارف یمنیؒ کی مدد کریں۔ حسب ہدائت آپ اپنے اصحاب کے ساتھ عازم منیر ہوئے تو منیاری کا ہندو راجپوت راجہ ایک لشکر جرار کے ساتھ مزاحم ہوا آپ نے کفار کا سخت مقابلہ کیا اور اسے شکست فاش دی آخر کار راجہ مارا گیا اور محل پر آپ کے اصحاب کا قبضہ ہو گیا۔ مہم کے خاتمہ پر آپ نے اپنے بڑے صاحبزادہ مخدوم اسرائیل اور شیخ عبدالعزیز کو جنوبی بہار میں دین کی تبلیغ کا کام سپرد کیا۔ شیخ اسمٰعیل کو آپ نے عبور دریائے گنگ شمالی بہار ترہت کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے بھیجا اور خود واپس یروشلم چلے گئے۔

تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ سلطان علاؤالدین خلجی نے ۱۲۹۷ء میں مخدوم شیخ اسمٰعیل کی سرکردگی میں ایک لشکر دربھنگہ کو فتح کرنے کے لیے بھیجا جو پندرہ ہزار گھوڑ سواروں پر مشتمل تھا لیکن مسلمانوں کا یہ لشکر سستی پور کے نزدیک "سکری" کے مقام پر ہندو راجہ کی فوج سے شکست کھا گیا۔ دوسرے سال ۱۲۹۸ء میں شاہی لشکر شیخ اسمٰعیل کی سرکردگی میں پھر روانہ ہوا۔ اس دفعہ راجہ شکست کھا کر گرفتار ہوا۔ اسے پابجولاں دہلی دربار میں بھیجا گیا جہاں اس نے اطاعت

۱۔ کنزالانساب صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۴ ۲۔ کمپریہنسیو ہسٹری آف بہار از ڈاکٹر سید حسن عسکری صفحہ ۲۴، ۲۵، ۱۸۶

نوٹ: میر محمد شطاری نے ان کی سوانح عمری سترہویں صدی عیسوی میں لکھی جس کا نام :.... "رسالت الشہداء ہے"۔ (تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۵۳)

قبول کرلی۔ اور ایک معاہدہ کے تحت اس کی موروثی سلطنت واپس مل گئی۔ سلطان دہلی نے
اسے ہندو افواج کا سپہ سالار مقرر کیا بعد ازاں راجہ سلطنت دہلی کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔
آپ کی پڑپوتی بی بی سعد ملکہ شیخ شعیب شیخپوری کی والدہ تھیں جن کا مزار میر نگر تورا میں ہے۔ آپ کی
اولاد میں سلاسلِ شطاری کے شاہ عُلا بنگالی، شاہ قاضن شطاریؒ اور مخدوم اویس شہید مشہور ہیں۔
مخدوم اسمٰعیل کا مزار بیلہ درگاہ دربھنگہ میں ہے۔

تذکرہ شیخ عُلا بنگالی، شیخ قاضن شطاری اور شیخ ہدایت اللہ سرمستؒ

(شجرہ ص ۴۲۲)

شیخ محمد عُلا بنگالی یہ شیخ قاضن شطاری کے والد تھے اور شیخ قاضن مخدوم عبداللہ شطاری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شیخ عُلا کو ریاضت، مجاہدہ، مراقبہ اور مشاہدے میں بڑا کمال حاصل تھا اور ان پر وجدانی کیفیت رہتی تھی۔ شیخ عُلا بنگالی مانڈو (شادیاباد) بنگال میں رہ گئے اور ان کے فرزند شیخ قاضی قاضن بہار واپس آ گئے۔ شیخ عُلا بنگالی صاحبِ ولادت ترہت بہار میں مشہور ہیں۔

خواجہ فیض اللہ قاضی قاضن شطاریؒ قاضی قاضن شطاری کی ولادت ۷ ذی الحج ۸۲۸ھ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم خاندان میں حاصل کی۔ آپ کا عقد سید زاہد شاہ بن شاہ بڈھے چشتی کی صاحبزادی سے ہوا۔ گلزار ابرار کے مطابق سید زاہد شاہ بڈھے چشتی کے فرزند تھے، شاہ بڈھے چشتی کے والد کا نام حمزہ بن جلال تھا۔ آپ کا مزار قصبہ یا ضلع سارن بہار میں ہے۔ وہ شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کے خلیفہ تھے۔ دو واسطوں سے نصیر الدین چراغ دہلوی تک شجرہ طریقت ملتا ہے۔ ساری عمر مراقبہ میں گزار دی۔ معدن الاسرار قاضی قاضن کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ آپ کے داماد علی بن محمد منجھن ہیں۔ ۲۰ سال تک شطاریہ سلاسل کی اشاعت کی۔ آپ کا وصال ۴ یا ۱۱ یا ۲۴ شوال ۹۱۰ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار ویشالی بنیا بساڑھ ضلع مظفر پور بہار میں مرجع خلائق ہے۔ ایوب کاہیؒ شیخ ابراہیم، علم منیری، سید علی بدایونی، شیخ رکن الدین ابیلیہ سید زاہد، شیخ ابراہیم ادریس سنار گاؤں اور شیخ عبدالوہاب آپ کے مشائخ تھے۔

شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمستؒ آپ شاہ قاضن کے چھوٹے فرزند تھے۔ ولادت ۸۸۱ھ میں ہوئی۔ بارہ سال کی عمر میں علوم منقول و معقول اور تمام علوم عجائب و غرائب اپنے والد سے حاصل کئے۔ استاد کے حکم سے دو سال درس بھی دیا۔ ۵۰۰ کتابیں جو والد سے ملی تھیں

ماد وسیلۂ شرف وذریعہ دولت ص ۲ تا ۶۷ تذکرہ صوفیائے بنگال ص ۳۴۹

علماء اور طلباء میں تقسیم کر دیں اور والد سے عرض کیا کہ مجھ کو علم باطن کا شوق ہے، والد نے
ط کے روزے رکھوائے اور اٹھارہ سال کی عمر میں خلافت عطا کی۔ وصال ۹۴۲ھ میں ہوا
حاجی حمید الدین آپ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے فرزند رکن الدین چندھوسی ۹۴۵ھ فتح بنگال
کے وقت ہمایوں بادشاہ کے ساتھ تھے۔ تنکول حاجی پور بہار میں مقبرہ ہے۔
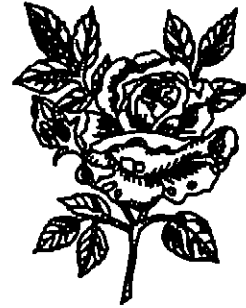
مولانا عبد الشکور منیریؒ

(شجرہ صـ ۴۲۲)

...رہ طریقت
...عبد الشکور منیری
...ن محمد رشید چشتی
...بدر عالم بدر
...ابو القاسم
...م نقشبندی لکھنوی
...محمد شفیع
...لانا پیر محمد لکھنوی
...عبد اللہ سیاح
...دانیالؒ
...دوم شیخ داؤد
...یوسف بیری
...دوم صدر الدین راجو
...دوم جہانیاں، جہاں گشت

آپ کی ولادت ۱۰۱۰ھ میں منیر میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم منیر ہی میں حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں غواص بخاری توحید، دیوان محمد رشید چشتی قادری جونپوری کے حالات گنج ارشدی میں مذکور ہیں ۔۔۔ دیوان جی سے بیعت ہوئے۔ ایک بار دیوان جی کے ساتھ پورنیہ گئے رشید خان حاکم پورنیہ دیوان جی سے بہت محبت رکھتا تھا۔ ایک دن ان سے اسم اعظم اور اس کے خواص پوچھنے لگا۔ اسم اعظم وہ اسم ہے جس کا جاننے والا مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ یہ ہر اہل و نا اہل کو بتانے کی چیز نہیں ہے۔ دیوان جی نے ٹالتے ہوئے کہا تاکہ دل شکنی نہ ہو۔ اس کی تسلی نہیں ہوئی۔ بار بار استفسار پر جواب دیا کہ اس کا جواب میاں عبد الشکور دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ علم صوفیا در بدر ٹھوکر کھا کر کثرت عبادت و ریاضت سے حاصل کرتے ہیں اور تم اسے اتنے آرام سے حاصل کرنا چاہتے ہو۔ حاکم سُن کر خاموش ہو گیا۔ مولانا عبد الشکور دیوان جی کے خلفاء میں سب سے ممتاز تھے۔ وہ منیر سے جونپور آستانہ تک پاپیادہ ...لتے۔ گنج ارشدی میں ہے کہ شاہ نواز خاں کو مولانا عبد الشکور سے بہت محبت تھی۔ ایک ...ں دونوں کی ملاقات ہو گئی۔ شاہ نواز خاں اپنی پالکی پر بیٹھا کر قلعہ جونپور تک لے گئے اور بیش ...ت جواہرات پیش کیے جس میں ایک بہت بڑا ہیرا جس کی شعاع دُور تک جاتی تھی دکھایا جس

...ماہنامہ المجیب فروری ۱۹۶۱ء صـ ۳۰ تا ۴۴ از حکیم شعیب قادری

کی قیمت اس وقت ستر ہزار روپے تھی۔ مولانا نے فرمایا اسے بیچ کر بھوکوں اور غریبوں
میں تقسیم کر دو۔

مولانا عبدالشکور منیری جو تھی پشت میں قاضی ملا غلام یحییٰ بہاری بار ہویں
ہوئے۔ مولانا محمد حسین آزاد تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی غلام یحییٰ نے "میر زاہد" پر حاشیہ
لکھا، وہ مسلک وجودی رکھتے تھے جب کہ مجدد الف ثانی شہودی تھے۔ غلام یحییٰ کی وفات
۱۱۸۰ھ میں ہوئی۔ لکھنو کے محلہ دائرہ پیر محمد لکھنوی میں مدفون ہیں۔

...کرہ مخدوم شیخ عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہ و مخدوم ضیاء الدینؒ

(شجرہ صـ۴۲۰)

مخدوم عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہؒ کے دو فرزند تھے (۱) مخدوم شیخ ضیاء الدین (۲) مخدوم
...ن لنگر دریاؒ۔ جن کی اولاد نوآبادہ، باڑھ اور سارن میں نو آباد ہیں۔ شیخ ضیاء الدین منیری
...فرزند مخدوم شیخ جلال الدین منیریؒ تولد ہوئے جن کے فرزند شیخ شعیبؒ کا مزار موضع
...پورہ ضلع مونگیر، بہار میں مرجع خلائق ہے۔ ان کی اولاد حسین آباد مونگیر میں آباد ہیں۔
...ب زادگان ترچھہ مخدوم جلال الدین منیریؒ کی اولاد ہیں جو مسلک امامیہ سے تعلق رکھتے
... ان کی اولاد دو مسلکوں میں تقسیم ہو گئی۔ مسلک حنفیہ کے پیرو کار زیادہ تر بیگھہ،
...انا اور عبور دریائے گنگ یعنی ترہت کے علاقہ میں آباد ہیں۔ مخدوم سلیمان لنگر دریاؒ
...عقد بی بی جدہ کمال سے ہوا جو سید شہاب الدین پیر جگجوتؒ (جیٹھلی) کی دختر تھیں جن کے
...سے مخدوم عطاء اللہ تولد ہوئے جن کی اولاد میں بی بی مدینہ زوجہ نواب ہادی حسن خان
...ادہ بہار ہیں۔ اور ایک دختر بی بی کمالو کا کوئیؒ تولد ہوئیں جو پیر جگجوتؒ کی نواسی تھیں۔
...دختر بی بی کمالو کا کوئیؒ کا عقد مخدوم سلیمان لنگر دریاؒ نے مخدوم سید حسام الدین ہانسویؒ سے
...یا جن سے مخدوم سید غریب اللہ حسین دھکڑ پوشؒ اور ایک دختر بی بی معصومہ تولد ہوئیں
...بی معصومہ کا عقد سید علی ابدال جعفریؒ شاہ گوڑ (بنگالہ) سے ہوا جن سے سید احمد شاہ
...دال پیدا ہوئے۔

---

۱ تذکرہ صوفیائے سندھ صـ۲۳۴، حدیقۃ الانساب صـ۲۱۹

تذکرہ شیخ شعیب رح

(شجرہ صـ۴۲۲)

سجادگانِ آستانہ شعیبیہ شیخپورہ

۱ شیخ شعیب جلال منیری خلیفہ
۲ مخدوم شاہ مظفر ـ سجادہ
۳ مخدوم نظام الدین 〃
۴ شاہ فیروز 〃
۵ شاہ جلال 〃
۶ شاہ عبدالفتاح 〃
۷ شاہ نورالدین 〃
۸ شاہ محمد آگاہ 〃
۹ شاہ تراب علی 〃

شاہ جمال علی بلخی، بھانجہ داماد
شاہ برہان الدین مظفر سجادہ نشین (ابن)
شاہ شرف الدین احمد 〃 (ابن)
شاہ نجم الدین احمد فردوسی 〃

مخدوم شعیب جلال الدین منیری شیخپوری حضرت تاج کے پرپوتے تھے۔ موضع کجانواں میں ۶۸۸ھ میں ولادت ہوئی۔ ۸۲۴ھ میں وصال ہوا۔ شیخپورہ میں جامع مسجد سے متصل ان کا مزار ہے۔ چھ یا سات سال کی عمر میں والد بزرگوار مخدوم جلال الدین رحلت فرما گئے۔ جوانی کو پہنچے تو نانا کا انتقال ہو گیا۔ ذوق سیر الی اللہ بھی بڑھتا گیا۔ راجگیر میں مخدوم شرف الدین بہاری کے آستانہ میں چلہ کش ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپ کی ولایت کا شہرہ ہونے لگا۔ ہولناک جنگلوں میں گوشہ نشین ہو گئے۔ آپ نے دامنِ کوہ میں شیخپورہ آباد کیا جہاں آپ نے قیام کیا اسے "سکونت محلہ" کہتے ہیں۔ جب مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری کا وصال ہوا وصیت کے مطابق خرقہ دستار شیخ شعیب کو عطا ہوا۔ آٹھ پشتوں تک خاندان میں سجادگی رہی۔ بعدازاں چار پشتوں سے سجادگی داماد اور بھانجہ جمال علی بلخی (کرحیرہ) کے خاندان میں چلی آ رہی ہے۔ شیخپورہ کے کہسار سے جو چشمہ رشد و ہدایت کا پھوٹا اس کی لہریں دُور دُور تک پہنچ گئیں۔ مریدان یمن، حجاز، ایران اور افغانستان سے شیخپورہ آنے لگے۔ ان کے درس و تدریس اور قیام و طعام کے لیے ایک بڑا دارالاقامہ

۱؎ تاریخ بارہ گیاں صـ۲۰۲ تا ۲۰۸

تیار کیا گیا جہاں ہزاروں طلباء قیام کرتے تھے۔ لیکن اب ان کے نام و نشان بھی نہیں ملتے۔ ان کی ولایت کا شہرہ سُن کر اودین سے سید جان جاجنیری بھی حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ غرض یہ کہ شیخپورہ سے خلافت دیورہ، بھاگلپور، لکھن پور، مونگیر لکھمنیاں، راجگیر اور میر داد بہار گئی ۲؎ اسی سلسلے کے ایک بزرگ شاہ محمد منعم بھی گزرے ہیں جن کا لقب "پاکباز" تھا۔ اطراف میں فیض رساں بزرگ کی حیثیت سے شہرہ تھا۔ شیخ شعیب جلال شیخپوری کی تصنیف "مناقب الاصفیا" ایک شہرۂ آفاق معتبر ماخذ ہے جس کا اُردو ترجمہ سید ابو صالح محمد یونس نے کیا۔
آخری سجادہ نشین شاہ نجم الدین احمد فردوسی کی تصنیف "حیات ثبات" ہے ۳؎

۲؎ تاریخ بارہ گیاں صـ۲۰۹ ۳؎ تاریخ بارہ گیاں صـ۹

علامہ عبدالقدوس ہاشمی ندوی

مولانا عبدالقدوس ہاشمی ایک عالم دین، مورخ، محقق، دانشور اور سیرت نگار تھے۔ وہ اپنے وقت کے بے مثال خطیب اور ماہر قرآن وحدیث تھے۔ وہ علامہ سید سلیمان ندوی دیسنوی کے شاگرد رشید ہی [illegible] مولانا عبدالقدوس مخدوم پور، ضلع گیا، بہار میں ۲۶ جون ۱۹۱۱ء مطابق ۱۳۲۹ھ کو تولد ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار مولوی اوسط حسین محدث (متوفی ۱۹۱۹ء) اپنے ہی گھرانے کے مشہور و معروف شیخ الحدیث علامہ نذیر حسین دہلوی کے شاگرد رشید اور مولوی عبدالاحد فائق مخدوم پوری کے بھائی تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ انوار العلوم گیا سے حاصل کی پھر مدرسہ عالیہ مئو ضلع اعظم گڑھ سے درس نظامی کی تکمیل کی بعد از آں لکھنؤ میں دار العلوم ندوۃ العلماء سے فاضل کی سند حاصل کی جامعہ پنجاب سے فاضل ادب ہوئے اور انگریزی، فارسی، عربی، ہندی اور سنسکرت میں دسترس حاصل کی۔ ریاست رام پور لائبریری اور کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں ماہر مخطوطات کی حیثیت سے شاندار خدمات انجام دیں۔ حیدر آباد دکن میں انجمن اتحاد المسلمین کے شریک معتمد اور پارلیمانی بورڈ کے صدر بھی رہے۔ روزنامہ "اتحاد" اور ہفت روزہ "البلاغ" جریدہ جاری کیا۔ وہ رابطۂ عالم اسلامی کے رکن اور موتمر کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے بھی روشناس ہوئے۔ بعد از آں وہ المجمع الفقہی، مکہ مکرمہ کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ جس میں ممتاز عالم دین مولانا سید ابوالحسن علی ندوی بھی شامل تھے۔ مرتے دم تک وہ ملک گیر اور عالمی اداروں سے باقاعدہ وابستہ رہے جن میں موتمر العالم اسلامی، المجمع الفقہی، سعودی عرب ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد و کراچی، پاکستانی سنی کونسل آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس اور سید سلیمان ندوی ایجوکیشنل کمیٹی قابلِ ذکر ہیں وہ قاموس تاریخی اور تاریخ خلافت اسلامیہ جیسی معرکۃ الآرا کتابوں کے مصنف تھے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی ۱۹۸۹ء میں کراچی میں وفات پاگئے۔

تصانیف (۱) قاموسِ تاریخی (۲) تاریخِ خلافتِ اسلامیہ (۳) ہمارا رسم الخط (۴) کتابِ زندگی، (۵) تقویم تاریخی (۶) فرہنگ پارس (۷) فیصلۂ ہندوستان (۸) المرشد الامین (۹) مجلۃ الاحکام (۱۰) سفرنامہ چین (۱۱) تشریحاتِ پاکستان (۱۲) معاشیاتِ پاکستان (۱۳) معمارانِ پاکستان۔

(مسلم شعرائے بہار جلد ششم صہ ۱۸۹)

(۹) مشائخ اوّل

شجرہ نسب اولاد حضرت جعفر طیارؓ بن ابی طالب

حضرت عبداللہ الجوادؓ زوج حضرت زینبؓ بنت حضرت علیؓ

حضرت علی زینبیؓ

محمد الاریس الرئیس

ابراہیم اعرابی
شاہ جعفر
شاہ اسمٰعیل
محمد الاکبر العالم
شیخ عبداللہ
شیخ عمر دراز
شیخ ابراہیم
شیخ امین
شیخ سیمیں
شیخ محمد
شیخ ہدایت اللہ
شیخ محب اللہ
شیخ فتح اللہ
خواجہ سعد اللہ
خواجہ امیر عطاء اللہ
(پھلواری شریف، بہار)
(شجرہ اولاد صہ ۴۲۱)

بقیہ اولاد شیخ مظفر

شیخ عثمان

معاذ الدین اول
اللہ داد
شیخ بڑے شہید
محبوب عالم
کریم الدین
امام الدین
معاذ الدین ثانی
ہدایت علی
الٰہی بخش
(بہار)

شیخ فرید الدین
شیخ جمال الدین
شیخ حمزہ
شیخ دوست محمد
شیخ محمد فاضل
شیخ غلام علی
شیخ رمضان علی
شیخ واحد علی
(بہار)

تذکرۂ سادات صہ ۱۲۔
اعیانِ وطن صہ ۲۷، ۴۶، ۵۹،
حدیقۃ الانساب صہ ۶۹،

ابوبکر ابوالکرام
ابوالقاسم
شیخ یحییٰ
شیخ عبدالرحمٰن
خواجہ سلطان
شیخ شہاب الدین
شیخ محی الدین
شیخ خلیل الرحمٰن
شیخ نصر الدین
شیخ ابراہیم
شیخ نصر اللہ
قاضی رفیع الدین
قاضی نجیب الدین
قاضی عبدالرحمٰن
سالار خواجہ بدر الدین
سالار خواجہ صدر الدین
سالار خواجہ حیدر
خواجہ سکندر
خواجہ محمد
سالار خواجہ احمد
سالار فرید
سالار خواجہ مرسل
شیخ مظفر (شجرہ اولاد صہ)

نسبنامہ جعفری و زینبی مطابق ماہنامہ الحبیب اپریل ۱۹۶۵ء ص ۳۰

حضرت جعفر طیار بن ابی طالب

عبداللہ — عون

عون: زوجہ خوضا بنت خفصہ سے چھ فرزندان

معاویہ (اولاد باقی نہیں) — علی زینبی (والدہ حضرت زینب بنت حضرت علیؓ) — اسمٰعیل زاہد متوفی ۱۴۵ھ بروایت ابن ماجہ — محمد — عون — عدی

(محمد، عون، عدی) شہدائے کربلا

حضرت جعفر طیارؓ

محمد الارس یا محمد شلث — محمد اسحٰق الاشرف (نسل کثیر باقی) — عون — عبداللہ

محمد الارس: محمد ابراہیم، جعفر السید (بنو جعفر نسل کثیر)

عبداللہ: اسحٰق — علی — اسمٰعیل — معاویہ

علی: محمد، ابراہیم (مطابق شاہ سلیمان پھلواری)، جعفر

لہ عمدۃ الطالب فی الانساب آلِ ابی طالب میں ہے کہ عبداللہ کے ۲۰ فرزند ہوتے بعض نے چوبیس کہا ہے انہیں میں حضرت علی زینبی تھے جن کی والدہ محترمہ حضرت زینب بنت علی بن ابی طالب تھیں اور جن کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول ہیں۔

حضرت زینب بنت فاطمۃ الزہرہ کی شادی عبداللہ بن جعفر سے ہوئی ان کے بطن سے علی، عون، محمد اور معاویہ تولد ہوتے [۲]

محمد ضیاء الدین علوی مصنف مراۃ الانساب کے مطابق [۳]

نسل صرف علی بن عبداللہ بن جعفر سے جعفر سے جاری ہوئی اوروں سے عقب نہیں ہے۔

حضرت فاطمہ

حضرت زینب کبریٰ

عباس — عون — جعفر — علی

---

[۱] عمدۃ الطالب ص ۲۱ مصنف جمال الدین محمد بن علی متوفی ۸۲۸ھ و رحمت اللعالمین ص ۱۱۲ تا ۱۱۳

[۲] مطالب السئول فی مناقب آلِ رسول ص ۳۰ سن طباعت ۶۵۲ھ [۳] مراۃ الانساب ص ۱۴۸ سن طباعت ۱۹۱۷ء

اولاد امیر عطاء اللہ پھلواری شریف، بہار

(شجرہ ص ۴۳۹)

اولاد شاہ میر مظفر پھلواری شریف

(کتاب الانساب ص ۷۹)

شجرہ طریقت پھلواری شریف

قادریہ بدریہ

شاہ محمد بدر الدین
شاہ محمد یحییٰ
سید مظہر نبی
سید خلعت اللہ قادری
سید فضل اللہ قادری
سید میر قادری
سید شاکر قادری
سید داؤد قادری
سید ابو الفتح قادری
سید بدر الدین بدر عالم قیصی
سید قیص قادری
سید ابو الحیات
سید تاج الدین محمود
سید بہاء الدین محمود
سید جلال الدین محمود
سید داؤد
سید عبد اللہ
سید ابو صالح نصر
سید عبد الرزاق
سید عبد القادر جیلانی رح

نقشبندیہ مجددیہ

شاہ مجیب اللہ رح
شاہ سلطان لکھیلوی رح
سید آدم بنوری رح
امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رح
خواجہ باقی باللہ دہلوی رح
خواجہ محمد امکنگی رح
خواجہ محمد درویش رح
حضرت محمد زاہد رح
حضرت یعقوب چرخی رح
سید بہاء الدین نقشبندی رح

شہابیہ سہروردیہ امامیہ عشقیہ مجیبیہ

شاہ مجیب پھلواری رح
ملا عتیق محدث بہاری رح
ملا عبد المقتدر رح
سید عبد النبی رح
سید شیر محمد
سید عزت اللہ شاہ
سید محمد زاہد
سید محبوب عالم
سید برہان الدین
عبد اللہ
سید ناصر الدین محمود رح
سید جلال الدین جہاں گشت رح
سید احمد کبیر دمست رح
سید جلال سرخ بخاری رح
سید علی مؤید بخاری رح
سید جعفر
سید صفی اللہ
سید محمد مختار اللہ
سید احمد مقبول اللہ
سید عبد اللہ
سید علی اشقر
سید جعفر ثانی
امام علی ہادی نقی رض

(اعیان وطن صفحہ ۶۸، ۱۴۹، ۱۵۲، ۲۰۶)

شجرۂ طریقت پھلواری شریف، بہار

شجرۂ طریقت مجیبیہ
- مولانا شاہ محی الدینؒ
- مولانا ہادیؒ
- مولانا نصرؒ
- مولانا فردؒ
- شیخ العالمینؒ
- ملا وحید الحقؒ
- شاہ محمد مخدومؒ
- خواجہ عماد الدین قلندرؒ
- مولانا سید وارث رسولنما بنارسیؒ
- مخدوم شرف الدین یحییٰ منیریؒ
- حضرت غریب نوازؒ
- حضرت غوث پاکؒ

عمریہ اویسیہ
- ملا جمال الاولیاءؒ (جونپور)
- شیخ مخدوم جہاںؒ
- شیخ بہا سالدینؒ
- شیخ سالار بڈھاؒ
- شیخ بہار الدین (ننھوؒ)
- میران سید ناصر الدینؒ
- میران سید صفی الدینؒ
- میران سید زین ابوبکر فولائی
- شیخ شہاب الدینؒ
- شیخ ابوالعباسؒ
- حضرت عمر فاروقؓ

نقشبندیہ
- ملا وجیہہ الحقؒ
- شاہ محمد قائمؒ
- شاہ اخوند کریم سجاد
- شیخ سلطان لکھینویؒ
- سید آدم بنوریؒ
- شیخ احمد سرہندیؒ
- خواجہ باقی باللہ

جنیدیہ مجیبیہ
- پیر شاہ بدر الدینؒ
- شاہ فضل اللہ قادری چھپاؒ
- شاہ محمد ہادیؒ
- شاہ احمدیؒ
- ملا وحید الحق ابدالؒ
- شاہ محمد مخدوم (چھپاؒ)
- شاہ امان اللہؒ
- شاہ امینؒ
- مخدوم شمس الدین جنید ثانیؒ

طبقاتیہ مداریہ
- شاہ مجیب اللہؒ
- خواجہ عماد الدین
- شاہ معز الدین
- (داناپور)

شجرہ مداریہ عمادیہ
- قطب الدین بینائے دلؒ
- جمال حسینی ہلسویؒ
- بدیع الدین مدار مکنپوریؒ
- امین الدین شامیؒ
- عین الدین شامیؒ
- رفیع الدین شامیؒ
- ربیع مقدسیؒ
- حضرت امام حسینؓ
- حضرت علیؓ

نوٹ: میر کرم علی لکھینوی مونگیری شاہ مجیب اللہ کے سلاسلِ طریقت قادریہ وارثیہ میں سینتیسویں خلیفہ تھے انہیں خرقۂ خلافت ۱۲۴۸ھ میں ملا۔

سلہ اعیانِ وطن صفحہ ۱۳۱ ۲ ۴۲ ۳ ۴۷ ۴ ۵۹ ۵ ۶۸ ۶ ۱۵۱ ۷ ۱۵۱،

تذکرہ پھلواری شریف بہار

موضع پھلواری[1] کسی زمانہ میں مہاراجہ اشوک کا باغ تھا۔ دسویں صدی کے اوائل میں خاندان جعفریہ زینبیہ کے سربرآوردہ بزرگ حضرت شاہ محمد سعداللہ جعفری زینبی اپنے بیٹے امیر عطاء اللہ اور موروثی غلام کے ساتھ پھلواری آئے۔ شاہ سعداللہ کے والد شاہ مادری نسبت سے مخدوم نورالدین ملک یاریّراں دہلوی کی صاحبزادی کی جزئیت کا شرف تھے۔ خاندان جعفری زینبی ہند کے اکثر شہروں الٰہ آباد، مچھلی شہر (جونپور) امروہہ بہار پھلواری، مہداواں پٹنہ محلہ مغلپورہ اور ہند کے باہر غزنی میں جس کی شاخ مچھلی شہر پہنچی ہے کے علاوہ عرب کے مختلف علاقوں میں جس کا پتہ انساب کی کتابوں سے چلتا ہے پھیلا ہوا ہے۔

مخدوم نورالدین ملک سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد کے مشہور مشائخ میں سے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں تذکرہ کیا ہے کہ یہ "لاڑ"[2] کے رہنے والے تھے پیر کے حکم سے دہلی آئے۔ ۶۹۵ھ میں وفات پائی مدفون دہلی۔

پھلواری کا خاندان دسویں صدی ہجری کے اوائل میں بہار میں آباد ہوا۔ مہداواں کا ... ساتویں صدی ہجری میں بہار آیا۔

مولانا محمد سعید نے قسطاس البلاغہ میں اپنے مکتوب بنام مولانا محمد نعیم فرنگی محلی میں تحریر کیا ہے۔ محمد سعید بن حاجی منشی واعظ علی بن عمر دراز بن مولوی فقیر اللہ بواسطہ جعفر طیار بواسطہ عبداللہ بن عباس ہیں، عمدۃ الطالب کے مطابق امامہ بنت عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب کا ... جعفر طیار سے ہوا۔ جن کے پوتے علی زینبی کے دو بیٹے تھے (۱) محمد الاریس الرئیس (۲) اسحٰق

---

[1] اعیانِ وطن صفحہ ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۸۔ [2] ضلع بدین، سندھ

[1] خواجہ بدرالدین امام تاج فقیہہ فاتحِ منیر کی فوج کے سالار تھے۔ منیر شریف ۵۷۵ھ میں فتح ہوا۔

[2] سعداللہ بن فتح اللہ امیر عطاء اللہ کے والد بزرگوار تھے وہ دریائے پن پن کے نزدیک شہید ہوئے۔ سن شہادت ۹۲۶ھ مدفون منورا، سالارپور۔

اشرف۔ اس لئے ہر زینبی عباسی جزئیت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ محمد الادریس الرئیس کے
اعرابی تھے جن کے بیٹے جعفر السید ہیں۔ ان کے بیٹے اسمٰعیل تھے جو اہل پھلواری کے اجداد میں
کی اولاد کا تذکرہ بھی کتاب الانساب میں موجود ہے۔

صوبہ بہار کے معزز خاندانوں میں خاندانِ تاج فقیہہ فاتح منیر، شہاب الدین
آدم صوفی، سید منہاج راستی، مخدوم سلیمان لنگر زمین کاکوی، مخدوم ابراہیم نندہ دل کا
جعفری زینبی پھلواری کے امیر عطاء اللہ کی اولاد سے ملا ہے۔

امیر عطاء اللہ ۹۶۴ھ میں رحلت فرما گئے۔ مزار سنگی مسجد سے متصل پھلواری شریف
ہے۔ جہاں ان کے دونوں بیٹے اور پوتے اسمٰعیل بھی مدفون ہیں۔

مولانا عماد الدین عمادؔ پھلواروی

(۲۴۲)

مولانا شاہ عماد الدین عمادؔ قلندر پھلواروی ۱۰۶۵ھ میں پھلواری شریف میں تولد ہوئے اور ۱۱۲۴ھ
[...] پائی۔ پھلواری شریف کا مرکز فیض حضرت سید شاہ منہاج راستیؒ کا قائم کردہ ہے۔ آپ
[...] مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ بہار کے خلفاء میں سے تھے۔ پھلواری شریف کا مرکز
[...] صدی ہجری مطابق چودھویں صدی عیسوی میں قائم ہوا۔ حضرت عماد الدین عمادؔ قلندر پھلرواریؒ
[...] کے ممتاز صوفیاء میں تھے۔

[...] حکیم محمد شعیب شیخپوروی مرحوم کے گھر میں اس خاندان کے صوفیائے کرام کے ملفوظات ومخطوطات
[...] مایہ سرمایہ اب تک موجود ہے۔

[...]ت بی بی ولیہؒ

حضرت بی بی ولیہ بنت سید شاہ عزیز الدین المجری شاہ آیت اللہ شورشؔ کی والدہ ماجدہ تھیں۔
[...] محمد مخدوم کا پہلا نکاح بی بی ولیہ سے ہوا تھا جن سے ایک صاحبزادہ شاہ آیت اللہ تولد ہوئے۔
[...] ولیہ کا وصال ۱۹ رجمادی اوّل ۱۱۳۹ھ کو ہوا۔ بڑی زاہدہ اور عابدہ تھیں اور علم تصرف میں کمال
[...] رکھتی تھیں۔ ان کے معلومات ومکاشفات ان کی زندگی ہی میں شہرت پا چکے تھے۔ جس کے
[...] مجموعے پھلواری شریف کے متعدد کتب خانوں میں موجود ہیں۔ عربی کی تھوڑی اور فارسی کی بہت
[...] لیاقت رکھتی تھیں۔ حضرت سید وارث رسولنما بنارسیؒ کی شان میں ان کا ایک مشہور قصیدہ ہے
[...] کا مطلع ہے

"ندانم کہ در روزِ محشر چہ باشد کہ جرم وگناہم گذشت از حد"

[...] بہار میں اردو زبان وادب کا ارتقا از پروفیسر اختر اورینوی صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۰

شاہ مجیب اللہ شمس الدین ابوالفرح مجیبی پھلواری شریف

(شجرۂ نسب ۴۴)

خواجہ عطاء اللہ کے دو فرزند تھے۔ محمد منظفر اور محمد حسین شاہ مجیب اللہ پھلواروی
پوتے تھے۔ شاہ مجیب کی ولادت ۱۱ ربیع الثانی ۱۰۹۸ھ یا ۱۰۹۵ھ میں ہوئی۔ والد ماجد
شاہ ظہور اللہ تھا۔ شاہ مجیب اللہ نے سید شاہ وارث رسولنما بنارسی سے تعلیم و تربیت حاصل
خلافت بھی حاصل کیا۔ آپ نے ۹۳ سال کی عمر میں ۲ رجادی الاخری ۱۱۹۱ھ میں وفات

شمس الدین ابوالفرح مجیبی شاہ مجیب اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالحیٔ کے فرزند
شاہ محمد مخدوم جنیدی وارثی قادری کے نواسہ تھے دادیہال اور نانہال دونوں طرف سے
تھے آپ کی والدہ کا نسب مادری قادری ہے۔ ۲۳ رجادی الاخری ۱۱۴۳ھ میں آپ تولد
وحید الحق ابدال قادری آپ کے پھوپھا تھے اور استاد بھی تھے۔ سید شاہ شرف الدین حسین
واجازت حاصل تھی۔ یہی آپ کے مرشدِ اوّل تھے۔ آپ نے دوسری بیعت سید شاہ برکت
انجھری سے کی جو سید شاہ محمد قادری انجھری کی اولاد میں سے تھے۔ ۱۲ شعبان ۱۲۲۸ھ
نے رحلت فرمائی۔ آپ کلکتہ کے مصری محلہ میں مدفون ہیں۔ آپ کے منجھلے صاحبزادے
مصطفیٰ ابوالقاسم جانشین ہوئے۔ آپ کے چار فرزند تھے مولانا شاہ محمد علی، مصطفیٰ ابوالقاسم
ابوالفضل اور مولانا مجتبیٰ، مولانا شاہ محمد علی بردوان میں مفتی تھے ۱۲۱۹ھ میں صوبہ بہار کے
مقرر ہوئے۔

ماہنامہ رسالہ المجیب اکتوبر ۱۹۶۰ء ص ۳۴، ۳۵

شاہ امان علی جعفری زینبی پھلواروی

(شجرۂ نسب ص ۴۱)

شاہ امان علی جعفری زینبی پھلواروی اسم گرامی تھا اور ترقی آپ کا تخلص تھا۔ آپ
آیت اللہ کے مرید و خلیفہ تھے اور ان کی حقیقی چچازاد بہن کے بیٹے تھے۔ شاہ امان علی ترقی نے حضرت
ں سے درس لیا تھا۔ آپ کو نظم کہنے کا بڑا شوق تھا آپ کا کلام نہایت رنگین اور پُرلطف ہے۔
مثنوی و قصیدہ گوئی میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے۔ انشاپردازی میں آپ کو ملکہ راسخ حاصل تھا۔
رسالہ مثنوی "ترقی" کے نام سے اپنے مرشد مخدوم آیت اللہ کی مدح میں نظم فرمائی ہے۔ اکابرین
واری کا حال بھی نظم فرمایا ہے۔ آپ کی غزلوں سے سلاست، قادرالکلامی اور رفتگی کا پتہ چلتا
۔ ابتدائی عمر میں اپنے مرشد سے طریقت کا حصول کیا تھا کہ شیخ کا وصال ہوگیا۔ آخر میں مخدوم
ت اللہ سے رجوع کیا اور تمام عمر حلقہ بگوشی کی۔ زرعی جائداد سے دنیاوی زندگی گزارتے تھے۔ آپ
اولاد پھلواری شریف میں موجود گی ہیں۔ مولانا احدی کی تیسری شادی آپ ہی کی دختر نیک اختر
ہوئی تھی۔ آپ کا وصال ۱۹ ذیقعدہ ۱۲۵۵ھ میں ہوا۔ آپ اپنے مرشد اعلیٰ کے پہلو میں مدفون ہیں۔

تذکرۃ الکرام ص ۱۱۱ تا ۱۱۲

مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی و مولانا جعفر شاہ پھلوار[وی]

(شجرۂ نسب ص ۴۴)

مولانا شاہ سلیمان پھلواروی کا سن ولادت ۱۲۷۶ھ ہے۔ مولانا خانقاہ پھلواری کے جلیل القـ[ـدر]
سجادہ نشیں تھے اور نسباً جعفری زینبی تھے۔ ان کی دادی عباسی خلیفہ ہارون الرشید کی اولاد تھیں۔ ابتدا[ئی]
اپنے ماموں شاہ نعمت اللہ سے حاصل کی وہ شاہ مجیب کے نواسہ تھے۔ شاعری میں شاہ سلیمان صغیر بلگـ[ـرامی]
کے شاگرد تھے۔ اپنے خسر شاہ علی حبیب نصر سے بیعت تھے۔ وہ ایک سحر بیان مقرر اور متبحر عالم تھے۔ ا[بتدائی]
درسیات کی تکمیل مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی سے کی اس کے بعد دہلی گئے اور مولانا نذیر حسین محدث دہلو[ی]
سے علم حدیث کی تکمیل کی۔ مولانا احمد علی سہارنپوری سے بھی سند حاصل کی۔ خوش بیانی میں کم لوگ ان کا
مقابلہ کر سکتے تھے جب چاہتے مجمع کو ہنساتے اور جب چاہتے رلاتے۔ تقریر کے درمیان مثنوی کے اشعار
درد و سوز اور موثر لہجہ میں پڑھتے کہ لوگوں کے دل بے قرار اور آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ ندوہ کا تقریباً کوئی
جلسہ ان کی تقریر سے خالی نہ جاتا۔ ۱۳۵۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ پھلواری شریف میں مدفون ہیں۔
مولانا شاہ عزیز الدین آپ کے نواسہ تھے شاہ حسن بڑے فرزند تھے جن کے بیٹے حسن مثنیٰ کراچی میں
معروف علمی شخصیت ہیں۔ دوسرے فرزند شاہ حسین اور تیسرے پسر غلام حسنین اور چوتھے شاہ جعفر پھلواروی
تھے۔ شاہ حسین کا عقد ابو صالح عبداللہ حافظ مشکی پوری مونگیری کی دختر سے ہوا تھا ان کی تصنیفات میں
"خاتم سلیمانی" بہت مشہور ہے۔ ان کی کل تصانیف ۷ ہیں۔ مولانا ندوہ کے سرگرم رکن تھے۔

جعفر شاہ پھلواروی

آپ کا سن ولادت ۱۳۲۷ھ ہے۔ مولانا دارالعلوم ندوہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۷ سال
جامع مسجد کپور تھلہ میں امامت و خطابت کی۔ آپ کی شادی لکھنؤ میں نواب سید نور الحسن خاں قنوجی بن
نواب صدیق حسن خاں کی نواسی سے ہوئی۔ موصوف ۲۵ کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کا انتقال ۱۹۸۶ء
میں ہوا۔

---

[1] اعیانِ وطن ص ۲۶۹، سیرت محمد علی مونگیری ص ۱۲۶ مسلم شعرائے بہار جلد اول ص ۲۱۷،

نوٹ:۔ بزم صوفیہ کی طرف سے راقم ان کا معتمدِ خاص رہا ہے اور مولانا جعفر شاہ پھلواروی سے کچھ فیضان
بھی ملا ہے۔ وہ اس زمانہ میں بزم صوفیہ کے صدر تھے۔ (مؤلف)

سلام بر شہید کربلا

سلام اس پر ہے جو شہ بحر و بر ہے
نواسہ نبیؐ کا علیؓ کا پسر ہے
وہ ہے ماہِ تاباں برجِ امامت
وہ بحرِ نبوت کا عالی گہر ہے
وہ ریحانِ باغِ رسالت ہے بے شک
وہ نخلِ ولائت کا پہلا ثمر ہے
وہ روحِ روانِ شہِ لافتیٰ ہے
وہ جانِ نبیؐ فاطمہؓ کا جگر ہے
جوانانِ جنت کا سردار ہے وہ
وہ برجِ شہادت کا روشن قمر ہے

پھنسا آ کے گردابِ موجِ بلا میں
سلیماں کی بھی تجھ کو کوئی خبر ہے

(از حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی)

شاہ قمرالدین پھلواروی

(شجرۂ نسب ص۲۴۲)

مولانا شاہ قمرالدین پھلواروی کی ولادت ۲ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ میں ہوئی اور آپ ۲۱ جنوری ۱۹۶۶ء کو وفات پاگئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی شاہ محی الدین سے حاصل کی اور مولانا عبدالعزیز المجرا سے درس لیا۔ پھر مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ میں مولانا حکیم برکات ٹونکی میرنگری مونگیری کے تلامذہ میں رہے مولانا عبدالحمید صاحب اور مولانا مقبول احمد سے باقی درسیات کی تکمیل کی۔ شاہ صاحب نے دوبار حج کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حج کے دوران آپ نے حرمین وشریفین کے معروف علماء وصوفیا سے اجازت وسند حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں مولانا عبداللہ بن محمد غازی سے قصیدہ بردہ کی اجازت حاصل کی۔ یہ زمانہ ۱۳۵۳ھ کا تھا۔ حدیث اور سلاسل صوفیہ کی تحریری خلافت واجازت شیخ احمد مکی اور مولانا شاہ بدرالدین سے حاصل کی۔ قادریہ سلاسل کی اجازت وخلافت مدینہ میں سید احمد شریف سنوسی سے حاصل کی۔ فردوسیہ، جگورتیہ، چشتیہ، آدم صوفیہ اور مجیبیہ سلاسل تصوف کی اجازت اور سند خلافت اپنے نانا مولانا محی الدین احمد رضوی اور مولانا غلام دستگیر ساکن گھگھٹہ سے حاصل کی۔ حدیث کی سند بھی آپ نے اپنے نانا مرحوم مولانا محی الدین احمد رضوی سجادہ نشین پھلواری شریف سے حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

مولانا شاہ قمرالدین پھلواروی ۱۳۶۶ھ میں بہار کے امیر شریعت مقرر ہوئے ۱۹۵۷ء میں آپ کا وصال ہوگیا۔ آپ پھلواری شریف میں مدفون ہیں۔

شاہ محی الدین تمنا عمادی پھلواروی

(شجرۂ نسب ص۲۴۲)

"عربی لکھ سکے جو برجستہ اسکو اردو فارسی کیا ہے   خود ہی ہو جائیگا تمہیں معلوم ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے"

مشہور زمانہ مفسر، محدث، فقیہہ، مورخ، امام اسمائے الرجال، محقق زبان وبیان صاحب فکر ونگاہ، ماہر عروض، نکتہ رس ادیب اور شاعر ذی شعور شخص کون تھا؟ یہ تھے علامہ تمنا عمادی پھلواروی، علامہ کا نام محی الدین تھا اور تخلص تمنا۔ وہ ۱۴ شوال ۱۳۰۵ھ کو پھلواری شریف پٹنہ صوبہ بہار میں تولد ہوئے ۱۳۹۲ھ میں وفات پائی۔ انہوں نے شعروادب کی فضا میں آنکھیں کھولیں اور علم وحکمت کے ماحول میں پروان چڑھے۔ فضل وکمال ورثہ میں پایا۔ آپ کے والد ماجد شاہ نذیرالحق فائز بڑے مشہور ومعروف شاعر تھے۔ تمام درسی کتابیں والد سے پڑھیں۔ آٹھ سال کی عمر سے قافیہ پیمائی شروع کر دی اور بہت جلد دبستان عظیم آباد کے متاخرین شعراء کی صف میں ممتاز مقام پر پہنچ گئے۔ تمنا کو اردو، فارسی اور عربی پر یکساں عبور حاصل تھا۔ ایک وقت آیا جب تمنا بہار یونیورسٹی میں اردو، فارسی اور عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ علم عروض میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ چودہ برس تک مشہور درسگاہوں میں عربی کا درس دیتے رہے اور سالوں تک قرآن کی تفسیر بیان کرتے رہے۔ برہاکی زمینوں کے ایک مشہور مقدمہ میں سر علی امام تمنا عمادی کے دلائل وبراہین کی بنیاد پر وہ مقدمہ جیت گئے تھے جبکہ مشہور مخالف ہندو بنگالی وکیل سر آسو توش مکھرجی عدالت میں حرکت قلب بند ہونے کے سبب انتقال کر گیا تھا۔ یہ بیسوی صدی کے دوسرے عشرہ کا مشہور واقعہ ہے۔ حدیث کی کتابوں صحاح ستہ یعنی بخاری ومسلم وسنن داؤدی، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ پر علامہ کو مکمل عبور حاصل تھا۔ انہوں نے سیاست میں بھی حصہ لیا وہ صوبائی مسلم لیگ بہار کے نائب صدر وصدر رہے۔ جب پاکستان بن گیا تو ڈھاکہ کی طرف ہجرت کی۔ قومی حالات سے متاثر ہوکر انہوں نے ایک طویل نظم لکھی چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

لہ جامع العلوم علامہ تمنا عمادی از انیس الرحمٰن ایڈووکیٹ، شرف آباد، کراچی ص۴۳،

نوٹ:۔ اصول انساب کی رو سے ۱۷ اسمائے گرامی کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

دل رو رہا ہے دیکھ کے خیر الامم کا حال ۔۔۔ بے دست و پا غریب عجب بے بسی میں ہے
پروردگار کر کوئی تائید غیب سے ۔۔۔ امت تیرے نبیؐ کی بڑی بے کسی میں ہے

تصنیفات

(۱) عروض جدید (۲) قدیم عروضیوں کی غلطی،
(۳) ایضاح سخن (۴) افعال مرکبہ پر ایک رسالہ،
(۵) "کو" اور "نے" کے استعمال پر ایک رسالہ،
(۶) ردیف پر ایک رسالہ (۷) قوافی پر ایک رسالہ،
(۸) ہدایت و ضلال (۹) حقیقۃ الصوم (۱۰) الدین القیم،
(۱۱) محکم و متشابہ (۱۲) عرفانِ ادب،
(۱۳) جہالت مفرہ (۱۴) حقیقت التقویٰ،
(۱۵) القصیدۃ الزہرہ (۱۶) جواہر الصرف (۱۷) روح النحو،
(۱۸) جواہر ادب (۱۹) مثنوی مذہب و عقل،
(۲۰) نماز پنجگانہ (۲۱) جمع القرآن (۲۲) اعجاز القرآن،
(۲۳) مدونین (۲۴) زہری (۲۵) طبری (۲۶) حضرت عائشہ صدیقہؓ،
(۲۷) بنات النبیؐ (۲۸) مثنوی معاش و معاد (۲۹) مثنوی کتاب و سنت،
(۳۰) الطلاق مرتین (۳۱) تنقید لغات القرآن،

شاگردانِ رشید:۔ وفا براھی، شاہ جعفر پھلواروی، سر فخر الدین، سید عبدالعزیز بیرسٹر، عندلیب شادانی، ڈاکٹر شوکت سبزواری، چودھری غلام احمد پرویز۔

حضرت شیخ بہاءالدین زکریا ملتانیؒ

شجرہ بمطابق ریاض[1]	شجرہ بمطابق شجرۂ سندھ	شجرۂ طریقت
شیخ بہاءالدین زکریا	شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی	شیخ بہاءالدین زکریا
شیخ محمد غوث	شیخ محمد غوث	״ شہاب الدین سہروردی
شیخ ابابکر	شیخ ابوبکر	״ ضیاء ابونجیب ״
شیخ علاءالدین	شیخ جلال الدین	״ وجیہہ الدین ״
سلطان محمد حسن	سلطان قاضی	״ ابوعبداللہ ״
سلطان عبداللہ	״ قاضی شمس الدین	״ اسود احمد دینوری
سلطان علی حسین	״ حسین ثانی	״ ممتاز علی ״
سلطان معارفہ	״ عبداللہ	خواجہ جنید بغدادی
سلطان خذیمہ	״ حسین اکبر	خواجہ سری سقطی
امیر عالم	״ مطرف	خواجہ معروف کرخی
تاج الدین	״ خزیمہ	خواجہ داؤد طائی
مطرفہ	״ حاتم	خواجہ حبیب عجمی
عبدالرحیم	״ تاج الدین	حضرت امام حسن رضؓ
عبدالرحمٰن	عبدالرحیم	حضرت علی رضؓ
عیاز	عبدالرحمٰن	
اسد	امیر عیاز[2]	
مطلب	اسد	
اسد	عبدالعزیٰ ہاشم	
ہاشم		

حضرت شیخ بہاءالدین زکریا ملتانیؒ کے جد امجد حضرت کمال الدین علی ابابکر مکہ معظمہ سے خوارزم آئے اور وہاں سے آکر ملتان میں سکونت اختیار کر لی۔ یہیں ان کے فرزند شیخ وجیہہ الدین محمد غوث تولد ہوئے جن کی شادی مولانا حسام الدین ترمذی کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ شیخ بہاءالدین زکریا کی ولادت باسعادت قلعہ کوٹ کروڑ میں ہوئی بارہ سال کے ہوئے تو والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ان کی وفات کے بعد کلام پاک حفظ کرنا شروع کیا اور ساتوں قرأتوں کے حافظ ہوئے۔ مزید تعلیم کے لیے خراسان پہنچے سات سال تک علوم ظاہری و باطنی حاصل کرتے رہے۔ آٹھ سال تک بخارا میں علم کی تحصیل کی۔ بخارا سے حج کے لیے مکہ معظمہ گئے اور ۵ سال تک جوارِ رسول میں رہے اور مولانا کمال الدین محمد محدث مجاور مسجد نبوی سے حدیث پڑھی۔

---

[1] ریاض الانساب ص۶۳،

[2] امیر عیاز کو فرشتہ تذکرہ اولیائے ہند میں "بہار" لکھا ہے۔ ممکن ہے یہ کتابت کی غلطی ہو۔ (بزم صوفیہ ص۸۹)،

وہاں سے لوٹے تو بغداد پہنچے اور ستر روز شیخ شہاب الدین عمرؒ کی خدمت اقدس میں رہے اور خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ مرشد کے حکم پر پھر ملتان پہنچے اور سارے ہند کو اپنے انوارات سے منور کیا۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ہند میں رئیس الاولیاء تھے۔ حضرت زکریا ملتانیؒ اور بابا [illegible] شکرؒ دونوں خالہ زاد بھائی تھے[1]

نسب مادری حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ بن عصمت بنت سید وجیہہ الدین خجندی بن [illegible] عماد الدین بن سید کمال الدین بن سید جمال الدین بن سید احمد بدر الدین بن سید حسن بن سید علی بن سید [illegible] بن سید محمود بن سید محمد بن سید عارف بن سید اسمٰعیل بن سید امام جعفر صادقؓ۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کا معمول تھا کہ تہجد کی نماز کے بعد کلام پاک شروع کرتے اور فجر کی نماز [illegible] سنتوں تک پورا ختم کر لیتے تھے[2]

وفات: سنہ وفات میں اختلاف راحت القلوب کے مطابق ۶۵۶ھ بعضوں کے مطابق ۶۶۱ھ، ۶۶۶ھ اور ۶۶۵ھ، سفینۃ الاولیا میں سالِ ولادت ۵۶۵ھ لکھا ہے۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ بدن کی سلامتی قلت طعام میں اور روح کی سلامتی ترکِ گناہ میں ہے۔

خلفاء کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:-

(۱) شیخ حسن افغان (۲) شیخ فخر الدین عراقی (۳) شیخ امیر حسینی (۴) شیخ جمال خنداں (۵) شیخ نجیب الدین علی برغش۔

---

[1] بزم صوفیہ ص۹۶، [2] فوائد الفواد ص۶ و سیر العارفین ص۳۵، ۳۶۔

شجرہ وتذکرہ شیخ صدر الدین عارفؒ

مختصر احوال	اسمائے گرامی
حضرت شیخ صدر الدین عارفؒ اپنے والد بزرگوار ہی کی صحبت میں عقلی و روحانی تعلیم پائی۔ جب وہ کلام پاک پڑھتے تو معرفت کے اسرار و رموز ان پر عیاں ہوتے اس	شیخ صدر الدین عارف شیخ بہاء الدین زکریا

[illegible] عارف کہلائے۔ شیخ صدر الدین عارف کے خلفاء میں (۱) شیخ جمال خنداں (۲) شیخ حسام الدین ملتانی (۳) مولانا [illegible] الدین خجندی (۴) شیخ احمد معشوق بہت مشہور ہوئے۔ شیخ صدر الدین نے اپنے ملفوظات کا مجموعہ "کنوز الفوائد" [illegible] جسے ان کے مرید خواجہ ضیاء الدین نے مرتب کیا۔ شیخ صدر الدین عارف کا سال ولادت بعض روایتوں کے [illegible] ۶۱۱ھ ہے۔ شیخ صدر الدین عارف ۶۹ یا ۷۲ سال کی عمر میں اس جہانِ فانی سے کوچ کیا۔ مرقد [illegible] ملتان میں حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے پہلو میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

شجرہ وتذکرہ شیخ رکن الدین عالمؒ

	اسمائے گرامی	
حضرت شیخ ابو الفتح رکن الدین حضرت شیخ صدر الدین عارف کے صاحبزادے	شیخ رکن الدین رکن عالم	۲۲
تھے اور حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے پوتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام	شیخ صدر الدین عارف	۲۱
بی بی راستی تھا جو بہت ہی عبادت گزار اور پاک دامن تھیں۔ ان کا نسب	شیخ بہاء الدین زکریاؒ	۲۰

[حض]رت عثمانؓ بن عفانؓ سے ملتا ہے۔ ظاہری تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور روحانی تربیت اپنے دادا [حض]رت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ سے حاصل کی۔ خواجہ شمس تبریزؒ نے آپ کو رکن الدین عالم کے لقب سے [نوا]زا تھا اور وہ "رکن عالم" کہلائے۔ ان کے خلیفہ حضرت جہانیاں جہاں گشتؒ فرماتے ہیں کہ تہجد کے وقت [س]ے دوپہر تک ریاضت و عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ۳۶ سال کی عمر میں مسندِ سجادگی پر متمکن ہوئے۔ [ح]ضرت نظام الدین اولیاء سے ان کو دلی لگاؤ تھا۔ وہ اپنے نور باطن سے لوگوں اور مریدوں کے دلوں کی [با]تیں معلوم کر لیتے تھے۔ ۷۳۵ھ میں وصال ہوا۔

باب ۲۱ مشائخ صدیقی

اولادِ حضرت ابوبکر صدیقؓ

(شجرہ [illegible])

محمد

- عبدالخالق
- شیخ محمد
- شیخ علی
- شیخ محسن علی
- شیخ عبدالہادی
- شیخ آدم
- شیخ احمد
- شیخ محمد
- شیخ عبدالباقی
- شیخ عبدالرحمٰن
- مخدوم عبدالاحد
- مخدوم آدم نقشبندیؒ
- (مکلی، ٹھٹھہ)

شیخ قاسم

- شیخ مسعود
- شیخ رضی الدین
- شیخ عبداللہ ابی حفص
- شیخ ابومحمد عمر
- شیخ وجیہہ الدین
- شیخ ابراہیم
- شیخ ابومحمد عبداللہ
- شیخ محمد
- شیخ شہاب الدین سہروردیؒ
- خیرالدین
- سراج الدین
- نصرالدین
- عبدالوہاب
- اسمٰعیل
- ابوبکر کندی
- شیخ فخرالدین
- شیخ اسمٰعیل ثانی
- شیخ عزالدین
- شیخ فخرالدین
- شیخ سرور
- شیخ شہاب الدین
- شیخ اسحٰق
- شیخ نعمت اللہ، مخدوم نوح ہالائیؒ

عبدالرزاق

- شیخ سعود
- شیخ وحیدالدین
- شادی صدیقی
- شیخ سراج
- شیخ نور
- شیخ زکریا
- شیخ عبداللہ
- شیخ بہاءالدین
- شیخ محمود
- شیخ نورالدین قتال
- شیخ اسمٰعیل شہید
- شیخ صدرالدین
- شیخ رکن الدین سمرقندی
- شیخ صدرالدین
- شیخ خلیل الدین
- شیخ خواجہ یوسف
- شیخ شہاب الدین
- شیخ بہاءالدین
- شیخ رفیع الدین
- شیخ رکن الدین
- شیخ نورالدین ثانی
- شیخ نجم الدین (ص ۴۶۴)

شیخ نصراللہ

- شیخ طفرل
- شیخ علاءالدین خلجی
- شیخ عطاءاللہ
- شیخ علی
- شیخ محمد
- شیخ حسین بلخی
- شیخ بہاءالدین
- شیخ جلال الدین رومیؒ

عبدال[illegible]

- (صفو[illegible]

اولادِ شیخ عتیق

(شجرہ ۲۶م)

شیخ عبداللہ

اولاد قاضی ضیاءالدین سنامی

- امام الحج
- امام تاج مذکرؒ
- شیخ قطب شاہ
- مولانا محمد فاضل
- مولانا شاہ بہاءالدین
- شیخ نور محمد بابن شاہ
- مولانا جمال محمد
- حکیم محمد اشرف
- حکیم محمد شریف
- شیخ فیض اللہ
- مولانا ساجد جھنجھانوی
- شیخ غلام محی الدین
- شیخ کریم بخش
- شیخ غلام حسین
- مولانا محمد اسمٰعیل
  - مولانا الیاس، بانی تبلیغ جماعت
    - مولانا یوسف
  - مولانا یحییٰ کاندھلوی
    - مولانا زکریا محدث

محمد ابراہیم

- شیخ محمد اسمٰعیل
- شیخ محمد یوسف
- شیخ محمد اسلم
- شیخ محمد آدم
- شیخ ابوبکر عبدالفتاح
- شیخ عبدالجلیل
- شیخ عبداللہ
- شیخ محمد امین
- شیخ محمد مبین
- شیخ صدرالدین
- شیخ رفیع الدین
- شیخ مجدالدین
- شیخ نجم الدین
- شیخ عمادالدین
- شیخ شہاب الدین سہروردیؒ

شیخ قائم

- شیخ ابراہیم ابی بکر
- شیخ اسحٰق
- شیخ علی
- شیخ مفضل
- شیخ عزیز
- شیخ عبدالباری
- شیخ طاہر محمد
- شیخ ابوالحسن
- شیخ مالک
- شیخ سالک
- شیخ مصطفیٰ
- شیخ علی
- شیخ طاؤس
- شیخ عبداللہ
- شیخ چاند
- شیخ خیراللہ
- شیخ محمد
- شیخ بقا
- شیخ احمد
- شیخ عبداللطیف
- شیخ عبدالوحید
- (ص ۴۶۴)

(کنزالانساب ص ۱۲۹)

اولاد شیخ عبدالرحمٰن بن حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

شیخ عتیق صہ ۴۵۹

شیخ عبداللہ
شیخ ابوطلحہ
شیخ ابولوجود شیعب
شیخ ابوالجواد احمد
شیخ خلف
شیخ طیفور شامی
شیخ عباس
شیخ عبدالرحمٰن
شیخ عبداللہ
شیخ ابوالاصلاح محمد
شیخ ابوالقاسم محمد
شیخ ابوالمہامد احمد عزیب
شیخ محمد حسین مفتی
شیخ عبداللہ
شیخ عمر شامی
شیخ یونس شامی
شیخ ابوعیسٰے عبدالمالک
شیخ ابونصر داود
شیخ الیاس
شیخ علی
شیخ طٰہٰ (بٹنی)
(گجرات)

شیخ عبدالغنی
شیخ ابوالحسن
شیخ عبدالغفار
شیخ عبدالغفور
شیخ عبدالفضل
شیخ عبدالمقتدر
شیخ عبدالقادر
شیخ ابوالقاسم
شیخ ابوالہاشم
شیخ عبدالحکیم
شیخ عبدالشکور
شیخ عبدالغفور ثانی
شیخ بدرالدین
شیخ مخدوم صالح
شیخ قاضی نعمت اللہ
شیخ قاضی عثمان
شیخ ضیاء الدین
شیخ نظام الدین
شیخ میراں
شیخ طیفور
شیخ طیب
شیخ حبیب اللہ
شیخ سلطان
(لکھمینہ، مونگر، بہار)

شیخ عبدالحیؒ
شیخ عبدالستار
شیخ عبدالغفار
شیخ عبدالمقدر
شیخ عبدالقادر
شیخ ابوالہاشم
شیخ امیر قاسم
شیخ عبدالحکیم
شیخ عبدالشکور
شیخ عبدالغفور
شیخ بدرالدین
شیخ اصلاح الدین
شیخ نعیم الدین
شیخ محی الدین
شیخ صدرالدین
شیخ ضیاء الدین
شیخ بدرالدین
شیخ رکن الدین
شیخ بدرالدین
شیخ نصیرالدین
شیخ برکت اللہ
شیخ فتح اللہ
(صہ ۴۶۴)

(تاریخ صوفیائے گجرات صہ ۳۶۷)

مشائخ صدیقی لکھمینیہ، مونگر، بہار

اولاد شیخ سلطان نقشبندی رحؒ لکھمینوی (متوفی ۱۱۲۶ھ)

شیخ عبداللہ — شیخ آدم — شیخ حافظ شاہ مسکین

شیخ حافظ شاہ مسکین
شاہ فقیر اللہ
شاہ مسکین غلام خاطر

شاہ ابوالخیر — شاہ ابوالمختار (لاولد) — شاہ ابوالفضل (لاولد) — سیف النساء (سیفو) — شاہ علیم اللہ

شاہ ابوالخیر
زوجہ
بنت
شیخ امداد علی
(لاادہ پور مونگر)

عظمت النساء
شیخ فضل حق — شیخ عبدالحق — شیخ عبدالکریم (تاجر)

شاہ علیم اللہ
شاہ عظیم اللہ — شاہ عبدالغنی — شاہ ابوالمظفر — بی بی آجو

(اصــــ)

زوج بنت عبدالحق (بارو) — زوجہ
ابونصر — شاہ محمد دین — شاہ ولی اللہ
لاولد — (بارو)
ابوالمنصور — محمد صدیق

شاہ امداد علی:
ٹیکھا — شبنہ (لاولد) — مدینہ (لاولد)
دختر
دختر
دختر
دختر زوجہ شیخ فضل کریم بن داروغہ خورشید عالم (موہلی)

شاہ عبدالغنی:
شاہ عثمان — شاہ غفران — شاہ عمران — شاہ لقمان — مجیب الرحمٰن (لاولد) — مطیع الرحمٰن (لاولد)

شاہ عثمان:
شاہ عبدالغفار
شاہ سبحان — شاہ عرفان

نوٹ :- فرزندانِ شاہ عبدالرحمٰن (۱) شاہ رضوان (۲) شاہ محمد شمیم

اولادخواجہ شہاب الدّین حق گوشہیدؒ

شیخ داؤد
خواجہ فخرالدین ثانیؒ

- بدرالدین بدر عالم زاہدیؒ (جون پور)
  - شہاب الدین قتال
  - ابوسعید
  - شیخ جنید
  - شیخ تیز طبع
  - ابواسحٰق
    - شیخ عین الدین
    - شیخ فخرالدین
    - شیخ غلام محی الدین
      - شاہ نصیر الدین، شاہ شمس الدین، شاہ قطب الدین، حیدر حسین زاہدی، اطہر حسین زاہدی
      - شاہ علم الدین، شاہ امام الدین، شیخ محمد بخش
  - بی بی ابدال زوجہ سید محمد صافا ابن سید علیم الدین گیسو درازؒ (نیشاپوری)
- صدر الدین صدر عالمؒ (جون پور)
- شیخ بہاء الدین گنج رواںؒ (کالپی)
- حاجی چراغ ہندؒ (متوفی ۱۳۷۳ء)، (ظفر آباد)

شیخ داؤد
شاہ منگن
شیخ مصباح العاشقین چشتیؒ
عبدالرحیم
عبداللطیف
نور محمد
شیخ سعداللہ
شیخ عبدالقادر
برکت اللہ
محمد فیض
اہل اللہ
مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ
(صفحہ ۴۷۹)
(انوارالصفا صد ۳۵۷)

(حدیقۃ الانساب ص ۲۲۴، ۲۲۵)

شجرہ حضرت بدرالدین بدرعالم زاہدیؒ

(بمطابق منبع الانساب)
بدرالدین بدرعالم زاہدیؒ
فخرالدین ثانی زاہدیؒ
شہاب الدین حق گوشہید
فخرالدین خداداد بزرگ
شہاب الدین کبیر امام کعبہ
صدر الدین سمرقندی
خواجہ عبدالسلام محبوب
خواجہ عبدالکریم معشوق
خواجہ قطب الدین عبدالمجید
خواجہ حسن یارباز
ابواسحٰق
ابراہیم شہریار گازرونی
خواجہ عبداللہ خفیف شیرازی
خواجہ محمد ردیم
خواجہ جنید بغدادیؒ

بمطابق حدیقۃ الانساب
بدرالدین بدرعالم زاہدی سکونت جونپور متوفی ۸۴۴ھ مدفون چھوٹی درگاہ (بہار شریف)
خواجہ فخرالدین ثانی { زوجہ اولیٰ دختر سلطان محمد تغلق
{ زوجہ ثانی دختر شاہ صلاح الدین
خواجہ شہاب الدین حق گوشہید زوج دختر مولانا سید قطب الدین
خواجہ فخرالدین خداداد زوج دختر شیخ شہاب الدین سہروردیؒ
خواجہ شہاب الدین زاہد امام کعبہ سکونت میرٹھ متوفی [illegible]
سید احمد صوفی آخری حکمراں ایشیائے کوچک نیز خلیفہ خواجہ حسن رومیؒ
(حدیقۃ الانساب صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵)

نوٹ:-
(۱) خواجہ شہاب الدین حق گوشہید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے نواسہ تھے۔
(۲) خواجہ فخرالدین ثانیؒ سلطان محمد تغلق کے داماد تھے۔
(۳) زاہدی خانوادہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد ہے۔

شجرہ شہاب الدین زاہد (امام کعبہ)

خواجہ شہاب الدین زاہدؒ امام کعبہ بن سید احمد شاہ صوفیؒ بن عبدالرحمٰن رومی بن اسمٰعیل بن محمد بن عبداللہ بن شیخ ابوبکر شبلیؒ بن عثمان بن عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن ضیاء الحق بن عبدالعزیز بن خالد بن عبدالرحمٰن بن عمرؓ بن حضرت عثمان غنیؓ

وسیلۂ شرف و ذریعۂ دولت صفحہ ۱۷۶
منبع الانساب صفحہ ۴۳۱
تاریخ صوفیائے بنگال صفحہ ۸۳

(از بیاض سید شاہ ولایت حسین ابدالی مرارپور، آستانہ اسلام پور، بہار شریف پٹنہ)

اولادِ شیخ عبدالوحید
(شجرہ ص ۴۵۹)

شیخ ابراہیم
شیخ طیب
شیخ عبداللطیف ثانی
شیخ خواجہ زماں رحمہ اللہ
خواجہ گل محمد رحمہ اللہ
خواجہ زماں ثانی رحمہ اللہ
خواجہ حسن مدنی رحمہ اللہ
خواجہ سعید مکی رحمہ اللہ
خواجہ احمد زماں
خواجہ گل حسن صدیقی
(لواری شریف، بدین سندھ)

اولادِ شیخ فتح اللہ
(شجرہ ص ۴۶۱)

غلام مرتضیٰ
ابوالخیر
فریدالدین
غلام محی الدین صدیقی
شیخ کریم الدین
عبداللہ
تصدق حسین
مہدی حسن
قاضی وحید حسین
عماد الحسن
(باندہ، فتح پور، یوپی)

اولادِ حکیم محمد اشرف
(شجرہ ص ۴۵۹)

حکیم محمد شریف

- شیخ فیض اللہ (صفر –)
- مولانا عبدالقادر
  - مفتی الٰہی بخش
  - مولانا ابوالحسن
  - مولانا نورالحسن
  - مولانا صادق الحسن
  - مولانا رؤف الحسن
  - مولانا احتشام الحسن

اولادِ شیخ نجم الدین
(شجرہ ص ۴۶۵)

شیخ نورالدین ثالث
شیخ ضیاء الدین
شیخ قیام الدین
شیخ نورالدین اول
شیخ نجم الدین ثانی
شیخ قاضی مظہرالدین
شیخ میراں بڑے
شیخ جمال الدین
شیخ امان اللہ
شیخ مفتی مبارک
شیخ قاضی طحٰی
شیخ شاہ محمد
شیخ محمد ہاشم
شیخ عبدالسمیع
شیخ محمد معین
شیخ ابوالفتح

- شیخ عبداللہ
  - شیخ غلام اشرف
  - مولانا احمد علی
  - شیخ مملوک علی
  - مولانا یعقوب
- شیخ علاء الدین
  - محمد بخش
  - شیخ غلام شاہ
  - شیخ اسد علی
  - مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ
  - حافظ احمد
    - محمد طاہر
      - قاری شاکر
      - قاری طاہر
    - قاری طیب
      - مولانا سلیم
      - اسلم
      - مسلم

(عربی النسل مسلمان ص ۳۲۶، ۵۰۹)

مشائخ صدیقی منیار پور دربھنگہ

شجرہ اولاد قاضی عصمت اللہ صدیقی

- [مولا]نا محمد سعید زوجہ سید عبدالجلیل [بن]ت ساجدات حسین مختار ([تیگھ]رہ)
- دختر زوجہ قاضی احمد علی
  - فرزند مولوی زکریا
  - دختر زوجہ سید شریف عالم بن سید عبدالجلیل (تیگھرہ)
- دختر زوجہ بلاغت حسین (ہرسنگھ پور)
  - مولانا عارف حسین خلیفہ مولانا مونگیری رحمہ اللہ
    - مولانا عبدالرحمٰن
    - مولانا لطف الرحمٰن
    - عبدالمنان
    - محمد ولی
- قاضی عبدالحمید بابوجان
  - دختر عبدالجلیل لال بابو زوجہ بنت عبدالغنی (قادرآباد) ہم زلف عبدالمجید تیگھرہ
- قاضی نواب جان
  - ابوسعید
  - دختر عبدالرشید زوج نجم النساء بنت سید عبدالجلیل (تیگھرہ)
- قاضی آفاق (وکیل)
  - دختر زوجہ مجید برادر خورد مطیع الرحمٰن (بیرسٹر)
  - مولوی یحییٰ زوجہ ہمشیرہ مطیع الرحمٰن بیرسٹر
  - دختر شادی (بارہ)
- دختر زوجہ نورالحق

نوٹ: مولانا عارف اپنے نانا قاضی عصمت اللہ سعدی پوری کے گھر تولد ہوئے۔ آبائی وطن ہرسنگھ پور، دربھنگہ تھا ان کے جدّ اعلیٰ منشی حسین یار وکیل شاہ عالم ثانی کے عہدِ حکومت میں صوبہ بہار کے محاسب اوقاف تھے۔ بڑی ہی محترم شخصیت تھی۔ ہرسنگھ پور میں انہوں نے بڑی جائداد حاصل کرکے سکونت اختیار کرلی۔
(حیات عارف از کلیدی سعادت ص ۳۲، بزم شمال ص ۳۲۲)
سہ نشانِ منزل، آئینۂ تربت ص ۲۶۴ بزم شمال ص ۲۹۸

شیخ بنیاد علی

- فضل علی
  - شیخ عبدالرحمٰن (دہینگی)
  - خیر النساء زوجہ محمد اسحاق (دپکھٹول)
    - محمد اشفاق
    - محمد آفاق
    - رقیہ خاتون زوجہ سید فضل کریم (خضر چک)
    - اصغری خاتون زوجہ محمد معاذ (ارریہ کورٹ)
- جوہر علی
  - محمد حسین
  - کتاب النساء
  - محمد جان
    - محمد زکریا
    - محمد قدوس زوج سائرہ خاتون بنت محمد حسین (کامراؤں)
      - احمدی بیگم زوجہ سید شفیق الرحمٰن (خضر چک)
        - نصرت جہاں زوجہ سید محمد ظفر بن سید شمس الحق بن سید امیر حسن (دمثر)
        - کتاب النساء زوجہ شیخ عبداللہ مختار کواری
          - علی امام زوج بنت سید عبدالجلیل بن سید وزارت حسین مختار دانیال پور (تیگھرہ)
            - محمد شافع تارا بابو (شادی چک نگری)
            - مولانا محمد عالمگیر
            - محمد جہانگیر زوج ہالہ بنت مولانا خلیل الرحمٰن صدر بابو (لکھمینیہ)
            - محمد ناصح
            - دختر زوجہ شاہ محمد بن شاہ خلیل الرحمٰن (صدر بابو) (لکھمینیہ)
          - عبدالغنی
            - محمد حبیب
      - بلقیس بیگم زوجہ زین العابدین (کامراؤں)
        - نسیم زوج شبانہ تبسم بنت سید عبدالقیوم (خضر چک)
      - طاہرہ خاتون زوجہ میر فضل الرحمٰن بن حکیم میر معشوق علی
        - عشرت النساء زوجہ معصوم رضا چک درگاہی (دربھنگہ)
        - رحمت النساء
        - زرینہ خاتون زوجہ سید شرف الدین چک حبیب (تاجپور سمستی پور)
      - محبوب اختر

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح

(شجرۂ نسب صہ۴۵۸)

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عراق (عجم) کے شہر سہرورد میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں اپنے [چچا ابو ا]لنجیب عبدالقاہر کے زیر عاطفت تربیت حاصل کی۔ وہ شافعی مسلک رکھتے تھے۔ ان کا انتقال [بغدا]د میں سنہ ۶۳۲ھ مطابق سنہ ۱۲۳۴ء میں ہوا۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ بروکلمان نے ۲۱ کتابیں [گنائی] ہیں۔ سب سے اہم اور مشہور کتاب "عوارف المعارف" ہے جو دنیائے تصوف میں بہت مقبول [ہے۔]

قاضی حمیدالدین ناگوریؒ، شیخ نورالدین مبارکؒ غزنوی اور شیخ بہاءالدین زکریا ملتانیؒ ان [کے م]شہور خلفائے طریقت ہیں۔

سہروردی سلاسل کی فردوسی شاخ کے مشائخ نے بہار کے علاقہ میں رشد و ہدایت کے [کام ا]نجام دیئے جن میں خواجہ بدرالدین فردوسی متوفی (۷۱۶ھ) شرف الدین یحییٰ منیریؒ متوفی سنہ ۷۸۲ھ [مطا]بق سنہ ۱۳۸۰ء، حضرت سید جلال الدین سرخ بخاریؒ، حضرت سید جلال الدین حیدر جہانیان جہاں گشت [شامل] رہیں۔

سلہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت صہ۲ تا ۱۷۴، سلہ کنز الانساب صہ۱۲۹ ،
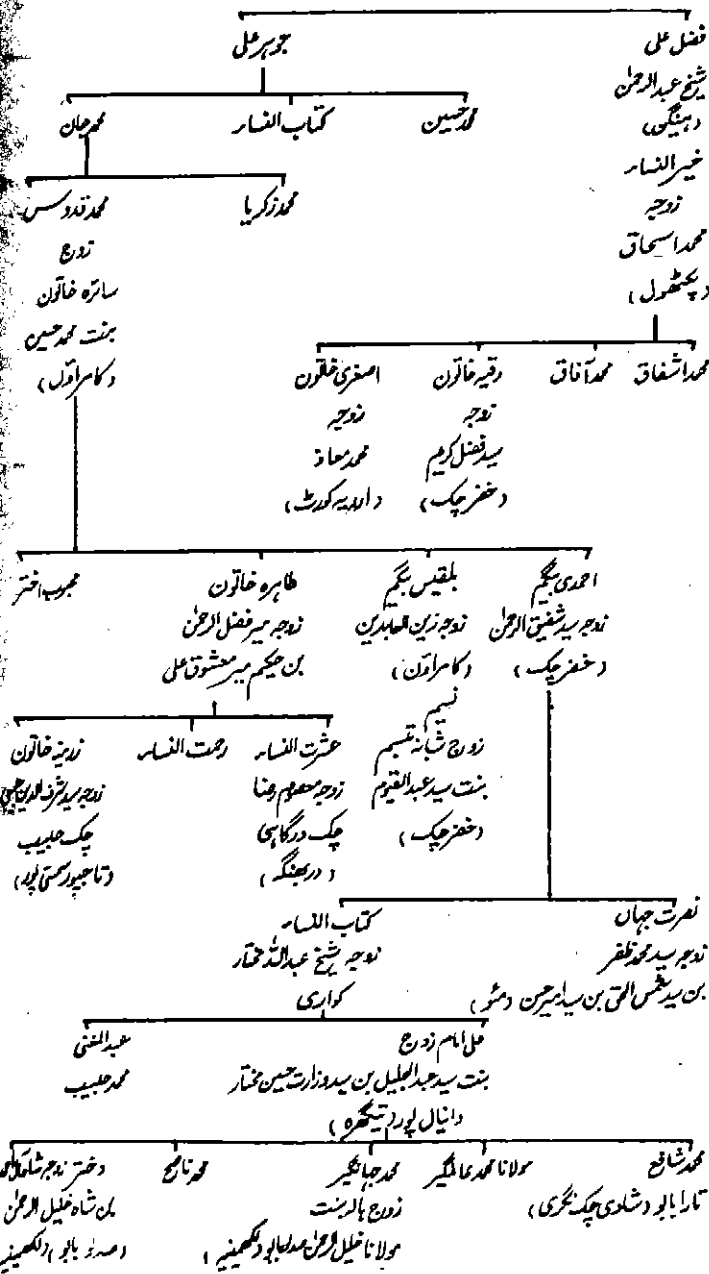
حضرت شیخ جلال الدین رومیؒ

(شجرۂ نسب صـ۴۵۸)

مولانا جلال الدین رومیؒ[1] اپنے عصر کے ایک عظیم شخصیت تھے۔ آپ کا نام مولا
جلال الدین تھا۔ مولانا رومی کے نام سے مشہور ہوئے۔ محمد خوارزم شاہ متوفی ۶۱۷ھ مولانا کے حقیقی
۶۱۰ھ میں مولانا کے والد شیخ بہاء الدین بلخ چھوڑ کر نیشاپور گئے۔ خواجہ فریدالدین عطار ملنے آئے۔
عمر اس وقت چھ سال کی تھی۔ خواجہ عطار نے اپنی مثنوی اسرار نامہ تبرکاً ہدیہ دی اور مولانا سے فر
اس جوہر قابل سے غافل نہ رہنا۔ یہ ایک دن دنیا میں غلغلہ بلند کرے گا۔ مولانا کے والد نے
شاگرد رشید اور مرید خاص مولانا برہان الدین کو ان کا اتالیق مقرر کیا جن سے مولانا رومی نے اکثر
حاصل کئے۔ وہ نو سال تک علم باطن اور سلوک کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ ۱۸ سال کی عمر میں
رومی کی شادی ہوگئی۔ ۲۵ سال کی عمر میں مولانا رومی نے تکمیل علوم کے لیے شام کا سفر کیا کچھ
شہر حلب کے مدرسہ حلاویہ کے دارالاقامہ میں قیام کرکے کمال الدین بن عدیم سے فیض حاصل کی
سات سال تک دمشق میں تحصیل علوم کرتے رہے۔ تمام مذاہب سے واقف تھے، علم کلام
میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ حکمت و تصوف میں ان کا کوئی نظیر نہیں تھا۔ مولانا کی زندگی کا خاص
حضرت شمس تبریزؒ سے ملاقات کے بعد شروع ہوتا ہے۔ حضرت شمس تبریزؒ سے مولانا کی ملاقات
ہوئی اور حالت میں نمایاں تغیر پیدا ہوا۔ بعدازاں حضرت شمس تبریزؒ غائب ہوگئے ان کی جدائی مولانا کو
شاق گذرا۔ بے چین رہنے لگے۔ دریں اثنا مولانا کی ملاقات صلاح الدین زرکوب سے ہوئی کچھ تسلی ہو
بالآخر صلاح الدین کا انتقال ۶۶۴ھ میں ہوگیا۔ مولانا حسام الدین کو اپنا ہمراز بنایا۔ انہیں کے مشورہ پر
مولانا رومی نے مثنوی لکھی جو بہت مشہور ہوئی۔ ۶۷۲ھ میں مختصر علالت کے بعد مولانا وفات پاگئے۔ تما

---

[1] معارف مثنوی از مولانا حکیم اختر صـ۲۶ تا ۳۱،

نوٹ: شمس تبریزؒ سے ملاقات کے وقت یہ شعر کہا ؎

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم — تا ابد جاناں چنیں می بایدم

...نک سب جنازہ میں شریک رہے۔ مولانا حسام الدین خلیفہ بنے۔ مولانا رومی کے دو فرزند تولد ہوئے
...ین محمد، سلطان ولد، مولانا رومی کی تصنیفات میں ملفوظات کا مجموعہ "فیہ ما فیہ" ہے۔ ۵۰ ہزار اشعار
... دیوان ہے۔ تیسری تصنیف مثنوی ہے جس سے مولانا کا نام زندہ ہے۔ یہ مثنوی بحر رمل مدس
... میں ہے۔ یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دو بار ہے۔ مثنوی میں روحانی برکت اور وجدانی کیفیت

پیر بدرالدین بدر عالم زاہدی رحؒ

(شجرۂ نسب ص۴۶۲)

پیر بدرالدین بدر عالم زاہدیؒ کا مزار چھوٹی درگاہ بہار شریف پٹنہ، بہار میں واقع ہے۔ آپ کا نام فیلقوسی اسکندری ہے۔ آپ کے بزرگوں میں سے ایک صاحب کو ایک لاولد بادشاہ نے اپنی [گود] میں لے لیا تھا۔ اس وقت سے آپ کا خاندان اسکندری کہلاتا ہے۔ سید شہاب الدین کبیر امام کعبہ آپ کے جد امجد تھے۔ الہامی غیبی کی بنا پر اپنے صاجزادہ سید فخر الدین فخر عالم زاہدی کو ہندوستان رشد و ہدایت کے لیے بھیجا۔ وہ میرٹھ آئے اور جنگل میں عبادت میں مصروف ہو گئے۔ یہیں بادشاہ وقت ان کا مرید ہوا۔ ان کا مزار میرٹھ میں ہے۔ ان کے فرزند سید شہاب الدین حقؒ گو بادشاہ کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ سید شہاب الدین کے صاجزادے سید فخر الدین ثانی تھے جن کا مزار دہلی ہے۔ سید فخر الدین ثانی کے پانچ فرزند تولد ہوئے۔ (۱) شیخ محمد (۲) شہاب الدین (۳) صدرالدین (۴) رکن الدین (۵) بدرالدین بدر عالم۔ بدرالدین بدر عالم سب سے چھوٹے تھے۔ سید فخر الدین ثانی نے اپنے بڑے فرزند سید صدرالدین صدر عالم کو جونپور کی ولائت سونپی اور بدرالدین بدر عالم زاہدی کو بہار اور بنگال کی ولائت سونپی۔ چونکہ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری بہاریؒ بہار میں رشد و ہدایت میں مصروف تھے اس لیے سید بدرالدین بدر عالم زاہدیؒ ۲۰ یا ۴۰ درویشوں کی معیت میں بنگال کے شہر چاٹگام پہنچے اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ سمندر کے کنارے ایک جہاز طوفان میں پھنس گیا اور تباہی قریب نظر آنے لگی لیکن ان کی دعا سے وہ جہاز صحیح سالم منزل پر پہنچ گیا۔ جہازراں ان کی کرامت سے متاثر ہو کر سارا مال و متاع درویشوں کے نذر کر دیا۔ بنگال میں آج بھی ملاح طوفان میں بدر پیر کا نام لے کر کہتے ہیں "اللہ نبی پنج پیر بدر پیر" آج بھی کشتی دریا میں ڈالتے وقت یہی الفاظ دہراتے ہیں۔ ۷۸۲ھ مطابق ۱۳۸۰ء میں مخدوم کے انتقال پر آپ بہار تشریف لائے۔ مخدوم بہاری نے فرمایا تھا کہ میرے بعد میرا مخدوم زادہ آئے گا۔ ان کا مزار بہار شریف میں مرجع خلائق ہے۔ ان کی کرامات بہت مشہور ہیں۔ جس مقام پر چاٹگام کی پہاڑی پر بدر پیر نے چراغ جلایا تھا وہاں آج بھی ہندو مسلمان قندیلیں جلاتے ہیں۔ ۸۴۴ھ مطابق ۱۴۴۵ء میں وفات پائی۔ آپ کے خاندان میں نواب عبدالجبار خاں مشہور ہیں ان کے چند خاندان موضع چرکی، قتال پور، سیوان، سارن چھپرہ بہار میں موجود ہیں۔ شاہ مظہر حسین بن ظاہر حسین سجادہ ہیں۔ بی بی ابدال ان کی دختر بڑی عابدہ کشف و کرامت والی گزری ہیں۔

لہ تذکرہ صوفیائے بنگال ص۸۳ تا ۸۷،

حضرت مخدوم نوح ہالائی رحؒ

(شجرۂ نسب ص۴۵۸)

اسم گرامی لطف اللہ اور لقب مخدوم نوحؒ تھا۔ والد کا نام نعمت اللہ اور والدہ کا نام بی بی راجی تھا جو قبیلہ لاکھا سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کے جد اعلیٰ شیخ ابوبکر کتابی اپنے ۵ رفقاء شیخ احمد، شیخ محمد، شیخ علی (قاضی)، اور شیخ جلال الدین سب سے پہلے کوٹ کرور (ملتان) میں آباد ہوئے۔ مخدوم نوح کے جد مخدوم فخر الدین صغیر سیر و سیاحت کے لئے ہالہ کندی تشریف لائے۔ آپ اہل ہالہ کے اصرار پر ہالہ میں سکونت اختیار کی اور یہیں مدفون ہوئے۔ مخدوم کی ولادت ۹۱۱ھ میں ہوئی۔ آپ مستجاب الدعوات ولی تھے اور اتباع شریعت کے لیے مریدوں کو خصوصی ہدایات دیا کرتے تھے۔ خدمت خلق کے لیے مشہور ہوئے۔ ان کی تصنیفات میں "دلیل الذاکرین" اور "ملفوظات" بہت مشہور ہیں۔ ستاسی سال کی عمر میں ۹۹۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار ہالہ کندی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کے خلفاء حسب ذیل تھے :۔

(۱) سید ابوبکر لکعلوی (۲) بہاءالدین دلق پوش (۳) سید علی متعلوی (۴) درویش زکریا (۵) سید عبدالکریم متعلوی۔

لہ تذکرہ صوفیائے سندھ ص۲۸۷،

شیخ شاہ سلطان لکھمینوی رح

(شجرۂ نسب صفحہ ۴۶)

مخدوم شیخ شاہ سلطان نقشبندی رح نسباً قریشی مکی اور صدیقی تھے۔ شیخ سلطان کے والد
شیخ حبیب اللہ موضع بڑی بلیا ضلع مونگیر کے رہنے والے تھے۔ شیخ حبیب اللہ کا نکاح بی بی اولیا ...
تھا۔ میاں شاہ اسحاق ساکن موضع پوکھریا شیخ سلطان رح کے خالہ زاد بھائی تھے۔ شیخ سلطان رح کے محل اول
زوجہ بی بی ماہیہ سے تین فرزند تولد ہوئے (۱) شیخ عبداللہ (۲) شیخ آدم (۳) شیخ حافظ شاہ مسکین ...
سلطان رح کی دوسری زوجہ سے بھی تین فرزند تھے۔ (۱) شاہ جمال الدین (۲) شاہ فرید (۳) محمد سعید
کی اولاد موضع بڑی بلیا اور تیگھرہ میں آباد ہیں۔ جامع مسجد لکھمینیہ کے احاطہ میں شیخ شاہ سلطان رح ...
ان کے پہلو میں بی بی ماہیہ اور فرزند اکبر حافظ شاہ مسکین محو خواب ہیں۔ شاہ سلطان کے گھرانے کی ...
پھلواری شریف سے بھی ہے۔ شاہ سلطان کی دختری و پسری اولاد میں علماء و فضلاء برابر چلے آرہے ہیں
اور بفضلِ خدا اس وقت بھی موجود ہیں اور یہ خاندان علومِ ظاہری کے ساتھ ساتھ طریقت میں بھی بلکہ
اور صاحبانِ کشف و کرامات اور موجب برکات رہا ہے۔ حافظ شاہ مسکین اپنے وقت میں جامع مسجد
سلطانیہ کی امامت و خدمت اور نگرانی کے کام انجام دیتے رہے ہیں ان کے بعد ان کی اولاد میں شاہ
حلیم اللہ کا نام قابل ذکر ہے۔ موضع سانحہ کے سادات میں یہ دستور تھا کہ ہر تقریب میں سمنی فاتحہ خوانی
ادا کیا کرتے تھے جو سوائے موصوف بزرگوں کے کسی اور سے فاتحہ نہیں کراتے تھے۔ شیخ سلطان رح کے
بقیہ دو فرزندان شیخ عبداللہ اور شیخ آدم کے مزارات آستانۂ عالیہ سے باہر ہیں۔ اولاد پسری سلطانی لکھمینیہ
خصوصاً بہت سیدھے سادے اور معصوم ہیں جبکہ اولاد دختری حافظی بہاری مشہور ہے کہ بہت چست
چالاک تھے۔ شاہ سلطان رح کا اصل وطن موضع شیر گھاٹی ضلع گیا تھا۔ شیر گھاٹی اور اورنگ آباد کے
اطراف میں ہنوز سابق مریدوں کے خاندان آباد ہیں۔ اب اس خاندان کے افراد دوسرے بزرگوں کے
دست پر بیعت کرنے لگے ہیں۔ شاہ عبدالغنی نے حاجی شاہ لطافت حسین منصف ولاد پور مونگیر کے
دست پر بیعت کی تھی جو مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ مولانا سید محمد علی مونگیری

... جب مونگیر میں آستانہ قائم ہوا تو لکھمینیہ کے کافی لوگ رحمانی سلاسل میں بیعت ہوئے اگرچہ شاہ سلیمان
پھلواروی رح اور مولانا سید محمد علی مونگیری رح برابر لکھمینیہ آتے تھے اور آستانۂ عالیہ لکھمینیہ میں مراقبہ کیا کرتے
... اسی خانوادہ کے پروفیسر شاہ کلیم الرحمٰن، کلکتہ یونیورسٹی خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے سلسلہ ارادت رکھتے
اور اپنے نام کے ساتھ رحمانی لکھتے ہیں۔ شاہ کلیم الرحمٰن کے والد ماجد حج کے دوران مکہ معظمہ میں کسی بزرگ
... بیعت ہوئے تھے پھر بعد میں وہ بھی سلاسل رحمانی سے منسلک ہوئے۔

واضح ہو کہ مذکورہ کرسی نامہ لکھمینیہ شاہ رحمت اللہ بن شاہ عظیم اللہ نے مرتب کیا تھا جبکہ ایک
... وہ حاجی شیخ محمد عثمان بن شیخ فضل حسین وکیل کشن گنج ساکن تیگھرہ نے مرتب کیا تھا وہ زمانہ ۴۵-۱۹۴۴ء
... اصل شجرہ شاہ خلیف الرحمٰن نے شاہ عظمت اللہ سے عاریتاً مانگ لیا تھا جسے کسی مقدمہ کے سلسلے میں
... ت میں شہادتاً پیش کرنا تھا مگر وہ واپس نہ مل سکا۔ خدشہ ہے کہ اصل عبارت شجرہ مع تواریخ لکھمینیہ
... تلف نہ ہو گیا ہو۔

تاریخی شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ سلطان رح نے کل چار شادیاں کی تھیں۔ ان
... تیسری شادی ایک لچھمینیہ نامی نو مسلمہ سے ہوئی جن کو انہوں نے مشرف بہ اسلام کیا تھا اور جن
... نام پر یہ گاؤں آج بھی "سلطان پور" کے بجائے لکھمینیہ کہلاتا ہے۔ لکھمینیہ کے چودھری صاحبان
شاہ سلطان کی اولاد ہیں۔ چوتھی شادی کا واقعہ حکیم سید محمد شعیب رضوی پھلواروی
... اپنی تصنیف "تجلیات انوار (جلد ۶، قلمی نسخہ) میں یوں رقم فرمایا ہے جو شاداں فاروقی کی کتاب
... شمال کے صفحہ ۴۱ اور ۴۲ پر طبع ہوا ہے۔

برہمن زادہ گھنشیام نے حضرت شیخ سلطان صدیقی نقشبندی رح ساکن لکھمینیہ ضلع مونگیر
... دستِ حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہو کر اپنا نام عبداللہ رکھا۔ اودھ کا یہ برہمن کشتی سے تجارت
... مال لے کر سلطان پور (لکھمینیہ) کے قریب لنگر انداز ہوا۔ اتفاق سے طوفان آیا اور اس کی کشتی غرق
... تدبیریں کی گئیں مگر کشتی نہ نکل سکی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر
... دعا کی درخواست کرو۔ چنانچہ غرض کا مارا گھنشیام شاہ سلطان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعا کا
... خواستگار ہوا۔ شاہ صاحب نے دعا فرما دی۔ اس کی تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب واپس آکر

---

۵ کرسی نامہ لکھمینیہ از شاہ رحمت اللہ صفحہ ۱ تا ۲،

اس نے دیکھا کہ اس کی کشتی تمام سامانوں کے ساتھ محفوظ ساحل سے لگی تھی۔ اس واقعہ سے ا[1]
شیخ سلطانؒ سے بڑی عقیدت ہوگئی اور وہ اپنے تمام متعلقین کے ساتھ مسلمان ہوگیا۔ اپنی لڑکی جس
کا نام "مشرکہ" رکھا گیا تھا حضرت کی زوجیت میں دے کر انہوں نے تمام عمر ان کی خدمت اور ط
کی جاروب کشی میں صبر و قناعت کے ساتھ گزار دی اور راضی بہ رضا رہا۔ عبداللہ کا وصال کب ہوا یہ ت
نہیں لیکن شیخ سلطانؒ (متوفی ۱۱۲۶ھ مطابق ۱۷۱۴ء) کے بعد تک زندہ رہے۔ تقریباً ۱۱۴۰ھ مطابق
میں ان کا وصال ہوا اور وہ بھی لکھمینیہ میں مدفون ہوئے۔ ان کا ہندی کا ایک شعر بہت مشہور رہا

چھاڑی سے لوٹا بھئے اور رسوئی سے طعام
گھنشیام سے عبداللہ بھئے یہ بدھنا کے نام

چوتھی زوجہ "مشرکہ" کے بطن سے ایک دختر تولد ہوئی جن کا نکاح مولانا سید حافظ حمید الدین
سے ہوا جو بہارؒ شریف کے رہنے والے تھے۔ شادی کے بعد حافظ صاحب سسرال ہی میں مستقلاً
سکونت پذیر ہوگئے۔ ۱۱۲۶ھ میں شیخ شاہ سلطانؒ کے وصال کے بعد ان کے علم و فضل اور حسب
کو دیکھ کر شاہ سلطانؒ کے آستانہ کا پہلا سجادہ بنایا گیا۔ اپنی سجادگی کے فرائض سے وہ بدرجہ اتم عہدہ
برآ ہوئے۔ وہ لکھمینیہ گاؤں کے قریب ہی آم کے باغیچہ میں ان کا مزار ہے۔ مولانا حافظ سید حمید الدین
کی چھٹی پشت میں مولانا سید شاہ خلیل الرحمٰن عرف صدلو بابو اور بدلو بابو تولد ہوئے۔

---

[1] کرسی نامہ لکھمینیہ از شاہ رحمت اللہ ص۲۷ و تجلیات انوار (جلد ۶) ص ۴۱، ۴۲ از حکیم سید شعیب رضوی پھلواروی، بزم شمال ص ۴۱، ۴۲، از شاداں فاروقی۔

مولانا سید شاہ خلیل الرحمٰن

سید شاہ فضل الرحمٰن عرف بلال زوجہ بنت شاہ محمود — محبہ خاتون — حمیدہ خاتون زوجہ شاہ حبیب بن شاہ بدلو بابو (لاولد فوت) — سید شاہ بلال احمد — سید شاہ بالہ زوجہ جہانگیر — سید شاہ آل احمد

(سید شاہ فضل الرحمٰن:) سید شاہ شبیر — فرزند — فرزند

(محبہ خاتون:) بی بی عائشہ — بی بی خدیجہ زوجہ شاہ مہدی حسن

شاہ بدلو بابو

شاہ انیس الرحمٰن وکیل — شاہ حبیب زوجہ حمیدہ بنت سید شاہ خلیل الرحمٰن

(شاہ انیس الرحمٰن وکیل:) ...العلی — دختر زوجہ شاہ شبلی انسپکٹر آف پولیس

شاہ عثمان الرحمٰن

شاہ افضال الرحمٰن تبسم — شاہ عزیز الرحمٰن — شاہ اسرار الرحمٰن — شاہ مراد الرحمٰن

(شاہ عزیز الرحمٰن:) شاہ ابصار الرحمٰن — شاہ حبیب الرحمٰن وسیم پرویز — شاہ ذکی الرحمٰن لکھمینوی (کراچی)

(شاہ افضال الرحمٰن:) ...ویز — شاہ تصویر — پروفیسر شاہ عبد الرحمٰن نشاط (مکہ سعودی عرب)

دو شاہ برادران لکھمینیہ

شاہ احمد بابو (لکھیا) — مولانا شاہ شمس الضحیٰ شیخ دیوبندی (لکھمینہ)

اولاد شاہ عظیم اللہ (لکھینیہ)

(شجرۂ نسب ص ۴۶۰)

حضرت مخدوم آدم نقشبندی

(شجرۂ نسب ص ۴۵۸)

مخدوم آدم نقشبندی سندھ میں سلاسلِ نقشبندیہ کے پہلے بزرگ آپ ہی تھے۔ بادشاہ عالمگیر
ہ دوستی سے متاثر ہوکر آپ ٹھٹھہ سے دہلی تشریف لے گئے۔ دہلی میں حضرت امام ربانی مجدد
ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے فرزند شیخ محمد معصوم سے آپ نے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ طلب دیکھ کر
نے مخدوم آدم کو خوب خوب نوازا۔ آپ خواجہ محمد معصوم سے بیعت ہوگئے۔ ایک مدت دراز تک
ریاضت و مجاہدہ میں لگے رہے آپ پر استغراق کی کیفیت رہنے لگی۔ جب آپ سلوک کی منازل
ر چکے تو دربارِ عالیہ نقشبندیہ سے آپ کو خرقہ خلافت ملا۔ سرزمین سندھ میں آپ نے رشد وہدایت
م جاری رکھا مخدوم آدم کے دو فرزند تھے۔ (۱) مخدوم فیض اللہ (۲) مخدوم اشرف، دونوں علم وفضل
تقویٰ میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ جب مخدوم آدم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے
م فیض اللہ کو اپنا سجادہ نشین مقرر کیا۔ مخدوم آدم کے وصال کے بعد دونوں برادر آستانۂ سرہند پر حاضر
ے اور فیوض و برکات سے فیضیاب ہوکر لوٹے مگر افسوس صد افسوس دونوں برادر عنفوانِ شباب میں راہی
عدم ہوئے۔ دونوں بھائی اپنے والد بزرگوار مخدوم آدمؒ کے مشرقی پہلو میں مکلی میں محوِ خواب ہیں
کا مزار مکلی میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے خاص مریدان و خلفاء یہ ہیں (۱) ابوالقاسم
شیخ ابراہیم (۳) سید فتح محمد اور شیخ انس۔

اولیاء لواری شریف، بدین سندھ

(شجرۂ نسب صفحہ ۴۶۴)

خواجہ محمد زماں سلطان الاولیا کی ولادت کی پیشین گوئیاں قبل سے ہورہی تھیں جن سے مولانا عبدالسلام نے اپنی دختر نیک اختر کا عقد خواجہ حاجی عبداللطیف سے کردیا۔ چنانچہ شیخ حاجی کی اہلیہ کے بطن سے صاحب کمال تولد ہوا جس کا شدت سے انتظار کیا جارہا تھا۔ آپ کا اسم گرامی زمان رکھا گیا۔ آپ بچپن ہی میں اپنے سوتیلے بھائیوں کے شر سے مجبور ہوکر ٹھٹھہ جاکر مدرسہ میں لگے۔ یہیں خواجہ محمد مظہر ٹھٹھوی کی نظر آپ پر پڑی اور وہ آپ کو طریقت کی طرف مائل کرنے لگے۔ وقت ایسا بھی آیا جب خواجہ زمانؒ نے ابوالمساکین کے دست پر بیعت فرمائی اور راہ طریقت گامزن ہوگئے۔ چھ ماہ کی مسلسل ریاضت کے بعد مرشد نے آپ کو اپنے مسند پر بٹھایا اور خود گوشہ اختیار کی۔ آپ کی مسند نشینی کی تائید سرہند کے خلیفہ میاں عبدالرشید نے بھی کی۔ حج سے واپسی کے بعد مرشد نے آپ کو خلیل الرحمٰن کا لقب دیا اور وصیتیں فرمائیں۔ جب ٹھٹھہ میں سیاست اور مخالفت لگی تو آپ اپنے وطن لواری شریف چلے گئے جہاں آپ کے والد بزرگوار نے مسند رشد و ہدایت آپ کے حوالہ کردیا۔ والد بزرگوار کی وفات کے بعد آپ نے نئی لواری میں نقل مکانی کی۔ آپ کے کشف و کمال کا شہرہ سن کر عبداللطیف بھٹائیؒ نے بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور مستفیض ہوئے۔ آپ کے چار خلفاء بہت مشہور ہیں (۱) عبدالرحیم گرھوڑی (۲) ابو طالب اگھمی (۳) حافظ ہدایت اللہ (۴) محمد صالح کھڈاہیؒ، آپ نے دوسرا نکاح پیر ایوب کے خاندان میں کیا جن سے خواجہ گل محمد تولد ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد یہی آپ کے جانشین ہوئے۔ ایک سال قبل ہی آپ نے اعلان کردیا تھا کہ رخصت کا وقت آپہنچا ہے چنانچہ ۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ کو آپ تمام لوگوں کو ناشتہ کراکر چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اس طرح روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

*

شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ

شجرۂ نسب اسمائے گرامی

- شاہ فضل الرحمٰن
- شیخ اہل اللہ
- شیخ محمد فیض
- شیخ برکت اللہ
- شیخ عبدالقادر
- شیخ سعداللہ
- شیخ نور محمد
- شیخ عبداللطیف
- شیخ عبدالرحیم
- شیخ محمد مصباح العاشقین چشتی
- شیخ شاہ منگن
- شیخ داؤد
- شیخ شہاب الدین حق گو شہید
- اولاد حضرت ابوبکر صدیقؓ
- انوار الصفاء صفحہ ۳۵۷ تا ۳۷۴

آپ شیخ شہاب الدین ثانی زاہد حق گو شہید کی اولاد ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ شیخ داؤد سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں دہلی وارد ہوکر پانی پت میں قیام پذیر ہوئے۔ اور ۷۸۷ھ میں وفات پائی ان کے پوتے شیخ محمد چشتی کامل صوفی تھے۔ ۸۱۰ھ میں واصل بحق ہوئے۔ وہ مخدوم شاہ مینا لکھنویؒ سے فیضیافتہ تھے۔ حضرت گنج مرادآبادی کے والد شیخ اہل اللہ حضرت عبدالرحمٰن صوفی لکھنوی کے مرید خاص تھے۔ آپ ہی نے ان کو نیک فرزند کی ولادت کی پیشین گوئی کی تھی۔ شیخ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی یکم رمضان ۱۲۰۸ھ میں اپنی ننہال سندیلہ میں تولد ہوئے۔ صوفی عبدالرحمٰن لکھنوی نے کان میں اذان کی آواز دی اور رسم بسم اللہ ادا فرمایا جب بڑے ہوئے تو شرح، شرح جامی اور کافیہ کا درس مولانا انوار لکھنوی فرنگی محلی سے کیا۔ حدیث کا درس مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے لیا۔ آپ ملانواں میں شاہ آفاق کی خدمت اقدس میں پہنچے اور ان کے دست پر بیعت کی۔ تین ماہ بعد سلاسل قادریہ نقشبندیہ کی خلافت و اجازت عطا کی گئی انہیں دنوں آپ کا عقد ملانواں میں ہوگیا۔ بعد ازاں ملانواں سے نقل مکانی کرکے گنج مرادآباد میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ کا دوسرا عقد گنج مرادآباد میں ہوا جن سے شاہ احمد میاں سجادہ نشیں تولد ہوئے ان کے بعد شاہ رحمت اللہ سجادہ بنے جن کے فرزند شاہ افضال الرحمٰن (بھولے میاں) نے مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کی سوانح افضال رحمانی تالیف کی۔ مولانا کا انتقال ۱۰۵ سال کی عمر میں ۱۳۱۳ھ میں ہوا۔ مزار قدیم شاہی مقبرہ گنج مرادآباد میں مرجع خلائق ہے۔ بحر العلوم میں مولانا عبدالحئیؒ نقل فرماتے ہیں کہ جس نے صحابہ کو نہ دیکھا ہو وہ مولانا گنج مرادآبادی کو دیکھ لے۔

لہ انوار الصفاء صفحہ ۳۵۷ تا ۳۷۴،

ارشادات رحمانی

۱۔ درود کثرت سے پڑھو۔ ہم نے جو کچھ پایا درود سے پایا۔
۲۔ کامل اتباع سنت ہی ولائت ہے۔
۳۔ قرآن اور احادیث پڑھا کرو۔
۴۔ دعا، درود اور نماز سے سب کچھ مل جاتا ہے۔
۵۔ سورہ اخلاص اور کلمہ سوم روزانہ دو سو بار پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔
۶۔ جو مزہ نماز میں ہے کسی چیز میں نہیں۔
۷۔ والدین کے بلانے پر نفل نماز توڑ دو۔
۸۔ مسافر کی نماز ۵۰ نمازوں کے برابر ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی

(شجرۂ نسب ص۴۶۴)

تحریکِ آزادی کے دور میں تھانہ بھون کو دارالسلام قرار دے کر جہادِ آزادی کا اعلان کیا گیا۔ میرٹھ کے بعد دہلی میں بھی جہاد کا آغاز ہو گیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد تھانوی، حضرت حافظ ضامن شہید اور علمائے کرام بنفسِ نفیس مجاہدانہ انداز میں صفِ اوّل میں برسرِپیکار گولیوں کی بوچھاڑ میں خدا کی مدد کی توقع پر پُرعزم میدان میں ڈٹے رہے۔ امداد اللہ مہاجر مکّی کو وارنٹ گرفتاری کی بنا پر ہجرت مکہ مکرمہ اختیار کرنا پڑی جبکہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ وارنٹ گرفتاری کی بنا پر روپوش ہو گئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے رضاکارانہ طور پر امداد باہمی کے اصولوں کی بنیاد پر ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء بروز جمعرات دیوبند قصبہ کی مسجد چھتّہ کے صحن میں ایک انار کے درخت کے سایہ میں مدرسہ دیوبند کا آغاز دعاؤں سے کیا۔ ملا محمود مدرسہ کے پہلے استاد اور محمود الحسن اسیرِ مالٹا پہلے طالبِ علم تھے۔

مولانا قاسم نانوتوی ۱۲۴۸ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد کا اسمِ گرامی شیخ اسد علی تھا آپ کا سلسلۂ نسب خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم نانوتہ، دیوبند اور سہارنپور میں حاصل کی۔ آپ ۱۲۶۰ھ میں مولانا مملوک علی کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ حدیث نبوی کا درس شاہ عبدالغنی سے لیا۔ آپ علمِ ریاضی میں ملکہ تامہ رکھتے تھے۔ تعلیم کے دوران مولانا قاسم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّیؒ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ مدرسہ دیوبند آج تک مولانا قاسم نانوتوی کا صدقہ جاریہ ہے۔ آپ نے تین دفعہ حج کی سعادت حاصل کی۔ مولانا نانوتویؒ جمادی الاول ۱۲۹۸ھ بروز جمعرات بعد نماز ظہر اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے اور دارالعلوم دیوبند کے احاطے میں مدفون ہوئے۔

شیخ شاہ نعمت اللہ صدیقی سیوانی

شیخ شاہ نعمت اللہ صدیقی شہر سیوان ضلع سارن سے تقریباً ۵۰ میل مغرب و شمال کے گوشہ میں
بستی "نوتن مریلا، میں ۱۲۶۸ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی شیخ امیر علی تھا۔ آپ کے
کا نام شیخ کریم بخش اور پردادا کا نام شیخ غلامی صدیقی تھا ابتدائی علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد آپ قادریہ
سلاسل میں بیعت ہوئے۔ آپ کے مرشد کا نام مولانا شاہ محمد احسان اللہ فاروقی ولید پوری تھا۔ جن کا
طریقت شاہ ابو الغوث گرم دیوان تک پہنچتا ہے۔ بعد ازاں ٹانڈہ شریف فیض آباد میں محمد چاند شاہ
تمام سلاسل اہل طریقت نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ مداریہ قلندریہ نظامیہ میں عموماً اور نقشبندیہ میں خصوصاً
کی۔ چاند شاہ کی خدمت میں رہ کر روحانی تربیت سے مستفیض ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کرکے وطن
مالوف لوٹے۔ آپ کے فیضان سے ایک عالم فیضیاب ہونے لگا۔ آپ کے مریدان بنگال، پٹنہ، دربھنگہ،
چھپرہ، گورکھپور، بستی، الہ آباد اور بمبئی میں پھیلے ہوئے ہیں یعنی "بریں خوان یغما چہ دشمن و دوست" ۱۳۴۸ھ
مطابق ۱۹۲۹ء میں آپ وفات پا گئے۔[1]

تصنیفات | کلیات نعمت، مرحمت نامہ نعمت، بارہ ماسہ (ہندی) غیر مطبوعہ۔

اولاد | مولوی شاہ محمد حفظ الرحمن سجادہ نشین، مولوی شاہ محمد ثابت الرحمن اور چند دختران۔

خلفاء | محمد صدیق سیوانی، مولانا سید ابو الہاشم محمد شافق فاضل بروڈوی مونگیری، سید محمد محمود باروی مدرس مدرسہ
عالیہ کلکتہ، مولوی کبیر احمد بلیاوی، حاجی حافظ عبد الغفور امام مسجد میر شکار ٹولی بتیا ضلع چمپارن۔

اوصاف | غیبت کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ آپ توکل، زہد، ورع،
قناعت، استغناء، مروت، مجاہدہ و ریاضت، اتباع سنت، خلق، عزت، شجاعت اور سخاوت جیسے اوصاف
جمیلہ کے حامل تھے۔ غرباء مساکین پر بڑے مہربان تھے۔ سائل کو کبھی محروم نہیں کرتے تھے۔ نماز پنجگانہ باجماعت
مسجد میں اول وقت ادا کرتے۔ غرض یہ کہ اتباع سنت پر ہر حال میں قائم رہے۔

شاہ نعمت اللہ صدیقی کے ایک رفیق محمد رستم شاہ سیوانی بھی چاند شاہ کے فیضیافتہ تھے

[1] تاریخ ولیؔ کامل از مولانا محمد جمیل انصاری سیوانی مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ ص ۳ تا ۹،

ساتھ چاند شاہ کی خدمت میں فیضان حاصل کرنے پہنچے تھے جن کے صاحبزادہ محمد صدیق سیوانی نعمت اللہ شاہ
کے تربیت یافتہ خلیفہ تھے۔

اولاد محمد صدیق بن رستم شاہ بن ملا بخش ذو مسلم، موضع سوہنی جگدیش پور تھوا بازار گوپال گنج چھپرہ بہار

- حاجی انوار الحق کراچی
  - محمد ارشاد
  - محمد نسیم
  - محمد مسلم
  - محمد اسلم
- شبیر احمد
- بشیر احمد
  - محمد سرور الحق
  - محمد عبد الحق
  - محمد قاسم (ابوظہبی)
  - حاجی محمد منصور الحق
  - مبین الحق
- محمد منصور حافظ بنیش منصور
- عزالہ منصور
- حافظ محمد مسعود الحق
- محمد سعید الحق
- محمد محمود الحق
- سعد الحق

مولانا شیخ محمد الیاس، شیخ الحدیث مولانا زکریا و مولانا محمد یوسف کاندھلوی امیر تبلیغ جماعت

(شجرۂ نسب ص۵۹)[1]

مولانا محمد یوسف کاندھلوی مولانا شیخ محمد الیاس کاندھلوی بانی تبلیغ جماعت کے صاحبزادہ تھے۔ ان کا نسبی تعلق کاندھلہ اور دوآبہ کے مشہور و معروف شیخ صدیقی خانوادہ سے ہے۔ ان کے مورث قاضی شیخ محمد سلطان محمد تغلق کے عہد میں پرگنہ کاندھلہ کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔

مولانا یوسف کاندھلوی ۲۵ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۱۷ء کو تولد ہوئے۔ آپ نے دس سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ آپ نے قاری معین الدین سے تجوید سیکھی۔ اور مولانا منیر الدین سے مدرسہ کاشف العلوم میں عربی سیکھی۔ حافظ مقبول حسن گنگوہی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے مولانا جمیل احمد تھانوی سے بھی تعلیم پائی۔ مشکوٰۃ شریف والد ماجد سے پڑھی اور جلالین مولانا احتشام الحق کاندھلوی سے پڑھی۔ مولانا الیاس کی وفات کے بعد آپ امیر تبلیغ جماعت مقرر ہوئے۔ آپ نے انتھک محنت لگن سے اس ادارہ کو بین الاقوامی ادارہ بنا دیا۔

---

[1] عرب النسل مسلمان ص۲۱۲۔

شاہ عبد العلیم صدیقیؒ

آپ کے والد محترم کا اسم گرامی مولانا شاہ عبد الحکیم تھا۔ آپ ۳ اپریل ۱۸۹۲ء میں میرٹھ میں تولد ہوئے۔ دار العلوم عربیہ قومیہ، میرٹھ سے سولہ سال کی عمر میں درس نظامی پاس کیا بعد ازاں شہزادہ ہائی اسکول سے میٹرک کیا۔ ۱۹۱۷ء میں ڈویژنل کالج میرٹھ سے بی اے کیا۔ ۱۹۱۹ء میں حجاز شریف لے گئے واپسی پر اعلیٰ حضرت سے چاروں سلاسل میں خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ مولانا عبد الباری فرنگی محلی (لکھنؤ) شیخ احمد شمس (مراکش) اور شیخ سنوسی (لیبیا) سے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ ۱۹۱۹ء تا ۱۹۵۴ء یورپ، امریکہ، افریقہ اور جنوبی ایشیا میں تبلیغ کی اور متعدد جرائد و رسائل جاری کیے۔ علم دین کو عام کرنے کے لیے کئی مساجد و مدارس تعمیر کروائے۔ ۱۹۲۴ء میں مسلم کانگریس یروشلم کے اجلاس میں سعودی عرب کی نمائندگی کی۔ اٹھارہ ہزار مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان کیا۔ مصر کے دورے میں اخوان المسلمین کے حسن البنا سے ملاقات کی۔ ۱۹۲ امریکیوں کو مسلمان کیا۔ ۳۶ انگریز پروفیسروں کو مع اہل و عیال مسلمان کیا۔ کینیڈا میں گیارہ علمی اداروں میں لیکچر دیئے۔ ۱۹۳۵ء میں انگریز مفکر جارج برنارڈ شا سے مناظرہ کیا۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کی۔ مدینہ منورہ کے لوگ آپ کو "طبیب الہندی" کے نام سے پکارتے تھے۔ پاکستان میں آپ نے پہلی نماز عید پڑھائی۔ ۱۹۵۰ء میں آپ نے پوری دنیا کے ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔ انڈونیشیا کے صدر سوئیکارنو اور نائیجیریا کے وزیر اعظم احمد بیلو آپ کے مرید تھے۔

۲۲ اگست ۱۹۵۴ء کو مدینہ منورہ میں خالق حقیقی سے جا ملے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپ نے انگریزی میں ۹ اور اردو و عربی میں ۶ کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے دنیا بھر میں ۱۲ ادارے قائم کیے جن کی سرپرستی آج کل ان کے فرزند ارجمند مولانا شاہ احمد نورانی کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی قادری

علامہ شاہ احمد نورانی مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری کے فرزند ارجمند ہیں۔ علامہ شاہ نورانی کے جدِ امجد کا اسم گرامی شاہ عبدالحکیم جوشؔ صدیقی تھا۔

ولادت

آپ میرٹھ میں ۱۷ رمضان ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۲۶ء میں تولد ہوئے۔

سلسلۂ نسب

آپ کا سلسلۂ نسب خلیفۂ اول حضرت صدیق اکبرؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد علامہ شاہ عبدالعلیم (متوفی ۱۹۵۴ء) اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ مجاز تھے۔

تعلیم

۸ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ درسِ نظامی مولانا غلام جیلانی میرٹھی سے لیا۔ دستار بندی کی تقریب میں مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی (والد)، صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اور اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مصطفےٰ رضا خاں مفتیٔ اعظم ہند شریک تھے۔ والد کی وفات کے بعد بین الاقوامی تبلیغی دوروں کا کام آپ نے سنبھالا اور سینکڑوں غیر مسلم آپ کے ذریعہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ۱۹۷۴ء میں آپ کو ورلڈ اسلامک مشن کانفرنس کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ آپ نے ختم نبوت کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۴۹ء سے کراچی میں مستقل قیام پذیر ہوئے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علمائے پاکستان کی طرف سے آپ قومی اسمبلی کے رکن ہوئے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفےٰ میں بھی آپ سراپا احتجاج بن کر میدان میں نکل آئے اور قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں۔ حق گوئی اور بیباکی آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔

تصنیفات آپ نے دو ضخیم کتابیں عیسائیت اور مرزائیت کے رد میں لکھیں :

(۱) دی سیل آف پروفیٹ (انگریزی) مہر نبوت (۲) جیسس کرائسٹ اِن دی لائٹ آف قرآن۔ (حضرت عیسیٰؑ قرآن کی روشنی میں)

۱؎ تعارف علمائے اہلِ سنت ص ۳۳۳،

مشائخ فاروقی

اولادِ حضرت عمر فاروقؓ

عبداللہ — شیخ عبداللہ عاصم

شیخ حسن
شیخ عبدالرحمٰن
شیخ نور الدین
شیخ نصر الدین
شیخ علاء الدین
شیخ بہاء الدین
شیخ تاج الدین
شیخ نظام الدین
شیخ وہاج الدین
شیخ سراج الدین
شیخ جمال الدین
شیخ مولانا برہان الدین
شیخ مولانا خلیل الدین
مولانا محمد اسمٰعیل
مولانا عبدالرزاق
مولانا خواجہ خضر دانشمندؒ
خواجہ حسام الحقؒ
کڑا مانکپور
(الٰہ آباد، یوپی)
(ص ۴۸۹)

شیخ نصیر الدین سلیم
شیخ سلیمان اسلم
سلطان ادھمؒ
سلطان ابراہیم بن ادھمؒ

عبدالعزیز
شہاب الدین
محمد باقر
عبداللطیف
اسحٰق
محمد
یونس
عبداللہ
احمد
برہان الدین
مطلب
محمد
عبدالعزیز
برہان الدین
(صفحہ ۴۸۹)

شیخ اسحٰق
شیخ ابوالفتح (تبع تابعین)
شیخ محمد واعظ اکبر
شیخ محمد احمد واعظ اصغر
شیخ واعظ اکبر
شیخ عبداللہ
شیخ مسعود
شیخ سلیمان
شیخ سلمان
شیخ نعمان شاہ
شیخ نصیر الدین

احمد فرخ (شاہ کابل)
شہاب الدین
شیخ محمد
شیخ یوسف
شیخ احمد
شیخ شعیب
شیخ جمال الدین سلیمان
شیخ مسعود فرید گنج شکرؒ
(پاک پتن، پنجاب)

شہاب علی شاہ
معیز سلیمان
نصیر الدین
رفیع الدین
حبیب اللہ
شیخ محمد
عبدالحیٔ
زین العابدین
عبدالاحد
شیخ احمد سرہندی

شیخ محمود
شیخ داؤد
شیخ یونس
شاہ محمد اسحٰق
شاہ عبدالفتاح جیلی
شاہ علی اصغر
شاہ علی اکبر
شاہ عبداللہ
شاہ قاضی احمد
شاہ محمود عالم
شاہ ابو محمد
مخدوم شمس الدین حقانیؒ
شیخ کمال
شیخ نجم الدین
شیخ بدیع الدین
شیخ محمد
شاہ پھول مقبول رسول
شیخ عبدالاحد میراں
(صفحہ ۴۸۹)

بادشاہ
عطاء الملک
ملک شاہ ایران
بہاء الدین
وجیہہ الملک
سالار شام
خطیر الملک
شیخ منور
ارزانی بدایونی
قاضی عماد الدین بدایونی
قاضی اسمٰعیل ہرگامی
قاضی صدر الدین
عبدالماجد
عبدالواحد
حافظ صالح
شیخ ارشد
مولانا فضل امام
مولوی فضل حق خیرآبادی
(باغی ہندوستان از مولانا عبدالشاہد خاں شیروانی ص ۱۳۰)
(عربی النسل مسلمان ص ۳۰۳)

اولاد بابا مسعود فرید گنج شکرؒ

(شجرہ صفحہ ۴۸۷)

نظام الدین
- شاہ مسعود
- شاہ نظام الدین
- شاہ ابوالمعالی
- محمد جعفر فریدی
- پرتاب گڑھ
- (مانکپور، یوپی)

بدرالدین سلیمان

مولانا علاء الدین
- (یوسف گنج رواں)
- علم الدین محمد
- رکن الدین
- (دکان شکر) (بہار)

شیخ مودود
- شیخ موسیٰ
- شیخ آدم
- شیخ سلطان
- شیخ بہاء الدین
- شیخ سلیم چشتیؒ
- فتح پور سیکری
- (آگرہ)

تاج سرور
- نجم الدین
- نصیر الدین
- اسمٰعیل
- علی شیر
- قاضی عماد
- قاضی عبدالقادر
- قاضی اسمٰعیل
- شیخ عثمان
- شیخ فرید
- ملا یار محمد
- شرف الدین محمد
- فضل علی
- افضل علی
- عبدالقادر وکیل

اولاد شیخ حسام الحق کڑا مانکپور، الہ آباد
(شجرہ صفحہ ۴۸۷)

- فیض اللہ
- شاہ حشمت اللہ — حسن کلیم اللہ
- شاہ مسعود — احمد
- شاہ محی الدین — عبدالعلی
- شاہ عماد الدین — سراج الدین
- شاہ جعفر — غلام مصطفیٰ
- شاہ راجی — علی احمد
- شاہ اسماعیل — غلام محمد
- شاہ یعقوب — سیف اللہ
- شاہ طیب — امام بخش
- شاہ زبدۃ العارفین — اسد علی
- شاہ ابوالقاسم — اشرف علی فاروقی
- شاہ عبدالکریم — (یوپی)
- شاہ عبدالرحیم
- شاہ، شاہ محمد
- شاہ ابراہیم
- شاہ نعمت اللہ
- شاہ نجیب اللہ
- شاہ قاضی لیاقت حسین
- شاہ ولایت حسین
- شاہ محسن
- شاہ عبدالرشید
- شاہ محمد احسن
- شاہ محمد محسن
- رشید اختر
- (منیر، بہار)
- (بزم صوفیہ صفحہ ۹۲)

اولاد شیخ برہان الدین
(شجرہ صفحہ ۴۸۷)

- شیخ احمد — صدر جہاں
- محمد — قاضی عنایت اللہ
- سلیمان — قاضی سلام اللہ
- یوسف — قاضی احمد اللہ
- اسماعیل — قاضی رحمت اللہ
- ابوالفتح — قاضی اسد علی
- محمود — عبدالرؤف
- عبدالعزیز — (عظیم آباد، بہار)
- وحید الدین
- نور الدین
- ابوسعید
- سلیمان
- مخدوم شہاب الدین
- حافظ علم الدین
- مخدوم موسیٰ
- شرف الدین
- عبدالوہاب
- میاں قبول احمد واعظ
- خواجہ حافظ
- میاں صلاح الدین
- میاں عبدالوہاب سچل سرمستؒ
- (درازا شریف خیرپور سندھ)

اولاد شیخ عبدالاحد میراں
(شجرہ صفحہ ۴۸۷)

- شیخ نعیم
- شیخ عبدالکریم
- شیخ امان اللہ
- شیخ رحمت اللہ
- شاہ محمد
- شاہ محب الحسنین
- شاہ منعم پاکبازؒ
- (پچھنہ، بہار)

مشائخ فاروقی مونگیر

شیخ عنایت حسین (پکھٹول)

- شاہد
- محمد رافق
  - حکیم واثق
    - محمد
    - احمد
    - دختر
      - زبیر
      - پروفیسر اویس
  - محمد الیاس
    - حامد حسین (لاولد)
    - معراج الحق (ص)
    - شکور عالم (لاولد)
    - دختر زوجہ حکیم احمد
- ناطق
- حاذق
- عبدالحفیظ
- ہنگر
- دختر زوجہ (سعد...)
  - محسن
  - معین
  - احمد
  - حسین
  - حسن

چودھری فقیر بخش (احمد گنج، سانحہ) بڑی بلیا سے منتقل ہوکر سانحہ میں آباد ہوئے

- عبدالمجید
  - دختر زوجہ سید ہارون
  - مولانا ابوالبشر
  - قمر النسا جمعہ
  - عبدالودود
- دختر (والدہ عثمان)
- حافظ عبدالحمید
  - محمود
  - عبدالقادر
- اشرف
- شرف
- دختر زوجہ محمد رافق (پکھٹول)
- دختر زوجہ سید...
  - سید یحییٰ
  - سید ع...

برادر نسبتی چودھری فقیر بخش

- مولانا عبدالعلیم
- حافظ سلیم
- دختر زوجہ عبدالمجید
- دختر زوجہ عبدالحمید
- دختر حافظ ولی
- دختر زوجہ اشرف

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ

(شجرۂ نسب ص۴۸۷)

حضرت شیخ فرید گنج شکرؒ کے والد شہاب الدین غوری کے زمانہ میں کابل سے لاہور آئے پھر ...میں مستقل سکونت پذیر ہوگئے اسی مقام پر بابا فرید تولّد ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام قرسم خاتون ...وجیہہ الدین تھا۔ آپ کی تعلیم ملتان میں ہوئی۔ فقہ "نافع" منہاج الدین ترمذی سے پڑھی۔ اٹھارہ سال ...میں حضرت بختیار کاکی سے بیعت ہوئے۔ مزید روحانی فیض کے لیے سیاحت کی۔ غزنی بغداد، سیوستان ...شاں میں علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ بغداد میں شیخ شہاب الدین سہروردی سے شرف ملاقات ...ہوا۔ بخارا میں شیخ سیف الدین باخرزی سے ملے۔ غزنی میں امام حدادی سے ملے۔ سیوستان ...اوحد الدین کرمانی سے ملے۔ بدخشاں میں ذوالنون مصری سے ملے۔ سیاست سے واپسی کے ...جہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت بختیار کاکیؒ دونوں نے خرقہ خلافت عطا کیا۔ آپ نے حسب ...دھن کو اپنا مستقر بنایا۔ آپ کی طبیعت میں نرم، عجز و انکساری کوٹ کوٹ کے بھری تھی۔ آپ ...خاں کی دختر بی بی ہزیرہ سے عقد کیا جن کے بطن سے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں ...بابا فرید شکر گنجؒ ۹۳ سال کی عمر میں ۶۸۶ھ میں وفات پاگئے۔ آپ کی سن ولادت ۵۸۴ھ تھا۔

...ات وملفوظات: راحت القلوب، سیر الاولیا۔

...: نظام الدین اولیاء، علاء الدین علی صابر، شیخ جمال قطب (ہانسی)، شیخ ذکریا سندھی، مولانا علی بہاری

...ے: مخدوم شیخ محمد صالح مخدوم فرید گنج شکرؒ کی اولاد ہیں اور سہسرام صوبہ بہار میں مدفون ہیں ...ن کی اولاد بھی اسی جگہ آباد ہیں۔

۱؎ بزم صوفیہ ص۱۲۲، ۲؎ کنز الانساب ص۶۷،
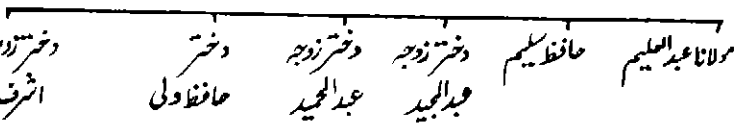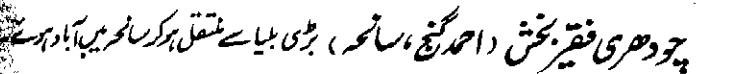
پیرِ طریقت شیخ حسام الدین کڑا مانکپوری، الہ آباد یو۔پی

(شجرۂ نسب صفحہ)

شیخ حسام الدین مانکپوریؒ کے مورثِ اعلیٰ مولانا محمد اسمٰعیل قریشی ملک یمن سے ترکِ وطن کر کے بادشاہ التتش (۱۲۱۱ء تا ۱۲۳۶ء) کے عہد میں ہند تشریف لائے۔ بادشاہ نے ۶۰ بیگھہ اراضی خانقاہ کے لیے عطا کی جہاں وہ سکونت پذیر ہوئے۔

شیخ حسام الدین کے والد خواجہ خضر دانشمند ایک عالم اور فقیہہ تھے۔ آپ کے دادا شیخ ... الدین عالم اور متقی اور صاحبِ طریقت بزرگ تھے آپ شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے خلیفہ شیخ ... سے بیعت تھے۔ وہ ہمیشہ نماز عشاء کے بعد ۱۴ بار سورہ یٰسین شریف ختم فرماتے۔ ان کا ذریعہ معاش ... پاک کی کتابت تھی۔ آپ کی تصنیف ملفوظات تھی جو غیر مطبوعہ تھی۔ دوسری کتاب کا نام انیس ال... تھا۔ ان کے خلیفہ شیخ شہاب الدین مانکپوری تھے۔ آپ کے بڑے فرزند کا نام شیخ فیض اللہ قا... شاہ تھا اور دوسرے فرزند شیخ احمد تھے جن کو آپ شیخ بڈھا، نوردیدہ اور دیدۂ نور کہتے تھے ... نے شیخ نعمت اللہ (شیخ نتھو) شیخ اکمل، شیخ راجا اور شیخ اخوند عالم کو خطوط بھیجے تھے جو حضرت نور قطب عالم کے نواسے تھے۔

شیخ حسام الدین نے ۸۸۲ھ مطابق ۱۴۷۷ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار کڑا مانکپور ال... میں مرجع خاص و عالم ہے۔ شیخ صاحب کے تقریباً ۲۰ خلفاء تھے۔

(۱) سید مسعود بن سید ظہیر الدین فتحپوری شیخ سیدن کے نام سے مشہور ہوئے۔ (۲) سید حامد شاہ مانکپوریؒ (۳) سید محمد امیر بڈھاؒ جن کا لقب سید صوفی ہے۔ (۴) مولانا کمال الدین عز اللہؒ (۵) مولانا شیخ ... ابوالقاسم ملتانیؒ (۶) شیخ نصیر الدین بن شبیر اللہ (۷) مولانا فرید الدین سالار (۸) شیخ احمد تنوجی (۹) ... اودھی (۱۰) مولانا منہاج الدین بن یوسف بن داؤد کردیؒ (۱۱) مولانا جمال الدین حسن فخر (۱۲) شیخ منیا... یوسف بن داؤد کردیؒ (۱۳) مولانا سو محمد کردی (۱۴) مولانا علاء الدین کردی (۱۵) شیخ تاج شہاب ... ملقب بہ ارزانی شاہ۔

مخدوم شیخ حسام الدین مانکپوریؒ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند کلاں شیخ فیض اللہ قاضی شاہ سجادہ نشین ...

ؔ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۲۱۱،

شیخ سلیم چشتیؒ

(شجرۂ نسب صفحہ ۴۸۸)

شیخ سلیم چشتی حضرت فرید گنج شکر کی اولاد تھے۔ ان کی ولادت ۸۸۴ھ مطابق ۱۴۷۹ء میں ہوئی اور وفات ۹۷۹ھ مطابق ۱۵۷۱ء میں ہوئی۔ شیخ سلیم چشتیؒ دہلی میں تولد ہوئے۔ فتح پور سیکری سے باہر ہند آئے اور علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ ۹۶۲ھ میں مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کی۔ عرب و عجم کے شہروں کی سیاحت کی اور وہاں کے مشائخ اور باکمال لوگوں کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے اور بڑے بڑے امور سرانجام دیئے۔ برصغیر واپس آکر شیخ ابراہیم چشتیؒ سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ فتح پور سیکری کی ایک پہاڑی پر گوشہ نشیں ہو کر طویل عرصہ تک عبادتِ الٰہی میں معروف رہے طلبگاروں اور مریدوں کو ریاضت و مجاہدہ کی تلقین فرماتے تھے۔ امراء و سلاطین آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ جن میں شہنشاہ اکبر اور شیر شاہ سوری کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ بادشاہ اکبر کو آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ اس کو کوئی اولاد نہ تھی چنانچہ آپ سے دعا کی درخواست کی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی دعا سے اکبر کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا آپ نے خود اس لڑکے کا نام اپنے نام پر سلیم رکھا۔ یہی شہزادہ سلیم اکبر کے بعد جہانگیر کے لقب سے سریر آرائے سلطنت ہوا۔ آپ کا وصال فتح پور سیکری ہی میں ہوا۔ وفات سے پہلے آپ نے ایک روضہ کی بنیاد ڈالی تھی اسی میں مدفون ہوئے۔ بادشاہ وقت نے اس روضے کی اور اس سے ملحق مسجد کی نہایت خوبصورت تعمیر کی۔

شیخ سلیم چشتیؒ فاروقی النسل تھے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے فرزند شیخ بدر الدین سجادہ نشیں ہوئے۔ شیخ بدر الدین کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ قطب الدین سجادہ ہوئے۔

ؔ تذکرہ مشائخ کرام

حضرت میاں میر لاہوریؒ

(شجرۂ نسب صہ)

ولادت ۹۳۸ھ مطابق ۱۵۳۱ء وصال ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۵ء سندھ کے قدیم شہر سیہون میں پیدا ہوئے۔ آپ قاضیوں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل لاہور میں کی پھر حضرت خضر سیہوستانی کے مرید ہوگئے جو سیہون سے کچھ دور ایک پہاڑی پر سکونت رکھتے تھے آپ پچیس برس کی عمر میں پھر لاہور تشریف لائے۔ ریاضت و عبادت اور تلقین و ہدایت شروع کی۔ آپ کی پوری زندگی سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی۔ آپ سراپا خلق تھے۔ رسول اکرمؐ کے ارشادات و احکامات کے خلاف کبھی کوئی کام نہ کرتے تھے۔ آپ کی زندگی ایک نمونہ تھی بوریا گھر کا فرش تھا۔ عام لوگوں کے علاوہ دربار شاہی میں بھی بڑا احترام کیا جاتا تھا۔ جہانگیر بادشاہ آپ کا بڑا عقیدت مند تھا۔ شاہجہاں بھی دوبار خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو نصیحت کی کہ عادل بادشاہ رعیت و مملکت کی خبر گری کرتے ہیں۔ دارا شکوہ نے اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء میں آپ کے اور آپ کے خلفاء کے حالات درج کئے ہیں۔ آپ کا مزار لاہور میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ

ولادت ۱۰۳۹ھ مطابق ۱۶۲۹ء وصال ۱۱۰۲ھ مطابق ۱۶۹۰ء آپ شورکوٹ پنجاب میں پیدا ہوئے۔ اس زمانے میں بادشاہ مبارک شاہ حکمران تھا۔ تعلیم و تربیت والد ماجد شیخ بایزید محمد کی نگرانی میں ہوئی۔ سلطان باہوؒ نے کسی بھی قسم کا کتابی علم مدرسہ سے حاصل نہیں کیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ان کے سینے میں روحانی علم کا ایک سمندر موجزن تھا۔ فقر و تصوف اور معرفت پر آپ کے ملفوظات کا ذخیرہ ایک بیش قیمت خزانہ ہے۔ دہلی میں سید عبدالرحمٰن قادری سے بیعت ہوئے۔ دہلی سے شورکوٹ آئے اور یہاں تلقین و ارشادات کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ تقریباً تیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ شعر و شاعری سے خاصا لگاؤ تھا۔ آپ کا مزار شورکوٹ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

(شجرۂ نسب صہ)

ولادت ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۲ء وصال ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۲ء شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے آباواجداد بخارا کے رہنے والے تھے۔ آپ دہلی میں شیر شاہ سوری کے عہد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ شیخ نے صرف تین ماہ میں کلام پاک حفظ کر لیا۔ ایک ماہ میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا۔ والد ماجد سے عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۸ سال کی عمر میں آپ جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر چکے تھے۔ اس دوران آپ نے ماوراء النہر کے علماء سے اکتساب علم کیا۔ والد نے شیخ کے قلب میں ایسی روح پھونک دی تھی جو ساری عمر آپ کے قلب و جگر کو گرماتی رہی آپ علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی بھی حاصل کرتے رہے۔ ۳۸ برس کی عمر میں آپ حجاز مقدس تشریف لے گئے وہاں بخاری اور مسلم کا درس لیا پھر شیخ عبدالوہاب متقی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور بیعت ہو کر اجازت حاصل کی مرشد ہی کے حکم پر برصغیر واپس آئے اور شہنشاہ اکبر کے دور میں لادینی افکار کے تدارک کے لیے دہلی میں ایک دارالعلوم کی بنیاد ڈالی اور تمام عمر قرآن و حدیث کے درس و تدریس میں گزار دی۔ آپ نے علم حدیث کی بڑی خدمت کی اور اسے فروغ دینے میں نمایاں کردار انجام دیا۔ اس کے علاوہ سیرت النبیؐ پر بھی متعدد لاجواب کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے سلاسل قادریہ کے ایک بزرگ سے ۹۸۵ھ میں وابستگی اختیار کی جنہوں نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ سے بھی بیعت کی۔ آپ کا مزار دہلی میں مرجع خلائق ہے۔ "اخبار الاخیار" آپ کی مشہور و معروف تصنیف ہے جسے قبولیت عام حاصل ہوئی۔

شجرہ اولاد شیخ عبدالحق مُحدّث دہلویؒ

- شیخ نورالحق
  - شیخ نوراللہ
    - سیف اللہ — صبغت اللہ — کمال الدین — غلام حسن — خیرات علی — برکت علی
    - علیم اللہ — ابوالحیات — خیراللہ — میاں احسان — محمد امان
    - محب اللہ
      - حافظ فخرالدین — شیخ الاسلام محمد — مولوی سلام اللہ
      - نورالحق ثانی
        - محب اللہ — نظام الدین — اکرام الدین — احسان الحق
        - سعادت اللہ — نورالحق عرف حافظ محمدی — احمد الحق
    - جاراللہ — سعدالدین
- شیخ علی محمد
  - ابوالمفاخر
    - محمد مراد — محمد قاسم — غلام محمد
    - محمد جواد — سیف الحق — ظہورالحق — عظیم الحق
      - متین الحق — عرفان الحق — منظورالحق — صحیف الحق — مجیب الحق حقی (رائے اور رائے حجاپی آر)
      - قیام الحق
    - ابوالمواہب — فیض الحق — معین الحق
- شیخ محمد ہاشم — محمد عاصم — محمد محتشم — محمد معتصم

- شیخ نورالاسلام — محمود الحق
- محمد سالم
  - عبدالسلام
  - ولی اللہ

تاریخ ولادت شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی ماہ محرم سنہ ۹۵۸ھ مطابق سنہ ۱۵۵۱ء
تاریخ وصال :- ۲۱ ربیع الاوّل سنہ ۱۰۵۲ھ

[حض]رت امام ربّانی قطب ثانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

(شجرۂ نسب [1])

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کا شجرہ نسب ۲۸ واسطوں سے فاروق اعظم سے ملتا [ہے۔] ان کے والد شیخ عبدالاحد اپنے عہد کے سب سے بڑے عالم دین تھے۔ جن کا وصال سنہ ۱۰۰۷ھ میں ہوا [سلسلۂ] چشتیہ میں عبدالقدوس گنگوہیؒ اور قادریہ میں شاہ کمال کیتھلی سے فیض یافتہ تھے۔ آبا و اجداد کا [وطن کا]بل تھا۔ عبدالاحد کے مورث اعلیٰ شیخ شہاب الدین جلیل القدر امراء و فضلاء میں تھے۔ شیخ احمد [سرہند]یؒ شیخ عبدالاحد کے چوتھے فرزند تھے۔ ولادت سے قبل والد نے خواب دیکھا اور شاہ کمال کیتھلی [نے ب]یان کیا ان ہی کی تعبیر مجدد الف ثانی تھے۔ ولادت ۱۴ شوال سنہ ۹۷۱ھ بروز جمعہ سرہند میں نصف [شب] ہوئی۔ آپ کی پیدائش پر شاہ کیتھلی تشریف لائے اور اپنی انگشت مبارک حضرت کے منہ میں [ڈالی] اور فرمایا یہ بچہ تجدید دین کرے گا۔ سترہ سال کی عمر میں جامع کمالات ظاہری و باطنی بن کر درس [و تدر]یس میں معروف ہوئے۔ والد سے بیعت کی اور خرقہ شاہ سکندر نبیرہ شاہ کمال کیتھلی سے حاصل کی۔ [...] امانت غوث اعظم سرکار کا بغداد شریف سے حکم کے مطابق عطا ہوا حج سے فیضیاب ہونے کے بعد حضرت [خواجہ باقی با]للہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ کے چہرہ پر ملاحت کے ساتھ رعب و دبدبہ تھا۔ پابندِ شریعت [...] بدعات سے بے حد نفرت تھی۔ کثرت عبادت شعار تھا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے جامع پیکر تھے۔ [۲۸] صفر سنہ ۱۰۳۴ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ نماز جنازہ خواجہ محمد سعید الخازنؒ نے پڑھائی اور [سر]ہند میں مدفون ہوئے۔

شیخ احمد سرہندیؒ کے پیرو مرشد خواجہ باقی باللہ دہلوی کے آبا و اجداد میں قاضی عبدالسلام خلجی [سمر]قندی کا ذکر ملتا ہے۔ کابل میں سکونت تھی۔ سنہ ۹۷۱ھ میں کابل میں پیدا ہوئے۔ اصلی نام رضی احمد بن عبدالسلام تھا۔ تعلیم مولانا صادق حلوانی سے حاصل کی ان کے ساتھ ماوراء النہر گئے۔ سنہ ۹۹۹ھ میں کشمیر میں

[1] ماہنامہ نورالاسلام مجدد الف ثانی نمبر جلد اوّل ص۲۰ تا ۳۰ از میاں جمیل احمد شرقپوری۔
[2] چھ نام درج ہونے سے رہ گئے۔ ص۸۸ سیارہ ڈائجسٹ اولیائے کرام نمبر جلد دوم ص۲۵ تا ۴۷۔

وارد ہوئے۔حضرت خواجہ امکنگیؒ سے بیعت کی۔

سراپا قد متوسط، چہرہ پرنور باوجاہت، رنگ گندمی مائل بہ سفیدی، پیشانی کشادہ ڈاڑھی گھنی اور آنکھیں بڑی بڑی، صورت انوار ولائت سے تاباں، حسن و ملاحت کے ساتھ آثار رعب نمایاں جو کوئی آپ کی زیارت کرتا بے اختیار یہی کہتا" فتبارک اللہ و احسن الخالقین "،

نظام الاوقات نصب شب تہجد کے لیے بیدار ہوتے اور نماز فجر تک توبہ و استغفار و دعا اور مراقبہ کا سلسلہ جاری رہتا۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد اشراق تک مراقبہ میں مشغول رہتے چاشت تک جاری رہتا۔ چاشت کی نماز کے بعد دسترخوان پر تمام فقرا اور حاضرین کے ساتھ کھانا تناول فرماتے پھر قیلولہ فرماتے۔ زوال کے بعد نماز ظہر تک متوسلین حاضر ہوتے جو نماز عصر تک جاری رہتا۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ نماز مغرب کے بعد عشا کی نماز تک رہتا۔ سفر میں بھی ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش فرماتے۔ نظام الاوقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عارف باللہ زندگی کا ایک لمحہ یاد الٰہی میں صرف کرتے ہیں اور حقوق العباد بھی ادا کرتے ہیں۔ انہیں اوقات میں اہل و عیال کی دیکھ بھال اور تمام دنیوی معاملات بھی شامل ہیں۔

تصانیف مکتوبات شریعت، معارف لدنیہ، مبدا و معاد، مکاشفات غیبیہ، شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ، رسالہ تہلیلیہ، رسالہ فی اثبات النبوت رسالہ سلسلۂ حدیث۔

خلفاء شیخ عبدالحمید بنگالی، شیخ نور محمد بہاری، شیخ حامد بہاری، سید باقر سارنگ پوری، محب اللہ مانکپوری، شیخ سلیم بنوری، شیخ آدم بنوری، مولانا بدرالدین سرہندی، بابا حسن ابدالی، ملی طہری، شافعی مکی، شیخ احمد استنبولی حنفی، فقیر عثمانی، عینی شافعی، سید مبارک شاہ بخاری، سید علیؒ شیخ طاہر بندگی لاہوری، مولانا امان اللہ لاہوری وغیرہم۔

اولاد

حضرت امام ربانی کے سات فرزند اور تین دختر تھیں۔

(۱) خواجہ محمد صادق (۲) خواجہ محمد سعید (۳) خواجہ محمد معصوم (۴) خواجہ محمد فرخ (۵) خواجہ محمد عیسیٰ (۶) خواجہ محمد اشرف (۷) خواجہ محمد یحییٰ۔

---

[1] مجدد الف ثانیؒ ص۱۶،

کلام مجدد الف ثانیؒ

ہر روز باشی صائماً ہر لیل باشی قائماً
در ذکر باشی دائماً مشغول شو در ذکر ہو

گر عیش خواہی جاوداں عزت بخواہی در جہاں
ایں ذکر ہو، ہر آں بخواں مشغول شو در ذکر ہو

سودے ندارد خفتنت ناچار باید رفتنت
در گور تنہا ماندنت مشغول شو در ذکر ہو

ہو ہو بذکرش ساز کن نام خدا آواز کن
قفل ز سینہ باز کن مشغول شو در ذکر ہو

علم بخوانی با عمل فردا نہ باشی تا خجل
در پیش قادر لم یزل مشغول شو در ذکر ہو

ہر دم خدا را یاد کن دلہائے غمگیں شاد کن
بلبل صفت فریاد کن مشغول شو در ذکر ہو

مسکین احمد مرد شو جملہ عالم فرد شو
در راہ حق چوں گرد شو مشغول شو در ذکر ہو

حضرت منعم پاکبازؒ

(شجرۂ نسب صفحہ ۴۸۹)

شاہ منعم[1] پاکؒ بن شاہ امان بن شاہ عبدالکریم بہار کے مشہور شیخ گذرے ہیں اصل وطن قصبہ بلوری، بہار ہے۔ آپ شعبان ۱۰۸۲ھ مطابق ۱۶۷۱ء میں مونگیر کے موضع ... ہوئے۔ آپ کی پرورش آپ کی والدہ ماجدہ اور آپ کے دادا شاہ عبدالکریم نے کی۔ ... میں جب آپ کی عمر شریف چار سال کی تھی کہ آپ کے والد ماجد شاہ امان کا انتقال ہوا ... قصبہ باڑھ، پٹنہ پہنچ کر مخدوم شاہ خلیل بن دیوان شاہ جعفر بن قطبی قادری کے دست ... بیعت کی، آپ نے پورے دس سال اپنے پیر و مرشد کی خدمتِ اقدس میں گذار ... خرقہ، خلافت و اجازت سے نوازے گئے۔ ۱۱۱۲ھ میں ۳۰ سال کی عمر میں تحصیل علم کے ... وارد ہوئے اور مدرسہ جامع مسجد دہلی سے تکمیلِ علم کیا۔ تحصیل علم کے بعد اسی مدرسہ ... مدرس کے فرائض انجام دیئے۔ اسی دوران آپ نے رسالے مکاشفاتِ منعمی، الہاماتِ منعمی مشاہداتِ منعمی تصنیف کئے۔ دہلی مدرسہ میں کامل گیارہ سالوں تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۱۲۴ھ میں شاہ فرہادؒ کے حضور حاضر ہوئے اور ان کے خلیفہ شاہ اسداللہؒ سے خلافت حاصل کی۔ ۱۱۳۵ھ میں شاہ فرہادؒ کا وصال ہوا تو شاہ اسداللہ ان کے خلیفہ مجاز بنائے گئے ۱۱۳۷ھ میں ان کا انتقال ہوا تو مریدین و مشائخ نے حضرت منعم پاک کو خلافت پر مامور کیا ... طرح آپ خانقاہ فرہادیہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۵۵ سال کی تھی ۲۵ سال تک دہلی میں فیضِ عام رہا۔ آپ اشارۂ غیبی پاکر ۱۱۶۲ھ میں عظیم آباد کا رخ کیا۔ مسجد ملا محلہ بخشی میں قیام فرمایا اور مخدوم بہاری کے مزار پر چلہ کش ہوئے پھر واپس پٹنہ آئے۔ کچھ دن کے بعد دل برداشتہ ہوکر پٹنہ چھوڑنے کا قصد کیا اور روانگی کی تیاری مکمل تھی لیکن معتقدین نے ... پر اصرار کیا اور جب قوال حضرت سعدیؒ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا ؎

اے تماشہ گاہِ عالم روئے تو ۔۔۔ تو کجا بہرِ تماشہ می زدی

یہ بہت متاثر ہوئے اور پٹنہ میں مستقل قیام پذیر ہونا منظور فرما لیا۔

---

[1] نزہت الخواطر جلد ۶ صفحہ ۳۷۵ بہار میں ابوالعلائی فیضان صفحہ ۱۲ تا ۲۵

منعم سلاسل طریقت میں اویسیہ، قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ سلاسل طریقت شاہ فرہاد کے ... حاصل ہوئے تھے۔ ۱۰۳ سال کی عمر میں ۱۱۸۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مسجد میر بدیع الدین ... محلہ بخشی ضلع پٹنہ میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

خلفاء | شاہ حسن رضا آپ کے پہلے خلیفہ ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں شاہ منیری بہاری، صوفی دائم شاہ قطب الدین عرف شاہ بساون، شاہ اہل اللہ، مخدوم شاہ حسن علی، خواجہ رکن الدین عشق ... حسین منعمی داناپوری بہت مشہور ہوئے۔ شاہ حسن رضا کے بعد خانقاہ رائے پورہ فتوحہ منتقل ... جہاں شاہ منیری سجادہ رہے۔ بعدازاں چشتی پور بہار میں ان کا فیضِ عام جاری رہا۔ صوفی دائم ڈھاکہ عظیم پورہ میں سکونت پذیر ہوکر مدفون ہوئے۔ شاہ بساون اپنے وطن کورچی پٹنہ ... قیام فرمایا۔ شاہ اہل اللہ کا فیض ان کے اپنے وطن پیر بیگھہ متصل چاکند ضلع گیا، بہار میں جاری ... مخدوم شاہ حسن علی خانقاہ محلہ خواجہ کلاں گھاٹ، پٹنہ میں رہے۔ ان کے خلفاء میں مخدوم شاہ ... اصفی پوری نو آبادی اسلام پور پٹنہ کے ذریعہ شاہ ولایت علی منعمی تک ابوالعلائی فیضان پہنچا اور ... شاہ امین الدین سجادہ نشین مستفیض ہوئے۔ شاہ حسن علی کے خلفاء میں عبدالمغنی اور عبدالغنی بہت ... مشہور ہیں۔ شاہ حسن علی کے محبوب ترین خلیفہ شاہ فرقت اللہ (حسن دوست کریم چک) چھپرہ تھے۔ ... شاہ سید سلطان احمد داناپوری بھی شاہ حسن علی کے خلیفہ تھے۔ شاہ عطا حسین بن شاہ سلطان احمد ... داناپوری بھی ان کے خلیفہ ہوئے۔ اس کے علاوہ شاہ عماد الدین حسین وطن قریہ چک مجاہد مظفرپور بھی شاہ حسن کے خلیفہ مجاز تھے۔

حضرت خواجہ رکن الدین عشق

خواجہ عشق شاہ فرہاد دہلوی کے دوسرے خلیفہ مولانا شاہ برہان الدین خدانما کے مرید و خلیفہ تھے۔ عشق کی ولادت ۱۱۳۷ھ میں ہوئی اور وفات ۱۲۰۳ھ میں ہوئی۔ خواجہ عشق نے خواجہ منعم پاک سے خلافت حاصل کی ان کا مزار محلہ بخشی گھاٹ تکیہ عشق عظیم آباد میں ہے۔ ایک دیوان بنام یادگار عشق شائع ہوچکا ہے۔

خلفاء | سید شاہ ابوالبرکات (ولادت ۱۱۵۹ھ وفات ۱۲۵۵ھ) ان کے خلیفہ سید شاہ قمرالدین حسین (ولادت ۱۲۰۳ھ وفات ۱۲۵۵ھ) سید شاہ غلام حسین منعمی داناپوری (ولادت ۱۱۶۸ھ وفات ۱۲۵۴ھ) سید شاہ غلام حسین منعمی خاندانی پیر تھے شاہ منعم پاکؒ سے خلافت حاصل کی۔

۶۹ رسال تک فیضِ عام جاری رہا۔ آپ کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے فیض نہیں پہنچا جن کو اپ
نانا مخدوم شاہ مبارک سرود آبادی پٹنہ سے بیعت حاصل تھی۔

خلفاء سید شاہ فرید الدین احمد۔ سید شاہ وحید الدین احمد۔ حکیم سید شاہ مراد علی۔ سید شا
فدا حسین۔ سید شاہ کاظم حسین اور سید شاہ عطا حسین وغیرہ۔

خلیفہ سلاسل طریقت ابوالعلائیہ ومنعمیہ

عطا حسین آپ کی ولادت عظیم آباد میں ۲۲ر رمضان ۱۲۳۲ھ کو ہوئی۔ آپ کے نانا کا
گرامی سید شاہ شمس الدین حسین منعمی تھا اور دادا سید شاہ غلام حسین منعمی دانا پوری تھے اور دونوں
ی برادر تھے۔ سید شاہ شمس الدین حسین کا عقد سید شاہ عبدالمنان قادری کی دختر نیک اختر سے
تھا۔ شاہ عبدالمنان قادری محلہ مغلپورہ، پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں اپنے دادا
شاہ غلام حسین منعمی سے چشتیہ خضریہ منعمیہ سلاسل طریقت میں بیعت کی اور حسبِ ہدایت دادا
رم اپنے ماموں سید شاہ قمرالدین حسین سے ابوالعلائیہ سلسلہ طریقت کا فیض حاصل کیا۔ یہ فیض شاہ
رالدین کو شاہ ابوالبرکات سے ملا تھا جو خواجہ رکن الدین عشق کے مرید تھے۔ خواجہ رکن الدین عشق
شاہ برہان الدین خدا نما کے مُرید و خلیفہ تھے۔ اور مخدوم منعم پاک کے صحبت یافتہ تھے۔ شاہ قمر کو یہ
سلسلہ حسن دوست کریم چک مرید شاہ حسن علی سے ملا۔ شاہ عطا حسین کی تعلیم و تربیت شاہ قمرالدین
سین کی صحبت میں ہوئی اور اجازت و خلافت بھی ملی۔ شاہ عطا حسین کو ابتدائی تعلیم نانا سے
ور خلافتِ قادریہ دادا سے ملی۔ درود کا سلسلۂ طریقت نانا بزرگوار کے توسط سے سید حسن رسولنما
دہلوی سے ملا۔ ۱۲۶۰ھ میں پاپیادہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ راہ میں مخدوم بدیع الدین قطب
مدار مکن پوری، ابوالعلا اکبرآبادی، حضرت نظام الدین اولیاء، مولانا فخرالدین فخر دہلوی،
حضرت بختیار کاکیؒ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے فیض حاصل کیا۔ مدینہ میں حاضری دی
اور عبدالرزاق کے لقب سے نوازے گئے۔ حضرت اویس قرنیؓ سے روبرو ملاقات ہوئی۔ ۱۲۶۵ھ
میں خواجہ غریب نواز کی ایما پر ضلع گیا میں قیام کیا۔ آپ بہت ہی منکسر المزاج، خوش طبع، خوش خلق،
شیریں کلام اور دلآویز شخصیت کے مالک تھے۔

تصنیفات آپ کی تصنیفات ۳۰ کے قریب ہیں۔ رسائل بزبانِ فارسی۔ کنزالانساب،
کیف العارفین، نسبت العاشقین۔ دقیقۃ السالکین، حقیقۃ العارفین۔ اقوال المنعمیہ۔ کلیات الواصلین،
اسرار قمریہ، معمولاتِ اشرف، حقیقۃ الصلوٰۃ، نکاتِ لطافت

اردو رسالے دوازدہ مجلس رسولِ کریم، تذکرہ حضرت فاطمہؓ، مولود نبیِ کریم منظوم، بہارِ منظوم، تذکرہ صدیقہؓ، تذکرہ فاروقیہ، تذکرہ عثمانیہ، مولودِ علی، تذکرہ الشادمین، تذکرہ امام، مولودِ حسنؓ، مولودِ قادریہ، شہودِ چشتیہ، انوارِ قطبیہ، لمعاتِ فرید، فیض نظامیہ، اسرار نقشبندیہ، مثنوی سرِ حق، سر گنجینۂ اولیاء، منظوم فسانہ، دلپذیر، احوال وواقعاتِ حج،

شاہ عطا حسین کا وصال ۱۷ر شوال ۱۳۱۸ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار خانقاہِ منعمیہ ابوالعلائیہ گیا میں مرجع خلائق ہے۔

شاہ عبدالرحیمؒ (دہلی)

شجرۂ نسب پدری

- شاہ اسمٰعیل شہید (بالاکوٹ)
- شاہ عبدالغنی
- شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
- علامہ عبدالرحیم مرید وخلیفہ سید عبداللہؒ
- شیخ وجیہہ الدین
- شیخ معظم
- شیخ منصور
- شیخ احمد
- شیخ محمود
- قاضی قادن
- قاضی قاسم
- قاضی بڈھا
- شیخ عبدا
- شیخ قطب الدین
- شیخ کمال الدین
- شیخ شمس الدین مفتی

حضرت عمر فاروقؓ کی ستائیسویں پشت میں پیدا ہوئے۔

اسمٰعیل شہید شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے تھے انہیں خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد ہونے کا فخر حاصل تھا۔ شیخ شمس الدین مفتی اس خانوادہ کے مورثِ اعلیٰ تھے۔ وہ پہلی شخصیت تھے جو ہند آکر رہتک میں سکونت پذیر ہوئے۔ شیخ شمس الدین مفتی حضرت عمر فاروقؓ کی ستائیسویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔ ان کی ساتویں پشت میں شیخ محمود پیدا ہوئے جن کی شادی بی بی آفریدہ سے ہوئی جو سونی پت کے اشراف سلاداتِ بارھہ سے تعلق رکھتی تھیں جن کے بطن سے شیخ احمد پیدا ہوئے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دادا کے پردادا تھے۔ پورے خاندان میں شاہ ولی اللہ کے دادا شیخ وجیہہ الدین سے زیادہ پرمغز، عالی دماغ، حوصلہ مند، بردبار اور خوش اخلاق دوسرا نہ تھا امیرانہ شان وشوکت کے باوجود منکسر المزاج تھے۔ شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبدالرحیم کی ولادت ۱۰۵۴ھ میں ہوئی اس وقت ان کے والد عہدِ عالمگیری میں ممتاز فوجی عہدہ پر فائز تھے۔ شاہ عبدالرحیم علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کے لیے خواجہ محمد باقی باللہ کے فرزند خواجہ خردؒ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کی ایما پر سادات بارھہ کے خاندان کے بہت بڑے بزرگ سید عبداللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کرکے ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ فرخ سیر بادشاہ کے دور میں یعنی ۱۱۳۱ھ سفرِ آخرت اختیار کی اور دو فرزند شاہ ولی اللہ اور شاہ اہل اللہ چھوڑے۔

سہ تذکرۂ شہید از محمد خالد یوسف ص۱۰، ۵۷۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(شجرۂ نسب ص۵۵)

ولادت ۱۱۱۴ھ مطابق ۱۷۰۲ء وصال ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء آپ کا شمار برصغیر کے مش
ممتاز علماء و صوفیاء میں ہوتا ہے۔ معقولات اور منقولات کی تکمیل کے بعد سترہ برس کی عمر میں در
میں مشغول ہو گئے۔ اسی سال والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم نے ان کو خلافت و اجازت عطا
آپ کا پورا خاندان زمانۂ قدیم ہی سے علم و فضل میں نہایت نامور شمار کیا جاتا ہے جس میں دینی
دینے والی یکتائے روزگار شخصیتیں پیدا ہوئیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال
آپ دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۴۳ھ میں آپ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین و شریفین سے مش
ہوئے۔ ۱۱۴۵ھ تک وہاں قیام فرمایا اور شیخ وفد اللہ مالکی، شیخ تاج الدین قلعی اور شیخ ابوطا
سے علمی و روحانی استفادہ کیا اور مختلف سلسلوں سے طریقت میں اجازت لی۔ شاہ ولی اللہ نے م
عربیہ و دینیہ میں تفسیر قرآن اور علم حدیث کو اولیت دی اور ان علوم کا احیاء کیا۔ انھوں نے علو
علمی بیداری پیدا کی۔ شاہ صاحب کی متعدد تصنیفات نہائت قدر و منزلت رکھتی ہیں۔ شاہ ولی
کا شمار ان شخصیت میں ہوتا ہے جن پر بین الاقوامی سطح پر تحقیقاتی کام ہوا ہے۔ آپ نے دہلی میں
وفات پائی۔ آپ کا مزار دہلی میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت میاں محمد حافظ عبدالوہاب سچل سرمست رح

(شجرۂ نسب ص۴۸۹)

حضرت شیخ عبدالوہاب سچل سرمست کے دادا خواجہ محمد حافظ (میاں صاحب) شاہ عبداللطیف
سے تقریباً نو برس چھوٹے تھے۔ شاہ عبداللطیف ۱۱۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور میاں صاحب
میں پیدا ہوئے۔ جبکہ سچل سرمست شاہ عبداللطیف کی وفات سے ۱۳ سال قبل ۱۱۵۲ھ میں پیدا
سچل نے ۴۰ برس کی عمر میں اپنے چچا سے میاں عبدالحق سے خرقہ و خلافت پایا اور نوّے
عمر میں ۱۴ رمضان ۱۲۴۲ھ کو وفات پائی۔ آپ نے سندھی، سرائیکی، فارسی اور اردو زبان
شاعری کی ہے اس لیے آپ کو شاعر ہفت زبان کہتے ہیں۔ آپ کا پورا کلام جذب و مستی، سوز و
اور درد و الم کا مرکب ہے۔ سندھ میں آپ کا ثانی پیدا نہ ہو سکا۔

آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہیں۔

ندھی: بیت، کافیاں، دوہے، مرغ نامہ، وحدت نامہ، قُل نامہ، مراثی، جھولنے اور گھڑولیاں

ارسی: دیوانِ آشکار، راز نامہ، وحدت نامہ، عشق نامہ، گداز نامہ، وصلت نامہ، تار نامہ،
درد نامہ، غزل بحرِ طویل۔

ردو: غزلیات اور کافیاں

سچل سرمست رح کا اردو کلام

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس حق کو بھی ہم ادا کر چلے

لے "جنگ" روزنامہ کراچی جمعہ ایڈیشن صفحہ IV

شاہ عبدالعزیزؒ

(شجرۂ نسب ۵۰۴)

شاہ عبدالعزیز شاہ ولی اللہ کے ۵ فرزندوں میں سے ایک تھے۔ آپ ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدا سے ذہین فطین اور سلیم الطبع تھے۔ ۵ سال کی عمر میں قرآن پڑھنا شروع کیا پھر فارسی پڑھی۔ قدرت کی طرف سے ذہن رسا پایا تھا۔ تیرہ سال کی عمر میں آپ نے فقہ، اصول، صرف، نحو، منطق، عقائد، کلام، ہئیت اور ریاضی وغیرہ میں مہارت حاصل کرلی۔ اپنے وقت کے زبردست عالم تھے۔ علوم حدیث اور قرآن کی خدمت جس قدر ہند میں ان کے گھر سے ہوئی کہیں نہیں ہوئی۔ تفسیر و حدیث، منطق و فلسفہ، صرف و نحو، معانی و بیانی اور دیگر علوم میں مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی۔ آپ اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی طرح کثرت سے کتابیں تصنیف نہیں کیں پھر بھی وہ ۱۹ کتابوں کے مصنف تھے۔ شاہ عبدالعزیزؒ، شوال ۱۲۳۹ھ کو وفات پاگئے۔ ان کے حقیقی بھائی شاہ عبدالغنی، ۵ سال کی عمر میں ۱۲۰۳ھ بمطابق ۱۲/۱ ۱۷۸۹ء کو دنیا سے رخصت ہوگئے۔ آپ ہی کے نامور فرزند شاہ اسمٰعیل شہید بالاکوٹ تھے۔
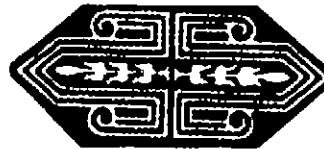
شاہ اسمٰعیل شہید بالاکوٹ

(شجرۂ نسب ۵۰۵)

شاہ اسمٰعیل ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۷۷۹ء کو پیدا ہوئے۔ جب دس سال کے تھے والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ پندرہ سال کی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ ہوگئے۔ دستارِ فضیلت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنے دستِ مبارک سے باندھی۔ آپ کی ذہانت اور طباعی دیکھ کر شاہ عبدالعزیز نے فرمایا تھا کہ خدا کا شکر ہے علم ابھی ہمارے خاندان میں باقی ہے۔ شاہ اسمٰعیل کی شادی ان کے تایا شاہ عبدالقادر کی نواسی بی بی کلثوم سے ہوئی تھی۔ جن کے بطن سے شاہ عمر پیدا ہوئے۔ تحصیل علم کے بعد مسند تدریس پر بیٹھے۔ وہ عابد، زاہد، تہجد گزار اور شب بیدار تھے۔ ساری زندگی قناعت و استغنا میں گزار دی۔ مفتی صدرالدین کے بیان کے مطابق مولوی عمر کو رسول اللہ کی زیارت بہت ہوئی تھی۔

۱۸۲۱ء میں شاہ اسمٰعیل نے سید احمد شہید بریلوی کی معیت میں حج کا قصد فرمایا۔ حج کا قافلہ مختلف جگہوں پر ٹھہرتے ہوئے کل دس ماہ سفر کرنے کے بعد حرم شریف پہنچ گیا۔ حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مولانا اسمٰعیل اپنے رفیقوں کے ساتھ ۱۲ اگست ۱۸۲۳ء کو وطن واپس لوٹے بعد ازاں وہ جہاد کی تیاری میں مصروف ہوگئے۔ پونے دو سال کی انتھک محنت کے بعد مجاہدین کی ایک جماعت تیار کی۔ جن کو ساتھ لے کر صوبہ سرحد کو مرکز بنا کر سکھوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ روانگی کے وقت یہ ۵ یا ۶ سو افراد پر مشتمل تھی۔ یہ قافلہ دس ماہ میں تین ہزار میل کا سفر طے کرکے رائے بریلی سے بندیل کھنڈ، گوالیار، ٹونک، اجمیر، صحرائے مارواڑ، عمر کوٹ، حیدر آباد، شکارپور، کوئٹہ، قندھار، غزنی اور کابل ہوتا ہوا ۱۸۲۶ء میں پشاور پہنچا اس کے بعد ہی جنگ اکوڑہ کا واقعہ پیش آگیا جس میں مجاہد سرخرو ہوئے۔ اس کے بعد جنگ شدو ہوئی جس میں چھ ہزار غازیوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اب شاہ اسمٰعیل کے ساتھ صرف ۲ مجاہد رہ گئے تھے جن کی مدد سے معرکہ ڈمگلہ پیش آیا اور جنگ شنکیاری لڑی گئی۔ جنگ پنجتار میں کامیابی ... افزار ہوکر جب لاہور پہنچا تو سکھوں کی لعن طعن کے سبب وہ مجاہدوں پر دوبارہ حملہ آور

ہوا۔غرض یہ کہ بے شمار معرکے پیش آئے مثلاً تسخیر ہنڈ، جنگ زیدہ، امب اور عشرہ کے مردان جنگ مایار وغیرہ۔ مقامی باشندوں کی بدعہدی اور غداری سے مجبور ہو کر سید احمد بریلوی کا سفر اختیار کرنا پڑا۔ یہیں وہ دشمنوں کی سازشوں کا شکار ہو کر سب کے سب شہید ہوئے۔ بروز جمعہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو پیش آیا۔

شاہ اسمٰعیل کی تصنیفات

رد الاشراک، تقویۃ الایمان، تذکیر الاخوان، صراط المستقیم، عبقات، اصول فقہ، یک منطق، منصب امامت، ایضاح الحق، تنقید الجواب، تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین، حقیقت، مثنوی سلک نور (اردو)، مثنوی سلک نور (فارسی)، قصیدہ در مدح سید احمد شہید، نعت شریف بے نمازاں۔

محمد ﷺ

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رح

آپ نسباً فاروقی تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب اور سلسلۂ تصوف ابراہیم بن ادھم رح سے ملتا ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی حافظ محمد امین تھا۔ مولانا شیخ محمد محدث تھانوی آپ کے ہم جد تھے۔ اجداد دورِ عالمگیری سے ۱۸۵۷ء تک تھانہ بھون (مظفر نگر) میں قاضی القضاۃ رہے۔ اس آخری کڑی قاضی عنایت علی خاں تھے جو ۱۸۵۷ء کی جنگ شاملی میں شامل تھے۔ حاجی امداد اللہ مطابق ۱۸۱۷ء میں تھانہ بھون میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد حجاز گئے جہاں انہوں نے سلسلہ کو عروج پر پہنچایا۔ آپ میاں جیو نور محمد جھنجھانوی رح (متوفی ۱۲۵۹ھ) کے خلیفہ تھے۔ آپ کے خلفاء و مریدوں کے ہاتھوں دار العلوم دیو بند کی تشکیل ہوئی۔ مولانا رشید احمد گنگوہی رح، مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا یعقوب آپ کے مشہور و معروف خلفاء تھے۔ آپ کی والدہ شیخ علی محمد صدیقی کی بیٹی تھیں۔ قاسم نانوتوی کے خانوادہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی نے آپ کا نام امداد کے بجائے امداد اللہ رکھا۔ دہلی میں مولانا نصیر الدین سے سلاسل نقشبندیہ مجددیہ میں خرقۂ خلافت ملا۔ آپ بشارت غیبی پاکر میاں جیو نور محمد رح سے بیعت ہوئے۔ میاں جیو رح کے والد کا اسم گرامی سید محمد میاں علوی تھا۔ میاں جیو رح سید احمد شہید بریلوی سے بھی بیعت تھے۔

۱۸۵۷ء میں جہاد جنگ شاملی میں شرکت کے سبب آپ کو نقل مکانی کرنی پڑی۔ ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۵۹ء میں ہند سے ہجرت کر کے حرم کعبہ میں پناہ گزیں ہوئے۔ مریدین نے محلہ حارۃ الباب میں ایک مکان خرید کر پیش کیا جہاں آپ متمکن ہوئے۔ آپ ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۹ء میں وفات پاگئے۔ آپ بارہ رسائل کے مصنف تھے۔ آپ کے خلفاء میں شیخ الہند محمود الحسن اسیر مالٹا، مولانا سید حسین احمد مدنی رح اور پیر مہر علی گولڑہ شریف، مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی رح زیادہ مشہور تھے۔

(بیس بڑے مسلمان صد ۸۱، ۹۷، ۱۰۶)

شیخ الہند مولانا محمود الحسن اسیرِ مالٹا

مولانا محمود الحسن ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۱ء میں بریلی میں تولد ہوئے۔ مولانا کے جدِ امجد ... علی تھے جن کی اولاد میں مولانا ذوالفقار علی صاحب اقبال ہوئے جو مولانا کے والد محترم تھے۔ ... چھ سال کی عمر میں پڑھانے بٹھائے گئے۔ ابتدائی کتابیں مولوی عبداللطیف سے پڑھیں ... اپنے چچا مولانا مہتاب علی سے سیکھی۔ جب مولانا کی عمر ۱۵ سال کی ہوئی تو ۱۲۸۳ھ میں مولانا ... نانوتوی کی سرپرستی میں دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا جہاں مولانا محمود پندرہ روپیہ ماہوار ... پر پہلے مدرس مقرر ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے طالب علم بھی یہی تھے۔ ... مشکوٰۃ و ہدایہ کی کتابیں پڑھیں ۱۲۸۶ھ میں صحاح ستہ مولانا قاسم سے پڑھی ۱۲۸۹ھ میں ... علوم سے فارغ ہوکر دارالعلوم دیوبند میں باضابطہ پڑھانے لگے۔ ۱۲۹۴ھ میں حج بیت اللہ کی سعادت ... حاصل ہوئی۔ وہیں حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور شاہ عبدالغنی ... کی اجازت لی۔ ۱۳۰۵ھ میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس ہوئے اور ۳۲ سال اس عہدے پر ... رہے۔ آخر میں ۴۵ سال تک دارالعلوم کی خدمت کر کے رخصت لی۔ جنگ آزادیٔ ہند کی ... کی اور جدوجہد آزادی کے دوران حجاز میں گرفتار ہوئے۔ اور مالٹا بھیجے گئے اسی لیے اسیرِ مالٹا ... کہلائے۔ رہائی پانے کے بعد عازم ہند ہوئے۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو اس بطلِ جلیل کا انتقال ... ہوگیا۔ دیوبند میں ان کے جنازہ کے نماز میں اتنا بڑا مجمع کبھی نہیں دیکھا گیا تھا دیوبند ہی میں دفن ... ہوئے۔

تصانیف ترجمہ قرآن مجید۔ تراجم ابواب بخاری۔ تقریر ترمذی۔ حاشیہ ابوداؤد شریف۔ ... بر مختصر المعانی۔ ایضاح الادلہ۔ شرح اوثق العریٰ فی تحقیق الجمعہ فی القریٰ۔ جہد المقل فی تنزیہ ...

(بیس بڑے مسلمان ص ۲۲۸، ۲۹۸)

مولانا اشرف علی تھانویؒ

اے قبائے رہنمائے راست بر بالائے تو

علم و حکمت را شرف از گوہر والائے تو

مولانا اشرف علی نسب پدری کی رو سے فاروقی النسب تھے اور نسب مادری کی رو سے علوی ... تھے۔ آپ کے والد شیخ عبدالحق میرٹھ کی ایک ریاست کے مختار کار تھے۔ وہ فارسی میں اعلیٰ ... استعداد کے مالک تھے۔ آپ کے ماموں پیر جاجی امداد علی (متوفی ۱۹۰۱ء) ایک صاحبِ حال و قال ... تھے۔ مولانا کے نانا میر نجابت علی اعلیٰ درجہ کے فارسی داں اور مولانا شاہ نیاز احمد علویؒ بریلوی ... کے خلیفۂ خاص تھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور شیخ جلال تھانیسری مولانا اشرف علی تھانوی کے ... جد تھے۔ آپ ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ کو تولد ہوئے۔ ۱۲ یا ۱۳ سال کی عمر میں ہی صبح خیزی کا ... پڑا۔ حافظ حسین علی دہلوی سے کلام پاک حفظ کیا۔ تھانہ بھون میں مولانا فتح محمد سے عربی ... ابتدائی کتابیں پڑھیں ۱۲۹۵ھ میں ۱۸ برس کی عمر میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ ۵ ... برس میں تعلیم سے فراغت حاصل کرلی۔ مولانا محمد یعقوب مولانا اشرف علی تھانوی کے استاد تھے۔ ... مولانا یعقوب کو حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے شرف بیعت و خلافت حاصل تھا۔ دارالعلوم دیوبند میں ... برس تک درس و تدریس میں مشغول رہے اور کانپور میں "فیض عام" کے نام سے ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔ ... مولانا اشرف علی تھانوی نے مولانا رشید احمد انصاری گنگوہیؒ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ حج بیت اللہ کی سعادت ... کے بعد ۱۳۱۵ھ تک کانپور میں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ پھر تھانہ بھون لوٹ آئے جہاں ان کا [illegible] ... ۵ برس تک معدہ اور جگر کی تکلیف میں مبتلا رہ کر بالآخر ۱۳۶۲ھ میں رختِ سفر باندھا۔ وفات کے وقت عمر شریف ... سال تھی۔ مولانا کی کل تصانیف ۸۰۰ کے قریب ہیں جن میں ترجمان القرآن اور بہشتی زیور سب سے ... زیادہ مشہور ہوئیں۔ مولانا حافظؒ اور مولانا رومیؒ کے اشعار نوکِ زبان تھے۔ آپ کی تصانیف کا بیشتر حصہ ... اصلاحی اور فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ نظم میں مولانا کی ایک تصنیف "مثنوی زیر و بم" بھی بہت مشہور ہوئی۔

(بیس مسلمان ص ۳۰۸، ۳۲۰)

حدیث جنّی کی اجازت

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے سلسلۂ علمی کے موافق اگر علماء یا متعلمین میں سے کوئی ...
پوری کتاب یا کسی خاص حدیث کی اجازت چاہتے تو آپ بلا دریغ عطا فرما دیتے۔ ایک دفعہ حضرت
اشرف علی تھانویؒ نے حضرت رشید احمد گنگوہیؒ سے حدیث الجنّی کی اجازت چاہی تو آپ نے ان
اور ان سب کو جو خواہش رکھتے تھے یا آئندہ رکھیں اجازت دے دی۔ ہم اس حدیث کی سند ...
لیے یہاں نقل کرتے ہیں تاکہ جو کوئی چاہے اس سند کو اجازت سمجھ لے :

وحدثنی شیخی الشاہ احمد سعید المجددی قال حدثنی ابی الشاہ ابوسعید المجددی قال حدثنی شیخ
الشاہ عبدالعزیز دہلوی قال عمی الشاہ اہل اللہ الدہلوی عن القاضی الجنّی المعمر قال سمعت رسول اللہ ص...

مَنْ قُتِلَ فِی غَیْرِ زِیِّہٖ فَدَمُہٗ ...... الخ

وآنچہ قصہ آں منقول دمشہور است شنیدہ باشید ودیگر سلسلات آنچہ منقول ...
اند از آں یا دیگر ند بندہ اجازت استاد بالا جمال است بہیئت کذائیہ اخذ نکردہ بودم۔

__ترجمہ__ شاہ اہل اللہ دہلوی نے دورانِ تلاوتِ قرآن چھوٹا سا سانپ مار دیا۔ ایک آدمی آپ ...
کر کر بادشاہ آپ کو بلاتے ہیں دلی کے ایک زمین دوز دروازہ سے اندر لے گیا۔ دیکھا تو شاہ ...
کا دربار تھا۔ ایک جن نے شاہ صاحب پر اپنے بچے کے قتل کا دعویٰ کیا۔ چھوٹا سانپ اس جن کا ...
اس پر جنوں کے قاضی نے مندرجہ بالا حدیث پڑھی کہ میں نے یہ حدیث خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ ...
سے سنی ہے جس کا مفہوم ہے کہ جو اپنی غیر جنس میں مارا جائے اس کا خون ضائع گیا۔ اس پر شاہ ...
بری کر دیے گئے اور آپ نے اس جن صحابیؓ سے مصافحہ کیا اور واپس آ گئے۔

(بیس بڑے مسلمان صـ۲۲۶)

اولادِ حضرت عثمان غنی رضؓ

شیخ عمر
- عبداللہ الکبیر
- عبدالعزیز
- عبداللہ ثانی
- شہاب عبدالرحمن اکبر
- عبدالعزیز ثانی
- ولید
- خالد
- عبدالعزیز ثالث
- عبدالرحمن گازرونی
- خواجہ شہاب الدین
- عبداللہ جرجانی
- عثمان
- علی
- ابوبکر
- محمد
- اسماعیل
- یعقوب
  - عبداللہ ضیاء الدین
    - حسن
    - عبدالحکیم
    - عبدالرزاق
    - حسن
    - عبداللہ
    - ابوالوفا عثمانی
    - (صـ۵۱۷)
  - خواجہ محمود
    - خواجہ محمد جلال الدین
    - کبیر پانی پتی رح
    - خواجہ شبلی
    - خواجہ عبدالقدوس
    - خواجہ سلیمان چشتی
    - داؤد چشتی
    - اسحاق فردوسی
    - برخوردار فردوسی
    - مخدوم شاہ برہان الدین
    - (دیورہ۔ گیا) (صـ۵۱۷)

عبداللہ
- (صـ۵۱۶)

شیخ عمرو
- ابی نصیر
- شیخ
- شیخ احمد
- شیخ ابی نصیر ثانی
- شیخ امام مسعود زاہد نصر
- شیخ ادہم
- شیخ حسین
- شیخ حسن
- شیخ احمد
- شیخ مسعود
- شیخ محمد
- شیخ محمود
- قاضی بدر الدین عثمانی
- (بلول)
- قاضی میراں
- آخوند شیخ
- شیخ حامد
- قاضی اسماعیل
- قاضی نصیر الدین
- (بدھن)
- (صـ۵۱۷)

(column partly cut off at the gutter)
- ...ثوم
- ...رت علی رح
- ...علی جاجنیری
- ...اعیل
- ...لاح الدین
- ...س الدین
- ...روف
- ...اعیل نجم الدین
- ...الدین
- ...الفضل
- ...شیخ فخرالدین
- ...یٰسین
- ...شیخ نظام الدین
- ...شریف
- (...)

اولاد شیخ عبداللہ بن حضرت عثمان غنیؓ

(شجرہ ۵۱۵)

ادریس
نوح جل ادھاری
یوسف
حاجی سلیمان
زکریا بغدادی
محمود رومی
اسحٰق دانشمند
یعقوب جیلی بغدادی
ابراہیم جیلی
شیخ شعیب قریونی
شیخ ادریس سیلانی
شیخ موسیٰ مجذوب
شیخ حاصل کمال
شیخ قاضی پیر منصور بہاری
شاہ سلیمان
شاہ عبدالعزیز
قاضی بدرالدین
شاہ صدرالدین
شاہ بدرالدین دانشمند
شاہ رگ بدھن
شاہ محمود
شاہ ابو محمد
قاضی شاہ مبارک
شیخ فریدالدین بدھن (سہسرام، بہار)

عبداللہ
ابوالقاسم محمد
ابوالنور علی
عبدالرحیم زین العابدین

محمد ثانی — عمرو — عبدالغنی محمود

محمد ثانی:
زین العابدین
محمود
شرف الدین اعظم
کاشف
قاسم
ہیبت
مونا خان
نوروز خاں
فیروز خاں
فتح خاں
جمال خاں
تاج دین
(صفحہ ۵۱۷)

عبدالغنی محمود:
عبدالستار محمود
عبدالرؤف تاج الدین علی
سلطان عبدالقادر زکریا
سلطان عبدالصمد یحییٰ
سلطان عبدالحمید قاسم
سلطان عبداللطیف عمر
سلطان عبدالرزاق خالد
سلطان عبدالخالق محمود
سلطان عبدالرحیم احمد
شیخ جمال الدین محمد الفرغانی
بی بی راستی پاک دامن زوجہ شیخ صدرالدین
عارف بن بہاء الدین زکریا ملتانیؒ

قاضی نصیرالدین بدھن

(شجرہ ۵۱۵)

...کمال
...میراں
...اسحٰق
...محمد
...یوسف
...رشید محمد
...
...ابوالحسن
...خان
...الحسن
...الحسن
...علاؤالحسن (دمحو)
...زوجہ
...بہادر
...حسن خان
...صدیق
...دج
...سوری

اولاد تاج الدین

(صفحہ ۵۲۶)

شیخ زاہد
// عابد
// طاہر
// صابر
// شاہد
// کمال
// حامد
// راغب
// تائب
// شاکر
// ذاکر
// مظفر غنی
// عبدالغنی
سلطان نصراللہ
// ہیبت اللہ
// ہدایت

سنگار خاں
دریا خاں
مرزا خاں
فتح خاں
کمال الدین علی
شاہ خاں
مرزا خاں ثانی
سلطان مظفر خاں بانی مظفر آباد
(۱۰۶۲ھ/۱۶۵۲ء)

اولاد مخدوم شاہ برہان الدین ولیؒ

شاہ منصور دانشمند

معروف — محی الدین

معروف:
شاہ محمد
ماہ رو
رحمت اللہ
ہدایت اللہ
محب اللہ (صفحہ ۵۱۸)

محی الدین:
غلام شرف الدین
غلام علی
شاہ اعظم
جاراللہ
کمال الدین علی
وارث علی

وارث علی:
ڈپٹی شاہ حسین علی (چاکند پیر بیگھہ) — باقر علی

ڈپٹی شاہ حسین علی:
غنی — تقی — نقی — ذکی
ابوالفخار شاہ زوج سلمیٰ بنت شاہ قیام
(ونشا جہاں آباد دگیا)

سائرہ زوجہ اختر حسین — حسین باندی
صفدر حسین — جمیلہ چاند
زوجہ
صفدر حسین

اولاد ابوالوفا عثمانی

(صفحہ ۵۱۶)

قاضی فضل اللہ شہیر
قاضی شیخ محمد
قاضی محمد علی
قاضی خواجہ عثمان
خواجہ حبیب اللہ علی
مولانا حسن مدرس
عبدالرزاق
مولانا احمد
خواجہ اویس
دیوان لطف اللہ
نصراللہ
احسان اللہ
بقاءاللہ
عنایت اللہ
حیات اللہ
نبی بخش
کرامت حسین
نہال احمد

مولانا فضل الرحمن — لطیف احمد
مولانا شبیر احمد عثمانی (دیوبند) — مولانا ظفر احمد عثمانی (دیوبند)

(تخلیق البیان صـ ۲۴۳ ، غالب کے تلامذہ صـ ۱۳۳ ، عربی النسل مسلمان صـ ۳۰۲)

اولادِ شیخ جاراللہ

شجرۂ نسب (ص۵۱۷)

شیخ عبدالباری (صدر الصدور الہ آباد سکونت قادر آباد مونگیر)

شیخ عبدالماجد (شادی موضع سانحہ مونگیر)

اولادِ قاضی محمد یوسف

(شجرۂ صفحہ ۵۱۷)
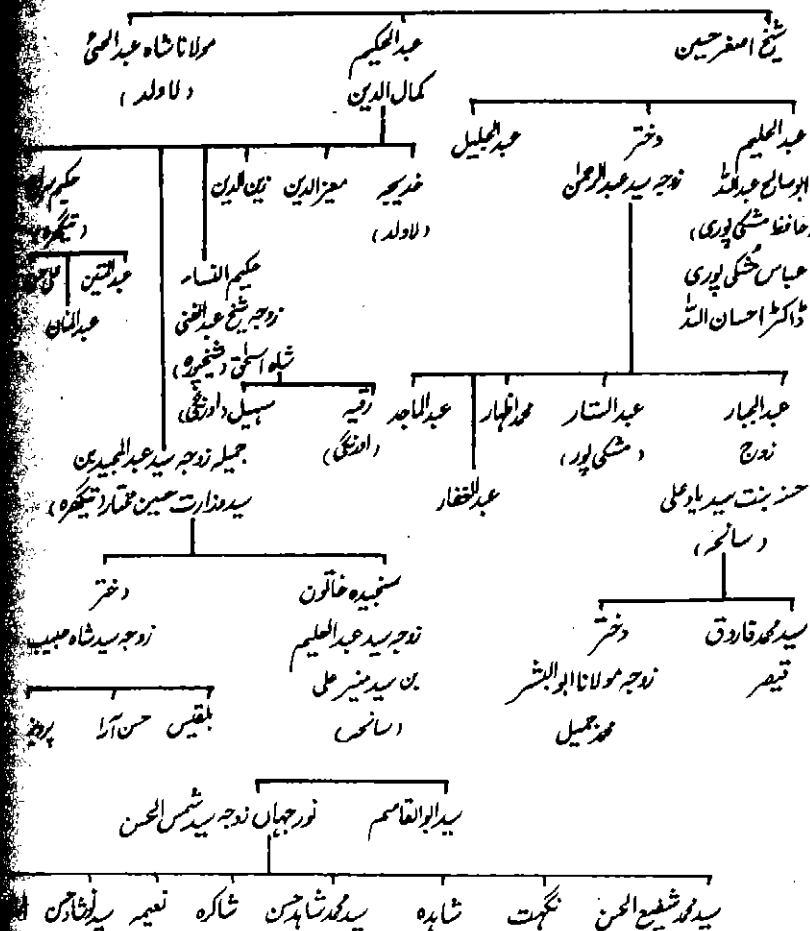
حضرت بندگی شیخ نظام الدین امیٹھوی رح

(شجرۂ نسب ص۵۱۵)

آپ شیخ معروف کی چھٹی پشت میں محرم سنہ ۹ھ بوقتِ سحر بروز دوشنبہ امیٹھی شریف تولد ہوئے۔ امیٹھی شریف مضافات لکھنؤ میں ہے۔ جب سلطان دہلی کو امیٹھی آباد کرنے کا خیال تو اس نے شیخ معروف کو سترکھ سے بلا کر قصبہ امیٹھی میں آباد کیا اور عہدہ قضا کے ساتھ جاگیر بھی کی۔ حضرت شیخ بندگی نے ابتدائی تعلیم مخدوم شیخ بہاء الحق خامہ رح سے حاصل کی جب عمر چودہ سال ہوئی تو تحصیل علوم کے لیے جونپور تشریف لے گئے اور حضرت معروف جونپوری رح اور شیخ نظام الدین اوجھر رح سے اکتساب علم کیا۔ شیخ اوجھر رح آپ کو شفقت سے "گرد آلودہ ماہ ثانی نظام الدین" کہتے تھے۔ علم قرأت و تجوید، صرف و نحو، علم معانی و بیان، بدیع و اصول، فقہ و تفسیر میں قدرت حاصل کی۔ آپ حد درجہ خوشنویس بھی تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد آپ صاحب بن گئے۔ شیخ معروف رح نے اپنے شاگرد رشید سے فرمایا "قباوائے صوفیہ شما تمام شدہ"، اور شیخ بند کے لیے دعا کی۔ دعا کی قبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جونپور میں آپ کے گرد صوفیائے کرام کا ازدحام ہونے لگا جو ان سے دعا کرانے آتے تھے۔ شیخ نور مانکپوری بھی آپ سے ملنے آتے تھے۔ آپ نے مانکپور میں حضرت راجے رح سے بیعت اور کلاہ حاصل کی۔ حضرت راجے سے شیخ بندگی رح کی بھی سدھور میں بیعت ہوئی تھیں۔ اب آپ کو بندگی کہا جانے لگا۔ دریں اثنا آپ کی ملاقات حضرت خضر ع سے ہوئی آپ کو حضرت معروف رح سے خلافت و اجازت بھی ملی غرض یہ کہ سترہ سال کی عمر میں کمال بن کر "حُبّ الوطن من الایمان" حدیث قدسی پر عمل کرتے ہوئے وطن لوٹے اور اپنے استاد حضرت

لہ انوارِ بندگی از مولانا شاہ محمد سراج عطار سلونی ص۳ تا ۲۷،

نوٹ (۱) از روئے تحقیق مادری نسب حضرت ابوبکر صدیق سے ملتا ہے (ص۸ انوارِ بندگی)

(۲) شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالرزاق رح نے فرمایا کہ فضائل صوری و معنوی کے علاوہ شرافت حسب و نسب بھی اظہر من الشمس ہے (ص۸ انوارِ بندگی)

کی دختر مخدومہ جہاں سے عقد کیا۔ آپ نے ایک کتاب "عوارف" لکھی اور اپنے پیر و مرشد کو پیش
۹۴۶ھ میں شیر شاہ نے ہند کو صوبہ سندھ تک فتح کر لیا۔ اتفاق سے شیر شاہ کی آپ سے ملاقات
بادشاہ پر ایک کیفیت طاری ہوئی جس سے وہ متاثر ہو کر موضع کوڑہ میکی پرگنہ گوپامئو سرکار قنوج
ار سو بیگھہ اراضی تصرف کے لیے پیش کی لیکن ۹۶۴ھ میں قمر سلطان دیوانہ کے جھگڑوں سے تنگ
ٹھی لوٹ آئے۔ گوپامئو میں اقامت کے دوران آپ نے شیخ آدم دانشمند کی دختر سے نکاح
لاولد فوت ہوئیں۔ آپ امیٹھی میں موروثی سکونت چھوڑ کر نئی جگہ آباد ہوئے اس لیے کہ وہاں کے لوگوں
لطان اشرف جہانگیر سمنانی رح سے بے ادبی کی تھی۔ آپ آخر دم تک عوارف، احیاء العلوم آداب المریدین
یر کا درس دیتے رہے۔ نماز اوّل وقت پر ادا کرتے اور جماعت کی امامت خود کرتے۔ رمضان میں
کی نماز میں اپنے فرزند شیخ محمد (سجادہ) کی اقتدا کرتے۔ آپ کا وصال ۹۷۹ھ میں ہوا آپ کے
میں شیخ قادن صوفی بہت مشہور تھے۔ آپ کے چھ فرزند اور چار دختر مخدومہ جہاں کے بطن سے
ہیں۔

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

لوگوں کو اُن کی چیزیں گھٹا کر مت دو۔ القرآن

مخدوم شیخ فریدالدین فردوسی عرف شاہ بودھن

(شجرۂ نسب ص۵۱۶)

شیخ فریدالدین بودھن عثمانی النسل تھے۔ شاہ بودھن کا انتقال ۹۰ سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کی
وفات ۲۷ محرم ۸۸۰ھ میں ضلع سہسرام صوبہ بہار میں ہوئی۔ آپ سہسرام شہر کے محلہ بودھن دواری میں
مدفون ہیں جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ کے خلفاء اور سجادگان کی کثیر تعداد ہے جن میں
چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

(۱) حاجی شاہ رحیم الدین بن شاہ اسحٰق (متوفی ۱۲۶۲ھ)

(۲) شاہ محبوب علی خویش شاہ محمد اسحٰق۔

(۳) مخدوم صالح (اولاد مخدوم فرید گنج شکر سہسرام بہار)

(۴) شیخ محمد خلیل۔

(۵) شاہ غلام محی الدین عرف لالہ میاں۔

(۶) شاہ فقیر اللہ (متوفی ۱۱۸۹ھ)

(۷) شاہ محمد اسحٰق (متوفی ۱۲۲۴ھ)

از مخطوطہ شاہ رحیم الدین سجادہ نشین خانقاہ بودھن شاہی۔

و شاہ عبدالرزاق سجادہ مرتبہ ۱۲۸۰ھ (از تاریخ اسلام شاہ اکبر داناپوری)

لہ ماہانہ الجیب اگست ۱۹۶۰ء ص۲۸ تا ۲۹،

مفتی سلطان حسن خاں احسؔن تلمیذِ غالب

(شجرۂ نسب ص۵۱۵)

آپ کے بزرگوں کا تعلق بدایوں کے مشہور عثمانی خانوادہ سے تھا۔ آپ کے مورث اعلیٰ قاضی
[...]ل قطر نواح مصر سے ترک سکونت کر کے جیش اسلام کے ہمراہ ہند میں وارد ہو کر لاہور میں مقیم
[...]ئے پھر دیوبند میں سکونت پذیر ہو کر شہرت کامل حاصل کی۔ سلطان التمش نے آپ کو عزت و تکریم کے
[...]اتھ بدایوں طلب کیا اور عہدہ قضا پیش کیا اس وقت سے آپ دائرۂ حکومت کے قاضی القضاۃ
[...]ہد ہوئے۔ آپ مولوی احمد حسن خاں صدر الصدور متوفی ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۵ء کے فرزند ارجمند
[...] اور آپ کے دادا کا اسم گرامی مفتی ابوالحسن تھا۔ مفتی سلطان حسن خاں احسؔن بریلی شہر کے منتخب
[...]ائد و امراء کے طبقہ میں ممتاز تھے۔ جملہ علوم و فنون میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ مولانا فضل حق
[...]یر آبادی کے مشہور تلامذہ میں تھے۔ وہ جلیل القدر عہدوں پر مامور رہے۔ ا

آپ آگرہ کے جج ہو کر سبکدوش ہوئے۔ آپ کے پانچ فرزند بریلی میں موجود تھے جن
[...]یں مفتی عمادالحسن محوؔ اور قطب الحسن مشہور ہوئے ۵۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اثنائے سفر
[...]اجہ باقی باللہؒ کے جوار میں سکونت ابدی حاصل کی۔ موت سے پہلے نظام دکن نے آپ کو ایک ہزار
[...]اہرہ پر طلب کیا تھا مگر موت نے مہلت نہ دی۔ مفتی سلطان حسن خان احسؔن غالب کے تلامذہ میں
[...]مال تھے۔ ان کے کلام کے چند اشعار نمونہ کے طور پر درج ہیں۔

سہ بُت ہی پتھر کا کیوں نہ ہو احسؔن ۔۔۔ اچھی صورت پہ پیار آتا ہے

[...]ت

تمہارے فضل میں سب سے مرا یہ حق فائق ہے
نہیں امت میں بدکردار مجھ سا یا رسول اللہ
مدینہ کی گدائی ہو کہیں سلطان کو حاصل
ملے بہرِ حسنؓ اس کو یہ حصا یا رسول اللہ

سہ اکمل التاریخ ص۱۳۱، ۴۲،

علامہ شبیر احمد عثمانی

(شجرۂ نسب صـ۵۱۷)

مولانا مرحوم دیوبند کے معروف و معزز عثمانی خاندان کے ایک ممتاز فرد تھے۔ دیوبند کے
عثمانی شیوخ ابوالوفا عثمانی کی اولاد ہیں۔ دیوان لطف اللہ (پشت ۲۵) کی نویں پشت میں مولانا فض[ل]
پیدا ہوئے جن کے نامور فرزند مولانا شبیر احمد عثمانی تھے جنہوں نے تحریک پاکستان میں اہم کردار [illegible]
جو کراچی اسلامیہ کالج کے احاطہ میں آسودہ خاک ہیں۔ ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں دار العلوم دیو[بند]
سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں حج ادا کیا۔ ۱۹۴۴ء میں والئ نجد و حجاز کی دعوت پر حجاز
لے گئے جہاں انہوں نے عربی میں تقریر کی۔ ۱۹۳۶ء میں دار العلوم دیوبند کے صدر مہتمم مقرر ہو[ئے]
۱۹۴۴ء میں دار العلوم دیوبند سے علیحدہ ہو گئے۔ ۱۶ اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی منتقل ہوئے۔ ۲۱ صف[ر]
۱۳۶۹ھ کو وفات پائی۔

مولانا ظفر احمد عثمانی

(شجرۂ نسب صـ۵۱۷)

مولانا کے والد کا نام لطیف احمد عثمانی تھا۔ وہ بھی دیوبند کے مشہور عثمانی شیخ دیوان لطف [اللہ]
کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے فارسی و انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ دیوبند کے
مشہور پیر طریقت حضرت حاجی عابد حسین دیوبندی سے بیعت تھے۔ مولانا ظفر احمد عثمانی کے دادا [شیخ]
نہال احمد بھی دیوبند کی عثمانی برادری کے ایک معزز فرد اور بہت بڑے رئیس تھے۔ مولانا کے پر[دادا]
شیخ کرامت حسین کا شمار دیوبند کے قیام زمینداروں میں ہوتا تھا۔ شیخ کرامت حسین کی فراغ دلی
اور سخاوت کا ثمرہ تھا کہ دار العلوم دیوبند کے قیام سے پہلے آپ نے اپنے مکان پر دینی تعلیم کے لئے
مکتب قائم کیا تھا اسی مدرسہ میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے چچا مولانا مہتاب علی استاد تھے۔
مولانا قاسم نانوتوی اسی مکتب کے فیض یافتہ تھے۔

لطفی صدیقی فرشوری بریلی شریف

(شجرۂ نسب صـ۵۱۷)

جائے ولادت بریلی شریف تاریخ ولادت ۱۶ جنوری ۱۹۲۸ء والد ماجد کا اسم گرامی خان بہادر
محبوب حسن خان تھا۔ آپ پدری نسب کی رو سے مشائخ صدیقی و فرشوری ہیں اور مادری نسب کی رو سے
عثمانی ہیں۔ شجرہ سادات امروہہ میں لکھا ہے کہ مشائخ صدیقی فرشوری سادات بارہہ کے ہمراہ محمود
غزنوی کی افواج میں شامل ہو کر غزنی سے ہندوارد ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ پنجاب میں رہ کر دہلی میں
قیام پذیر ہوئے۔ دہلی میں اسلامی سلطنت قائم ہوتے ہی یہ خانوادہ مظفرنگر، بدایوں اور بریلی شریف منتقل
ہوا۔ ان کے سادات بارہہ سے قدیم اور دوستانہ مراسم تھے جو ہند میں عرصہ تک قائم رہے۔ جناب لطفی
صدیقی بریلی کے مشہور فرشوری محلہ کے خانوادۂ مفتیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۱۹۴۳ء میں انہوں نے بریلی
گورنمنٹ ہائی اسکول سے میٹرک کیا۔ ۱۹۴۵ء میں انٹر کیا اور بریلی کالج سے ۱۹۴۷ء میں بی اے کیا۔
۱۹۵۲ء میں آپ نے کراچی یونیورسٹی سے ایم اے بی ٹی کیا۔ بعد ازاں ۱۹۶۱ء میں لندن یونیورسٹی سے
تعلقات عامہ و اشاعت و تشہیر اور مارکیٹنگ کا ڈگری کورس مکمل کیا۔ لندن سے واپسی پر کینٹ پبلک
اسکول کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ پھر حالی مسلم سکنڈری اسکول کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۴ جولائی ۱۹۶۵ء
میں پاپولیشن ڈویژن، اسلام آباد کے ڈپٹی ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۱ء میں ڈائریکٹر کے عہدہ پر ترقی پائی۔
آخر کار ۱۹۸۸ء میں گریڈ ۲۰ میں پنشن پر سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ آپ پی سی ایچ سوسائٹی کی انجمن
کے صدر اور معرج رواں بھی رہے۔

تصنیفات (۱) مجموعہ افسانہ (۲) پت جھڑ (۳) اردو ادب کا ارتقا سیاسی نکتہ نظر سے،
(۴) نظموں کا مجموعہ زیر طبع ہے۔

لہ اکمل التاریخ صـ۱۲۱ غالب کے تلامذہ صـ۱۲۴ تا ۱۲۶، تاریخ روہیلکھنڈ صـ۲۷۳، تخلیق البیان
از محوی عثمانی صـ۲۳۳،

ٹہ ۱۰ اسمائے گرامی کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

آپ کی زوجہ محترمہ زبیدہ لطفی بنت نور محمد جالندھری سوری افغانی خانوادہ سے تعلق رکھتی ہیں جو مختلف اسکولوں میں ہیڈ مسٹریس اور پرنسپل رہ کر سبکدوش ہوئیں۔

اولاد لطفی صدیقی

- جمیلہ لطفی — اقبال (شوہر) — بچے: محمد ابوبکر، محمد ابو عبید، بیٹا: ..., بیٹی: ...
- ساجدہ — احمد صدیقی — اقبال احمد گریوال — بچے: ...
- سمیعہ لطفی — (زوجہ) ... — (ڈاکٹر ...) — بچے: ...
- نادیہ لطفی
- رئیس لطفی
- نزہت لطفی
- نجمہ لطفی

۲۳ مشائخ انصاری

حضرت ابراہیمؑ (پشت ۲۰)

حضرت اسمٰعیلؑ (پشت ۲۱) (بڑے فرزند) — حضرت اسحٰقؑ (پشت ۲۱)

قیدار (پشت ۲۲) — ینسان

جد امجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم (پشت ۹۰ ص...)

دوان پشت ۲۳ — سبا

دوان کی ۳۳ ویں پشت میں سامول تولد ہوئے۔

سامول (پشت ۵۶)

(سامول کی انیسویں پشت میں اوس و خزرج تولد ہوئے)

خزرج — اوس (پشت ۷۵)

(خزرج کی آٹھویں پشت میں نجار الخزرجی تولد ہوئے)

- ۸۳- نجار الخزرجی
- ۸۴- مالک
- ۸۵- غنم
- ۸۶- عبد عوف
- ۸۷- ثعلبہ
- ۸۸- کلب
- ۸۹- زید الخزرجی
- ۹۰- حضرت ابو ایوب خالد انصاری رضؓ

(زیور اخلاق ص ۸)

اولاد حضرت ابّو ایوب خالد انصاریؓ

ابو منصور
جعفر
علی
احمد
محمد
علی ابو معاذ
خواجہ ابو منصور محمد البلخی
خواجہ ابو اسمٰعیل عبداللہ انصاری الہروی

جابر بن عرب الباری
(صـ ۵۳۰)

خواجہ ابو الفضل ہاشم بزرگ

حامد انصاری	خواجہ منہاج الدین
احمد انصاری	خواجہ تاج الدین
عبدالوہاب	خواجہ شرف الدین
خواجہ اشرف	خواجہ رکن الدین
عبدالملک	خواجہ کبیر
شمس انصاری	خواجہ عبدالحمید
عبدالمجید	خواجہ شرف الدین
نجم الدین	خواجہ نجم الدین
خواجہ سعد	خواجہ رکن الدین
(صـ ۵۲۹)	(صـ ۵۲۹)

اولاد خواجہ سعد (صفحہ ۵۲۸)

ہاشم انصاری
فرید انصاری
اکبر انصاری
عبدالقادر (سکونت بہار)
عبدالرحمٰن
عبیداللہ
عبداللہ
کریم اللہ
رحیم اللہ
غوث
ابوالفتح
رفیع الدین
ضیاء الدین عرف جھاڑو میاں چودھری (سیوان)

...علی جوہری میاں	امیر علی (متوفی ۱۳۲۲ھ)
(...بہار شریف)	عبدالرحیم
...میاں	مولانا محمد جمیل انصاری
...الکریم سردار	(مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ)
...الغفور	
...الشکور	
(...۱-ای جہانگیر ویسٹ، کراچی)	

اولاد خواجہ رکن الدین (صفحہ ۵۲۸)

خواجہ علاء الدین
خواجہ ہاشم
خواجہ محمد فاضل
خواجہ فرید الدین
امین الدین قاضی
نظام الدین
محمد فضیل
مولانا عبدالرشید گنگوہیؒ
غلام محی الدین
شرف الدین
شاہ غلام محمد

شاہ قطب علی	دختر
شاہ احمد علی	شاہ نظام الدین
مجید علی	شاہ محمد باقر
مولانا خلیل احمد انصاری	شاہ ابوالمعالی حسینی انصاری
(یوپی)	(یوپی)

عربی النسل مسلمان صـ ۳۲۴، کلیاتِ نعمت صـ ۱۹۱، تذکرۃ النجاۃ صـ ۱۲، زیورِ اخلاق صـ ۸،

اولاد جابر مقرب الباری

(شجرہ ص ۵۲۸)

۱۱- ایوب بن جابر
۱۲- خواجہ عوض
۱۳- خواجہ شہاب الدین محمود
۱۴- خواجہ نظام الدین
۱۵- خواجہ سلطان محمد
۱۶- خواجہ ظہیر الدین
۱۷- خواجہ جلال الدین
۱۸- خواجہ شمس الدین
۱۹- خواجہ پیر حبیب اللہ
۲۰- خواجہ پیر معز الدین
۲۱- خواجہ پیر غیاث الدین
۲۲- خواجہ دوست محمد
۲۳- خواجہ جمال الدین
۲۴- خواجہ عزیز الدین
۲۵- خواجہ داؤد
۲۶- خواجہ اسحاق
۲۷- خواجہ اسمٰعیل
۲۸- مولانا علاء الدین انصاری الہروی
۲۹- ملا نظام الدین سہالوی

۲۹- اولاد ملا نظام الدین سہالوی
۳۰- شیخ شرف الدین (بدھن)
۳۱- شیخ فضل اللہ
۳۲- مولانا محمد حافظ
۳۳- شیخ الاسلام احمد
۳۴- مولانا عبد الکریم
۳۵- مولانا عبد الحلیم
۳۶- ملا قطب الدین شہید سہالوی

ملا محمد اسعد (ص ۵۳۱) | ملا محمد سعید (ص ۵۳۱) | ملا نظام الدین بانی (درس نظامی) | ۳۷- ملا محمد رضا

ملا نظام الدین بانی (درس نظامی):
۳۸- مولانا عبد العلی بحر العلوم
۳۹- عبد الرب
۴۰- عبد الحکیم
۴۱- عبد الحلیم
۴۲- عبد المجید
۴۳- عبد الرشید
۴۴- مولانا ابو القاسم محمد انصاری
پرنسپل دار العلوم قادریہ
المرکز القادری گلشن اقبال
کراچی

۳۷- ملا محمد رضا:
۳۸- ملا احمد حسین
۳۹- ملا سعد الدین
۴۰- عبد الرب
۴۱- کرامت اللہ
۴۲- شرافت اللہ
۴۳- ہدایت اللہ
۴۴- صبغت اللہ
۴۵- حبیب انصار[illegible]
۴۶- سلیمان

اولاد ملا محمد اسعد پشت ۳۷ (شجرہ ص ۵۳۰)

۳۸- ملا محمد غلام مصطفےٰ

ملا محمد حسن
ملا محمد غلام دوست
غلام زکریا
غلام مرتضیٰ
غیاث الدین
معین الدین
حسن انصاری

۳۹- ملا محمد ولی
۴۰- محمد نور اللہ
۴۱- ملا نعمت اللہ
۴۲- احمد اللہ
۴۳- برکت اللہ
۴۴- فرحت اللہ
۴۵- عشرت
۴۶- اشرف

اولاد ملا محمد سعید پشت ۳۴ (شجرہ ص ۵۳۰)

ملا احمد عبد الحق
ملا احمد انوار الحق
ملا علاء الدین
ملا جمال الدین
عبد الرزاق
ملا محمد عبد الوہاب فرنگی محلی
ملا محمد عبد الباری فرنگی محلی
مولانا جمال الدین فرنگی محلی

احمد عبد الباری | محمود جمال | معین الدین | علاء الدین

حضرت ابوایوب خالد انصاری رضؓ

انصارِ مدینہ کی قدیم تاریخ[1]

انصار اصل میں یمن کے رہنے والے تھے اور قحطان کے خاندان سے تھے۔ یمن میں جب
سیلاب آیا جس کو عرب "سیلِ عرم" کہتے ہیں تو یہ لوگ یمن سے نکل کر مدینہ میں آباد ہوگئے۔ یہ دو
تھے اوس اور خزرج، تمام انصار انہیں دونوں بھائیوں کے خاندان سے ہیں۔

حضورؐ کا خواب[2]

ہجرت سے قبل حضورؐ نے خواب دیکھا کہ دارالہجرت ایک پُر باغ و بہار مقام ہے
تھا کہ وہ یمامہ یا ہجر کا شہر ہوگا لیکن وہ شہر مدینہ نکلا۔

حضرت ابوایوبؓ کا نام خالد تھا[3]

"اصابہ فی احوال الصحابہ رضؓ" میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ اکثر سیر اور تواریخ کی کتابوں میں لکھا
ہے کہ چونکہ ہر شخص ہجرت کے وقت حضورؐ کو اپنے گھر میں اتارنے کی درخواست کرتا تھا آپ نے فرمایا
کہ "میری ناقہ کو چھوڑ دو وہ خدا کی طرف سے مامور ہے۔ چنانچہ ناقہ حضرت ابوایوب خالد انصاری
کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی اس لیے آپ نے انہیں کے گھر پر قیام فرمایا لیکن صحیح مسلم باب الہجرت
میں ہے کہ جب لوگوں میں آپ کی میزبانی کے متعلق جھگڑا ہوا تو آپ نے کہا کہ "میں بنو نجار کے
ہاں اتروں گا جو عبدالمطلب کے ماموں ہیں"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت نے عمداً ایسا کہا تھا امام بخاری نے تاریخِ صغیر میں تصریح
کی ہے کہ حضرت ایوبؓ کے گھر اترنا قرابتداری کی وجہ سے تھا۔

---

[1] سیرت النبیؐ جلد اوّل صفحہ ۲۴۴، [2] صحیح بخاری باب ہجرت النبیؐ، [3] سیرت النبیؐ صفحہ ۲۶۳،

نوٹ:۔ انصار کے نسب اور مدینہ میں آباد ہونے کی پوری تفصیل "وفا الوفا" (جلد اوّل) میں مذکور ہے۔

حضرت ابوایوب[1] خالد انصاری رضؓ کا نسبی تعلق بنو نجار کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ رسول اللہ
کے دادا عبدالمطلب کی ننہیال کا سلسلۂ نسب بھی بنو نجار ہی سے ملتا ہے۔ حضور پاک جب قبا سے
مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوایوب خالد انصاری رضؓ کے ہی مکان میں قیام فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق
اس مکان کو تبع ابوکرب حمیری نے مدینہ آکر تعمیر کیا تھا جو بنی قحطان سے تعلق رکھتے تھے اور یمن کے رہنے
والے تھے۔ اس مکان کے جنوب میں امام جعفر صادق رضؓ کا مکان ہے جو اب نائب حرم کے نام سے
مشہور ہے لیکن اب مستقل طور پر امام و خطیب مسجد نبوی کی رہائش کے لیے مخصوص ہے۔ اب اس جگہ
مدرسہ شہابیہ ہے جسے شاہ عادل کے بیٹے ملک شہاب الدین غازی نے زمین خرید کر یہاں ایک
مدرسہ کی بنیاد ڈالی اس کے بعد کچھ مدت تک پھر یوں ہی پڑا رہا یہاں تک کہ تیرھویں صدی ہجری
کے آخر میں گنبد و محراب والی مسجد کے طرز پر اس کی دوبارہ تعمیر عمل میں آئی اور اس وقت سے آج
تک اسی شکل میں موجود ہے۔ شیشی فروش کے مکان کے جنوب مغربی جانب اس مکان کی بیرونی
دیوار میں ایک پتھر نصب ہے جس پر نمایاں سنہرے حرفوں میں یہ عبارت کندہ ہے۔

"یہ مکان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میزبان ابوایوب انصاری رضؓ کا ہے۔" (۱۲۹۱ھ)

اقتباس از زیورِ اخلاق | تواریخ کی کتابوں میں مورخین ابن خلدون، ابن خلکان، بلاذری اور طبری نے
صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے بھی اپنی کتاب "رحمۃ للعلمین"
کی جلد اوّل میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے جس میں حوالے بھی درج ہیں کہ حضرات انصاری حضرت
ابراہیمؑ کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد ہیں۔ قاضی علی الہری (متوفی ۱۲۹۶ھ) نے اپنی تصنیف
مصباح المجالس منظوم جو معتبر کتب سیر سے ماخوذ ہے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ولادت سے ایک ہزار سال قبل اولاد اسمٰعیلؑ سے ملک تبع والوکرب حمیری بادشاہ کا گزر ایک
صحرا میں ہوا۔ وہ اس مقام کی فرحت انگیزی سے متاثر ہوکر لاؤ لشکر کے ساتھ وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے
اپنے حکما اور نجومیوں سے اس جگہ کی فرحت بخش ہونے کا سبب دریافت کیا۔ دانشور نجومیوں نے بادشاہ
کو مطلع کیا کہ ایک ہزار سال کے بعد کعبہ میں آخری نبی پیدا ہوں گے جو ہجرت کرکے یہاں سکونت پذیر ہوں
گے۔ یہیں ان کا روضۂ مبارک ہوگا جہاں ہمہ وقت عاشقانِ رسول کا ہجوم ہوگا۔ ملک ابوکرب تبع حمیری نے

---

[1] اقتباس از آثارِ مدینہ منورہ مولف عبدالقدوس انصاری مترجم مولانا سید عبدالرشید ندوی (صفحہ ۱۳ تا ۱۵)

اس وقت کے آنے تک اپنے زندہ نہ رہنے کا افسوس کیا اور اپنے ایک عزیز معتمد سامول کو وہاں کی بادشا
کی اور ایک خط سر بمہر پشت در پشت منتقل کرتے ہوئے حضور رسالت مآب کی خدمت میں پیش کرنے
کی ہدایت کی چنانچہ سامول کی چونتیسویں پشت میں حضرت ابوایوب خالد انصاریؓ نسلاً بعد نسلاً اس
امین ہوئے۔ یہی وہ صحابیٔ رسول ہیں جنہیں میزبانِ رسول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ واقدی نے لکھا
کہ حضرت ابوایوب خالد انصاریؓ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں اس لشکر میں شریک تھے جو قسطنطنیہ کی
کے لیے روانہ ہوا تھا۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو مجھے دشمن کے علاقہ میں
تک اندر پہنچا سکیں وہاں مجھے دفن کرنا چنانچہ وصیت کے مطابق قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے
میں ۵۲ھ میں دفن کئے گئے اور ان کی یہی تدفین فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ ان کا مزار آج
مرجع خلائق ہے اور وہ مقام آج بھی "ایوبیہ" کے نام سے موسوم ہے۔

حضرت عثمانؓ کے عہد میں خراسان فتح ہوا تو اس وقت حضرت ابوایوب انصاریؓ کے فرزند
ابومنصور انصاریؓ ہرات میں آباد ہو گئے تھے جو غالباً ۵۰ھ میں ہرات ہی میں فوت ہوئے۔ ہرات
نسل انصار کا سلسلہ عجم یعنی برِصغیر میں دور دور تک پھیل گیا۔ چنانچہ ہرات میں ان کی ساتویں پشت
۲ شعبان ۳۹۶ھ کو بروز جمعہ ابو اسمٰعیل عبداللہ انصاریؒ ہروی تولد ہوئے جن کی ذاتِ مبارک سے ایک
کو فیض پہنچا۔ آپ کی تصانیف میں ایک ضخیم کتاب "طبقاتِ صوفیہ" بہت مشہور ہے۔ وہ نامور محدث، مفسر
تھے۔ حضرت عبداللہ انصاریؒ کا ہرات ہی میں ۲۶ ذی الحجہ ۴۸۱ھ کو وصال ہوا جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث قدسی کے مصداق اس خاندان میں بڑے بڑے فقہاء، محدثین
مفسرین، علماء اور صوفیاء گزرے ہیں :

"واشوقا لِلقاءِ اِخوانی" (الحدیث) سبحۃ المرجان (سید غلام علی آزاد بلگرامی)

ترجمہ: بڑا اشتیاق ہے مجھے اُن اخوان کے دیکھنے کا، جو عرصۂ دراز کے بعد عجم میں ہوں گے۔

(ہاتھ کا اشارہ برِصغیر کی طرف تھا)

زیورِ اخلاق از وزیر الدین انصاری عاقل مرحوم و پیرزادہ سید شاہ محمود قادری مستجاب رقم، حیدرآباد کالونی کراچی
[۱] شرح مشکوٰۃ، روضۃ الاحباب، معارج النبوت، شواہد النبوت، تحفۃ الخلان، مثنوی مولانا روم۔

(زیورِ اخلاق ص ۹، ۱۰، ۱۷، ۱۸، ۲۷)

اسی خاندان کے ایک بزرگ مخدوم محی الدین انصاری اورنگ آباد تشریف لائے اور ضلع بیڑ کے
پاتروڑ" میں سکونت پذیر ہو گئے۔ وہ بابا فرید گنج شکرؒ کے خلیفۂ اجل تھے۔ دکن میں لاتعداد نفوس
فیض سے مستفیض ہوئے۔ ان کا خاندان دکن میں کافی پھولا پھلا۔ اسی خاندان میں علامہ رحیم الدین
ی تولد ہوئے۔ جن کے فرزند وزیر الدین انصاری عاقل اورنگ آبادی تلمیذِ داغ دہلوی تھے۔

❀❀❀❀❀❀❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ
اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ
القرآن الحکیم
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

بادشاہِ یمن کا خط حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام

ولادت سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار سال قبل کے اُمتی اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہِ یمن تبع ابوکرب حمیری نامی کا اطاعت و محبت سے بھرپور خط کا عکس جس نے اس ... کے علماء کو وصیت کی کہ یہ میرا خط نسل بعد نسل محفوظ رکھا جائے اور خدا کے آخری رسول کو پیش کیا جائے۔ پھر جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو ابولیلیٰؓ نے یہ خط بارگاہِ مصطفوی میں پیش کیا۔

ترجمہ

تبع اول کی طرف سے یہ خط محمد بن عبداللہ کی خدمت میں جو اللہ کے نبی و رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ اور پروردگارِ دوجہاں کے رسول ہیں۔ ان پر درود و سلام ہو۔ ازاں بعد یقیناً میں آپ کے ساتھ ایمان لایا ہوں۔ اور میں آپ کے دین و طریقہ پر ہوں۔ اور آپ کے رب (ہر چیز کے خالق) پر ایمان لایا ہوں اور اسلام کے جمیع احکام جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کو پہنچے ہیں اُن پر بھی ایمان لایا ہوں۔ پس اگر مجھے آپ کی زیارت کا موقع مل گیا تو بہت اچھا و غنیمت۔ اور اگر میں آپ کی زیارت نہ کرسکا تو میری سفارش فرمانا اور قیامت کے روز مجھے بھول نہ جانا۔ میں آپ کی پہلی امت میں سے ہوں۔ اور میں آپ کے ہاتھ آپ کی آمد سے پہلے بیعت کرتا ہوں۔ اور میں آپ کے طریقہ پر ہوں اور آپ کے جدِ امجد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر۔ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اگر میری عمر اُن کی عمر تک لمبی ہوجاتی تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر ہوجاتا۔ اور جاں نثاری میں بھائی۔"

حضرت مومن عارف صوفی یمنیؒ منیر شریف بہار

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ منیر میں مسلمان سب سے پہلے سکونت پذیر ہوئے اور یہاں کی مسلم آبادی بہار شریف کے مقابلہ میں زیادہ قدیم ہے۔ منیر شریف اسلام کی آمد سے قبل منیاری کہلاتا تھا جہاں کا ہندو راجہ بڑا ظالم و جابر تھا۔ یہی وہ مقام تھا جسے صوفی مومن عارف نے اپنی تحریک کے لیے پسند کیا۔ حضرت مومن عارف ایک عربی النسل صوفی بزرگ تھے۔ وہ یمن کے تاجر تھے آپ کا آبائی پیشہ کپڑے کی تجارت تھا۔ آپ نے منیر میں ڈیرہ ڈالا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد منیاری کے ہندو راجہ نے آپ کو تنگ کرنا شروع کردیا۔ ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی دوران آپ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مکہ معظمہ پہنچے پھر مدینہ منورہ میں روضۂ رسول پر حاضری دی اور اپنی بپتا سنائی۔ اسی اثناء امام محمد تاج فقیہؒ کو بشارت ہوئی کہ ہند جاکر صوفی عارف کی مدد کی جائے۔ الغرض آپ امام تاج فقیہ اور ان کے اصحاب کو ساتھ لے کر عازمِ منیر ہوئے۔ راجہ کی فوج سے اسلامی لشکر کا مقابلہ ہوا، راجہ مارا گیا۔ راجہ کا محل مسلمانوں کا مرکز بنا۔ یہ واقعہ ۱۱۸۰ء کا ہے۔ اس طرح قدرت نے مومن عارف کی مدد کی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت مومن عارف کے گیارہ فرزند تھے جنہوں نے کپڑے کی بنائی کا پیشہ اختیار کیا جو بہار میں خوب پھلا پھولا۔ یہ برادری بہار میں مومن انصاری کہلاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب انگریزوں کا دور آیا اور ہینڈلوم کی جگہ پاور لوم چلانے کا منصوبہ بنا تو انصاریوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے تاکہ اس پیشہ پر ان کا غلبہ ختم ہو اور ہاتھ کے بجائے مشین سے کپڑے تیار ہوں۔ چنانچہ انصاری کاریگروں کی انگلیاں کٹوائی گئیں اور ہاتھ کاٹے گئے جس کی تفصیلات سیر کی کتابوں میں درج ہیں۔ حالیہ مردم شماری کی

---

[1] عربی النسل مسلمان صفحہ ۲۲۴،

[2] کمپری ہنسیو ہسٹری آف بہار از ڈاکٹر سید حسن عسکری صفحہ ۳۴، ۳۵، ۵۲، ۱۸۶، (جلد دوم حصہ اول)

سیرت النبی جلد اول صفحہ ۲۴۴،

رو سے بہار کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ تعداد انہیں انصاریوں کی ہے جو حضرت مومن یمنیؒ کی اولاد ہیں اور خود کو حضرت ابو ایوب خالد انصاریؓ میزبانِ رسول بنو قحطان سے منسوب ہیں۔ سیر و تواریخ کی کتابوں کے مطابق حضرت مومن عارف یمن کے تاجر تھے اور عربی النسل تھے لیے یہ قرین قیاس ہے مگر شجرہ کی غیر موجودگی میں یہ امر تحقیق طلب ہے۔
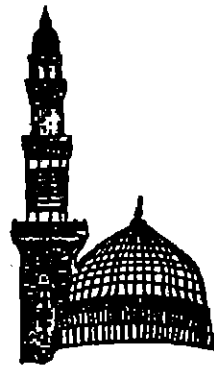
خانوادۂ فرنگی محلی لکھنؤ اور مُلّا نظام الدین سہالوی

(شجرۂ نسب ص۵۲۹)

برصغیر میں مدارس عربیہ میں مروجہ نصاب تعلیم کو مُلّا نظام الدین محمد کی نسبت سے "درس نظامی" تا ہے۔ ملّا نظام کا سلسلۂ نسب صحابیٔ رسولؐ حضرت ابو ایوب انصاریؓ (شہادت ۵۱ھ) سے ملتا ہے۔ کے اسلاف میں ایک بزرگ خواجہ ابو اسمٰعیل عبداللہ بن محمد انصاری (متوفی ۴۸۱ھ) گزرے ہیں جن زار ہرات میں ہے۔ خواجہ صاحب کی اٹھارہویں پشت میں ملّا جلال الدین گیارہویں صدی ہجری میں م ہند ہوئے اور دہلی میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ یہی ملّا جلال الدین، مُلّا نظام الدین سہالوی کے ادا تھے۔ بعد میں ان کی اولاد نے دہلی سے نقل مکانی کر کے قصبہ سہالی ضلع بارہ بنکی (یوپی) میں رہائش یار کرلی۔ ملّا نظام کے والد مُلّا قطب الدین بن عبد الحلیم انصاری ایک بلند پایہ عالم دین تھے۔ ملّا قطب ۱ھ) میں تولد ہوئے اور موضع سہالی میں ۱۹ رجب ۱۱۰۳ھ کو زمین کے ایک تنازعہ میں عثمانی برادری لوگوں نے ان کو قتل کر دیا اور مکان نذر آتش کر دیا جس میں ملّا قطب الدین کا حاشیہ شرح دوانی" جل کر راکھ ہو گیا۔ وہ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ ان کے چار فرزند تھے (۱) ملّا محمد اسعد (۲) ملّا محمد سعید لا نظام الدین محمد اور (۴) ملا محمد رضا۔ ملا محمد سعید نے اپنے والد کی شہادت پر مغل بادشاہ اورنگ زیب گیر کے سامنے فریاد کی۔ جس نے انہیں سکونت کے لیے لکھنؤ میں فرنگی محل کا علاقہ جاگیر میں عطا کیا ل یہ خانوادہ سہالی سے منتقل ہو کر آباد ہوا۔

ملّا نظام الدین ۱۰۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے علم دین میں امان اللہ بنارسی، ملا علی قلی جالسی ملا غلام نقشبند سے استفادہ کیا۔ فارغ التحصیل ہو کر وہ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ انہیں شاہ الرزاق ہانسویؒ سے قادری سلسلۂ طریقت میں خلافت حاصل تھی۔ ملّا موصوف علم و فضل کے مالک ۔ ان کو اپنے علم کا غرور بالکل نہ تھا یہی وجہ ہے کہ "درس نظامی" کے نصاب میں انہوں نے اپنی ی کتاب شامل نہیں کی۔ وہ ۱۱۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ اور لکھنؤ میں مدفون ہوئے۔ اپنے والد کی طرح

(تذکرہ مصنفین درسِ نظامی از پروفیسر اختر راہی ص۱۳، ۱۷، ۱۴۷، ۱۵۱)

یہ بھی کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ "درس نظامی"، کی ترتیب
آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالعلی کو بحرالعلوم کے خطاب سے نوازا گیا۔ وہ اپنے نامور والد کے
فرزند تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۴۴ھ میں لکھنؤ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی۔ سترہ سا
عمر میں جملہ علوم سے فارغ ہو گئے۔ کچھ عرصہ تک شاہجہان پور سرکاری مدرسہ میں مدرس رہے
نواب رامپور نے آپکی بڑی پذیرائی کی۔ رامپور میں ۵ سال گزار کر آپ سید جلال تبریزیؒ کے
قائم شدہ مدرسہ جلالیہ بہار میں مدرس مقرر ہوئے۔ اس مدرسہ کے مصارف کے لیے بائیں
پرگنہ کی آمدنی وقف تھی۔ ۱۲۰۵ھ میں مولانا عبدالعلی نواب محمد علی والا جاہ کی دعوت پر مدراس آ
اور مدرسہ کلاں میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ اسی نواب موصوف نے آپ کو "بحرالعلوم" کے خطا
سے نوازا تھا۔ آخر کار آپ ۸۱ برس کی عمر پاکر ۱۲۲۵ھ کو مدراس میں وفات پائی۔ آپ کم از کم ۲
کے مصنف تھے۔

ولاتقربوا مال الیتیم

اور یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ۔ القرآن

مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی

(شجرۂ نسب ص۱۴۱)

مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنؤ کے نامور علماء میں تھے۔ آپ ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ میں
۔ آپ نے اپنے والد مولانا عبدالوہاب سے علوم اسلامیہ میں درس لیا اور مشاہیر علماء میں شمار
طریقت میں اعلیٰ حضرت سے منسلک ہوئے اور خلافت حاصل کی۔ تحریک خلافت میں
علی جوہر کے سرپرست رہے۔ آپ نے سیاسی تحریکوں میں بھی حصہ لیا۔ لکھنؤ میں "خدام الحرمین"
الی۔ مولانا محمد علی اور حسرت موہانی آپ ہی سے بیعت تھے۔ علم و عمل کے میدان میں آپ
ت ہندوستان بھر میں نمایاں رہی۔ آپ نے ۴ رجب ۱۳۴۴ھ کو وفات پائی۔ آپ کی زندگی
ف کا نمونہ تھی۔ آپ ۱۹۰۵ء میں "بزم صوفیہ" کے بانی رکن بھی رہے۔

ت

(۱) آثار الاول (۲) تفسیر القرآن

آپ کے فرزند ارجمند مولانا جمال میاں فرنگی محلی بھی آپ کے نقش قدم پر چل کر ہندوستان
کے علماء میں شمار کئے جانے لگے۔

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت ص۸)

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

(شجرۂ نسب ص۴۹)

مولانا رشید احمد ۶ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۲۹ء بروز پیر گنگوہ میں تولد ہوئے آپ
ایوبی انصاری تھے۔ آپ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے صحیح جانشین تھے۔ آپ کے والد مولانا
نے شاہ ولی اللہؒ کے خاندان کے علماء سے تعلیم حاصل کی تھی اور روحانی تربیت مولانا شاہ غلام
سے حاصل کی۔ آپ بچپن ہی سے نماز کے پابند تھے۔ ناظرہ گھر پر پڑھا۔ فارسی اپنے ماموں
پڑھی۔ عربی محمد بخش رامپوری سے سیکھی۔ علوم عقلیہ مولانا مملوک علی اور مولانا مفتی صدر الدین
حدیث کی صحاح ستہ مولانا شاہ عبدالغنی سے پڑھی۔ آپ نے قرآن بھی حفظ کیا تھا اور
پڑھائی تھی۔ آپ چالیس دنوں کے اندر حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے خلافت ملی۔ آپ کو
کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کے پہلے شاگرد سید مومن علی تھے اور آخری شیخ الحدیث مولانا
والد مولانا شیخ محمد یحییٰ کاندھلوی۔ انچاس سالہ تعلیمی و تدریسی دور میں طلبا ہند، برما، کابل
سے آکر فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے تاحیات
بھی رہے۔ دیوبند کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر عصر کی نماز میں ۲۲ برس بعد آپ کی تکبیر اولیٰ
تو آپ کو بڑا رنج پہنچا۔ آپ نے ساری عمر سحر خیزی اور تہجد گزاری میں گزار دی۔ آپ ۸ یا ۹ جمادی
۱۳۲۳ھ / ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء بروز جمعہ ۷۸ سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ سے
کرامات کا ظہور بھی ہوا۔ مولانا اشرف علی تھانوی آپ کے مشہور و معروف خلیفہ تھے۔

تصانیف

تصفیۃ القلوب، امداد السلوک، ہدایۃ الشیعہ، زبدۃ المناسک، لطائف رشیدیہ، فتاویٰ میلاد
رسالہ تراویح، قطوف دانیہ، جمعہ فی القریٰ، رد الطغیان، احتیاط الظہر، ہدایۃ المعتدی
براہین قاطعہ۔

(بیس بڑے مسلمان ص۱۴۶، ۲۲۶)

مولانا امجد علی انصاری اعظمی

مولانا اعظم گڑھ کے رہنے والے تھے۔ اللہ نے کرم فرمایا اور آبائی پیشہ پارچہ بافی چھوڑ
دین سیکھا اور نامور عالم دین بنے۔ عرصہ تک بریلی میں اکتساب علم کرتے رہے۔ مرشد کے حکم
حدیث کی تکمیل کے لیے پیلی بھیت میں محدث سورتیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صحاح ستہ سے
سند حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت کے مدرسہ منظر الاسلام میں مدرس مقرر ہوئے۔ مسائل شریعت میں مہارت
قرآن حدیث اور فقہ پر عبور حاصل تھا۔ اعلیٰ حضرت سے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور مرشد کی توجہ
علوم اسلامیہ میں ملکۂ تامہ رکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی وفات کے بعد اجمیر شریف کے دارالعلوم میں
اعلیٰ رہے۔ مسائل اسلامیہ کے متعلق آپ کی تصنیف "بہارِ شریعت" بہت مشہور ہوئی۔ اس
پر علماء اہل سنت نے آپ کو "صدر الشریعہ" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ آپ نے قیام پاکستان
کچھ پہلے وفات پائی۔ آپ اپنے گاؤں میں سپرد خاک ہوئے۔ آپ کے فرزند ارجمند قاری رضاءالمصطفیٰ
اعظمی میمن مسجد کراچی کے پیش امام و خطیب ہیں۔ انہوں نے کلفٹن کراچی میں ایک دارالعلوم قائم کیا
ہے۔ جس کی تعمیر و ترقی میں شب و روز مصروف ہیں۔

آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ ۱۶ ربیع الاول
۱۴۱۰ھ / ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو کراچی میں وفات پا گئے۔

آپ کے باقی تین فرزند مولانا ثناءالمصطفیٰ، مولانا ضیاءالمصطفیٰ، مولانا بہاءالمصطفیٰ اور مولانا
المصطفیٰ ہندوستان میں درس و تدریس میں مصروف ہیں۔

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی ص۵۸)

حضرت شاہ بو علی قلندرؒ پانی پتی

اسمائے گرامی
شاہ بو علی قلندرؒ
سالار فخر الدین
سالار حسن
سالار عزیز
ابابکر غازی
فارس
عبدالرحمٰن
عبدالرحیم
محمد
نعمان امام اعظمؒ
ثابت
نعمان
مرزبان
ثابت
قیس
یزدجرد
شہریار
خسرو پرویز
ہرمز
نوشیرواں عادل

اسم گرامی شیخ شرف الدین اور لقب بو علی قلندر تھا۔ امام اعظمؒ کی اولاد سے تھے والد ۶۰۰ھ میں عراق سے ہند تشریف لائے وہ جید عالم دین تھے۔ سید نعمت اللہ ہمدانی کرمانی ہمشیرہ بی بی حافظہ جمال سے نکاح ہوا اور بو علی شاہ قلندرؒ ۶۰۵ھ میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری سے فارغ ہو کر ۲۰ سال تک درس و تدریس میں معروف رہے۔ دہلی کے اکابر علماء دل سے ان کی تبحر علمی اور فضیلت کے معترف تھے۔ شیخ بو علی قلندرؒ حضرت نظام الدین اولیاء کے خلیفہ تھے۔

خواجہ شمس الدین ترک حضرت خواجہ احمد لیسوئیؒ کے فرزند اور سادات ترکستان سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنے مرشد علاء الدین علی صابرؒ کے حکم سے پانی پت آکر سکونت پذیر ہو گئے۔ ۱۳ رمضان ۷۲۴ھ میں شیخ بو علی قلندرؒ کا وصال ہوا۔ کرنال میں مدفون ہوئے۔

تصانیف حسب ذیل تصنیفات شیخ بو علی قلندر سے منسوب ہیں۔

(۱) مکتوبات بنام اختیار الدین (۲) حکم نامہ شرف الدین۔
(۳) مثنوی کنز الاسرار (۴) رسالہ عشقیہ۔

ل بزم صوفیہ ص ۲۳۵ تا ۲۶۰

شیخ برہان الدین غریبؒ

شجرۂ نسب
برہان الدین غریبؒ
محمد محمود
شیخ ناصر ہانسوی
سلطان مظفر
سلطان ابراہیم
شیخ ابوبکر
شیخ عبداللہ
شیخ عبدالرشید
شیخ عبدالصمد
شیخ عبدالسلام
امام اعظم ابو حنیفہؒ
(شجرہ ص ۔)

آپ کا اسم گرامی شیخ برہان الدین غریب ہے۔ آپ کا وطن ہانسی تھا۔ آپ ۶۵۴ھ میں ہانسی میں تولد ہوئے۔ بابا فرید گنج شکرؒ کے خلیفہ اور جمالیہ سلسلۂ طریقت کے مرشد اول خواجہ جمال الدین ہانسوی آپ کے ماموں تھے۔ آپ محبوب الٰہی کے خلیفہ مولانا قطب الدین منورؒ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ آپ نے اپنے چچا سے قدوری پڑھی۔ شیخ برہان الدین غریبؒ نے فقہ نافع حفظ کیا تھا۔ آپ جید عالم دین تھے۔ آپ نے تمام عمر تجرد میں گزار دی۔ ہانسی سے نقل مکانی کر کے دہلی میں مستقل سکونت اختیار کی۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ جب بھی ادھر سے دہلی تشریف لاتے تو انہیں کے ہاں قیام کرتے اور درس لیتے۔ آپ کو محبوب الٰہیؒ سے خلافت ملی تھی۔ آپ مرشد کے حکم پر دکن روانہ ہوئے اور دولت آباد میں ۲۸ یا ۲۹ سال قیام فرمایا۔ ۷۳۸ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار خلد آباد میں مرجع خلائق ہے۔

ملفوظات (۱) حصول الوصول (۲) ہدایت القلوب۔
(۳) نفائس الانفاس (۴) شمائل الاتقیاء۔
(۵) رسالۂ غریب (۶) احسن الاقوال (۶) اسرار الطریقت۔

(تاریخ صوفیائے گجرات ص ۳۰۲)

شیخ بدیع الدین شاہ مدارؒ

پشت نمبر	اسمائے گرامی
۲۰	شیخ بدیع الدین شاہ مدارؒ
۱۹	شیخ علی
۱۸	شیخ طیفور ثانی
۱۷	شاہ کافور
۱۶	قطب الدین ثانی
۱۵	شاہ اسمٰعیل
۱۴	محمد
۱۳	حسن
۱۲	علی
۱۱	طیفور اکبر
۱۰	بہاء الدین
۹	محمد شاہی
۸	بدر الدین
۷	قطب الدین
۶	عماد الدین
۵	عبد الحافظ
۴	شہاب الدین داناؒ
۳	مظہر
۲	عبد الرحمٰن
۱	حضرت ابو ہریرہؓ

شیخ بدیع الدین مدارؒ مقامِ صدیت پر تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۷۱۵ھ مطابق ۱۳۱۵ء میں ہوئی۔ از روئے صوفیائے بنگال آپ کے والد کا اسمِ گرامی شاہ ابو اسحاق شامی تھا جو مکن پور میں مدفون ہیں۔ آپ نے میں گجرات، اجمیر، قنوج، جون پور کا سفر کیا پھر بنگال آئے۔ مداریہ سلسلہ بنگال میں خوب پھیلا۔ ان کے خلفاء میں شیخ اعلانے جن کو الا بھی کہتے ہیں سلسلہ کو بنگال میں ترویج دی۔ شاہ الا کا مزار گوڑ (بنگال) میں ہے۔

شاہ مدارؒ نے بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا جو لباس ایک پہنا اس کو دھونے کی نوبت نہیں آئی۔ چہرے پہ صمدی نور تھا۔ ان کو دیکھ کر ہی لوگ سجدہ میں گر جاتے تھے اس لیے وہ نقاب اوڑھے رہتے تھے۔

ڈاکٹر انعام الحق نے شاہ مدارؒ کی وفات کا سال ۸۴۰ھ مطابق ۱۴۳۶ء بتایا ہے۔

(تذکرہ صوفیائے بنگال ص۳۸، ۶۵ تا ۶۸)

خانوادۂ نوشیرواں عادل شاہِ ایران

۱- حضرت نوحؑ
۲- سام
۳- لاود
۴- ایم
۵- کیومرث
۶- سیامک
۷- ہوشنگ
۸- طہمورث
۹- جمشید
۱۰- ساہکان
۱۱- ملکان
۱۲- انقیان
۱۳- انبین
۱۴- فریدون
۱۵- ایرج
۱۶- منوچہر
۱۷- طہماسپ
۱۸- راب
۱۹- کیقباد
۲۰- کنشیفن
۲۱- کہمش
۲۲- لہراسپ
۲۳- گشتاسپ
۲۴- اسفندیار
۲۵- بہمن
۲۶- ساسان
۲۷- اردشیر بابک
۲۸- شاپور
۲۹- ہرمز
۳۰- بہرام
۳۱- برسن
۳۲- ہرمز
۳۳- شاہ پور
۳۴- یزدگرد
۳۵- بہرام گور
۳۶- یزد جرد
۳۷- فیروز
۳۸- قباد
۳۹- نوشیرواں عادل
۴۰- ہرمز
۴۱- خسرو پرویز
۴۲- شہریار

اولادِ شہریار

فیروز

فیروز
قیروان
قارسنجان
فرانعمان
قرابلت
قزل ارسلان (ص)
حوق التیگین
سلطان سبکتگین
سلطان محمود غزنوی

سلطان محمود غزنوی کی اولاد:
- دختر زوجہ سید نجم الدین
- امیر مسعود غزنوی
- امیر محمد غزنوی

یزدجرد

یزدجرد کی اولاد:

شہر بانو زوجہ امام حسینؓ
امام زین العابدین

قیس
ثابت
مرزبان
نعمان
ثابت
امام اعظم ابوحنیفہؒ
مالک
محمد
عبد الرحیم
عبد الرحمٰن
فارس
ابوبکر فازی
سالار عزیز
سالار حسن
سالار فخر الدین
شاہ بو علی قلندر پانی پتیؒ

خانوادۂ سلطان محمود غزنوی

(شجرۂ نسب صـ۵۴۷)

خواجہ نظام الملک وزیر شاہان سلجوقی (متوفی ۴۸۵ھ) سیر الملوک میں رقم طراز ہے کہ جب ... نے خلم کوچ کیا تو شیر بار بک امیر بامیان نے محاذ آرائی کی اور گرفتار ہوا لیکن الپتگین نے اسے معاف ... دیا بلکہ خلعت سے نوازا۔ جب الپتگین غزنی پہنچا تو غزنی کا راجہ لویک نے اس کے ساتھ جنگ ... لیکن شکست کھا گیا اور اپنے بارہ فرزندوں کے ساتھ گرفتار ہوا۔ اہل غزنی نے جب دیکھا کہ ان ... جان و مال زن و فرزند محفوظ ہیں تو اس کے عدل سے بہت متاثر ہوئے اور کہا خواہ وہ ترک ہو یا ... اس کے لیے شہر کا دروازہ کھول دیا اور الپتگین کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔ لویک نے شکست کھا کر ... ہی میں عافیت سمجھی۔ الپتگین نے ۳۵۱ھ میں غزنی کو فتح کیا ایک سال کے بعد یعنی ۳۵۲ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اسحاق تخت نشیں ہوا۔ ایک سال کے بعد وہ بھی فوت ... تو اس کی جگہ ترکی امیر بلکاتگین سلطان بنا۔ وہ عادل متقی اور پرہیزگار تھا۔ وہ دس سال حکومت کر کے چل بسا ... اس کے بعد الپتگین کا دوسرا بیٹا سبکتگین ۲۷ر شعبان ۳۶۶ھ کو تخت پر بیٹھا۔ ابو علی لاویک نے اس کے زمانے میں کابل پر چڑھائی کی امیر سبکتگین نے اپنے پانچ سو ترک سواروں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ کافی لوگ مارے گئے آخر کار امیر سبکتگین سرخرو ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان محمود غزنوی جانشین ہوا۔ سلطان محمود غزنوی کا بیٹا سلطان مسعود ۴۲۱ھ میں باپ کے تخت پر بیٹھا تھا۔ پنجاب کے راجپوت راجہ جے پال اور سلطان محمود غزنوی کے درمیان ۳۹۲ھ میں جنگ ہوئی تھی جس میں راجہ جے پال نے شکست کھا کر خودکشی کر لی تھی۔ اس جنگ میں سید ابوالفرح واسطی زیدی محمود غزنوی کی فوج کے سپہ سالار تھے۔ ۴۰۴ھ میں بھیم پال کے بیٹے تریلوچن پال اور سلطان محمود غزنوی کے درمیان بھی جنگ ہوئی تھی۔

ابوریحان البیرونی اپنی کتاب فی تحقیق بالہند میں صفحہ ۲۵۰ پر رقم طراز ہے :-

نگر کوٹ (موجودہ نگر پارکر، تھر پارکر) سندھ کا ایک شہر تھا جو غزنی سے چھ روز کے سفر پر واقع تھا (معجم البلدان جلد ۵ صـ۲۹۵) یہ وہی قلعہ ہے جہاں ۴۳۲ھ میں امیر مسعود سلطان غزنوی کا بھائی امیر محمد

(تاریخ افغانستان از آقائے عبدالحئی حبیبی صـ۳۳، ۳۵، ۴۵، ۷۵، ۸۹، ۹۱، ۹۷، ۹۹، ۱۰۱)

... تھا (بیہقی صـ۶۵۹) اس شہر کا سلطنت غزنہ سے براہ راست تعلق تھا۔ شرف الدین علی یزدی ... سے ظاہر ہے کہ قلعہ نگر بنوں شہر اور دریائے سندھ کے درمیان واقع تھا۔ مزید برآں ۸۰۰ھ میں ... لنگ بختیار اور ایریاب ہو کر شنوزان اور بنوں پہنچا تو ۱۲ر ذی الحج ۸۰۰ھ قلعہ نگر کو فتح کیا پھر ماہ ... ۸۰۱ھ میں دریائے سندھ کے ذریعے واپس چلا گیا (ظفر نامہ جلد ۲ صـ۳۸) یہ قلعہ نگر غالباً وہی ہے جس کے ... میں العتبی نے تاریخ یمینی میں صـ۲۲۳ پر لکھا ہے کہ ۳۹۷ھ میں ماہ ربیع الآخر میں یہ قلعہ سلطان ... غزنوی کے ہاتھوں فتح ہوا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ :

"بھیم نگر کا حصار بہت بلند اور مضبوط تھا۔ وہاں ایک بہت بڑا بت تھا جہاں صدیوں سے ... زر و جواہر اور خزانہ جمع تھا۔ ۷ کروڑ شاہی درہم اور ۷۰۰ من سونا مع دیگر نفیس اشیاء سلطان ... غزنوی کے ہاتھ لگے تھے اور جب وہ یہ بے بہا اور گراں بار خزانہ لے کر غزنی پہنچا تھا تو غزنی شہر ... اطراف کی خلائق تماشا دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑی تھی۔"

... (۱) واضح ہو کہ نگر کوٹ (موجودہ نگر پارکر) کو تاریخ میں بھیم نگر کہا گیا ہے۔ رینویڈ کے قول کے مطابق شری بھیم دیوا دہ بادشاہ گزرا ہے جسے العتبی اور فرشتہ دونوں نے بانیٔ نگر کوٹ کہا ہے۔

(یادداشتہائے ہند صـ۲۵۷ بوسیلہ ہو دیوالا جلد ۲ صـ۴۲۶) تاریخ افغانستان صـ۹۷،

(۲) البیرونی کے مطابق زرتس ایک یونانی لفظ ہے جس کا مساوی لفظ سنسکرت میں سیال پتی یعنی سپہ سالار ہے جو موجودہ سال، جت اور جھنگ سیال، پنجاب جیسے کلری بھی کہتے ہیں کے آباؤ اجداد تھے۔ (تاریخ افغانستان صـ۹۱، ۹۷)

(۳) واضح ہو کہ راقم الحروف نے دسمبر ۱۹۹۱ء میں آڈٹ آفیسر زکوٰۃ و عشر، اسلام آباد کی حیثیت سے اپنے سرکاری فرائض منصبی سرانجام دینے کے لیے نگر پارکر کا سرکاری دورہ کیا تھا۔ آج کل نگر کوٹ صرف نگر کہلاتا ہے جہاں ۴۳ مربع میل کے رقبہ میں پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ یہاں کے پتھر بڑے قیمتی ہیں اور مختلف رنگوں میں دستیاب ہیں جس میں زیادہ تر چمکدار گرینائٹ پائے جاتے ہیں۔ یہاں کی زمینیں تانبے کی ہیں۔ یہاں کے پتھروں میں سونا، چاندی اور سنگ مرمر کی آمیزش ہے۔ یہاں کی زمینوں کے نیچے نفیس قسم کی

سفید چمکدار چینی مٹی وافر مقدار میں موجود ہے۔ کوئلہ کی کان بھی دستیاب ہوئی ہے۔ یہاں کا خالص شہد دور دور تک مشہور ہے۔ گرچہ یہ شہر صدیوں پرانا ہے جواب ویران ہو چکا ہے۔ قدیم قلعہ اب کھنڈرات کی شکل میں ہے۔ لیکن قدم قدم پر معبد اور مندر موجود ہیں جن میں بھوڈیشور کا مندر سب سے بڑا ہے جسے گوتم بدھ کے پیرو کاروں نے تعمیر کیا تھا جہاں وافر خزینہ دفن تھا۔ یہ علاقہ کچھ میں واقع ہے اور دو طرف ہندوستان کی سرحدوں سے گھرا ہے۔ اگرچہ یہ دور افتادہ ریگستانی علاقہ ہے لیکن کسی زمانہ میں یہ علاقہ جنت نظیر تھا اور دولت میں لاثانی تھا۔ ماضی قریب میں یہ برصغیر میں جانوروں اور مویشیوں کی سب سے بڑی منڈی تھا۔

سلطنت بہمن، دکن

ہندوستان کی تاریخ میں دکن نے بڑا نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے۔ مسلمان پہلے پہل یہاں تبلیغ اسلام کے لیے آئے تھے۔ علاءالدین خلجی پہلا حملہ آور تھا۔ جس نے ۱۲۹۴ء میں دکن کا رخ کیا اور دیوگری پر حملہ کر کے فتح کر لیا۔ پھر اس کے سپہ سالار ملک کافور نے ۱۳۱۰ء میں راس کماری تک ... کیا۔ محمد تغلق کے عہد میں دکن دہلی سے الگ ہو گیا۔ محمد تغلق کے عہد میں ترکی نژاد امیران صدہ کو عروج حاصل ہوا۔ اسی کے عہد میں بے شمار ترک دکن میں آباد ہو گئے۔ جن میں اسمٰعیل فتح محمد تغلق کے خلاف بغاوت میں پیش پیش تھا۔ اسمٰعیل کے بڑھاپے کے پیش نظر اس کا نائب ظفر حسن خاں ۱۳۴۷ء میں علاءالدین حسن بہمن شاہ کے لقب سے دکن کے تخت پر بیٹھا۔ یہی آزاد ریاست سلطنت بہمن کہلائی۔ گلبرگہ حسن آباد کے نام سے اس سلطنت کا پایۂ تخت بنا۔ تقریباً ۸۰ سال کے بعد پایۂ تخت بیدر منتقل ہوا۔

درج ذیل سلاطین سلطنت بہمنیہ کے حکمراں رہے جن کی حکومتیں دو صدیوں پر محیط رہی:۔

نمبرشمار	اسماء سلاطین	مدت حکمرانی
۱۔	علاءالدین ظفرحسن بہمن شاہ	۱۳۴۷ء تا ۱۳۵۸ء
۲۔	محمد شاہ اوّل	۱۳۵۸ء تا ۱۳۷۵ء
۳۔	محمد شاہ ثانی	۱۳۷۸ء تا ۱۳۹۷ء
۴۔	فیروز شاہ	۱۳۹۷ء تا ۱۴۲۲ء
۵۔	احمد شاہ ولی	۱۴۲۲ء تا ۱۴۳۴ء
۶۔	سلطان علاء الدین شاہ بہمنی	۱۴۳۴ء
۷۔	ہمایوں شاہ بہمنی	- -
۸۔	محمد شاہ لشکری	- -
۹۔	محمود شاہ	

ظفرحسن بہمنی شاہ کے انتقال کے وقت سلطنت کی حدود شمال میں ماندا جنوب میں دریائے

تنگبھدرا تک مشرق میں مونگیر تک اور مغرب میں گوا تک پھیل گئی تھیں۔ بانی سلطنت ظفر حسن خاں شاہ ایک بلند خیال اور قابل حکمراں تھا۔ اس میں بڑی مستعدی اور جولانی کارکردگی تھی۔ وہ ایرانی النسل تھا اور افغانستان کے راستے ہند میں وارد ہوا تھا۔ وہ ہزبر الدین علائی کا بھتیجا تھا جو ... پر قتل ہوا تھا اس وقت حسن شاہ بہمن صرف چھ سال کا تھا۔ وہ قدیم شاہ ایران بہمن گور بن ... کی اولاد ہونے کے سبب پرشکوہ پس منظر رکھتا تھا۔ اگرچہ سید سلیمان ندوی نے حسن بہمن کو ہندو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس میں وہ ناکام رہے۔ اسے علماء وصوفیاء سے بڑا لگاؤ تھا۔ صاحب ... ہونے سے قبل وہ حضرت نظام الدین اولیاؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ تخت پر بیٹھنے کے بعد سب سے پہلا حکم یہ دیا تھا کہ ۵ من سونا اور دس من چاندی نظام الدین اولیاء کی روح کے ایصال ثواب کے لیے شیخ برہان غریبؒ کے ذریعہ فقراء ومساکین کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ وہ ... بخوبی جانتا تھا۔ اس نے "بوستانِ سعدی" کو شہزادوں کے نصاب میں شامل کرایا۔ اس نے فوجی ... سیاسی حکمتِ عملی کے تحت ایران اور وسط ایشیا کے افراد کو زیادہ سے زیادہ فوج اور سرکاری ملازمت میں جگہ دی مثلاً اسمٰعیل فخ کو میر الامرا بنایا۔ ملک سیف الدین غوری کو وزیر اعظم بنایا۔ حسام الدین سکندر خاں اور رضی الدین جگجوت معتمد بنے، سید احمد غزنوی مفتی تھے۔ شیخ برہان الدین غریبؒ اپنے سات سو مریدوں کے ساتھ دولت آباد منتقل ہوئے تھے۔ بہمن شاہ نے شیخ برہان الدین غریبؒ کے مرید اور خلیفہ شیخ زین الدین کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جو شیراز سے دکن آئے تھے۔ بہمن شاہ شیخ سراج الدین جنیدی کا بھی معتقد تھا۔ شاہ حسن بہمن کو شیخ جنیدی ہی نے سلطان قطب الدین کی ... میں تخت نشین کیا تھا۔ شیخ عین الدین گنج العلم بھی اس دور میں دولت آباد میں مقیم تھے۔ وہ شیخ جنیدی کے برادرِ نسبتی اور پیر بھائی بھی تھے۔ وہ نسباً حضرت جنید بغدادیؒ کی اولاد سے تھے۔ ان کے آبا و اجداد افغانستان میں فرشور سے آئے تھے۔ مشہور شاعر و مؤرخ عصامی نے ایک مبسوط تاریخ نظم میں فتوح السلاطین شاہنامۂ فردوسی کے طرز پر لکھی جو تاریخ محمود غزنوی سے شروع ہو کر بہمن شاہ پر ختم ہوتی ہے جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ محمود غزنوی اور بہمن شاہ ہم نسب تھے۔

محمد شاہ ثانی

محمد شاہ ثانی علم دوست مشہور تھا۔ عرب و ایران کے بہت سے شعراء و علماء اس کے دربار میں اس کی فیاضیوں سے بہرہ مند ہوتے رہے۔ وہ عربی وفارسی روانی سے بولتا

... وہ خوش نویس تھا اور شاعری سے بھی شغف رکھتا تھا۔ شیخ زین الدین شیرازی کے ہاتھ پر ... ہوا تھا۔ وہ علم کا بڑا قدر دان تھا اور شیخ جنیدی کی دعائیں پڑھتا رہتا تھا۔ اس کے عہد میں مولانا ... ابو احمد قزوینی اور مولانا محمد بن ابو محمد مشہور اکابرین میں تھے۔ علامہ فضل اللہ انجو جیسے نامور عالم ... کے عہد میں شیراز سے دکن آئے تھے جو سعد الدین تفتازانی کے شاگرد تھے محمد شاہ ثانی ہی کے زمانہ ... علامہ میر فضل انجو اور مولانا محمد بن ابو محمد مشہدی کے ذریعہ حافظ شیرازی کو دکن آنے کی دعوت دی ... مصارفِ راہ کے کفیل خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمد گازرونی ہوئے۔ لیکن حافظؔ نے سمندر ... سے خائف ہو کر دکن آنے کا ارادہ ترک کر دیا اور محمد شاہ اور فضل اللہ انجو کی دعوت اور عطیات ... میں ایک غزل ارسال کی جس کا مطلع ہے ؎

دمے باغم بسر بردن جہاں یکسر نمی ارزد
بمے بفروش دلق ما کزیں بہتر نمی ارزد

اس غزل کے عطیہ پر محمد شاہ نے مُلّا قاسم مشہدی کے ذریعے متعدد بیش بہا تحائف حافظ کی ... میں بھیجے۔ مزید برآں شبلی نعمانی کے بیان کے مطابق سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر شاہ ...) نے بھی حافظ کو ہندوستان آنے کی دعوت دی تھی اور حافظ نے جواب میں اس کو بھی ... غزل لکھ کر بھیجی تھی جس کا مطلع تھا ؎

ساقی حدیثِ سرو و گل و لالہ می رود
وین بحث با ثلاثہ غسالہ می رود (شعر العجم)

اس سلسلے میں سید غلام علی آزاد بلگرامیؒ نے اپنی کتاب "خزانۂ عامرہ" میں صفحہ نمبر ۱۸ پر لکھا ... کہ حافظ شیرازی کا ایک بیٹا شاہ نعمان ہندوستان آیا تھا جو برہان پور میں فوت ہوا۔

فیروز شاہ

محمد شاہ ثانی کے بعد فیروز شاہ ایک غیر معمولی شخصیت کا حامل تھا۔ محمد شاہ ثانی ... نے اس کی اچھی تربیت کی تھی۔ یہ علامہ فضل اللہ انجو کا شاگرد تھا۔ وہ دنیا کی کئی زبانوں کا عالم تھا۔ ... فرشتہ کا بیان ہے کہ فیروز شاہ کے حرم میں عرب، کوہ قاف، جارجیا، ترکی، یورپ، چین، افغانستان، ... چوناد، بنگال، گجرات، تلنگانہ، مہاراشٹر اور دیگر ممالک کی نسلوں سے تعلق رکھنے والی بیویاں ... تھیں جن سے وہ انہی کی زبان میں گفتگو کر سکتا تھا۔ اس نے عبرانی زبان ان یہودیوں سے سیکھی تھی۔

جو ساحلِ مالابار پر مدت سے آباد تھے۔ اور اس زبان میں وہ انجیل بھی پڑھ لیتا تھا۔ فیروز شاہ صاحبِ دیوان شاعر بھی تھا اور عروجی تخلص رکھتا تھا۔ وہ سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ کا بڑا عقیدتمند تھا۔ جب وہ دکن پہنچے تھے تو فیروز شاہ نے علما و مشائخ اور لشکرِ شاہی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا تھا۔

امیر تیمور گورگان کے ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر ملی تو فیروز شاہ نے لطف اللہ سبزواری کو تیمور کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ سفارت میں ان کے ساتھ وزیر مالیات مولانا تقی الدین شیرازی بھی تھے جس میں فیروز شاہ کو کامیابی ہوئی۔ تیمور نے فیروز شاہ کو "فرزند خیر خواہ" کہا بلکہ گجرات، مالوہ اور دکن کی سلطنت بھی عطا کر دی۔ فیروز شاہ بہمنی فارسی کا زبردست عالم اور شاعر تھا۔ اس نے حکیم حسن گیلانی اور سید محمود گازرونی کو دولت آباد کے ایک درہ کی چوٹی پر رصد گاہ تعمیر کرنے پر متعین کیا تھا جو حکیم حسن گیلانی کی وفات کے سبب مکمل نہ ہو سکی۔

سلطنت بہمنیہ صفحہ ۷، ۱۳، ۱۶، ۱۸، ۲۵۔

محمود گاواں

خواجہ محمود گاواں سلطنتِ بہمنیہ کے مدبرین میں بہت ممتاز ہے۔ وہ علم و فضل کا بڑا سرپرست تھا۔ بلکہ خود بھی دانشور، عالم، شاعر اور انشا پرداز کی حیثیت سے نمایاں مقام رکھتا ہے۔ وہ گیلان کے قریہ گاوان میں پیدا ہوا تھا اسی لیے عرفِ عام میں "گاواں" مشہور ہوا۔ اس کے اجداد شاہان گیلان کے وزرا میں شامل تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنی ذاتی کوششوں سے "رشت" کی بادشاہت حاصل کر لی تھی اور یہ خود مختار حکومت اس کے خاندان میں شاہ طہماسپ صفوی والیٔ ایران کے زمانہ تک قائم رہی۔ محمود گاواں ایک تاجر کی حیثیت میں شاہ محب اللہ نبیرہ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کی زیارت کے شوق میں بیدر پہنچا تھا۔ سلطان علاء الدین بہمنی نے اس کی بڑی قدر کی۔ اس نے وطن واپسی کا ارادہ ترک کر کے حکومت کے امور میں شرکت اختیار کر لی تھی۔ پہلے یک ہزاری منصب عطا ہوا۔ پھر تلنگانہ کی بغاوت فرو کرنے پر مامور رہا۔ جیسے جیسے مواقع ملتے رہے اس نے بہت سارے علاقے فتح کر لئے بلکہ اس نے سندھ میں "کچھ" کے علاقہ نگر کوٹ (موجودہ نگر پارکر) کو فتح کر کے سلطنت بہمن میں شامل کیا۔ جہاں اسے بیش بہا مالِ غنیمت ہاتھ لگا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بیجاپور بھیجا گیا جہاں وہ وزیر کل اور صدرِ جہاں بن گیا۔ اپنے تدبر اور فراست سے اس نے جو کام کئے وہ "سلطنتِ بہمنیہ کے لیے یادگار ہیں۔ محمود گاواں کے دور میں سلطنت بہمن کے سفارتی تعلقات ایران کے علاوہ مصر، ترکی اور عراق سے بھی ہو گئے تھے۔ سلطان ابو سعید گورگان اور سلطان محمد مراد بک سے محمود گاواں کی راست مراسلت تھی۔ اور قاصد پیام لے کر آتے جاتے رہتے تھے۔ گو یا وہ بحیثیت وزیر مختلف ممالک کے سلاطین کو مراسلے بھیجتا تھا۔ وہ اپنے فرائضِ منصبی کے ساتھ ساتھ تجارت کے کام بھی سرانجام دیتا تھا۔ اس کی فیاضی، علم و فضل اور تدبر کی تمام مورخین نے تعریف کی ہے۔ اس کے اوصاف نے اسے اقصائے عالم میں مشہور کر دیا تھا۔ شہرت کی وجہ خاندانی اعزاز اور بہمنی وزارت کا جلیل القدر عہدہ بھی تھا۔ اس نے تحصیل علم کے لیے مختلف اسلامی ممالک کا سفر کیا تھا۔ اس لیے اپنے ہم عصر علما سے ذاتی طور پر محبت و یگانگت پیدا کر لی تھی۔ اس کے دور میں دکنیوں اور غیر دکنیوں کی کشمکش شدت اختیار کر گئی۔ اسی کشمکش میں وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد بہمنی سلطنت کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا اور سلطنت بہمنی

کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اس کے تدبر اور فراست کے سبب سلطنت کو استحکام اور وسعت حاصل ہوئی تھی لیکن وہ خانہ جنگیوں اور درباری سازشوں کی وجہ سے اپنی پوری قابلیت نہ دکھا سکا۔ اور کار قتل کی سازش کا شکار ہو گیا۔ اس کے قتل پر مکہ معظمہ کے علمی حلقہ میں صف ماتم بچھ گئی تھی۔

"مناظر الانشاء اور ریاض الانشاء" اس کی دو مشہور تصانیف ہیں۔ وہ ہر سال غیر ممالک علماء کو تحائف بھیجتا رہتا تھا جن کے صلہ میں ان ممالک کے بادشاہ اسے اعزازات سے نوازتے تھے علماء کے ساتھ محمود گاواں کا سلوک نہایت عقیدتمندانہ تھا۔

جامی نے اپنے مکتوبات میں اعتراف کیا ہے کہ خواجہ نے ہند کو 'رشکِ ارم' بنا دیا ہے۔ محمود گاواں کی شاعری اور ادب کی بھی جامی نے ایک قطعہ میں بڑی تعریف کی ہے۔ جامی نے 'نفوص الحکم' شرح خواجہ محمود گاواں کو ہدیتہً بھجوائی بلکہ جلال الدین دوانی نے اپنی تصنیف 'شواکل الجود' محمود گاواں کے نام منسوب کیا۔ (مؤلف)

ملا عبدالکریم ہمدانی نے محمود گاواں کی سوانح لکھی جس کا خلاصہ محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ نے اپنی تاریخ کے آخر میں درج کیا ہے۔ نامور شاعر سامی محمود گاواں کا مصاحبِ خاص تھا۔ ملا نظیری کو محمود گاواں نے ہی ملک الشعراء' کا خطاب دلوایا تھا۔ عبدالعزیز بن محمود طوسی کو محمود گاواں نے اپنے داماد کا اتالیق مقرر کیا تھا۔

اس نے اپنے صرف خاص سے بیدر میں ایک عظیم الشان مدرسہ تعمیر کرایا تھا اور درس و تدریس کے لیے غیر ممالک سے علماء کو دکن بلایا تھا جن میں جلال الدین دوانی، ابوبکر طہرانی، شیخ صدر الدین رواسی شامل تھے۔ محمود گاواں نے مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کو کئی مرتبہ دکن آنے کی دعوت دی تھی۔ اس مدرسہ کے کتب خانے میں ۳۵ ہزار کتابیں تھیں جن سے طلباء مستفیض ہوتے تھے۔ محمود گاواں کا یہ مدرسہ کئی حیثیتوں سے مشہور ہے۔ یہ ۱۴۸۲ء میں مکمل ہوا تھا۔ اس کے تعمیر سمرقند کے قدیم مدارس اور اصفہان کی مساجد کے طرز پر تھی۔ اس کی دیواروں کی کاشی کاری اس کے حسن کو مزید دوبالا کرتی ہے۔ پیشانی پر سر بسر قرآنی آیات نہایت اعلیٰ 'خط ثلث' میں سفید زمین پر نیلے حروف میں مرقوم ہیں کاتب نے اپنا نام 'کتبہ العبد علی الصوفی' لکھا ہے جسے محمود گاواں نے خاص طور پر شیراز سے مدعو کیا تھا۔

سلطنت بہمنیہ صفحہ ۱۵، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۳، ۳۸

باب ۲۷

شجرۂ خانوادہ امیر تیمور گورگان

۱۔ حضرت نوحؑ
۲۔ یافث
۳۔ ترک
۴۔ الچہ خان
۵۔ یاقوی خان
۶۔ دیب خان
۷۔ کیوک خان
۸۔ الچہ خان
۹۔ مغل خان
۱۰۔ قرع خان
۱۱۔ آغور خان
۱۲۔ کن خان
۱۳۔ آمی خان
۱۴۔ ایلدوز خان
۱۵۔ منگلے خان
۱۶۔ تنکر خان
۱۷۔ ایلی خان
۱۸۔ قیان خان
۱۹۔ تیمور باش
۲۰۔ منگلے خواجہ
۲۱۔ یلدوز
۲۲۔ جونا بہادر
۲۳۔ التقوانیت
۲۴۔ موزبحر قاآن
۲۵۔ بوقاآن
۲۶۔ دومنن خان
۲۷۔ قایدو خان
۲۸۔ یانسخر خان
۲۹۔ توہنہ خان
۳۰۔ ایو مچی لاس قاچونی بہادر
۳۱۔ سوچو حتیجن
۳۲۔ قراخاتوبان
۳۳۔ ایجل توبان
۳۴۔ کنگر بہادر
۳۵۔ امیر برکل
۳۶۔ امیر طراغائی
۳۷۔ امیر تیمور گورگان
۳۸۔ میراں شاہ
۳۹۔ سلطان ابو سعید
۴۰۔ عمر شیخ مرزا
۴۱۔ ظہیر الدین بابر
۴۲۔ جلال الدین اکبر
۴۳۔ نور الدین جہانگیر
۴۴۔ شہاب الدین شاہجہان
۴۵۔ اورنگ زیب محی الدین
۴۶۔ بہادر شاہ
۴۷۔ شاہ جہاں ثانی
۴۸۔ نصیر الدین ہمایون
۴۹۔ محمد شاہ روشن اختر (رنگیلا)
۵۰۔ احمد شاہ
۵۱۔ شاہ عالم
۵۲۔ اکبر شاہ
۵۳۔ بہادر شاہ ظفر
آخری مغل بادشاہ دہلی

آخری مغل بادشاہ
بہادر شاہ ظفر
(شجرۂ نسب ص ۵۵۷)

شاہ عالم کی وفات کے بعد ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸؍ نومبر ۱۸۰۶ء میں اکبر شاہ ثانی (متوفی ۲۸؍ ستمبر ۱۸۳۷ء) مسند نشین ہوا۔ اکبر شاہ کے گیارہ فرزند تھے۔ ابوظفر، مرزا جہانگیر، مرزا بابر، مرزا سلیم، مرزا بلند اختر، مرزا جہاں خسرو، مرزا قباد، مرزا شاہ جہاں، مرزا کاؤس شاہ، مرزا نجابت شاہ اور مرزا نظام شاہ۔ ابوظفر خلفِ اکبر راجپوت مہارانی لال بائی کے بطن سے ۲۸؍ شعبان ۱۱۸۹ء مطابق ۲۴؍ اکتوبر ۱۷۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ قرآن شریف قاری حافظ محمد خلیل سے پڑھا۔ ظفر کی عمر ابھی بارہ تیرہ برس کی ہوئی تھی کہ غلام قادر روہیلہ نے لال قلعہ پر قبضہ کر کے دفینے نکلوانے کے لیے بادشاہ شاہ عالم کو شاہی افراد کے ساتھ ظلم وستم کا شکار بنایا۔ شہزادہ بیدار بخت بن احمد شاہ بن محمد شاہ کو بیدار شاہ کے لقب سے بادشاہ بنا دیا اور انہیں سے شاہ عالم کو تنگ، ذلیل اور رسوا کر دیا مگر نادر شاہ، احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں نے چھوڑا کیا تھا۔ جو غلام قادر روہیلہ کے ہاتھ لگتا۔ آخر اس نے شاہ عالم کو اندھا کر کے بائیس شہزادوں کے ہمراہ قلعہ سے نکال کر میرٹھ جلاوطن کر دیا۔ ان جلاوطنوں میں ظفر بھی تھے۔ یہ قافلہ پھر دلی لوٹا جب سندھیا نے شاہ عالم کو دوبارہ تخت نشین کیا اور اس وقت سے ظفر کے والد شہنشاہ ہند ہوئے۔ شاہ عالم اپنی لاڈلی بیگم سے مرعوب تھے اور ملکہ اپنے بیٹے مرزا جہاں گیر کو ولی عہد بنانے کی فکر میں تھی۔ مگر قدرت نے تخت شاہی کا حقدار ظفر کو بنا دیا تھا۔ جب شاہ عالم میرٹھ سے دلی لوٹ کر تخت پر بیٹھے تو ظفر ولی عہد بنائے گئے۔ شاہ عالم کی وفات ۲۸؍ ستمبر ۱۸۳۷ء میں ہوئی۔ شاہ عالم ۱۸؍ نومبر ۱۸۰۶ء سے ۲۸؍ ستمبر ۱۸۳۷ء تک تاجدارِ ہند رہے۔ ظفر ۱۹؍ جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ مطابق ۳۰؍ ستمبر ۱۸۳۷ء کو تخت نشین ہوئے۔ شاہی جامع مسجد کے امام میر احمد علی نے رسمِ تاج پوشی کا افتتاح کیا۔

۱؎ ماہنامہ المجیب پھلواری شریف ستمبر ۱۹۷۸ء ص ۲۶

حلیہ: میانہ قد، نحیف جسم، لمبا چہرہ، بڑی بڑی دلکش آنکھیں، آنکھوں کے نیچے ہڈیاں ابھری ہوئی، لمبی گردن، پتلی ستواں اونچی ناک، بڑا دہانہ، گہری سانولی رنگت سر منڈا ہوا، چھدری داڑھی کلوں پر بہت کم ٹھوڑی پر زیادہ، لبیں کتری ہوئیں بال سفید ہو گئے تھے۔ چہرے پر جھریاں آواز میں کرارہ پن۔

جب بہادر شاہ ظفر تخت نشین ہوئے تو شاہی خزانہ کو ایک لاکھ روپیہ ماہوار ملتا تھا اسکے علاوہ قدرے پرگنات، محلات، محصہ بازاری، کرایہ دوکان، آمدنی باغات، طیول (ٹول) و نزول خالصہ وغیرہ کی آمدنی تھی۔ کل سوا لاکھ ماہوار سمجھ لیجیے۔ بڑے شہزادے دلاور بخت کو ولی عہد بنایا گیا۔ بہادر شاہ ظفر نے ایک نئی شادی زینت محل سے کی تھی جن سے شہزادہ جواں بخت تولد ہوا تھا۔ جس کی ولی عہدی کے لیے زینت محل نے گل کھلائے۔ ابھی ولی عہدی کا فتنہ پروان ہی چڑھ رہا تھا۔ کہ ولی عہد دلاور بخت کا ۱۸۴۹ء میں انتقال ہو گیا۔ ان کے مرنے کے بعد غلام فخر الدین (شہزادہ فخرو) ولی عہد ہونے کا حقدار تھا۔ اپنے حق کی خاطر انہوں نے انگریزوں کی ان شرائط کو کہ نئے ولی عہد کو بادشاہ کے بجائے صرف شہزادہ کہا جائے گا اور اُسے لال قلعہ کے بجائے قطب شاہ کی حویلی میں رہنا ہوگا اور وظائف کا انتظام صرف بادشاہ کی اولاد کے لیے ہوا کرے گا۔ منظور کر کے ولی عہد بننا پسند کیا۔

مرزا فخرو کی بیوی محمدی بیگم مرزا الٰہی بخش کی بھانجی تھیں اور یہ غالب کے خسر تھے۔ محمدی بیگم کے بطن سے مرزا فرخندہ جمال تھے عمر ۵ سال تھی کہ غدر کا ہنگامہ برپا ہوا اسے وفادار میواتی آما لال قلعہ دہلی سے لے کر نکل گئی اور تین سال تک انگریزوں سے چھپائے رکھا۔ اب تک ان کی نسل جاری ہے۔ مرزا فخرو کی دختر شہزادی قمر سلطان بہادر شاہ ظفر کی صد سالہ برسی ۱۹۵۷ء تک حیات تھیں۔ مرزا فخرو نے ۱۸۵۶ء میں وفات پائی۔ مرزا جواں بخت کو بہادر شاہ ظفر کی سلطنت سونپ دی گئی۔ مگر زینت محل، حکیم احسن اللہ، مرزا الٰہی بخش کے انگریزوں سے مل جانے کی وجہ سے امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اس وقت جنرل بخت خاں نے بادشاہ کو اودھ چلنے کی ترغیب دی لیکن بادشاہ راضی نہ ہوا البتہ قلعہ سے منتقل ہو کر وہ قطب صاحب چلے گئے۔ وہاں سے مرزا الٰہی بخش کے کہنے پر ہمایوں کے مقبرہ میں آ گئے۔ ۲۱؍ ستمبر ۱۸۵۷ء کو کیپٹن ہڈسن اور انگریز جاسوس تراب علی کی سازش سے بادشاہ کو

قید کرلیا گیا۔ دوسرے دن شاہ کے فرزند مرزا مغل اور مرزا اختر سلطان اور شاہ کے پوتے مرزا ابو بکر کو قتل کر دیا گیا پھر ۲۱ شہزادوں کو پھانسی دی گئی پھر بادشاہ کو ۲۷ جنوری ۱۸۵۸ء میں لال قلعہ کے دیوان خاص میں فوجی عدالت میں پیش کیا گیا۔ عدالت نے ملک بدری کا حکم سنایا۔ ۷ نومبر ۱۸۵۸ء کو بادشاہ کو ۳۰ دیگر افراد کے ساتھ دلی سے پابجولاں اسٹیمر پر روانہ کیا گیا۔ یہ قافلہ الہ آباد سے ہوتا ہوا ۳ نومبر ۱۸۵۸ء کو کلکتہ پہنچا۔ جہاں سے ۹ دسمبر ۱۸۵۸ء کو رنگون بھیجا گیا۔ ۷ نومبر ۱۸۶۲ء مطابق ۱۲۷۹ھ کو نواسی سال کی عمر میں بادشاہ جاں بحق ہوا۔ مزار رنگون شہر میں واقع ہے۔

نوٹ:

(۱) شجرہ میرزا خسرو بخت بن میرزا محمد سعید شاہ بن میرزا فرامُز بخت المعروف احمد شاہ بن میرزا بہادر بخت بن میرزا ابو بکر بن بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی۔

(۲) شجرہ مادری میرزا محمد سعید شاہ بن والدہ سعید شاہ بنت ماہ بیگم بنت کاشغر بیگم بنت سراج الدین ابوالمعظم بہادر شاہ ظفر مغل بادشاہ دہلی۔

(۳) سیرت جہاں بیگم زوجہ خسرو بخت ننہال راجگان جودھپور

(۴) اولاد میرزا خسرو بخت: (۱) میرزا خاور بخت (۲) میرزا ایمن بخت (۳) ثروت جہاں بیگم (دختر)

۴۸۔ شجرہ نسب قائم خاں شہید مورث اعلیٰ قائم خانیاں

۱۔ حضرت آدمؑ
۲۔ شیثؑ
۳۔ انوش
۴۔ قینان
۵۔ مہلائیل
۶۔ بارد (یابر)
۷۔ حضرت ادریسؑ
۸۔ متوشلخ
۹۔ لمک
۱۰۔ حضرت نوحؑ
۱۱۔ سام
۱۲۔ ارم
۱۳۔ عوص
۱۴۔ ثمود
۱۵۔ عاد
۱۶۔ راجہ عناد (بحرفاحیت)
۱۷۔ جعداد
۱۸۔ برہاد
۱۹۔ مینسر
۲۰۔ مندیر
۲۱۔ کیلاش
۲۲۔ سمند
۲۳۔ فین
۲۴۔ پاسگ
۲۵۔ راہ
۲۶۔ رادن
۲۷۔ راجہ دہندبار
۲۸۔ راجہ ماریچہ
۲۹۔ راجہ ممند
۳۰۔ راجہ مونی
۳۱۔ راجہ بھوپال
۳۲۔ راجہ کہکلنگ
۳۳۔ راجہ دہندران
۳۴۔ راجہ کنوردیو
۳۵۔ راؤ امرا
۳۶۔ راجہ جیور
۳۷۔ راجہ بیرسی
۳۸۔ راجہ اودے راج
۳۹۔ راجہ جیراج
۴۰۔ راجہ کیسورائے
۴۱۔ بجے راج
۴۲۔ پدمسی
۴۳۔ پرتھوی راج
۴۴۔ لال چند
۴۵۔ ارجو چند
۴۶۔ گوپال
۴۷۔ جیت سی
۴۸۔ بینی پال
۴۹۔ روپ
۵۰۔ راون
۵۱۔ تیہتن پال
۵۲۔ موٹے رائے
۵۳۔ کنور سنگھ
نواب قائمؒ یا قوام خاں

نوٹ: یہ شجرہ نامکمل ہے۔ اس میں بہت سے نام درج ہونے سے رہ گئے ہیں (مؤلف)

(تاریخ قائم خانیاں حصہ اول صلا)

تذکرہ نواب قائم خاں شہید

مختصر احوال (م ۵۶۱ھ)

نواب قائم خاں ریاست دودریرہ کے شہزادہ تھے یہ ریاست حصار فیروزہ اور راجگڈھ کے قریب واقع تھی۔ ان کی والدہ کنولا دیوی ریاست جائل ناگور کی شہزادی تھیں۔ موٹے رائے چوہان کے چھ فرزندوں میں سے تین مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جن کے نام ہیں

نواب قائم خاں (کنور کرم سنگھ) زین الدین خاں اور وزیرالدین خاں۔ ایک دن قائم خاں حصار فیروزہ کے علاقہ میں شکار کھیل رہے تھے کہ بادشاہ فیروز شاہ تغلق سے ملاقات ہوئی خود بھی سیر و شکار کے لئے علاقہ میں آیا ہوا تھا۔ پہلی ملاقات ہی میں شاہ نے کنور سنگھ کی خداداد صلاحیتوں کو پرکھ لیا اور ان کے مرتبہ کے مطابق شاہی امراء میں شامل کر کے اپنا مصاحب خاص بنا لیا۔ دہلی آنے کے بعد کنور سنگھ اپنی ذہانت اور شجاعت سے عزت و منصب پاتے رہے۔ یہاں انہیں علماء فضلاء کی صحبت نصیب ہوئی اور تینوں بھائیوں نے تعلیمات اسلامی سے متاثر ہو کر قبول اسلام کیا۔ سنہ ۷۷۲ھ میں بادشاہ فیروز شاہ تغلق ٹھٹھ کی مہم پر روانہ ہوا تو قائم خاں کو دہلی میں اپنا قائم مقام بنایا۔ موقع غنیمت پا کر مغلوں نے دہلی کا محاصرہ کر لیا۔ قائم خاں نے دلیرانہ مقابلہ کیا گھمسان کا رن پڑا۔ مغلوں کی ایک نہ چلی۔ مغلوں کو شکست فاش ہوئی۔ بدحواس ہو کر بھاگ گئے بے انتہا مال غنیمت قائم خاں کے ہاتھ آیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر خان جہان خان کا خطاب عطا کیا بادشاہ نے حصار فیروزہ نام کا ایک نیا صوبہ بنایا اور شہر آباد کیا اور قائم خان کو اس نئے صوبہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔ فیروز شاہ تغلق کے بعد سلطان ناصرالدین بادشاہ بنا۔ بادشاہ کے انتقال کے بعد اقتدار کے لیے رسہ کشی شروع ہوئی۔ امراء سلطنت نے قائم خاں کو تخت نشینی کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول نہ کیا۔ اسی دوران سلطان محمود شاہ دہلی کا بادشاہ بنا لیکن در پردہ ملو خاں ہی حکومت کرتا رہا۔ قائم خاں کو اپنا مدِمقابل سمجھ کر ایک لشکر جرار لے کر قائم خاں کے مقابلے پر آیا لیکن شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ قائم خاں نے دہلی سے تعلق توڑ لیا اور خود مختار ہو کر اپنے صوبہ پر حکومت کرتے رہے۔ کچھ عرصے کے بعد امیر تیمور نے تسخیر ہند کا ارادہ کیا اور دہلی پر قبضہ کر لیا۔ امیر نے لاہور اور

[illegible]کی حکومت سید خضر خاں کے حوالہ کیا اور خود سمرقند واپس ہو گیا۔ سنہ ۸۰۴ھ میں ملو خاں مارا گیا۔ [illegible]ھ میں سلطان محمود شاہ نے نواب قائم خاں پر حملہ کیا تاکہ حصار کو زیر کیا جائے لیکن جنگ میں [illegible]نہ چلی آخر کار بادشاہ نواب قائم خاں سے صلح کرنے پر مجبور ہوا۔ صلح سے خفا ہو کر سید خضر خاں نے [illegible]لدین اعوان کی سرکردگی میں نواب قائم خاں کو زیر کرنے کے لئے ایک فوج بھیجی۔ لیکن معزالدین اعوان [illegible]کے ساتھ دو بدو جنگ میں مارا گیا۔ بے شمار مال غنیمت نواب قائم خاں کے ہاتھ لگا۔ خضر خاں [illegible]بھی مجبور ہو کر نواب سے صلح کر لی۔ ۸۱۴ھ میں دہلی کے بادشاہ کا انتقال ہوا۔ اور دولت خاں [illegible] بادشاہ بنا۔ خضر خاں دہلی کی بادشاہت کا خواہشمند تھا اس لئے نواب قائم خاں سے عہد [illegible] لیا۔ دونوں لشکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ ناگور میں راٹھوروں سے جنگ ہوئی فتحیاب [illegible] فوج آگے بڑھی اور دہلی کا محاصرہ کر لیا چار ماہ کے محاصرہ کے بعد دولت خاں لودھی نے [illegible]ار ڈال دیئے۔ دہلی پر قبضہ ہوا۔ نواب قائم خاں نے خضر خاں کو دہلی کے تخت پر بٹھا دیا۔ [illegible] ربیع الاول ۸۱۷ھ کو تخت نشین ہوا۔ خضر خاں نواب قائم خاں کی طاقت اور صلاحیت [illegible] مرعوب تھا اور انہیں اپنا حریف سمجھتا تھا اس لئے اس نے انہیں اپنے محل میں بلا کر دھوکہ [illegible]مروا دیا اور لاش دریائے جمنا میں بہا دی۔ کہتے ہیں کہ نواب قائم خاں کی ننگی تلوار دریا سے [illegible]ر نظر آتی تھی جسے وہ آخر وقت تک اپنے ہاتھ میں تھامے اور بلند کیے ہے یہ بات بہرحال اس [illegible]نوادہ کی عزت و شجاعت کی علامت ہے۔ یہ واقعہ ۸ جمادی الاول ۸۲۲ھ کو وقوع پذیر ہوا۔ [illegible]ب قائم خاں کی سات بیویاں تھیں اور چھ فرزند تولد ہوئے۔ (۱) محمد خاں (۲) تاج خاں (۳) [illegible] خاں (۴) موں خاں (۵) اختیار خاں (۶) احمد خاں۔ اس خانوادہ میں درج ذیل مشہور [illegible]ابگان گزرے۔ (۱) فتح خاں (۲) جلال خاں (۳) دولت خاں (۴) فدن خاں (۵) تاج خاں [illegible] الف خاں (۷) سردار خاں (۸) دینار خاں (۹) رشید خاں (۱۰) نواب سردار خاں ثانی اور (۱۱) [illegible]کامیاب خاں موجودہ دور میں اس خانوادہ کے چند مشہور قابل ذکر ہستیاں ہیں جن سے [illegible]قم کی بالمشافہ ملاقاتیں ہوئیں۔

[illegible]ذکری

امام الدین ٹھاکر۔ ڈاکٹر مشتاق علی خاں۔ مقصود علی خاں وائس چیئرمین۔ اللہ داد خاں ایڈووکیٹ

سید خضر خاں بادشاہ دہلی اور نواب قائم خاں

ملک مردان صوبہ دار ملتان نے سلطان فیروز شاہ، دہلی کے عہد میں سید جلال الدین
جہاں گشتؒ کی دعوت کی۔ ملک مردان کے ماتحت ملازم سید خضر خاں آفتابہ ہاتھ میں لے کر حضرت
دھلانے لگے۔ حضرت بخاریؒ نے فرمایا کہ میں اولادِ نبی سے خدمت کیسے لے سکتا ہوں یہ گا
مردان کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ملک شیخ کو ملتان کی صوبہ داری پیش کی گئی لیکن اس کے
کے بعد سلطان فیروز شاہ دہلی نے عقل و فہم و فراست کے سبب سید خضر خاں کو ملتان کا صوبہ دار
امیر تیمور لنگ عازم ہند ہوا تو ۱۴۱۴ء میں اپنے نام کا سکہ رائج کیا۔ امیر تیمور کی واپسی کے بعد
خاں دہلی کا بادشاہ بنا۔ وہ نیک دل بادشاہ تھا اور صدقہ و خیرات بہت کرتا تھا اس میں شا
موجود تھی لیکن اس نے اپنے معاصر سردار قائم خاں جس کی مدد سے وہ دہلی کے تخت پر بیٹھا تھا دہلی
محل میں دھوکہ سے شہید کر دیا اس لیے کہ وہ نواب قائم خاں کو اپنا حریف اور دہلی کے تخت کا دعو
سمجھتا تھا۔ اس کا یہ فعل اس کے کردار کے منافی ہے۔ جو اس کی تمام خوبیوں کو زائل کرتا ہے۔ نواب
خاں کا اصل نام کنور سنگھ تھا وہ پرتھوی راج کی نسل کے چوہان راجپوت تھے۔ مشرف بہ اسلام
کے بعد اسلامی نام قوام خاں یا قائم خاں ہوا۔ انہیں کی اولاد قائم خانی کہلاتی ہے۔ سندھ کے علاقہ
خاص کے اطراف میں قائم خانیوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ یہ لوگ بڑے مہمان نواز، شریف النفس، جر
بہادر ہوتے ہیں۔ اس خاندان میں کثرت سے راجپوتانہ میں ماضی قریب میں نوابکان گزرے ہیں۔ یہ
دراصل حضرت نوحؑ کے بیٹے سام کی اولاد ہے۔ حضرت سام کی اولاد میں انبیائے کرام مبعوث ہوئے
اس لیے اسلام کو سامی مذہب کہتے ہیں۔

۱۴۲۱ء میں سید خضر خاں مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سید مبارک ابوالفتح معزالدین کے
سے بادشاہ بنا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سید محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ ۱۴۳۶ء میں اس کا بیٹا سید علاء

---

[1] تاریخ حسن صفحہ ۴۸

ت نشین ہوا۔ جو آرام طلب اور بے عقل تھا۔ وہ تختِ شاہی بہلول لودھی کے حوالے کر کے بدایوں
یا۔ اس طرح ۲۹ سال سیدوں نے دہلی پر حکومت کی بعد ازآں سلطنت افغان لودھیوں کے قبضہ
مل گئی۔ خضر خاں سادات بارہ سے نسبی تعلق رکھتا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اقرأ باسم ربك الذي خلق
خلق الانسان من علق
اقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم
علم الانسان ما لم يعلم

باب ۲۹ مشاہیرِ عالم

شجرۂ بخت نصر	شجرۂ سکندر اعظم	شجرۂ رستم و سہراب مطابق شجرۂ سندھ[1]	شجرۂ رستم مطابق ریاض الانساب[2]
حضرت نوحؑ	حضرت اسحٰقؑ	حضرت نوحؑ	حضرت نوحؑ
سام	عیص	سام	سام
ارم	منظہر	ارم	ارفخشد
عوص	الاصفر	عوص	کیومرث
سہاریب	رومی	عملیق	سیامک
کورش	لوفیل	علوان	ہوشنگ
سہاریب	لوط	عام	ولوبند طیمورس
بیو دادن	مدین	نریمان	جمشید
بختِ نصر	شرجون	سام	شیداشب
	توبت	زال	شاشب
	یافت	رستم	نریمان
	یونان	سہراب	سام
	پطر		زال
	رومی		رستم
	بیطر		سہراب
	ہندوی		
	قطروس		
	فیلقوس		
	سکندر اعظم		

[1] بمطابق شجرۂ سندھ، [2] بمطابق ریاض الانساب۔

باب نمبر ۳۰

پٹھان یا فتحان

...ل طالوت حضرت طالوت افغان قوم کے مورثِ اعلیٰ تھے جن کا تعلق قبطی نسل سے تھا۔ ...رعون کے ڈوبنے کے بعد اور بنی اسرائیل کے غلبہ پانے کے بعد تباہ ہوئی۔

(تاریخِ فرشتہ از محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ صفحہ نمبر ۱۷)

بعد ازاں افغان کوہِ سلیمان کے آس پاس ہند کے شہروں میں آباد ہو گئے۔ بعض روائت کے ...ابق یہ قوم خالد بن عبداللہ کی اولاد ہے جو خالد بن ولیدؓ کی اولاد تھے۔ لیکن زیادہ مستند یہ ہے کہ افغان ...لوت کی اولاد ہیں جو حضرت یعقوب (اسرائیلؑ) کے بیٹے حضرت یوسفؑ کے حقیقی بھائی بنیامین کی اولاد ...تھے۔ طالوت بنی اسرائیل کے ملک کا حکمران تھا۔ وہ جالوت رئیس عمالقہ سے فی سبیل اللہ لڑا تھا اور ...کی فوج کو شکست دی تھی۔ اس لیے کہ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد قوم بنی اسرائیل مصر و فلسطین میں ...م عمالقہ کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوئی تھی۔ طالوت بھاری لشکر لے کر جالوت پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور کفار ...عبرتناک شکست دی۔ چنانچہ جالوت حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں مارا گیا۔ جالوت کے بعد طالوت بنی قیس ...ن کا بادشاہ ہوا۔ جنگ میں معاونت کے سبب طالوت نے اپنی بیٹی حضرت داؤد سے بیاہ دی۔

...ان کی وجہ تسمیہ طالوت کے دو بیٹے تھے (۱) ارمیا (۲) برخیا۔ ارمیا کے بیٹے کا نام افغان ...جو سلیمانؑ کے لشکر کا سردار مقرر ہوا تھا۔ جبکہ برخیا کا بیٹا آصف حضرت سلیمانؑ کا وزیر تھا۔ طبری ...مطابق ارمیا کو عربی میں عُزیرؑ کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عزیرؑ کا ذکر قرآن میں آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب بختِ نصر ...نے ملک شام پر قبضہ کیا تو ارمیا عزیرؑ نے ان شہروں میں نبی تھے۔ ارمیا (عزیرؑ) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

اخبار الصنادید جلد اوّل از مورخ حکیم نجم الغنی خاں رامپوری (متوفی ۱۹۳۲ء) صفحہ ۲۷، ۳۲، ۳۳، ۴۴ ...مطبوعہ نول کشور (۱۹۱۸ء) نسب نامہ افاغنہ از نواب عبدالسلام خاں (صفحہ ۴۸، ۴۹) تاریخ خان جہانی و مخزن ...افغانی از خواجہ نعمت اللہ ہروی (صفحہ ۶۸، ۷۵) مرتبہ ڈاکٹر سید امام الدین بہاری صفحہ ۶۴، ۶۸، ایشیاٹک ...سوسائٹی آف پاکستان، ڈھاکہ سنہ ۱۹۶۰ء

مبعوث ہونے کی خبران الفاظ میں دی ہے۔ "بمرہ قلبی بالسید صاحب البردہ والقضیۃ والسیف چناچہ

افغان اپنے مورثِ اعلیٰ کے نام پر افغان کہلاتی ہے۔

سلیمانی وجہِ تسمیہ | افغانیوں کے سلیمانی کہلانے کے چار اسباب ہیں۔

(۱) حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ کی خاندانی نسبت

(۲) سکونت اطرافِ کوہ سلیمانی (درمیان کشمیر و کابل)
واضح ہو کہ کوہ سلیمانی ملک شام میں بھی واقع ہے۔

(۳) فر ملتان کے شیخ محمد سلیمان صاحبِ کرامت بزرگ کی نسبت سے۔

(۴) شیخ قاسم سلیمانی (مدفون چنار گڑھ) بن شیخ حسن سلیمانی جو شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے
خلیفہ کی نسبت سے بعض روائت کے مطابق افغان سلیمان بن خالد ولید کی اولاد ہیں۔

(واللہ اعلم بالصواب)

روہیلہ | روہیلہ ایک وسیع پہاڑ کا نام ہے جو مشرق اور مغرب میں کشمیر اور دریائے اٹک کے
درمیان واقع ہے۔ مسافت ڈھائی ماہ کی ہے۔ شمالی حد کوہ کاشغر اور جنوبی حد بلوچستان ہے۔ انہی
علاقوں کے رہنے والوں کو روہیلہ کہتے ہیں۔ کوہ سلیمان قندھار، کابل، پشاور، خیبر، باجوڑ، سوات
اور شہر کوہستان میں واقع ہے۔

پٹھان کی وجہِ تسمیہ | پٹھان کا مفہوم "لکڑی کا تختہ" ہے جس پر کشتی کی بنیاد ہو۔ اس لفظ کا
اطلاق پہلے قیس پر ہوا یعنی پہلے "بتھان" تھا بعد میں "پٹھان" ہوا جس کا مطلب "بہادر" ہے۔ قیس ملک
طالوت کی ۳۷ ویں (سینتیسویں) پشت میں پیدا ہوا تھا۔ دوسری روائت کے مطابق خالد بن ولیدؓ نے
اسلام لانے کے بعد ایک خط افغان کی اولاد کو شہر غور اپنے سابقہ تعارف کی بنا پر لکھا اور ان کو مسلمان ہونے
کی دعوت دی۔ چند لوگ مسلمان ہوئے جن میں قیس بھی تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پر مسلمان
ہو کر عبدالرشید کے نام سے موسوم ہو کر ملک ملقب ہوئے۔ لیکن شرح صحابہ اور اسماء الرجال کی کتابوں میں
اس کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ لیکن اس قوم کے اکابرین کی روائت سے یہ بات ثابت ہے۔ قیس عبدالرشید
ستاسی سال کی عمر میں ۴۱ھ مطابق ۶۶۱ء میں فوت ہوئے جن کا لقب "فتحان" تھا۔ جو بعد میں "پٹھان" ہو گیا۔
قیس عبدالرشید عرف فتحان کے تین بیٹے تھے۔ (۱) سربن (۲) بٹن (۳) غُرغُشت لہٰذا اصل افغان انہی تین
بیٹوں کی اولاد ہیں۔

...نصر کے ظلم سے تنگ آ کر ان شہروں کے رہنے والے یہودیوں نے بھاگنا شروع کیا چنانچہ ارمیا کی اولاد
...چند لوگ غزنی اور غور پہنچے بعد میں وہ کوہستانی علاقہ کوہ سلیمان منتقل ہو گئے۔

(شروانی نامہ صفحہ ۱۴، ۱۵، ۱۷، ۱۹)

۴۲ھ مطابق ۶۶۲ء میں عبدالرحمٰن بن سمرہ اور مہلب بن ابی صفرہ کی سرکردگی میں اور اس کے
...۴۹ھ مطابق ۶۶۸ء میں مسلم بن ابی زیاد کی سرکردگی میں لشکرِ اسلام غور، غزنی، خراسان، سیستان،
...قندھار، کوہ سلیمان، پشاور اور ملتان پہنچا تو افغان باشندے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اس
...سلطان محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کے عہد میں اس علاقے میں اسلام نے ترقی کی اور ہندوستان
...باشندے بھی مسلمان ہوئے۔ امیر تیمور نے ملک خضر لودھی، ملک بہاء الدین حلوائی، ملک یوسف
...نی اور ملک حبیب نیازی کو کوہ سلیمان سے بلا کر عنائتیں فرمائیں خلعت اور تلوار سے نوازا اور اپنے
...میں شامل کیا۔

سربن کی اولاد | سربن سرد طبیعت والے کو کہتے ہیں اصلی نام ابراہیم تھا۔ سربن کے دو
... تھے۔ (۱) شرف الدین جو شرفی کے نام سے مشہور ہوئے۔ (۲) دوسرے خیر الدین جو "خرشی" کے نام
...مشہور ہوا۔ شیرانی، ترین، میانہ، بریچ اور اوڑمر کا باپ امیر الدین، شرف الدین کی اولاد ہیں۔ لیکن
...اپنی سوتیلی ماں کے ظلم سے تنگ آ کر اپنے چچا غُرغُشت کے ہاں پناہ لینے پر مجبور ہوا۔ جس سے
...شتیوں میں شمار ہونے لگا۔ چنانچہ سیدانی، حلوائی، شریانی اور بابر وغیرہ شیرانی قبیلے سے تعلق رکھتے
...ان کی سکونت ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور ڈیرہ غازی خاں کے اطراف میں ہے۔ میانہ کی سکونت ان کے
...یک ہے۔ اوڑمر کی سکونت ایک گرم کان کے علاقہ میں ہے۔ ابدال ترین میں سے ہیں لہذا احمد شاہ درانی
...ل میں سے تھے۔ ان کی سکونت قندھار میں ہے۔

کند وزمند لور کاشی خیر الدین کی اولاد ہیں۔ ابراہیم غوری کند کا بیٹا تھا۔ داؤد خیل مہمند غوری
...بیٹے تھے۔ مند اور یوسف زئی بھی کند کی اولاد ہیں۔ دو جُرار مند کی اولاد ہیں اور خیشگی مند کی اولاد
... داؤد خیل اور مند پشاور کے اطراف میں رہتے ہیں۔

بٹن کی اولاد | بٹن کا اصلی نام شیخ ہیبت تھا وہ صالح، بزرگ اور پرہیزگار تھے۔ ان کے تین
...فرزند تھے۔ (۱) اسمٰعیل (۲) اشیون (۳) کجیل اور ایک لڑکی متو نام کی تھی۔

اسمٰعیل کی قبر کشمیر کے نزد کوہ سلیمان پر زیارت گاہ ہے جہاں مقام خضر ہے۔ متو کی اولاد

شاہ حسین بن معزالدین الگ مشہور ہوئی ۔ایک صحیح قول کے مطابق متو کا شوہر ضحاک کی اولاد تھا۔ اور
دوسری روائت کے مطابق وہ امام زین العابدینؓ کی اولاد میں تھا۔

(اخبار الصنادید جلد اول صفحہ ۳۵، ۳۶، تاریخ شروانی صفحہ ۱۹، ۲۹)

متو کی اولاد میں یہ قبیلے مشہور ہوئے :

(۱) غلزئی (۲) لودھی (۳) شروانی (۴) برکی ۔ برکی غلزئی میں سے ہیں سیازی، لو[illegible]
اور سور لودھی کی شاخیں ہیں۔ بادشاہ شیر شاہ سوری اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ غلزئی کا [illegible]
کابل، قندھار کے درمیان ہے۔ لودھیوں کے رہنے کی جگہ شہر مکند ہے۔ شیروانیوں کی سکونت [illegible]
سے متصل ہے۔

غرغشت کی اولاد

غرغشت کا اصلی نام اسمٰعیل تھا جو کھیل کود کے سبب غرغشت [illegible]

(شروانی نامہ صفحہ ۱۹، ۴۲)

ان کی اولاد میں درج ذیل قبائل مشہور ہیں۔ (۱) کاکر (۲) ناغر (۳) بالی (۴) بنی

افغان کے دخیل

امیرالدین کو شکار کے دوران ایک سیدزادہ ملا جس کی پرورش کی۔ جوان [illegible]
پر اپنی قوم میں شادی کر دی اس کی اولاد کرلانی کہلائی چنانچہ ولازاک، آفریدی، خٹک اور [illegible]
وغیرہ کرلانی کی اولاد ہیں۔ اسی وجہ سے کرلانی خود کو سادات کہتے ہیں۔ انہیں دخیلوں میں صوابی کے
باشندہ صوابی ہیں جو اصل میں تاجک ہیں۔ فرمولی کا دادا تبتی تھا۔ جو کاکر قوم کا تھا۔ لیکن فرمولی کے
نام سے مشہور ہوا۔ انہی دخیلوں میں کچھ سید بھی ہیں۔ روائت ہے کہ سید محمد نے تینوں قبائل یعنی کا[illegible]
شیرانی اور کرلانی سے ایک ایک بیٹی بیاہ کر لایا۔ اس طرح کاکر والی سے منواتی، کرلانی والی سے ود[illegible]
اور شیرانی والی سے استرانی پیدا ہوئے۔ (شروانی نامہ صفحہ ۱۹، ۴۱)

بنگش اور کاغزی

بنگش دراصل ایک پہاڑ کا نام ہے اس کے اوپر رہنے والے کو
بنگش کہتے ہیں اور دامن میں رہنے والے کو پائیں بنگش کہتے ہیں
دامن کوہ کو کوہاٹ کہتے ہیں۔ کاغزی کی روائت کے مطابق شیخ ہیبت (بتن) نے اپنی بیٹی کا
نکاح شاہ حسین غوری سے کیا۔ "مہی" "سرو" کے نام سے بھی مشہور تھی۔ شیخ حسین کے بیٹے سرو[illegible]
کاغ کی بیٹی کا متبنّٰی تھا اس لیے اس کی اولاد کاغزی کہلائی۔ حافظ رحمت خاں نے سروانی کو
"سرو" کا بیٹا کہا ہے۔ شاہ حسین کی اولاد کو متینہ کہتے ہیں۔

شجرۂ نسب شاہ حسین

شاہ حسین بن معزالدین محمود بن جمال الدین حسن بن سلطان بہرام دادا سلطان شہاب الدین
[illegible] سلطان بہرام ضحاک کی اولاد میں تھا جو فریدوں کے زمانہ میں غور چلے گئے تھے۔

[illegible] فیسر عبدالرؤف کا تبصرہ

سرحد کے اکثر دانشور پٹھانوں کو سامی النسل یا بنی اسرائیل
[illegible] تے ہیں لیکن بعض لوگ محض سیاسی وابستگی کی بنا پر انہیں آریہ کہتے ہیں اس لیے کہ پشتو زبان آریائی
[illegible] نوں میں سے ایک ہے حالانکہ پٹھانوں کی تہذیب و تمدن، شکل و شباہت۔ تاریخ و ثقافت
[illegible] اسرائیل سے زیادہ مشابہ ہے فارلانگ اپنی کتاب "سائنس آف ریلیجن" میں رقم طراز ہے کہ
[illegible] دیوں کا کہنا ہے کہ وہ ۶۳۰ ق م میں باختر (بلخ) اور ہرات کے علاقوں میں سکونت پذیر
[illegible]۔ بعد میں بعض وجوہ کی بنا پر انہوں نے یہاں سے نقل مکانی کی لیکن ڈھائی قبیلے پھر بھی رہ گئے
[illegible] ل یہی پٹھانوں کے آباواجداد تھے۔ تاریخ فرشتہ انہیں مصری قبطی النسل بتاتی ہے جو حضرت موسیٰ
[illegible] ان نہ لانے کے سبب مصر سے نکل کر کرمان اور کوہ سلیمان میں آکر آباد ہو گئے۔ اور سلیمان یا افغان
[illegible] ئے۔ تاریخی حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ پر محمد بن قاسم کے حملہ کے وقت پٹھان مسلمان ہو چکے
[illegible]۔ یہ سنہ ۶۸۲ء میں کوہستانی علاقوں سے نکل کر کرمان اور پشاور کو تاراج کرتے ہوئے لاہور پہنچے

واضح ہو کہ ہندوستان میں شمالی دروں کے راستے سے مسلمانوں کی آمد و رفت
حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں شروع ہو چکی تھی۔ جبکہ مسلم افواج نے امیر معاویہؓ
کے زمانے میں خشکی کے راستے سے آکر صوبہ سرحد کا علاقہ محمد بن قاسم کے حملہ سے
بہت پہلے فتح کیا تھا۔

خود پٹھانوں کی اکثریت اپنے آپ کو قیس عبدالرشید کی اولاد بتاتے ہیں جن کا
نسبی سلسلہ افغان بنی ارمیا سے چونتیسویں[۲۴] پشت میں ملتا ہے۔

خوشحال خٹک نے مغلیہ عہد میں اپنی اسیری کے دوران ایک کتاب
"دستار نامہ" تصنیف کی تھی جس میں وہ رقم طراز ہیں کہ میں نے اس سلسلے میں
بہت تحقیق و جستجو کی ہے۔ بہت سی تاریخی کتابیں اور نسب نامے دیکھے ہیں۔ بعض
میں پٹھانوں کو یافث کی اولاد کہا گیا ہے۔ بعض نے انہیں قبطی لکھا ہے۔ اور
بعض نے انہیں حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یہود کی نسل سے بتایا ہے بلکہ بعضوں نے

تو انہیں کرد بھی لکھا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ پٹھان من جملہ حضرت ابراہیمؑ کے بھائی کی اولاد میں اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔"

نوٹ: شجرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پٹھان حضرت ابراہیمؑ کے پرپوتے حضرت یوسفؑ کے بھائی بن یامین کی اولاد ہیں۔ جو خود بھی حضرت ابراہیمؑ کے پرپوتے تھے اس لیے لفظ "حضرت ابراہیمؑ" کی جگہ پر "حضرت یوسفؑ" لکھا جانا چاہیے تاکہ غلطی کا ازالہ ہو سکے۔

(مؤلف)

وتعاونوا على البر والتقوى

نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (القرآن)

شجرۂ افغانی پٹھان

حضرت ابراہیمؑ پشت نمبر ۲۰، شجرۂ نسب (صفحہ نمبر ۴۱)

(۲۱) حضرت اسحٰقؑ

(۲۲) حضرت یعقوبؑ (اسرائیل)

حضرت یوسفؑ — یہودا — (۲۳) بن یامین

(۲۴) انیس

(۲۵) امینخ

(۲۶) بخوزت

(۲۷) صلور

(۲۸) افیل

(۲۹) قیس

(۳۰) طالوت

(۳۱) ارمیا (عزیرؑ) — برخیا — دختر زوجہ

(۳۲) افغان — آصف — حضرت داؤدؑ

سالارِ لشکر سلیمانؑ — وزیر حضرت سلیمانؑ

(مورثِ اعلیٰ پٹھان)

(۶۶) چونتیسویں پشت میں قیس عبدالرشید پیدا ہوئے (متوفی ۴۱ھ / ۶۶۱ء)

(۶۷) سربن (صفحہ نمبر ۵۷۴) — بٹن (صفحہ نمبر ۵۷۵) — غرغشت (صفحہ نمبر ۵۷۶)

(ریاض الانساب صفحہ ۵۰، ۵۳)

اولاد سربن

اولاد کرلانی (سید زادہ)

ولازاک — آفریدی — خٹک — ملک

اولاد سید محمد اولاد امام جعفر صادق رض

متواتی از زوجہ کاکر — از زوجہ شیرانی: استرانی — (از زوجہ کرلانی): درک زئی

اولاد بٹن (شیخ بیت)

- …لی در کشمیر (…کوہ سلیمان)
- اشیون
- متی (مرو)
  زوجہ شاہ حسین غوری
  بن معز الدین محمود
  بن جمال الدین حسن
  بن بہرام
  شروانی
  کاغزئی
- کجبیل
- متو زوجہ اولاد ضحاک یا اولاد امام زین العابدین
  - غلزئی — بکی
  - لودھی
    - نیازی
    - لوہان — قائد اعظم محمد علی جناح لوہانی تھے (تاریخ ملتان صفحہ …)
    - سور — (شیر شاہ سوری اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے)
  - سروانی

اولادِ غرغشت

کاکر — ناغر — بالی — بنی

کاکر
بتنی
فرملی

(شجرۂ ضحاک)

حضرت نوح ؑ
سام
ارم
جائز
مرداسی
ضحاک

بہرام	جمال الدین حسن
پسر	معزالدین محمود
سلطان شہاب الدین غوری	شاہ حسین غوری
(بہرام فریدون کے عہد میں غور میں سکونت اختیار کی تھی)	زوج
	بی بی (مرو) بنت
	بٹن (شیخ بیت)

اقتباس از تاریخ افغاناں[1]

شیر محمد خان گنڈاپور مصنف تاریخ افغاناں نے اپنی کتاب میں نو ایسے پٹھان قبیلوں کے نام بتلائے ہیں جو صحیح النسب سید ہیں مگر پٹھانوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں:۔

(۱) بنغیار (۲) مشوانی (۳) ستوریانی (۴) سینی (۵) وردگ (۶) خوندی (۷) سیدزئی، (۸) عز شین (۹) کوٹی۔

بنوں شہر کی بستی شیخاں کے شیخ صحیح النسب سید ہیں جو شیخ کہلاتے ہیں۔

مصنف ریاض الانساب گلستان دھم میں رقم طراز ہیں:۔

"ساداتِ افغاناں لازک، خوندی، داؤدی منتہی می شوند با ابراہیم بن امام موسیٰ کاظم ؑ"،

---

[1] تاریخ افغانستان صـ۲۷۷،
(تذکرہ سادات دوست محمد خیل از مولانا محمد عطا کاظمی صـ۱۶)
(تذکرہ سادات دوست محمد خیل صـ۱۶، ۱۷،)

اقتباس از تاریخ افغانستان[1]

اگر آج کل افغانستان کے کوہساروں اور مشرقی خراسان کی طرف نظر دوڑائی جائے اُن قبائل کے درمیان ایک عظیم قوم پشتون / پختون ملتی ہے جن کی تعداد ڈیڑھ کروڑ سے متجاوز ہے افغان کی چونتیسویں پشت میں قیس تولّد ہوئے جن کا اسلامی نام عبدالرشید رکھا گیا جو ۴۲ھ میں فوت ہوئے تھے۔ ان کے تین فرزند تھے:۔

(۱) غَرغَشت (۲) بیتنیؒ (۳) سرہ بن

یہ لوگ کوہ سلیمان کے اطراف میں سکونت رکھتے تھے۔ قیس عبدالرشید ہر وقت اپنی اولاد کے لیے طلب خیر کرتے تھے اور دعا و مناجات میں مصروف رہتے تھے آخر کار اللہ نے ان کی اولاد کو نوازا۔ ان کا بڑا بیٹا غرغشت اقبال بلند ہوا۔ اس نے مردانگی میں نام پیدا کیا۔ وہ صاحب زبان تھا اور بیان پر قدرت رکھتا تھا۔ وہ علم و یقین سے مالا مال تھا۔ آج ان کی اولاد میں اکثر علماء و فضلاء گزرے ہیں جو روحانیت پر فائز تھے۔ جو خاص طور پر "کاکڑ" کہلاتے ہیں۔ جن کا مسکن وادی ژوب و پشین ہے جن میں بڑے بڑے دانشمند اور صاحب دلاں گزرے ہیں۔

دوسرا فرزند بیتنیؒ بڑا شہزور اور شجاع تھا۔ ان کی اولاد غلجی یا خلجی کہلاتی ہے جن کا منصب سپہگری ہے۔ ان میں بڑے بڑے جنگجو سپہ سالار اور حکمران گزرے ہیں۔

تیسرا فرزند "سرہ بن" یعنی سارہ کا بیٹا تھا۔ واضح ہو کہ سارہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی بیٹی تھیں اور قیس عبدالرشید کی زوجہ اس لیے تیسرے بیٹے ماں کے نام پر سرہ بن کہلائے۔ سرہ بن کی اولاد میں حکمران گزرے ہیں مثلاً قبائل ابدالی (دہقانی) اور درّانی وغیرہ جو زمانہ قدیم سے بعد از اسلام افغانستان کے حکمران رہے ہیں۔ گویا عبدالرشید کی اولاد تین طبقوں میں منقسم ہو گئی:۔

(۱) غرغشت (روحانی) (۲) بیتنیؒ (جنگجو) (۳) سرہ بن (حکمران)

---

[1] تاریخ افغانستان صفحہ ۵۹۴، ۵۹۵،

قدیم افغانستان

بطلیموس نے جغرافیہ کے نقشے میں افغانستان کو ایرانی صوبہ خراسان کو ساتھ ملا کر "آریانہ" کا نام دیا تھا جس کے سبب لوگ افغانیوں کو بھی آریائی سمجھتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ یہودیوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے سوا کسی کی بھی حضرت ابراہیمؑ سے نسلی نسبت برداشت ہی نہیں کر سکتے وہ تو صرف ان لوگوں کو اولاد ابراہیمؑ سمجھتے ہیں جو حضرت عزیر اور نحمیاہ ساتی کے زمانے میں بیت المقدس واپس آئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ عدنان کی اولاد قبائل عرب کو بھی حضرت ابراہیمؑ کے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ بہر حال اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ افغانی حضرت یعقوبؑ کے چھوٹے بیٹے بن یامین کی اولاد میں سے ہیں جن کا قبیلہ فلسطین سے بنی اسرائیل کی تیسری جلاوطنی کے وقت ان سے چھوٹ کر کہیں لاپتہ ہو گیا تھا اور شاید مشرق کی طرف چلا گیا تھا۔ اس روایت کی تائید بنی اسرائیل کے افسانوں سے بھی ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ "ہمارا ایک قبیلہ رات کے دھندلکے میں راستہ بھول کر مشرق کو چلا گیا تھا جو پھر کبھی نہ مل سکا"

افغان اپنے سلسلۂ کوہ کو کوہ سلیمان کہتے ہیں اور چوٹی کو "تخت گاہ سلیمانؑ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں اسی لیے بعض لوگ اپنے آپ کو سلیمانی بھی کہتے ہیں۔ ۵۴۰ ق م میں بلخ پر ایرانی بادشاہ کیخسرو نے قبضہ کر لیا اور یہیں سے اس نے وادیٔ کابل اور پھر ہند کی طرف فاتحانہ یلغار کی۔ ۳۳۰ قبل مسیح میں سکندر اعظم ہرات، قندھار، غزنی اور کابل ہوتا ہوا ہندوستان میں داخل ہوا تھا۔ اس کی وفات کے بعد مفتوحہ علاقے اس کے سرداروں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ پاکستان کے شمالی مغربی حصے کے ساتھ افغانستان کے بڑے علاقے پر تقریباً دو سو سال تک یونانیوں کی حکومت قائم رہی۔ پہلی صدی قبل مسیح میں یہاں یوہ جی کے کشان قبیلہ کا قبضہ رہا جس میں کنشک بڑا نامور حکمران گذرا ہے۔ اس کے بعد سفید ہون کا دور چوتھی صدی کے اواخر میں آیا جنہیں ایران کے ساسانی بادشاہوں نے ختم کیا۔ وادیٔ کابل میں پانچویں صدی عیسوی سے ساتویں صدی عیسوی تک مقامی سرداروں کی آزاد حکومتیں رہیں۔ بعد ازاں افغانستان کے باقی

(اقتباس از تاریخ الافغان از سید جمال الدین افغانیؒ)

علاقوں پر ساسانیوں کے ماتحت سردار اور شہزادے حکمرانی کرتے رہے۔

افغانیوں اور عرب یہودیوں کے مابین زمانہ قدیم سے خط و کتابت ہوا کرتی تھی۔ جب عرب کے یہودی اسلام میں داخل ہوئے تو انہیں بھی مسلمان ہونے کی دعوت دی چنانچہ انہوں نے اپنے سردار قیس کو ایک جماعت کے ساتھ عرب بھیجا جن کا نسب سینتالیسویں پشت میں بنو اسرائیل سے اور پچپن واسطوں سے حضرت ابراہیمؑ سے ملتا تھا۔ یہ جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس کا اسلامی نام عبدالرشید رکھا اور امیر کا لقب عطا فرمایا اس لیے کہ ان کا نسبی تعلق سلاطینِ بنی اسرائیل کی نسل سے تھا۔ افغانیوں کی یہ جماعت فتح مکّہ کی مہم میں بھی شریک تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی اور ان کے ساتھ اہلِ مدینہ کی ایک جماعت خراسان اور غور تبلیغِ اسلام کے لیے بھیجا۔ حضرت قیس عبدالرشید افغانستان آکر تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے۔ ان کی کوششوں سے سارے لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرت قیس عبدالرشیدؓ ۸۷ سال کی عمر میں ۴۰ھ میں انتقال کر گئے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت قیس عبدالرشید "شاول" کی اولاد میں سے تھے۔ بہرحال اصطلاحی طور افغان کو متعدد مختلف تلفظ میں لکھا گیا ہے مثلاً عنعنہ جمع عنعنون، اغوانہ۔ الاغوان وغیرہ۔

(تاریخ الافغان از سید جمال الدین افغانی مترجم مولانا عبدالقدوس ہاشمی ص ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۷۶، ۷۷، ۸۱، ۹۱، ۱۹۱)

نوٹ ۱۔ حضرت ابراہیمؑ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک ۷۰ پشتیں گزری ہیں۔ چونکہ حضرت قیس عبدالرشیدؓ حضورؐ کے ہمعصر تھے اس لیے ان تک بھی ۷۰ واسطے ہونے چاہئیں لیکن صرف ۵۵ واسطوں کا شمار ہوتا ہے اور پندرہ واسطے تحقیق طلب ہیں۔ (مؤلف)

۲۔ حضرت قیس عبدالرشیدؓ کی جماعت فتح مکہ کی مہم میں شریک تھی اس لیے وہ بھی فاتحان مکہ میں شامل تھے۔ لہٰذا یہی لفظ فاتحان سے فتحان ہو گیا اور پشتو تلفظ کے سبب بعد میں "پٹھان" کہا جانے لگا یعنی "ف" "پ" سے بدل گیا اور "ت" "ٹھ" سے بدل گیا۔ (مؤلف)

امیر کرور سوری پہلوان

تاریخ سوری میں درج ہے کہ امیر کرور ولد امیر فولاد مندیش اور غور کا امیر تھا جسے "جہان پہلوان" کہتے [تھے۔ ا]س نے قلعہ غور و قصدر کو فتح کیا تھا۔ وہ ایسا زبردست پہلوان تھا کہ بیک وقت سو دلاور جنگجو سے [مقابلہ] کر سکتا تھا۔ وہ موسم سرما زمینداور میں گزارتا تھا جہاں مینڈیش کی طرح اس کا قصر تھا۔ جہاں سیر و شکار [عی]ش و عشرت کے مواقع میسر تھے۔ وہ بنو امیہ کے خلاف جنگ میں ابو العباس سفاح اور ابو مسلم [خراس]انی کا معاون و مددگار رہا تھا۔ عباسیوں کی دعوت کے موقع پر امیر کرور نے فخریہ اپنے رزمیہ اشعار پڑھے۔ [...]ن علی نستی نے تاریخ سوری میں لکھا ہے۔ امیر کرور ۱۵۴ھ میں پوشنگ (ہرات) کی جنگ میں [...]

[...]یا۔

[امیر کرو]ر کے رزمیہ اشعار

ہالۂ شمشیرِ من ہرات و جروم را فرا گرفتہ
در غرج و بامیان و تخار نام مرا برائے درمان و دعا ذکر می کنند
در روم رد شناسم ... پہلوان تری از من نیست
تیر ہائے من بر مروی بارد و دشمن از من می ہراسد
بر سواحل ہرلوا لرزد میروم و پیادگان از پیشم می گریزند
دلاوران از من می لرزند ... پہلوان تری از من نیست
زرنج را بہ سر خودئ شمشیر فتح کردم، دودمان سور را بہ سرداری و باداری رسانیدم
کاکازادگان خود را بلند بردم ... پہلوان تری از من نیست
ہر مردم خود مہربانی و روا داری دارم، با اطمینان ایشان را می پروراتم
وہ ہمارہ نشو و نمادہم ... پہلوان تری از من نیست
حکم من بدون درنگ بر کوہسار بلند بد النسبت
گیتی از آں من است ستانیدگان برمنا بر نام مرا می برند
روزہا، شبہا، ماہ ہا، سالہا ... پہلوان تری از من نیست

(قدیم تاریخ افغانستان ص ۱۳۳، ۱۳۵)

شیر شاہ سوریؒ

شیر شاہ کا اصل نام فرید خان تھا وہ حسن سور کا بیٹا تھا۔ بچپن میں اس نے جونپور کے
سے تعلیم حاصل کی اور گلستان، بوستان، سکندر نامہ، کافیہ، عربی وحواشی اور دیگر علمی کتابوں کے
ختم کئے۔ نظم ونثر اور تاریخ میں وہ کافی دستگاہ رکھتا تھا۔ بڑے ہونے پر باپ نے جاگیر کا انتظ
جس کو اس نے بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا لیکن جب حسن سور نے جاگیر کا انتظام اپنے لڑ
سلیمان اور احمد کو دے دیا تو فرید خان حاکم بہار سلطان محمد کی ملازمت اختیار کی۔ ملازمت کے
اس نے تلوار سے ایک شیر کو ہلاک کیا۔ جس پر سلطان محمد نے اسے شیر خاں کا خطاب دیا۔

تزک بابری کے مطابق ایک دفعہ شیر خاں بابر کی شاہی دعوت میں شریک تھا اس
بابر نے شیر خاں کے اطوار اور اس کی بڑھتی ہوئی خود اعتمادی کو دیکھ کر اسے اپنی حکومت کے لیے
سمجھا اور وزیر کو حکم دیا کہ شیر خاں کو گرفتار کر لیا جائے لیکن شیر خاں نے گرفتاری کے خطرے کو
بھانپ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر بچ کر نکل گیا۔

آخر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ ہمایوں کو شکست دے کر شیر شاہ سوری کے نام سے
کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ وہ ایک سپاہی سے شہنشاہ بنا اور پانچ سال تک بلا شرکت غیر
ہندوستان کے طول وعرض پر حکومت کرتا رہا۔ وہ رواداری، سخاوت اور دریا دلی میں بہت مش
تھا۔ اس نے اپنے دور حکومت میں عوام کی فلاح وبہبود کے لیے بڑا کام کیا۔ اسی نے ۱۵۴۲ء
ہیبت خاں نیازی کو پنجاب کا گورنر بنایا تھا۔

کارہائے نمایاں | شیر شاہ سوری نے بنگال سے پشاور تک ایک جرنیلی سڑک بنوائی جو آج گرینڈ
روڈ کہلاتی ہے۔ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ، شاہ رکن عالمؒ اور شاہ یوسف گردیزیؒ کے مزارات
بڑی خوبصورت مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اس کے بیٹے اسلام شاہ نے شاہ یوسف گردیزیؒ کے مزار کا دروازہ
بنوایا۔

شیر شاہ کے معمولات | شیر شاہ کا معمول تھا کہ وہ ہر روز پچھلی رات کو بیدار ہوتا۔ تہجد کی نماز سے فارغ

سلطنت میں مصروف ہو جاتا حتیٰ کہ صبح کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ فجر کی نماز وہ بالعموم اپنے امرائے
ر کی معیت میں باجماعت ادا کرتا پھر مختلف شعبوں کے افسران سے دن بھر کے تمام واقعات سے آگاہی
صل کرتا۔ چار گھنٹے تک وہ مختلف علاقوں سے آئی ہوئی رپورٹیں سنتا پھر اپنے احکامات جاری کرتا۔
کر فوج کا معائنہ کرتا۔ بھرتی کی خود نگرانی کرتا۔ کھانا کھانے کے بعد دربار منعقد کر کے امور سلطنت
ام دیتا۔ ظہر کی نماز ادا کر کے تھوڑی دیر آرام کرتا۔ امور سلطنت کے سلسلے میں اہم کام نہ ہوتا
شام تک تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہتا۔

ائے فلاح وبہبود | اس نے نادار اور بے سہارا لوگوں کے لیے خیراتی اور امدادی ادارے قائم
یے تھے۔ پانچ سو اشرفی روزانہ کے خرچ سے شاہی لنگر چلتا۔ جس سے ہزار ہا مستحقین، لاچار، معذور
سافروں کو کھانا میسر آتا تھا۔ اس نے علماء، طلباء اور ائمہ مساجد کے لیے وظائف مقرر کیے
انصاف اس کا سب سے بڑا فریضہ تھا۔

وہ موقع شناسی، دوراندیشی، معاملہ فہمی اور ذہانت میں علاء الدین خلجی، بابر اور نپولین
مسر تھا۔

کرۃ القریش والافغان از رحم علی خاں صـ۱۸۲، ملتان ذیشان از عبدالرحمٰن خاں صـ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱)

اقتباس از تذکرۃ القریش والافغان[1]

حضرت نوحؑ کے تین بیٹے زندہ بچے تھے (۱) حام (۲) سام (۳) یافث، حام کے [illegible] تھے ہند اور سندھ وغیرہ۔

سندھ نے ملتان اور ٹھٹھہ اپنے بیٹوں کے نام پر آباد کیا۔ تیسرا بیٹا حبش اور چوتھا افرنج [illegible] پانچویں بیٹے کا نام ہرمز تھا اور چھٹا بیٹا بویہ تھا۔

سام کے ۹۹ فرزند تھے:

ارشد، ارفخشد، کے، نود، لود، ارم، قبط، عاد اور قحطان وغیرہ۔

حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ اور حضرت ابراہیمؑ ارفخشد کی اولاد میں سے تھے۔ دوسرا [illegible] کیومرث تھا جو شاہان عجم کے جد امجد تھے۔ کیومرث کے چھ فرزند تھے:

سیامک، فارس، عراق، طور، دفعان اور شام وغیرہ۔

یافث شمال اور مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ ان کے بڑے بیٹے کا نام ارشد تھا۔ تمام مغل، ازبک، چغتائی، ایرانی اور رومی ارشد ہی کی اولاد ہیں۔ یافث کے دوسرے بیٹے کا نام چین تھا جو [illegible] قوم کا مورث اعلیٰ تھا۔ یافث کے تیسرے بیٹے کا نام ادریس تھا جس کی نسل سے تاجیک، غور [illegible] القلاب ہیں۔

قیس بن عبدالرشید سے سارہ بنت خالد بن ولیدؓ کا نکاح ہوا جن سے تین بیٹے تولد ہوئے (ص۸)، فرشتہ کے بیان کے مطابق:

یہ لوگ اوّل پٹنہ میں آباد ہوئے اسی سبب سے اہل ہندان کو پٹھان کہنے لگے (ص۱۰) شنسب بن صدیق حضرت علیؓ کے دور میں مسلمان ہوئے ان کی اولاد شنسبی کہلائی جو بعد میں لودھی سوری پٹھان کہلائے۔ یوسف زئی، ترنگ زئی، خیل زئی اور حسن زئی پٹھانوں کی شاخیں ہیں۔ (صفحہ ۲۳)

---

[1] تذکرۃ القریش والافغان ص۲، ۶، ۸، ۱۰، ۱۴، ۲۲، ۷۹،

القریش والافغان

قریشی مسلمان سلطان پور، پرتاب گڑھ اور الٰہ آباد کے اطراف میں کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ یہ لوگ [illegible] نسلاً قریشی النسب منسوب ہیں۔ ان میں شجاعت، بہادری، دلیری، فیاضی اور مہمان نوازی پائی جاتی [illegible] ان کے چہروں کی وجاہت بتاتی ہے کہ یہ لوگ ہندوستان کے نومسلم باشندے نہیں بلکہ ان کے [illegible] اجداد عرب سے آئے تھے۔ مسلمانوں کے ہندوارد ہونے کا واقعہ لکھتے ہوئے فرشتہ رقمطراز ہے کہ [illegible] عجم کے کچھ لوگ باوا آدم کی قدم گاہ کی زیارت کے لیے کشتی میں سوار ہوکر سراندیپ کی طرف [illegible] ہوئے اتفاق سے کشتی طوفان میں پھنس کر مالابار پہنچ گئی اور یہ لوگ شہر کالی کٹ پہنچ گئے۔ [illegible] کا راجہ سامری ان کے مذہب اسلام سے واقف ہوا اور باتوں باتوں میں جب شق القمر کا [illegible] سنایا گیا تو راجہ نے اس تاریخ کا روزنامچہ نکلوایا جس سے شق القمر کی تصدیق ہوتی تھی یہ دیکھ کر [illegible] سامری مسلمان ہوگیا۔

سلطان پور اور الٰہ آباد میں یہ افغان شہاب الدین محمد غوری کی فوج کے ساتھ آئے اور مفتوحہ [illegible] قوں میں آباد ہوگئے۔ الٰہ آباد میں مشہور ہے کہ چوراسی سوار شاہجہانپور سے آئے تھے اور چوراسی [illegible] ؤں کی بنیاد پڑی تھی۔ سلطان پور سے یہ لوگ تلاش معاش میں آئے تھے جو پرتاب گڑھ میں [illegible] ہوگئے جن کے تعلقات سلطان پور سے اب بھی باقی ہیں۔ پرتاب گڑھ کی جنوبی سرحد پر جو قریشی [illegible] ئل آباد ہیں وہ الٰہ آباد کی طرف سے آئے تھے اور ان کے تعلقات آج بھی الٰہ آباد سے ہیں۔ سلطان [illegible] ث الدین بلبن کے عہد میں افغان و قریش پرتاب گڑھ میں آچکے تھے جو شاہی فوج میں ملازمت کرتے [illegible]۔ یہاں ان کی چھوٹی چھوٹی جاگیریں اور ریاستیں قائم تھیں۔ سندھی، ہراتی، اعوانی، لنگاہ، ترک اور [illegible] جوعہ (جنجوعہ) وغیرہ کا تعلق انہیں افغان اور قریشیوں سے ہے۔

مُلّا مراد مؤلف سوانح خالد بن ولیدؓ نے بھی اس امر کی تصدیق کی ہے کہ دراصل افغان پٹھان [illegible] رت خالد بن ولیدؓ کی دختر حضرت سارہؓ کی اولاد ہیں اسی نسبت سے ان علاقوں کے پٹھانوں نے [illegible] نے آپ کو قریشی کہلوانا پسند کیا اس لیے کہ ان کے نانا حضرت خالد بن ولیدؓ قریشی النسب تھے۔

انہیں قریشی خاندان میں حسن خاں ایک نامور شجاع اور بہادر انسان گزرے ہیں۔ یہاں کے قریشیوں نے سید احمد شہید بریلویؒ کی تحریک میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

مسٹر ہنٹر انگریز نے تعصب کی بنا پر اپنی کتاب "دی انڈین مسلمان" میں قریشیوں کو نٹ کاسٹ کہا ہے جو بالکل غلط ہے۔

ان قریشیوں کی ترکی النسل افغانوں سے قرابت داری کی وجہ یہ تھی کہ یہ دونوں قدیم تھے اور شجاعت و بہادری میں جواب نہیں رکھتے تھے۔ ان قریشیوں کی قرابت داری جن پٹھانوں سے ہوئی وہ شنسبی نسل کے تھے جن کا سلسلۂ نسب غور کے رئیس شنسب بن حریق سے ملتا ہے جنہوں نے حضرت علیؓ کے عہد میں اسلام قبول کیا تھا انہیں میں لودھی اور سوری پٹھان بھی شامل ہیں بلکہ انہیں میں اعوان، یسان، لیغان بھی ہیں لیکن مجموعی طور پر ان سب کو قریشی کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ ناموں کے ساتھ "خان" بھی لکھتے ہیں جو ترکی زبان کا لفظ ہے اور جس کا مفہوم "سردار" ہے۔ مشہور ہے کہ سلطان پور، پرتاب گڑھ اور الٰہ آباد کے اہلِ قریش پٹھانوں سے تعلق کی بنا پر ہی مغلوں کے زیرِ عتاب رہے۔

(تذکرۃ القریش والافغان از رحم علی خاں صہ ۱۱، ۱۴، ۱۷، ۲۳، ۲۵، ۷۹، ۸۹، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۲)

روہیل کھنڈ اور روہیلہ افغان

(شجرۂ نسب صہ ۵۹)

روہیلکھنڈ یوپی کے بریلی، پیلی بھیت، مرادآباد، سنبھل، رام پور، بدایوں، نجیب آباد اور شاہجہان پور پر مشتمل ہے۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں روہیلہ افغانوں نے اس علاقہ کو فتح کیا جب سے روہیلکھنڈ کہا جانے لگا۔

مستند تاریخی روایتوں کے مطابق اس قبیلہ کے کچھ لوگ محمود غزنوی کے ہمراہ برصغیر میں وارد ہوئے واپسی میں افغانی علاقہ "روہ" کو سکونت کے لیے پسند کیا اور مستقل آباد ہو گئے اسی لیے یہ روہیلہ افغان کہلائے۔ ساتویں صدی عیسوی کے نصف اوّل میں اس قبیلہ کے مورثِ اعلیٰ قیس اپنا قدیم مذہب "اسرائیلیت" کو ترک کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے اور قیس عبدالرشید کہلائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شوقِ دیدار میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ۶۳۲ء میں وصال ہو چکا تھا۔ قیس عبدالرشید چند سال مدینہ منورہ میں مقیم رہے جہاں ان کی شادی حضرت خالد بن ولیدؓ کی صاحبزادی حضرت سارہ سے ہوئی۔ قیس عبدالرشید اپنے وطن افغانستان واپس آ گئے جہاں ۴۱ھ مطابق ۶۶۱ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت سارہ کے بطن سے ان کے ہاں تین فرزند تولّد ہوئے۔

(۱) سترہ بن (۲) غور غوشت (۳) اُوبتین

روہیلکھنڈ کے آخری نامور حکمران حافظ رحمت خاں سترہ بن کی اولاد میں تھے۔

شجرۂ نسب "حافظ رحمت خاں بن شاہ عالم خاں بن محمود خاں بن شہاب الدین خاں بن دولت خاں بن بدل خاں بن داؤد خاں بن بہٹرائچ خاں بن شرف الدین سرجنون بن سترہ بن بن قیس عبدالرشید"

سلطان محمود غزنوی اس قبیلہ کی شجاعت کے باعث "بتان" لقب دیا جس کا مفہوم ہے "جہاز کا پشتیبان" جو بعد میں "پٹھان" بن گیا۔

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی از فقیر ماناّ میاں چشتی قادری پیلی بھیتی صہ ۱۶۳، صہ ۱۶۴)

حافظ رحمت خان

(شجرۂ نسب صفحہ۵۹۰)

حافظ رحمت خاں اپنے آبائی قصبہ "تورشہامت پور" میں ۱۷۰۸ء میں تولد ہوئے۔ والد کی نگرانی میں قرآن پاک حفظ کیا اور دیگر علم دین کی تکمیل کی۔ بعدازاں سپہ گری کی تربیت پائی۔ بعد میں گھوڑوں کی تجارت کے سبب تاجر کہلائے۔ آپ کے پردادا شہاب الدین (کوٹا بابا) عالی مرتبہ اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے جن کا اصل گاءوں قندھار میں "شورابک" تھا مگر یوسف زئی قبیلے سے رشتہ داری کے سبب ضلع اٹک کے مقام لنگرکوٹ میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ ہزارہ میں آپ کے معتقدین کا سلسلہ وسیع تھا اس لیے ان کا مزار ہزارہ میں مرجع خلائق ہے۔ حافظ رحمت خاں کے والد مولانا شاہ عالم خاں کا مزار بدایوں اور آنولہ کے وسط میں واقع ہے۔ نواب علی محمد خاں نے اپنے مشیروں کے مشورہ سے حافظ رحمت خاں کو افغانوں کی سرپرستی کے لیے خط لکھا۔ مسلسل تقاضوں کے بعد حافظ رحمت خاں اپنے تین دوستوں (۱) شیخ کبیر (۲) گل شیر خاں اور (۳) ملاحت خاں کے ساتھ ہندوارد ہوئے۔ آگے چل کر ان تینوں نے پیلی بھیت کو اپنا مستقر بنالیا۔ حافظ رحمت خاں کے حسن اخلاق اور حسن تدبر سے افغانی متحد ہوگئے اور بہت جلد یعنی ۱۷۳۵ء میں روہیلکھنڈ کی حکومت قائم ہوگئی جسے محمد شاہ بادشاہ دہلی نے بھی ان کی حکومت کو تسلیم کرتے ہوئے ۱۷۴۲ء میں نواب علی محمد خاں کو اس علاقہ کا حاکم اعلیٰ مقرر کردیا۔ ۱۷۴۴ء میں حافظ رحمت خاں نے کمایوں اور الموڑہ کو فتح کیا۔ بادشاہ دہلی نے انہیں شاہی خلعت کے ساتھ حافظ الملک کے خطاب سے نوازا۔ ۱۱۶۲ھ مطابق ۱۷۴۹ء میں نواب علی محمد خاں نے حافظ الملک کی قابلیت دیکھ کر حکومت حافظ رحمت خاں کے سپرد کردی۔ آپ برسر اقتدار آکر شاہ دہلی سے تعلقات کو مستحکم کیا اور بریلی کو اپنا مرکز بنایا۔ ۱۷۶۱ء میں پانی پت کا معرکہ پیش آیا۔ حافظ رحمت خاں نے ۵ لاکھ مرہٹوں کے خلاف شاہ دہلی کی مدد کی اور مرہٹوں کو شکست فاش دی۔ ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۴ء میں اودھ

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی صفحہ۱۷)

کا حکمراں شجاع الدولہ انگریزوں سے سازباز کرکے ڈیڑھ لاکھ فوج لے کر شاہجہان پور میں داخل ہوا۔ کرنل چمپین نے اپنی فوج کا رخ پیلی بھیت کی طرف کیا۔ عین حالتِ جنگ میں حافظ رحمت خاں کے ایک فوجی سردار احمد خاں نے غداری کی اور دشمن سے مل گیا جس سے جیتی ہوئی بازی ہار میں تبدیل ہوگیا۔ توپ کا ایک گولہ حافظ الملک کے سینہ میں لگا اور وہ گھوڑے سے گرتے ہی شہید ہوگئے۔

خاندان روہیلہ

اولاد وڑائچ خاں بن شرف الدین شرفو بن سرن بن قیس عبدالرشیدؒ

سعیداللہ خاں شجاعت جنگ (منصب شش ہزاری قندھار سے دہلی آئے)
سعادت یار خاں
محمد اعظم خاں
حافظ محمد کاظم علی خاں
مولانا رضا علی خاں
مولانا نقی علی خاں
اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلویؒ

داؤد خاں
بدل خاں
دولت خاں
شہاب الدین خاں
محمود خاں
شاہ عالم خاں
حافظ رحمت خاں روہیلہؒ
(شہید بریلی، روہیلکھنڈ)

نوٹ: تحقیق کی رو سے شجرہ میں ۳۲ اسمار کم درج ہوتے ہیں۔
(سوانح اعلیحضرت از فقیر مانا میاں پیلی بھیتی صد۱۲، ۱۷، ۲۱، ۱۹۳۷ء)

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نسبتاً پٹھان مسلکاً حنفی مشرباً قادری اور مولداً بریلوی تھے۔ والد ماجد کا اسم گرامی مولانا محمد نقی خاں (متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء) اور جدِ امجد کا نام مولانا محمد رضا خاں (متوفی ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۶ء) تھا۔

مولانا محمد رضا خاںؒ (جدِ امجد) ولادت ۱۲۲۴ھ مطابق ۱۸۰۹ء میں ہوئی ۲۳ برس کی عمر میں منقولات اور معقولات سے فارغ ہوئے۔ بڑے عابد و زاہد اور خلیق تھے۔ وعظ میں بلا کی تاثیر تھی، خلوت پسند تھے، اتباع سنت میں بے نظیر تھے، اپنے عہد کے ممتاز عالم دین میں شمار ہوتا تھا۔

مولانا محمد نقیؒ (والد ماجد) آپ کی ولادت یکم رجب ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۰ء میں ہوئی اپنے والد سے اکتساب علم کیا۔ ۵ جمادی الاوّل ۱۲۹۴ھ میں مارہرہ، یوپی کے شاہ آلِ رسول احمدی (متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۳۰ء) سے بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ مولانا احمد رضا خاں بھی اسی وقت ان سے بیعت ہوئے۔ ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۸۱ء میں مکہ مکرمہ میں سید احمد زین بن دحلان مکی سے مکرر سند اجازت حدیث حاصل کیا۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء میں ۵۱ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ والد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ ان کی کل تصنیفات میں ۲۵ کتابیں قابل ذکر ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ ولادت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی۔ محمد نام رکھا گیا۔ لیکن جدِ امجد نے "احمد" تجویز کیا۔ یہی مشہور ہوا۔ تاریخی نام "المختار" ۱۲۷۲ھ رکھا گیا

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے درج ذیل علماء سے اکتساب علم کیا۔

(۱) مولانا شاہ آلِ رسول مارہروی (متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء)
(۲) مولانا محمد نقی خاں (والد) متوفی ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء
(۳) سید احمد زین بن دحلان مکی (متوفی ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۱ء)

حیاتِ رضا خان بریلوی صفحہ ۸۴ تا ۲۴۰

(۴) شیخ سراج عبدالرحمن مکی (متوفی ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء)
(۵) شیخ حسین بن صالح (متوفی ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۴ء)
(۶) شاہ ابوالحسین احمد النوری (متوفی ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء)
(۷) مرزا غلام قادر بیگ (متوفی ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء)
(۸) مولانا عبدالعلی رامپوری (متوفی ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۵ء)

مولانا بریلوی کا سلسلۂ اسناد درج ذیل علماء سے ملتا ہے۔
۱- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء)
۲- مولانا عبدالعلی لکھنوی (متوفی ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۰ء)
۳- شیخ عابد سندھی ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں مولانا بریلوی حج بیت اللہ کے لیے حاضر ہوئے۔ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں دوسری بار حاضری دی۔ مولانا نے ۵۵ علوم و فنون کی تحصیل کی مثلاً

(۱) علم قرآن (۲) علم حدیث (۳) اصولِ حدیث (۴) فقہ حنفی
(۵) کتبِ فقہ (۶) اصولِ فقہ (۷) جدلِ محدب (۸) علم تفسیر
(۹) علم العقائد والکلام (۱۰) علم نحو (۱۱) علم صرف (۱۲) علم معانی
(۱۳) علم بیان (۱۴) علم بدیع (۱۵) علم منطق (۱۶) علم مناظرہ
(۱۷) علم فلسفہ (۱۸) علم تکسیر (۱۹) علم ہیئت (۲۰) علم حساب
(۲۱) علم ہندسہ (۲۲) قرأت (۲۳) تجوید (۲۴) تصوف
(۲۵) سلوک (۲۶) اخلاق (۲۷) اسماء الرجال (۲۸) سیر
(۲۹) تواریخ (۳۰) لغت (۳۱) ادب مع جملہ فنون (۳۲) ارثماطیقی
(۳۳) جبر و مقابلہ (۳۴) حساب سینی (۳۵) لوغارثمات (۳۶) علم التوقیت
(۳۷) مناظر و مرایا (۳۸) علم الاکر (۳۹) زیجات (۴۰) مثلث کردی
(۴۱) مثلث مسطح (۴۲) ہیئتِ جدیدہ (۴۳) مربعات (۴۴) جفر

(۴۵) زائرچہ (۴۶) نظم عربی (۴۷) نظم فارسی (۴۸) نظم ہندی
(۴۹) نثر عربی (۵۰) نثر ہندی (۵۱) نثر فارسی (۵۲) خطِ نسخ
(۵۳) خطِ نستعلیق (۵۴) تلاوت مع تجوید (۵۵) علم الفرائض۔

مولانا احمد رضا بریلوی نے تیرہ سال ۱۰ مہینے چار دن کی عمر میں ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ ۱۸۶۹ء کو اپنے والد کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ مولانا نے اپنے فتووں، رسالوں اور تقریروں کے ذریعہ رد بدعات اور احیائے اسلام کے لیے جدوجہد کی۔ مولانا بریلوی ماہر فقیہہ، مفتی اور مبلغ ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے شاعر بھی تھے۔ انہوں نے اردو، عربی، فارسی اور ہندی زبانوں میں اشعار کہے ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا ایک عظیم مدبر بھی تھے۔ مولانا شاہ جعفر پھلواروی بہاری تحریکِ خلافت میں مولانا کے حریف تھے۔

وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء کو بروز جمعہ مولانا کا وصال ہوا۔

صاحبزادگان (۱) مولانا حامد رضا خاں (متوفی ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۲ء) (۲) مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں۔

صاحبزادیاں (۱) مصطفائی بیگم (۲) کنیز حسن (۳) کنیز حسین (۴) کنیز حسنین (۵) مرتضائی بیگم۔

خلفاء حرمین شریفین میں مولانا کے خلفاء کی تعداد ۳۰ ہے۔

مشہور خلفاء پاک و ہند (۱) مولانا محمد ظفر الدین بہاری (۲) مولانا سید محمد دیدار علی الوری والد ابوالبرکات (۳) صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اشرفی قادری (۴) مولانا احمد اشرف اشرفی کچھوچھوی (۵) پروفیسر علامہ سید سلیمان اشرف میر دلدی بہاری (۶) مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (والد مولانا شاہ احمد نورانی) (۷) مولانا محمد عمر الدین ہزاروی (۸) قاضی عبدالوحید عظیم آبادی۔ مولانا کے کل خلفاء کی تعداد سو سے متجاوز ہے۔

مولانا کے حلقہ احباب کے ممتاز علماء و صوفیاء (۱) صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی (۲) شاہ وصی احمد سورتی (۳) شاہ علی حسین کچھوچھوی (۴) شاہ عبید اللہ الہ آبادی (۵) مولانا رحیم بخش بہاری (۶) شاہ عبدالغنی سہسرامی۔

مولانا کے صاحبزادہ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ خاں کے تلمیذ رشید مولانا محمد مفتی اعجاز ولی خاں نے اپنی تحقیق کی بنیاد پر مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کی تصانیف کی تعداد ۱۰۰۰ لکھی ہیں۔

ب ۲۱

تبع تابعین و دیگر صوفیاء کرام

اجی ترابیؒ

آپ کا نام شیخ ابو تراب تھا لیکن آپ حاجی ترابی کے لقب سے مشہور تھے۔ شیخ ابو تراب بنی
اس کی حکومت کی جانب سے سندھ کے بعض حصوں پر حاکم مقرر ہوئے۔ شیخ ابو تراب کا شمار تبع تابعین
ں ہوتا ہے۔ آپ نے شہید ہو کر وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک موضع "گجو" اور موضع "کوری" کے
یان ٹھٹھہ سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ مزار مبارک کے گنبد پر جو کتبہ نصب ہے
ں میں سن تعمیر ۱۷۱ھ درج ہے۔

ضرت عبدالرحمٰن ہاشمی قریشیؒ

حضرت عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی النسل تھے۔ تیسری
ت میں نسب حضورؐ سے ملتا ہے۔ یہ وہ واحد تابعی ہیں جنہوں نے دریائے سندھ عبور کر کے جھنگ
ے مضافات میں مستقل سکونت اختیار کی۔ حضرت علیؓ کے عہدِ خلافت میں ۳۷ھ میں تولد ہوئے۔ حجاج
ن یوسف سے انتہائی پامردی کے ساتھ لڑتے رہے پھر کرمان اور ہرات ہوتے ہوئے سندھ میں
اخل ہوئے اور دریائے سندھ عبور کر کے قصبہ پیر عبدالرحمٰن کا علاقہ ہندو راجہ کو شکست دے کر
بضہ کیا۔ آپ کا انتقال ۱۰۱ھ میں ہوا۔ قصبہ پیر عبدالرحمٰن ضلع جھنگ میں مزار مرجع خلائق ہے[۱]

یخ ابو حفص ربیع صبیح سعدی بصریؒ

آپ تابعی اور محدث تھے۔ وطن بصرہ تھا۔ سندھ میں آباد ہو گئے تھے۔ آپ مجاہدینِ اسلام
کے ساتھ سندھ میں داخل ہوئے تھے۔ بصرہ کے اولین مصنفین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ نہایت
عابد و زاہد اور قائم اللیل بزرگ تھے۔ حضرت سفیان ثوری، حضرت امام شافعی اور امام محمد کے استاد

---

[۱] تذکرۂ اولیائے سندھ ص ۱۰۸ اور ۱۰۹، مخدوم جہانیاں جہاں گشت ص ۲۳،

[۲] تحفۃ الکرام جلد سوم ص ۲۵۳،

حضرت رکیعؒ آپ کے شاگرد خاص تھے۔ سنہ ۱۶۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار مبارک ضلع ٹھٹھہ کے قصبہ گوٹرے کے پر واقع ہے۔

شیخ کبیر ابو علی سندھیؒ

سندھ کے اہل معرفت میں بلند پایہ بزرگ تھے جن سے بایزید بسطامیؒ نے بھی فیض حاصل کیا۔ آپ کا شمار عالم اسلام کے اکابر صوفیا اور علماء میں ہوتا ہے۔

شیخ احمد بن عبداللہ دیبلی سندھیؒ

ابو العباس شیخ احمد بن عبداللہ بن سعید دیبلی جلیل القدر سندھی عالم و عارف تھے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ حصول علم کے لیے مکہ مکرمہ، بغداد، بصرہ، بیروت دمشق، نیشاپور کا سفر اختیار کیا۔ مختلف فقہا اور محدثین کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ بلند پایہ محدثین آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کے مزاج پر فقر اس قدر غالب تھا کہ صوف کا لباس پہنتے۔ عاجزی اور انکسار کا پیکر تھے۔ جوتی میسر نہ ہوتی تو ننگے پیر ہی چلتے۔ سنہ ۳۴۳ھ میں نیشاپور میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ حیرہ کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

شیخ بایزید بسطامیؒ

آپ کے والد کا نام محمد عیسیٰ تھا۔ آپ سنہ ۱۶۱ھ یا سنہ ۱۸۸ھ میں بسطام میں تولد ہوئے۔ آپ کا نام شیخ محمد طیفور ہے۔ تعلیم و تربیت بسطام میں ہوئی۔ آپ نے تیس سال شام میں گزارے۔ آپ نے حضرت امام جعفر صادقؒ سے سلاسل اویسیہ میں فیض پایا۔ تیس سال عبادت و ریاضت اور مجاہدات میں گزارے۔ حج کیا اور روضۂ رسول پر حاضری دی۔ آپ ۱۵ شعبان سنہ ۲۶۱ھ کو واصلِ بحق ہوئے۔ آپ کا مزار بسطام میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حضرت سرمد شہید

آپ ایک مجذوب تھے۔ شاہجہاں بادشاہ کا بڑا بیٹا شہزادہ داراشکوہ آپ کا بڑا معتقد تھا۔ آپ فارسی زبان کے بڑے شاعر تھے۔ چنانچہ آپ کی رباعیات بہت مشہور ہیں۔ آپ نے سنہ ۱۰۷۰ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا مزار پرانوار دہلی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

---

[1] آبشارِ اولیا صفحہ ۱۶۶،

آپ پر یہ الزام تھا کہ آپ برہنہ رہتے تھے اور پورا کلمہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپؒ "لا الٰہ" کہتے تھے مگر "الا اللہ" نہیں کہتے تھے۔ وجہ برہنگی کو تو قتل کا موجب قرار نہیں دیا گیا لیکن پورا کلمہ نہ پڑھنے پر آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ جب جلاد چمکیلی تلوار لے کر آیا تو آپ مسکرائے اور جب تلوار نے سر جدا کیا تو پورے کلمہ کی آواز سنائی دی۔

(خم خانۂ تصوف صفحہ ۳۴۲، از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب)

امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ

سمرقند سے ۲۰ کلومیٹر دور کشلک محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ واقع ہے۔ ازبک گاؤں کشلک کہلاتے ہیں یہاں امام بخاری نے رحلت فرمائی تھی۔ یہاں ان کا روضہ ہے اور ایک بڑی مسجد ہے۔ وسط ایشیا کے زائرین زیارت کو آتے ہیں۔ یہ روضہ کئی عمارتوں پر مشتمل ہے جو اینٹوں سے بنی ہوئی ایک قوی الجثہ دیوار کے عقب میں ایستادہ ہیں چنار کے چھ سایہ دار درخت نے اس کشادہ ایوان پر سایہ کر رکھا ہے جہاں معتقدین آرام کرتے ہیں۔ مقبرہ نیچے سے اوپر تک سنگِ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ امام محمد بخاری کے والد ابوحسن اسمٰعیل بخارا کے ایک ممتاز مدرس تھے۔ امام بخاری جب سولہ سال کے ہوئے تو انہوں نے حدیث پر وہ تمام کتابیں پڑھ لیں جو بخارا کے مصنفوں نے لکھی تھیں لیکن ان کو صرف ان کتابوں سے تسلی نہیں ہوئی انہوں نے دیگر اسلامی ثقافت کے اہم مراکز کا سفر کیا۔ بغداد، بصرہ، کوفہ، دمشق، قاہرہ، مکہ اور مدینہ تشریف لے گئے۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ انہوں نے ایک ہزار محدثوں سے حدیث کا درس لیا۔ ان کی عقل و دانش اور علم کا چرچا عالمِ اسلام میں پھیل گیا۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سب سے اہم اور قابلِ قدر صحیح بخاری ہے۔ اس کتاب کو تمام اسلامی تعلیمی اداروں میں حدیث کی اہم نصابی کتب قرار دیا گیا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہ بخارا میں رہتے تھے اور حدیث کی تعلیم دیتے تھے۔ بعد میں مقامی لوگوں کے اختلافات کی بنا پر امام بخاری سمرقند چلے گئے لیکن راستہ میں وہ بیمار ہو گئے۔ ۳۰ رمضان ۲۵۶ھ کو انہوں نے ہرتانگ کے گاؤں میں وفات پائی۔ سوویت ازبکستان کے مسلمان اس عظیم اسلامی مفکر کے مقبرے کی بڑی محنت کے ساتھ دیکھ بھال کرتے ہیں۔ ہرتانگ کا نام بدل کر اسمٰعیل بخاری رکھا گیا۔ اس روضہ کی مسجد میں ہمیشہ لوگوں کا انبوہ کثیر نظر آتا ہے۔ اس محدث کی کتابیں مذہبی بورڈ کے زیرِ حفاظت ہیں۔ یہ کتابیں بخارا کے مدرسہ میر عرب میں نصابی کتابوں کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں جہاں اسلام کے مستقبل کے علماء کو تربیت دی جاتی ہے۔[1]

---

[1] ماہنامہ المجیب پھلواری شریف اگست ۱۹۶۸ء صہ ۴۳

باب ۳۲ چند اکابر صوفیاء و علماء

حسین بن منصور حلاجؒ

حسین بن منصور حلاجؒ مجوسی تھے۔ ایران کے شہر بیضا میں تولد ہوئے۔ واسط میں نشوونما پائی۔ بغداد آئے صوفیاء کی جماعت میں داخل ہوئے۔ شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی ابوالحسن نوری اور شیخ عمرو بن عثمان مکی کی صحبت سے فیض پایا۔ ابن خفیف شیرازی نے آپ کو عالمِ ربانی کہا ہے۔ سہیل بن عبداللہ تستری سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۸ سال کی عمر میں تستر سے نکلے بصرہ گئے پھر بغداد آئے۔ گدڑی اوڑھے رہتے تھے۔ ام حسین بنت ابی یعقوب سے عقد کیا اس کے بعد ہندوستان آئے۔ بعد ازآں مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ ایک سال تک مکہ کے صحن میں عبادت کرتے رہے۔ شام کے وقت کوزہ میں تھوڑا پانی اور ایک روٹی لائی جاتی۔ روٹی کے چار لقمے کنارے توڑ کر کھاتے صرف دو گھونٹ پانی پیتے باقی روٹی کوزہ پر رکھ دیتے۔ سال بھر یہی معمول رہا۔ منصور بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ابوبکر شبلیؒ کو کہتے سنا کہ میں اور حسین بن منصور حلاج ایک ہی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے راز ظاہر کر دیا اور میں چھپائے رکھا۔ سولی پر چڑھنے کے بعد شبلی حلاج کی لاش پر گئے اور فرمایا "میں نے تجھے مشتہر کرنے سے روکا تھا"، حلاج پر نبوت اور خدائی کا دعویٰ غلط عائد کیا گیا تھا۔ خلیفہ مقتدر نے قاضی کے پاس پیش کیا تو اس نے قتل کا فتویٰ لکھ دیا۔ راتوں رات حسین بن منصور حلاج کو بغداد کے پل پر پہنچا دیا گیا اور قتل کا سامان کیا گیا۔ بروز شنبہ ۲۲ ذیقعدہ ۳۰۹ھ کو پل کے قریب وسیع میدان میں لائے گئے۔ جلاد ان کی پیٹھ ننگی کر کے کوڑے لگانے لگا جب ہزار کوڑے پڑے تو وحشیانہ طور پر ان کا ہاتھ کاٹا گیا پھر ایک پاؤں اس کے بعد دوسرا ہاتھ پھر دوسرا پاؤں اس کے بعد ان کا سر تن سے جدا کیا گیا اور دھڑ آگ کے شعلوں کی نذر کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ منصور حلاج کا قتل خلیفۂ وقت سے سیاسی اختلاف کی بنا پر ہوا تھا۔[1]

(نفحات الانس قلمی نسخہ صہ ۶۷)

---

[1] ماہنامہ ندیم فروری ۱۹۳۹ء صہ ۳۱ از ریاست علی ندوی۔

حضرت شمس تبریزؒ[1]

نام شمس الدین علی بن ملک داد تبریزی تھا۔ یہ چالیس دنوں تک کھانا نہیں کھاتے تھے کچھ دیا جاتا تو منع فرما دیتے آپ شیخ ابوبکر تبریزیؒ کے مرید تھے بعض کہتے ہیں کہ بابا کمال جندی کے مرید تھے۔ بعضوں نے شیخ رکن الدین سجاسیؒ کا مرید کہا ہے۔ (مناقب الاصفیاء ص۱۴۳)

آپ نے حضرت نجم الدین کبریٰؒ سے بھی خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ پر ہمہ وقت جذب طاری رہتا تھا آخر میں آپ حضرت جلال الدین رومیؒ کے دستِ حق پر بیعت کی تھی۔ اور خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ حضرت شمس تبریزؒ کو مولانا جلال الدین رومیؒ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ وہ مرشد کی فرقت میں تڑپتے رہتے تھے۔ آپ کے بے شمار اشعار آپ کے دل کی غمازی کرتے تھے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ نے حضرت شمس تبریزؒ سے ملاقات کے وقت یہ شعر کہا تھا

؎ نعرۂ مستانہ خوش می آیدم تا ابد جاناں چنیں می بایدم

ایک دن دشمن نے شمس تبریزؒ کا کام تمام کردیا اور آپ قتل ہو گئے۔ سن وفات ۶۴۵ھ ہے۔ شیخ شمس الدین تبریزؒ مولانا بہاء الدین کے پہلو میں مدفون ہیں۔

[1] نفحات الانس مناقب الاصفیاء ص۱۴۳،

نمونۂ کلام شمس تبریزؒ

نعت شریف

یا رسول اللہ حبیب خالقِ یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

نازنینِ حضرتِ حق صدرِ بدرِ کائنات
نورِ چشمِ انبیاء چشم و چراغ ما توئی

در شبِ معراج بودی جبرئیل اندر رکاب
پا نہادہ بر سرِ ہر گنبدِ خضرا توئی

یا رسول اللہ تو دانی اُمّتانت عاجز اند
عاجزاں را رہنما و پیشوائے ما توئی

شمس تبریزی چہ داند نعت تو پیغمبرا
مصطفےٰ و مجتبےٰ و سیدِ والا توئی

حضرت امیر خسرو خلیفہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ

آپ نسلاً ترک نژاد تھے۔ آپ کی ولادت ۶۵۱ھ میں پٹیالی میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی امیر سیف الدین تھا۔ ان کا انتقال اس وقت ہوا جب امیر خسروؒ کی عمر شریف صرف ۷ سال تھی۔ حضرت مولانا سعد الدین خطاط آپکے استاد گرامی تھے۔ معز الدین کیقباد کے عہد میں سلطان جہاں الدین عارض تھا اس نے آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ایک معقول مشاہرہ مقرر کردیا تاکہ آپ کا گذر بسر ہوسکے۔ جب جہاں الدین تخت نشیں ہوئے تو انہوں نے آپ کو امیر کے لقب سے نوازا۔ امیر خسروؒ کی تصانیف سے اس عہد کے تاریخی حقائق پر روشنی پڑتی ہے۔ سلطان غیاث الدین بلبن کی وفات ۶۸۶ھ میں ہوئی اس کے بعد کیقباد کو جو بغرا خاں کا بیٹا تھا تخت نشیں ہوا۔ کیقباد دلّی کا شہنشاہ بنکر عیش وعشرت میں مصروف ہوگیا۔ بغرا خاں اپنے فرزند کیقباد کی تخت نشینی سے ناخوش تھا اس لیے وہ فوج لے کر صوبہ بنگال سے دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ باپ بیٹے کی فوجوں کے درمیان سخت معرکہ آرائی ہوئی لیکن معاملہ جلد صلح پر منتج ہوا۔ امیر خسرو نے اسی موقع پر یہ قصیدہ کہا

سہ زہے ملک خوش چوں دو سلطاں یکے شُد — زہے عہد خوش چوں دو ہمایہ یکے شُد

پسر پادشاہے پدر نیز سلطاں — کنوں ملک بیں چوں دو سلطاں یکے شُد

حضرت امیر خسروؒ بلند پایہ شاعر ہونے کے علاوہ بڑے صوفی بھی تھے اور حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ امیر خسروؒ کی مثنویوں میں قرآن السعدین بہت مشہور ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کے وصال کے چھ ماہ بعد ماہ ذلیقعدہ ۷۲۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کی وصیت تھی کہ میرے محبوب کو میرے پہلو میں دفن کیا جائے لیکن اس خیال سے کہ زائرین دھوکہ نہ کھا جائیں آپ کو حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے پائتانہ میں دفن کیا گیا۔ اس طرح حضرت امیر خسروؒ وفات کے بعد اپنے پیرو مرشد حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے قریب ہی آسودۂ خاک ہیں جہاں پیر و مرید دونوں کے مزارات مرجع خلائق ہیں حضرت نظام الدین اولیاء کا مزار دہلی کے نواح بستی نظام الدین اولیاء میں واقع ہے جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے۔

له ماہانہ رسالہ المجیب پھلواری شریف جنوری ۱۹۶۸ء ،

خواجہ یحییٰ کبیر غرغشتیؒ بلوچی

خواجہ کبیر یحییٰ غرغشتیؒ کی ولادت ۷۰۷ھ مطابق ۱۳۰۷ء میں ہوئی۔ ان کا وصال ۸۳۲ھ مطابق ۱۴۳۰ء میں ہوا۔

صوبہ بلوچستان کی سرزمین بھی اللہ کے نیک بندوں کا مسکن رہی ہے۔ ان برگزیدہ لوگوں میں حضرت خواجہ یحییٰ کبیر غرغشتیؒ بہت مشہور ہیں۔ بلوچستان میں کوہ سلیمان کے مضافات میں ایک جگہ شیر علی کے نام سے مشہور ہے۔ خواجہ یحییٰ کبیر غرغشتیؒ کی ولادت اسی موضع شیر علی میں ہوئی۔ اس زمانہ میں برصغیر میں خلجی خاندان حکمران تھا۔ یہ روایت ہے کہ دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ مرد کامل کی تلاش میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مخدوم جہانیان جہاں گشت بخاریؒ سے بیعت ہونے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ جب مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیان جہاں گشتؒ ایران و سیستان کے سفر سے واپس بلوچستان پہنچے تو وہاں ۷۴۹ھ مطابق ۱۳۴۹ء میں خواجہ یحییٰ کبیر غرغشتیؒ بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازآں آپ نے جہانیان جہاں گشت بخاریؒ سے اجازت و خلافت بھی حاصل کی۔ آپ مسلسل ۷ برس اپنے پیرو مرشد کے ہمراہ افغانستان، ایران، روس اور عرب کے مختلف شہروں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہے۔ آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد کم از کم ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔

****

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة صدق الله

(الاحزاب)

تمہارے لیے رسول خدا کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے،

خواجہ باقی باللہ دہلویؒ

سمرقند کے ایک اہل فضل، عالم باعمل قاضی عبدالسلام خلجی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کے والد ماجد سمرقند سے کابل آئے۔ ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء میں خواجہ باقی باللہ تولد ہوئے۔ نام سید رضی الدین رکھا گیا۔ نجیب الطرفین سید تھے۔ آپ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے مرشد اعلیٰ تھے۔ خواجہ کابل سے لاہور پہنچے۔ ایک بزرگ کے حکم پر کابل واپس گئے اور والدہ سے ملاقات کی اور خواجہ امکنگیؒ سے بیعت ہوئے۔ ہند پہنچ کر نقشبندیہ سلسلہ قائم کیا۔ اور امام ربانی نے اس سلسلہ کو ترقی دی۔ خواجہ باقی باللہ خلق محمدی کا آئینہ تھے۔ آپ ۱۰۰۸ھ میں لاہور وارد ہوئے تھے اور دو یا تین سال مسند مشیخت پر فائز رہے لیکن اس قلیل مدت میں ایک عظیم انقلاب کی راہ ہموار کر گئے۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ مطابق ۱۶۰۳ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر آپ کا وصال ہوا۔ آپ کوٹلہ فیروز شاہ دہلی میں مدفون ہیں۔

حضرت علی ترمذی (پیر بابا) (شجرہ نسب ص ۲۷)

آپ کی ولادت ۹۰۸ھ مطابق ۱۵۰۲ء میں ہوئی اور وصال ۹۹۱ھ مطابق ۱۵۸۳ء میں ہوا۔ آپ کی ولادت قندس میں ہوئی تھی بعد میں ترمذ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ پہلے آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی پھر علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ پانی پت کے مشہور بزرگ شرف الدین بوعلی قلندر کے مزار پُرانوار پر روحانی استفادہ کیا۔ بعد میں آپ اجمیر شریف تشریف لائے اور حضرت سالار رومی سے بیعت ہوئے پھر پشاور تشریف لائے آپ نے بونیر میں مستقل قیام فرمایا اور کوہستانی علاقہ کو اپنی خانقاہ کے قیام کے لیے منتخب کیا۔ آپ کے مریدوں میں اخوند درویزہ (متوفی ۱۰۴۰ھ) جیسے متبحر عالم بھی شامل تھے۔ آپ نے اپنے اخلاق کریمانہ سے لوگوں کے دلوں کو جیتا اور اسلام کو پھیلایا نیز غلط قسم کے صوفیوں کے اثرات زائل کئے۔ آپ کا مزار بونیر میں مرجع خلائق ہے۔

سلہ سیارہ ڈائجسٹ حصہ دوم ص ۲۳۳ ،

شیخ عبداللہ شطاریؒ صدیقی

آپ کا سلسلۂ نسب پانچ واسطوں سے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ تک پہنچتا ہے۔ آپ
سلسل طریقت عشقیہ، بسطامیہ کو ہند میں پھیلانے کی کوشش کی۔ مانڈو (بنگال) میں آپ نے سکونت
تیار کی۔ آپ کو دعوتِ اسماء، اذکار ابرار و اشغال میں دسترس حاصل تھی۔ آپ کی ایک مشہور
نیف ایک رسالہ "لطائف غیبیہ" ہے جس میں آپ نے اسرار توحید و حقائق الٰہی کو شرح و بسط سے
یان فرمایا ہے۔ آپ نے ۸۹۰ھ میں وفات پائی۔ مانڈو کو آپ کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف
اصل ہے۔ آپ ایران سے عازم ہند ہوئے۔ آپ سات واسطوں سے بایزید بسطامیؒ کے مرید
ے۔ آپ نے کچھ دن جونپور میں قیام کیا پھر مالوہ آ گئے۔

اہ بلاولؒ سلہ

آپ کے والد کا نام سید عثمان ہے۔ آپ کی ولادت ۹۷۶ھ میں شیخوپورہ (پنجاب) میں ہوئی۔
ب کا نام سید بلاولؒ ہے۔ آپ شیخ شمس الدین کے مرید تھے۔ آپ نے خرقۂ خلافت و اجازت
یں سے حاصل کی۔ آپ کئی سال تک ایک حجرہ میں تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہے۔ آپ بارہ مہینے
رکھتے تھے اور رات کو جاگنا آپ کا معمول تھا۔ آپ نے ۲۸ شعبان ۱۰۴۶ھ کو دارِ آخرت کو کوچ
آپ کا مزار لاہور کے قریب ایک گاؤں میں مرجع خلائق ہے۔

ہ ابوالبرکاتؒ سلہ

شاہ ابوالبرکات شاہ عبدالقادر کے بیٹے اور حضرت صوفی منیریؒ کے پوتے تھے آپ حضرت
کن الدین عشق کے مرید تھے اور انہیں سے آپ نے خرقۂ خلافت پایا۔ اپنے پیر و مرشد کی وفات کے
پ عظیم آباد (پٹنہ) چلے آئے اور وہاں رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے بعد ازاں پٹنہ سے
ت ترک کر کے آپ گوالیار تشریف لے گئے کچھ دن گوالیار میں قیام فرمایا۔ گوالیار سے سکونت ترک

سلہ آبشارِ اولیاء از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ص ۲۶۳، سلہ آبشارِ اولیاء ص ۲۹۶ ،
سلہ آبشارِ اولیاء ص ۲۲۵ تا ۲۲۶ ،

کرکے الٰہ آباد پہنچے۔ آپ کا الٰہ آباد ہی میں انتقال ہوا اور وہیں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے
کے کچھ عرصہ بعد آپ کی نعش الٰہ آباد سے پٹنہ (عظیم آباد) لے جائی گئی اور وہاں آپ کر
پیرو مرشد حضرت شاہ رکن الدین عشق کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

سلطان سخی سرورؒ

آپ کا نام سید احمد ہے اور سلطان سخی سرور لقب، کرسی کوٹ (ملتان) میں تولد
لاہور میں تعلیم پائی۔ محمد اسحٰق لاہوری آپ کے استاد تھے۔ غوث پاکؒ اور شیخ شہاب الدین
سے روحانی فیض حاصل کیا۔ ملتان کے حاکم کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی۔ مفسدوں نے آ
مع اہل و عیال قتل کر دیا۔ آپ نے ۱۸۱ا؁ء میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ مزار شاہ کوٹ
خلائق ہے۔

۳ آبشار اولیا ص ۱۴۸۔

علامہ عبد الحکیم سیالکوٹیؒ

علامہ عبد الحکیم ۹۸۸؁ھ میں سیالکوٹ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسمِ گرامی شمس الدین
علامہ سیالکوٹیؒ نے مولانا کمال الدین کشمیری (متوفی ۱۰۱۷؁ھ) سے اکتسابِ علم کیا جن کے درس میں
عظیم علمی شخصیتیں جمع تھیں مثلاً نواب سعد اللہ خاں، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ اور
علامہ عبد الحکیم سیالکوٹیؒ۔ جہانگیر نے تصرف کے لیے معقول جاگیر عنایت کی تھی اور شاہجہان نے
آپ کو مدرسہ اکبر آباد میں مدرس اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ شاہجہان نے ان کو "ملک العلماء" کے خطاب
سے بھی نوازا تھا۔ انہیں کے مشورہ سے شاہجہان نے غیر شرعی رسوم کو ترک کیا تھا۔ ایک روایت
کے مطابق ۱۰۲۲؁ھ میں آپ مجدد الف ثانی سے بیعت ہوئے تھے۔ علامہ سیالکوٹیؒ ۱۰۶۷؁ھ کو فوت
ہوئے۔ آپ کا مزار سنگِ مرمر سے تعمیر کیا گیا تھا جسے سکھ گردی کے زمانہ میں نقصان پہنچا تھا۔
علامہ سیالکوٹی کے نامور فرزند کا اسمِ گرامی عبد اللہ "اللبیب" تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر ان
کے علم و فضل کا بڑا قدردان تھا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے علامہ سیالکوٹیؒ کو "آفتاب پنجاب" کے خطاب سے
نوازا تھا۔ علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی مولانا عبد الحکیم سیالکوٹیؒ کے متعلق رقم طراز ہیں:

"علامۂ زمان افتخارِ زمانیان است، الحق در جمیع فنونِ درسی مثل او از زمین ہند برنہ
خاست"

عراق، شام اور ترکی کی متعدد درسگاہوں میں علامہ سیالکوٹی کی تصنیفات داخلِ نصاب
ہیں۔ حضرت غوث پاک کی تصنیف "غنیۃ الطالبین" کا فارسی ترجمہ سب سے پہلے علامہ سیالکوٹیؒ
نے کیا۔ ۱۰۵۲؁ھ میں علامہ سیالکوٹیؒ نے ایک عظیم الشان مدرسہ اور مسجد بھی تعمیر کی تھی۔
تصنیفات تفسیر قرآن، اصولِ فقہ، کلام، منطق، نحو اور معانی کے مضامین پر علامہ سیالکوٹیؒ
نے کم و بیش ۲۲ کتابیں تصنیف کی تھیں۔

(تذکرہ مصنفین درس نظامی از پروفیسر اختر راہی ص ۱۳۸، ۱۴۳)

انور شاہ کاشمیری

اسمائے گرامی	اسمائے گرامی	اسمائے گرامی
انور شاہ کشمیری	انور شاہ کشمیری	انور شاہ کشمیری
معظم خاں	شیخ معظم	معظم شاہ
عبدالکبیر	شاہ عبدالکبیر	عبدالکبیر
عبدالخالق	شاہ عبدالخالق	عبدالخالق
پیر اکبر	شاہ محمد اکبر	پیر اکبر
پیر حیدر	شاہ محمد عارف	پیر حیدر
عارف باللہ	شاہ حیدر	عارف باللہ
بابا علی	شاہ علی	بابا علی
شیخ عبداللہ	شیخ عبداللہ	شیخ عبداللہ
شیخ مسعود نروری	شیخ مسعود نروری	شیخ مسعود نروری
شاہ جنید	یکے	شاہ جنید
میمون قاسم شاہ	از اولاد سرسید	میمون شاہ قاسم
ہرمان شاہ	کرمانیؒ	عبدالرشید
ہرمز		عبدالرحمٰن
نوشیرواں عادل		تقی اللہ
		عبدالسلام
		مجیدالدین
		عبدالرب
		عبدالوہاب
		نجی اللہ
		نجم الانصاری
		حارث
		روطی

انور شاہ کشمیری کی ولادت وادئ لولاب میں ...
دودان تحصیل درنو پنڈواڑہ ضلع بارہ مولا کشمیر ...
۱۶ اکتوبر ۱۸۷۵ء مطابق ۱۲۹۲ھ کو ہوئی۔ با ...
مسعود نروری انور شاہ کشمیری کے مورث اعلیٰ ...
سال کی عمر میں فارسی کی بہت سی کتابیں پڑھ ڈا ...
مولانا غلام محمد رسونی پورہ سے عربی پڑھی۔ صرف ...
سالوں میں صرف و نحو سے فارغ ہوگئے۔ ۱۳۰۵ ...
میں اپنا وطن چھوڑا۔ ضلع ہزارہ سرحد میں مزید تعلیم ...
حاصل کی۔ وہاں دیوبند کی شہرت سنی تو دیوبند ...
کر علم کی پیاس بجھائی اور اپنے وقت کے شاہ ولی ...
محدث دہلویؒ کے صحیح جانشین بنے۔ ۲ صفر ۱۳۵۲ ...
کو آپ کا وصال ہوا۔ ۱۳۳۶ھ کے اواخر میں آپ کی ...
شادی سادات گنگوہ میں ہوئی تھی جن سے تین
فرزند اور دو دختر تولد ہوئیں۔

دو فرزندوں کے نام یہ ہیں :-

(۱) قیصر شاہ کشمیری
(۲) انظر شاہ کشمیری

؎ عربی النسل مسلمان ص ۲۴۷،

باب ۳۳ مشاہیر صوفیاء بنگال و بہار

شیخ جلال سلہٹیؒ [1]

شیخ جلال کے والد محترم کا اسم گرامی شیخ محمد ابراہیم تھا۔ آپ کی والدہ سادات بخاری سے تعلق رکھتی تھیں اور مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاری مدفون اوچ شریف ... ماجرادی تھیں۔ اسی سلسلے سے سید احمد کبیر سہروردیؒ شیخ جلال کے ماموں تھے۔ سید احمد کبیر سہروردیؒ ... نے والد سے بیعت تھے۔ شیخ سید جلال الدین حیدر سرخ بخاریؒ کے چار فرزند تھے (۱) سید علی (۲) سید جعفر (۳) سید محمد غوث (۴) سید احمد کبیر سہروردیؒ۔ شیخ جلال سلہٹی مجرد کونیائی کہلاتے ... وہ ترکستان کے قصبہ کونیہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی وفات ۲۰ ذی قعدہ ۷۴۰ھ مطابق ... ۱۷ مئی ۱۳۴۰ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار سلہٹ میں مرجع خلائق ہے۔

مولانا شرف الدین توامہؒ

مولانا شرف الدین توامہؒ شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے خسرو مرشد تھے۔ مولانا شرف الدین توامہؒ ۶۵۹ھ مطابق ۱۲۶۰ء ... دہلی میں قیام پذیر تھے۔ ابو توامہؒ کی وفات ۷۰۰ھ مطابق ۱۳۰۰ء میں ہوئی۔ آپ سنار گاؤں بنگال میں مدفون ہیں۔ آپ کی دختر نیک اختر بی بی بہو بادام سے حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کا عقد ہوا تھا۔ جن کی صاحبزادی کا نام بی بی بارکہ تھا جن کا عقد مخدوم سید وحید الدین رضوی مشہدی چلہ کشؒ سے ہوا جن سے ان کی نسل جاری ہوئی۔

حضرت شاہ علی بغدادیؒ [3]

حضرت شاہ علی بغدادیؒ کا شمار بنگال کے قدیم صوفیائے کرام میں ہوتا ہے۔ وہ بغداد کے شہزادہ تھے۔ ۴۰ اولیاء کے ساتھ بنگال وارد ہوئے۔ شاہ جلال سلہٹیؒ بھی آپ کے ساتھیوں میں تھے۔ ۶۸۵ھ مطابق ۱۲۷۷ء میں چلہ کھینچ کر دروازہ بند کرلیا۔ ۴۰ دنوں کے بعد دروازہ کھلا تو وصال ہوچکا تھا۔ آپ کا مزار نواح ڈھاکہ میر پور میں مرجع خلائق ہے۔ مزار کی تعمیر ۸۸۵ھ میں ہوئی۔

[1] تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۴۶ [2] تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۲۴۵
[3] تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۲۶۱

شیخ علاء الدین علاء الحق بن اسعد لاہوری

صحیح النسب ہاشمی تھے۔ سلسلۂ نسب خالد بن ولید سے ملتا ہے۔ اخی سراج کے خلیفہ تھے۔ آپ کی وفات ۷۸۶ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار پنڈوہ (بنگال) میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے دو فرزند تھے (۱) شیخ نور قطب عالم (۲) شیخ انور۔ خلفاء میں اشرف جہانگیر مشہور ہوئے۔ حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے نانا کا نام خواجہ احمد یسوی تھا۔ آپ کی وفات ۵۶۲ھ میں ہوئی۔

ا۔ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۲۶۵

مخدوم شیخ جلال الدین تبریزیؒ

مخدوم شیخ جلال الدین تبریزیؒ ایرانی النسل تھے۔ لقب ابوالقاسم تھا۔ شیخ ابوسعید تبریزی سے بیعت کی۔ بعد ازاں شیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی بیعت ہوئے۔ کہتے ہیں کہ شیخ جلال نے اپنے پیر و مرشد کی بڑی خدمت کی۔ مرشد کے حسب ہدایت شیخ زکریا ملتانی اور جلال الدین تبریزی ہند روانہ ہوئے۔ شیخ بہاء الدین زکریاؒ ملتان آگئے اور جلال تبریزی دہلی آکر حضرت بختیار کاکیؒ سے ملے۔ دہلی میں شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور بدایوں چلے آئے۔ کچھ دنوں کے بعد عازم بنگال ہوئے۔ پنڈوہ میں رشد و ہدایت کا بازار گرم کیا۔ ۶۴۲ھ مطابق ۱۲۴۴ء میں وفات پائی۔ بعض نے سن وفات ۶۲۲ھ / ۱۲۲۵ء لکھا ہے۔

حسین احمد منعمیؒ[2] ابوالعلائی نے شیخ جلال تبریزی کے مزار پر حاضری دی تھی وہ آنکھوں دیکھا حال اس طرح بتاتے ہیں کہ وہ پہلے تاتارپور بھاگلپور میں شہباز بھاگلپور کے مزار پر حاضر ہوتے۔ ان کے بارے میں ایک کہاوت بہت مشہور ہے۔

چڑھے گھوڑا اڑائے باز   پھر شہباز کا شہباز

کیٹھار سے ادینہ پہنچے۔ ادینہ سے بیل گاڑی پر پنڈوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پنڈوہ مالدہ کے شمال مشرق میں ۷ میل کے فاصلہ پر ایک ویران شہر گور (لکھنوتی) سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ حاجی الیاس شمس الدین شاہ نے ۱۳۵۳ء میں گور کے بجائے پنڈوہ کو پایۂ تخت بنایا۔ ۱۴۵۳ء میں گور پھر بنگال کا دارالحکومت بنا۔ اس وقت وہاں صرف مسجد ادینہ باقی رہ گئی ہے۔ سکندر شاہ نے ۱۳۶۹ء میں اس کی بنیاد رکھی تھی۔ گور کی طرح آج پنڈوہ بھی ویران ہے۔ کہا جاتا ہے کہ لکھنوتی شہر ۱۴ کوس میں آباد تھا۔ ۱۱۹۸ء میں قطب الدین ایبک کے ایک جنرل بختیار خلجی نے اسے فتح کیا اور لکھنوتی کو صدر مقام بنایا۔ یہ ۴۰۰ برس تک بنگال کا صدر مقام رہا۔ مخدوم جلال

ا۔ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۱۳   ۲۔ تذکرہ جلال الدین تبریزی از حسین الدین احمد منعمی ابوالعلائی صفحہ ۲ تا ۳۴

تبریزی کا چلہ بائیس ہزاری درگاہ کہلاتا ہے جس میں تقریباً ایک لاکھ بیگھہ زمین وقف تھی۔ آپ کا مزار گوہاٹی آسام اور برما کی سرحد کے نزدیک لاس بونا کی پہاڑی پر واقع ہے جس کو کوچک یا اوچک بھی کہتے ہیں۔ ایک غار کے اندر مزار ہے۔ قبر کا نشان موجود ہے۔ چاروں طرف پتھر سے نشان ڈالا گیا ہے اب وہاں ایک سادھو رہتا ہے۔ وہاں پانچ قبریں بنی ہوئی ہیں۔ ان کے مرید حاجی ابراہیم کا مزار پہاڑ کے اوپر ہے جس کا نام "سیجوباری" ہے یہ مقام گوہائی سے ۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مزار پختہ ہے۔ دور دور سے لوگ زیارت کو آتے ہیں۔ سید محمود متولی درگاہ کا شجرہ یہ ہے سید محمود بن سید یونس بن سراج بن کریم احمد بن کفیل بن سید صلاالدین اول درگاہ بائیس ہزاری۔

ملک یونس بارایٹ لاء

صوبہ بہار کو ملک یونس[1] بیرسٹر کی جامع وہمہ گیر شخصیت پر ہمیشہ ناز رہے گا۔ وہ ایک بڑے قانون دان ہی نہیں بلکہ ممتاز سیاسی لیڈر اور صحافی تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۴ء میں موضع سلیم پور پیلاواں میں ہوئی جو شہر پٹنہ سے جنوب مغرب کی طرف ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کے والد ماجد علی حسن مختار تھے اور بھائی ملک یوسف بیرسٹر تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ میں ہوئی۔ پٹنہ کالیجیٹ اسکول سے میٹرک پاس کیا۔ مرزا پور یوپی کے ملک عبدالجبار کی دختر سے ۱۹۰۲ء میں عقد ہوا۔ ۱۹۰۳ء میں قانون کی اعلٰی ڈگری کے لیے عازم لندن ہوئے۔

بیرسٹری کی تعلیم مکمل کر کے ۱۹۰۶ء میں ہندوستان واپس آئے۔ کلکتہ ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کی۔ بعد ازاں پٹنہ ہائی کورٹ میں وکالت کر کے اتنی شہرت حاصل کر لی کہ ہندوستان کے صفِ اوّل کے قانون داں شمار ہونے لگے۔ جب آسودگی حاصل ہوئی تو سیاست میں بھی حصہ لینا شروع کیا۔ صوبہ بہار کی بنگال سے علیحدگی کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا جس کے سرخیل سر علی امام تھے۔

بہار ینگ مین ایسوسی ایشن کے بارہ سال تک سکریٹری رہے۔ آپ بہار اسٹوڈنٹ یونین کے صدر بھی منتخب ہوئے۔ صوبہ بہار کی علیحدگی سے بنگال مسلم اکثریتی صوبہ بن کر ابھرا جو آخر کار آزاد بنگلہ دیش پر منتج ہوا۔ بلاشبہ بنگالی مسلمانوں کو یہ رتبہ سر علی امام اور بیرسٹر یونس ملک کی کاوشوں کی مرہونِ منت ہے۔ آپ تین بار پٹنہ میونسپلٹی کے کونسلر منتخب ہوئے۔ ۱۹۰۸ء میں کانگریس کے سالانہ جلسہ لاہور میں بہار کی نمائندگی کی۔ بعد ازاں کانگریس سے گاندھی کے عدم تعاون کی تحریک سے اختلاف کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کی۔ ۱۹۱۶ء میں امپریل کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ کئی بار بہار واڑلیسہ کونسل کے رکن مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں انہوں نے انڈیپینڈنٹ پارٹی بنائی اور ۴۰ نشستیں حاصل کیں۔ اس طرح آپ صوبہ بہار کے پہلے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ واضح رہے کہ اس زمانہ میں صوبائی وزیر اعلیٰ کو وزیر اعظم

---

[1] مجلہ "الملک"، ۱۹۹۰ء صفحہ ۴۹ تا ۵۱ مدیر اعلیٰ ملک بدر الحسن بدر، النور سوسائٹی، کراچی

ہی کہتے تھے۔ آپ نے اپنے عہدِ حکومت میں چند نمایاں کارنامے انجام دیے مثلاً (۱) صوبہ بہار میں اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دیا جو آج تک قائم ہے جبکہ یوپی میں اردو سرکاری زبان نہیں ہے (۲) آپ نے مسلمانوں کے لیے ایک مرکزی امارت شرعیہ کا سرکاری ادارہ قائم کیا تاکہ مسلمانوں کے شرعی مسائل مثلاً طلاق اور وراثت کے متعلق فیصلے کیے جاسکیں جس کا مرکز آج بھی پھلواری شریف میں ہے جن کے فیصلوں کو حکومت تسلیم کرتی ہے۔ (۳) کاشتکاروں کو حق ملکیت عطا کیا گیا (۴) پٹنہ ہائی کورٹ اور بہار کونسل کی خوبصورت عمارت بنوائی۔ آپ نے پٹنہ ٹائمس کے نام سے اپنا اخبار بھی نکالا جو بہار کے مسلمانوں کا انگریزی زبان میں واحد اخبار تھا۔ ۱۹۳۳ء میں حج کی سعادت حاصل کی اور بیرون ملک کا دورہ کیا۔ آپ نے بہار میں پرائیویٹ ریلوے کا نظام چلایا جو ہند میں پہلی مثال تھی لیکن حکومت نے اس پر قبضہ کر لیا۔ مقدمہ چل ہی رہا تھا کہ ملک یونس ۱۹۵۲ء میں ۱۲ مئی کو لندن راہی ملک عدم ہوئے وہ بروک روڈ قبرستان لندن میں مدفون ہیں۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

بلاشبہ ہم نے اُتارا اس قرآن کو شبِ قدر میں (القرآن)

حسین شہید سہروردیؒ

حسین شہید سہروردی ۸ ستمبر ۱۸۹۲ء کو بنگال کے قصبہ مدناپور میں پیدا ہوئے۔ حسین شہید کے پردادا کابل میں تھے اور ان کے دادا برصغیر کے نامور ترین افراد میں تھے۔ ان کے نانا عبید اللہ بھی عربی، فارسی کے زبردست عالم تھے۔ بہار العلوم ان کا لقب تھا۔ حسین شہید سہروردی کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سر زاہد حسین سہروردی تھا جو اپنے زمانہ کے مایۂ ناز بیرسٹر تھے۔ وہ کلکتہ یونیورسٹی کی لا فیکلٹی کے ڈین بھی رہے۔ اور کلکتہ ہائی کورٹ کے جج بھی رہے۔ حسین شہید سہروردی کی والدہ محترمہ بیگم خجستہ اختر بانو سہروردی اردو اور فارسی زبانوں کی زبردست عالمہ تھیں۔ وہ پہلی مسلمان خاتون تھیں جنہوں نے سینئر کیمبرج کا امتحان پاس کیا تھا۔ کلکتہ یونیورسٹی میں ایم اے فارسی کی ممتحنہ مقرر کی گئیں۔

تصنیفات

(۱) آئینۂ عبرت

(۲) کوکبِ دُری

ان کی دونوں تصنیفات کی بڑی شہرت ہوئی اور برصغیر ہند میں دور دور تک دھوم مچ گئی اور ان کی دونوں کتابیں عوام میں بہت مقبول ہوئیں۔

حسین شہید سہروردی کے ماموں عبداللہ المامون سہروردی بنگال کے زبردست سیاستدان تھے۔ اس لیے یہ بھی سیاست میں ابھرے اور نام پیدا کیا۔

۱؎ ماہنامہ رسالہ "الامیر" کراچی دسمبر ۱۹۸۹ء

خان بہادر حاجی چودھری محمد بخش ایم ایل سی رئیس کیٹھار پورنیہ، بہار

آپ ان خوش قسمت لوگوں میں ہیں جنہیں قدرت نے دولت، عزت اور شہرت کے ساتھ ساتھ مذہبی لگاؤ، قومی حمیت، دین و دنیا کی نعمتوں سے بہرہ ور کیا ہے۔ آپ حکومت کے وفادار ہونے کے ساتھ ساتھ ملک و قوم کے سچے بہی خواہ تھے۔ حکومت نے ان کو خان بہادر کا خطاب دیا تھا۔ آپ نے حج کی سعادت بھی حاصل کی تھی۔ آپ نے اپنے صاحبزادوں کی تربیت اس طرح کی کہ وہ ان کے سچے جانشین ثابت ہو سکیں۔ آپ کے منجھلے صاحبزادے مسٹر جمیل الرحمٰن انگلینڈ سے بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر کے وطن واپس آئے تو وہ اپنے والد کی تمام خصوصیات سے متصف تھے۔ آپ کا اخلاق کریمانہ تھا۔ جو ایک بار مل لیتا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ آپ نے سینکڑوں یتیموں، بیواؤں اور نادار طلبہ کی اعانت کی اور بیسیوں تعلیم گاہیں قائم کیں اس کے باوجود لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کی آمدنی کا کاروبار اور اسٹیٹ آپ کے ہاتھ میں رہا۔ آپ ہر غریب اور امیر کے ساتھ اسی انکساری و بے نفسی سے ملتے تھے جو آپ کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ کاروباری مشغولیتوں کے ساتھ ساتھ تلاوت اور اوراد وظائف آپ کے معمولات میں داخل ہوتے تھے۔ آپ نے مسلمانوں کی اصلاح کی اور شادی بیاہ کے رسم و رواج کے اخراجات کو کم کرنے کی تلقین کی اور اپنی دختر کا نکاح بھی بڑی سادگی سے کیا۔ آپ نے جہیز میں صرف ایک جلد قرآن، ایک جائے نماز اور چند پرائمری نوٹ اور چند کلمات نصائح لکھ کر اپنی لخت جگر کے حوالہ کیا جس سے ان کی روشن خیالی کا اندازہ ہوتا ہے۔

(ماہنامہ رسالہ ندیم گیا، بہار جون ۱۹۳۲ء صفحہ ۷ تا ۹)

پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ

پیر سید جماعت علی شاہ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید کریم شاہ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۵۷ھ ۱۸۴۱ء میں علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ، پنجاب میں ہوئی۔ آپ نجیب الطرفین سید اور سادات شیراز کے حضرت سید محمد ماموں (قطب شیرازی) کی اولاد میں تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب ۳۸ واسطوں سے حضرت علیؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے حافظ شہاب الدین کشمیری سے قرآن حفظ کیا اور مولانا غلام قادر بھیروی اور مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے کسب علم کیا۔ کانپور میں مولانا سید محمد علی مونگیری ناظم ندوۃ العلماء سے بھی استفادہ کیا۔ مولانا احمد حسن کانپوری سے بھی درس لیا۔ مولانا عبدالرحمٰن پانی پتی سے بھی فیضیاب ہوئے۔ حدیث کی سند مولانا عبدالحق مہاجر مکیؒ اور مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی سے حاصل کی۔ سلاسل نقشبندیہ میں خواجہ فقیر محمد باباجی (چورہ شریف) کے مرید ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ آپ نے ہند میں شدھی تحریک کے خلاف تبلیغی مراکز قائم کیے۔ مسجد شہید گنج کی تحریک میں آپ کو امیر ملت کا خطاب ملا۔ برصغیر میں آپ کے لاکھوں مریدان ہیں۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۱۰ء میں سلطان عبدالحمید، ترکی کی اپیل پر حجاز ریلوے فنڈ میں چھ لاکھ روپے جمع کروائے۔ علیگڑھ کالج فنڈ میں بھی آپ نے لاکھوں روپے دلوائے۔ علامہ اقبال آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ایک دفعہ انجمن حمایت الاسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی صدارت کر رہے تھے کہ علامہ اقبال مولانا کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا اقبال جس کے قدموں میں ہو اُسے اور کیا چاہیے۔ آپ نے کم از کم ۵۰ بار حج کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے لاہور میں ۱۹۰۱ء میں انجمن خدام الصوفیہ کی بنیاد رکھی۔ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں آپ بہ حیثیت سرپرست شریک ہوئے۔ اہل عرب آپ کو "ابوالعرب" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ آپ کا وصال ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ ۳۰ اگست ۱۹۵۱ء میں ہوا۔ آپ کا مزار علی پور سیداں میں مرجع خلائق ہے ہر سال عرس پر ہزاروں عقیدتمند شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔

تصنیفات (۱) ضرورت شیخ (۲) یاران طریقت (۳) اطاعت مرشد (۴) مرید صادق۔ اسکے علاوہ فضیلت تہجد پر ایک مقالہ تحریر فرمایا۔ ایک رسالہ فضائل مدینہ طیبہ پر لکھا۔ آپ شاعری بھی فرماتے تھے۔

۱۔ تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۱۲۰

مولانا سیّد دیدار علی شاہ محدث الوری ؒ

مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری برصغیر ہند کے ممتاز محدث تھے. مسلک اہل سنت کے فروغ کے لیے آپ نے پنجاب میں بڑا کام کیا۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید نجف علی ... مولانا سید دیدار علی محلہ نواب پورہ ریاست الور میں ۱۲۷۰ھ میں تولد ہوئے۔

آپ کے اجداد مشہد سے اودھ کے خطہ بلگرام آئے پھر الور منتقل ہوئے۔ آپ نے ابتدائی ... اپنے چچا مولانا سید نثار علی الوری سے حاصل کی پھر دہلی پہنچے. شاہ کرامت اللہ دہلوی سے درس ... کی تکمیل کی. اصول فقہ و معقولات کی تعلیم مولانا سید ارشاد حسین رامپوری سے حاصل کی آخر میں مولانا ... محدث سہارنپوری کی خدمت میں پہنچے جہاں مولانا وصی احمد محدث سورتی اور پیر سید علی شاہ گولڑوی ... تلامذہ میں شامل تھے۔ مولانا احمد محدث سورتی اور مولانا دیدار علی شاہ کو حضرت شاہ فضل الرحمٰن ... مراد آبادی سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ پنجاب میں سنیت کی نشاط الثانیہ کا سہرا سید دیدار ... محدث الوری کے سر بندھتا ہے. آپ نے ۱۳۴۴ھ میں دارالعلوم حزب الاحناف کی بنیاد ڈالی اور تا ... آخر اسی مدرسہ میں علوم و فنون کی ترویج و اشاعت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ کے صاحبزادہ علامہ ... ابوالحسنات لاہوری اور مولانا ابوالبرکات نے ۲۲ رجب ۱۳۵۴ھ کو آپ کے وصال کے بعد علمی خدمت ... کا بیڑہ اٹھایا اور آج بھی یہ دارالعلوم علامہ سید محمود احمد رضوی کی سرپرستی میں مسلک اہل سنت کے فروغ ... میں شب و روز مصروف ہے۔

اعلحضرت پیر سیّد مہر علی شاہ ؒ (گولڑا شریف)

پیر صاحب کی ولادت یکم رمضان ۱۲۷۵ھ کو ہوئی ۔
... کا شجرۂ نسب ۲۵ واسطوں سے شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ تک اور ۳۶ واسطوں سے شیخ عبدالقادر ... کے ذریعہ امام حسن تک پہنچتا ہے ۔ آپ علم و تقوٰی کی بنا پر برصغیر ہند میں مجدد ولی سمجھے جاتے ہیں. ... قرآنی اور اوصافِ طریقت میں مشہور ہیں۔ ۱۲۹۵ھ میں جب محدث سورتی سہارنپور میں مولانا احمد علی محدث ... سند لینے پہنچے تو پیر سید مہر علی شاہ بھی ان کے درسِ حدیث میں شامل تھے۔ دونوں اصحاب علم و فضل ... مسلک اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور تحفظ ختم نبوت کے لیے کوشاں رہے۔ آپنے ۸۱ سال کی عمر ... ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے وفات پائی۔

... تصانیف

- تحقیق الحق فی کلمۃ الحق
- شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح
- سیف چشتیائی
- اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اُھِلَّ بہ لغیر اللہ
- الفتوحات الصمدیہ
- تصفیہ ما بین سنی و شیعہ

۱ محدث سورتی صفحہ ۲۶۲
۲ محدث سورتی صفحہ ۳۲۱

پروفیسر سلیمان اشرف بہاری[1]

پروفیسر مولانا سلیمان اشرف بہاری محدث سورتی کے تلامذہ میں شامل تھے. علوم دینی و دنیوی پر گہری نگاہ کے سبب علی گڑھ مسلم یونی ورسیٹی سے بحیثیت پروفیسر وابستہ رہے. مولانا سید سلیمان اشرف ۱۸۷۸ء میں موضع میر داد ضلع گیا صوبہ بہار میں تولد ہوئے. وہ بہار کے ممتاز سید گھرانے سے تعلق رکھتے تھے. ابتدائی تعلیم اپنے والد سید محمد عبداللہ سے حاصل کی جو جامع صفات بزرگ تھے. مولانا محمد احسن استھانوی سے بھی درس لیا۔

مولانا ہدایت اللہ جونپوری سے منطق اور فلسفہ کا درس لیا۔ بعد از آں پیلی بھیت آکر محدث سورتی سے کسب علم کیا۔ ان کے پاس ایک سال قیام کیا۔ اس دوران ہر جمعرات کو اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں کی خدمت میں بریلی جاتے رہے۔ حدیث کی تکمیل پر اعلیٰ حضرت نے اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پہ دستارِ فضیلت باندھی اور اجازت و خلافت سے سرفراز کیا۔ مولانا کو اعلیٰ حضرت سے بے پناہ عشق تھا۔ اپنے اُستاد کے مدرسہ سے جونپور میں تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۰۷ء میں علیگڈھ کالج کے شعبۂ دینیات سے بحیثیتِ استاد وابستہ رہے علی گڈھ یونی ورسیٹی میں بعد نمازِ عصر درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا جس میں متعلمین اور اساتذہ سب شریک ہوئے۔ مولانا کی علی گڈھ یونی ورسیٹی سے وابستگی اس وقت گویا کراماتی بات تھی۔ مولانا نے اس دور کی تمام تحریکوں میں حصہ لیا۔ ۱۳۴۳ھ میں بریلی کے مقام پر ابوالکلام آزاد سے ترک موالات اور ذبیحہ گاؤ پر پابندی کے متعلق مناظرہ میں مولانا کو تاریخی شکست سے ہمکنار کیا۔ مولانا کثیر التصانیف عالم دین تھے۔ مشہور کتابیں یہ ہیں۔ المبین، النور، امیر خسرو کی مثنوی ہشت بہشت پر طویل مقدمہ آپ کے تلامذہ میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری، پروفیسر رشید احمد صدیقی وغیرہ مشہور ہیں۔ مولانا کا وصال ۲۵ اپریل ۱۹۳۹ء کو ہوا۔ آپ علی گڈھ میں مدفون ہوئے۔

مولانا ظفر الدین بہاری[2] | مولانا ظفر الدین بہاری ولد عبد الرزاق ۱۴ محرم ۱۳۰۳ھ کو موضع میجرہ عظیم آباد بہار میں تولد ہوئے۔ ۱۳۲۰ھ میں مدرسہ حنفیہ پٹنہ میں داخلہ لیا اور محدث سورتی کے تلامذہ میں شامل ہوئے۔ ۱۳۲۱ھ میں مولانا شاہ احمد حسن سے منطق پڑھی۔ مولانا عبید اللہ الہ آبادی اور مولانا عبد الرزاق

---

[1] محدث سورتی صفحہ ۲۷۰ [2] محدث سورتی صفحہ ۲۷۵

کانپوری سے کسبِ علم کیا۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔ آپ کو فاضل بریلوی سے ارادت و خلافت حاصل تھی۔ مولانا مایۂ ناز مدرس اور مصنف تھے ۷۹ رسال کی عمر میں ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء کو وفات پائی۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ جبکہ اردو کے ممتاز ادیب و محقق اور علی گڈھ مسلم یونی ورسیٹی کے سابق صدر عربی مختار الدین آرزو آپ کے فرزندِ ارجمند ہیں۔

تصانیف : (۱) جامع الرضوی شرح صحیح بخاری چھ جلد

(۲) حیاتِ اعلیٰ حضرت ۴ جلد

(۳) ترجمہ حسان الخیرات

(۴) اعلیٰ حضرت کی تصانیف کا مجموعہ

(۵) تنویر الراج فی ذکر المعراج وغیرہ

مولانا کی کل تصنیفات کی تعداد پندرہ ہے۔
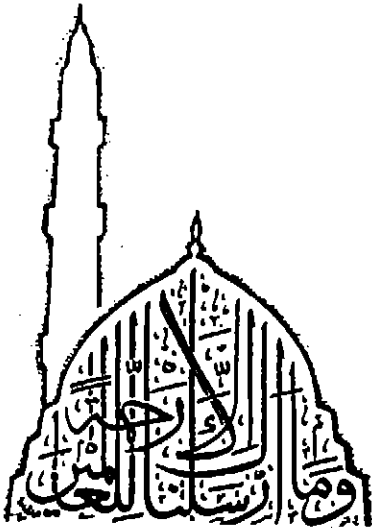
صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادیؒ

آپ ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۲ء میں مراد آباد میں تولد ہوئے۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ عہدِ عالمگیری میں مشہد سے ہندوارد ہوئے تھے۔ قرآن حفظ کرنے کے بعد آپ نے علم دین کی تمام مروجہ کتابیں پڑھیں اور دورہ حدیث کی تکمیل مولانا محمد گل سے کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے تبلیغ دین کا کام شروع کیا۔ مناظرہ میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ نے آریہ سماج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ نے مراد آباد میں جامعہ نعیمیہ قائم کیا بلکہ ہندوستان میں مدارس کا جال پھیلا دیا۔ آپ نے "السواد الاعظم" ماہنامہ بھی جاری کیا اور متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں تفسیرِ قرآن خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ آپ نے سب سے پہلے ۱۹۲۰ء میں ہندوستان میں دو قومی نظریہ پیش کیا جس کے پیش نظر ۱۹۲۰ء میں علامہ اقبال نے صدارتی خطبہ میں اس کا برملا اظہار کیا۔ ۱۹۳۸ء میں پٹنہ کے اجلاس میں قائد اعظم نے بھی اس حقیقت کا واشگاف الفاظ میں ذکر کیا۔ تقسیم ہند کا یہ تصور مولانا نے ۱۹۳۱ء میں اپنے مقالہ میں دوبارہ پیش کیا آخر کار ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ نے لاہور کے سالانہ اجلاس میں قرار دادِ پاکستان منظور کر لی۔ آپ نے ۱۹۴۶ء میں بنارس میں آل انڈیا سُنّی کانفرنس منعقد کی۔ جس میں برصغیر کے تمام جید علماء نے شرکت کی۔ آپ کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل علماء مشہور معروف ہیں۔ (۱) مفتی احمد یار خاں (۲) پیر کرم شاہ الازہری (۳) مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری (۴) مفتی محمد عمر نعیمی (۵) سید احمد ابو البرکات (۶) مولانا یونس نعیمی (۷) مولانا حبیب اللہ محدث (۸) مفتی محمد حسین نعیمی (۹) علامہ شاہ احمد نورانی۔

آپ کے تلامذہ نے پاکستان میں بھی مدارس کا جال بچھا دیا جن میں جامعہ نعیمیہ لاہور اور دارالعلوم نعیمیہ کراچی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

۱۸ ذی الحجہ بروز جمعہ ۱۳۶۷ھ میں اس دور کے عظیم ترین فاضل نے وفات پائی۔

(مقالاتِ سعیدی از مولانا غلام رسول سعیدی صہ ۶۶۹)

علامہ ابو البرکات سیّد احمد اشرفیؒ

مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد اشرفی بن سید دیدار علی شاہ بن سید نجف علی ۱۹۰۱ء میں الور میں تولد ہوئے۔ آپ کا نسبی تعلق ساداتِ رضوی سے ہے۔ آپ کے آبا و اجداد مشہد سے ہند تشریف لائے۔ آپ کے استادوں میں علامہ ظہور اللہ ملتانی بھی ہیں۔ دیگر اسلامی علوم و فنون کی تعلیم آپ نے علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی سے حاصل کی۔ ۱۹۱۹ء میں آپ نے مدرسہ مراد آباد سے سند حاصل کی۔ ۱۹۱۹ء میں حضرت اعلیٰ مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے آپ کو خلافت و اجازت ملی۔ ۱۹۳۵ء میں والد صاحب کے انتقال کے بعد آپ نے دارالعلوم حزب الاحناف کا انتظام سنبھالا۔

تصنیفات | مناظرہ تلون۔ فتح المبین۔ ضیاء القنادیں۔ دلوس المتقلدین۔ مناظرہ ترن تارن۔ وہابیوں کی کہانی۔ آپ کا وصال ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۷۸ء کو ہوا۔

تذکرہ علامہ سیّد احمد کاظمیؒ [۲] | آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید محمد مختار کاظمی تھا۔ آپ امروہہ (مراد آباد) میں ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۳ء میں تولد ہوئے۔ آپ کا نسب حضرت امام موسیٰ کاظم سے ملتا ہے۔ اس لئے آپ ساداتِ اہلِ بیت میں سے ہیں۔ آپ نے مدرسہ بحر العلوم شاہجہانپور میں تعلیم حاصل کی اور اپنے بڑے بھائی سید محمد خلیل کاظمی سے بھی درس لیا۔ دستار بندی کے وقت حضرت شاہ حسین اشرفی کچھوچھوی، صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی موجود تھے۔ شاہ اشرف حسین اشرفی نے آپ کے سر پر دستار باندھی۔ آپ قیامِ پاکستان کے بعد ملتان میں مستقل قیام پذیر رہے اور درسِ قرآن دیا۔ آپ پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا تھا جس میں آپ شدید مجروح ہو گئے تھے۔ آپ نے ملتان شہر میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم کی بنیاد رکھی جو بعد ازاں ایک عظیم الشان مدرسہ میں تبدیل ہو گیا۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی کے دستِ حق پر بیعت کی۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۰ سے زیادہ ہیں۔

---

(۱) تعارفِ اہلِ سُنت صفحہ ۲۱ (۲) تعارف اہلِ سُنت صفحہ ۲۶

مولانا مفتی سیّد محمد افضل حسینؒ آرہ، بہار

علامہ مفتی سیّد محمد افضل کا نسب نامہ

"سیّد محمد افضل حسین بن میر سیّد علی حسن بن میر سیّد جعفر علی بن میر سیّد خیرات علی بن میر سیّد منصور علی"

سیّد محمد افضل حسین ہندوستان کے موضع بولیا ضلع آرہ صوبہ بہار میں ۴ رمضان ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۱۹ء کو تولد ہوئے۔ آپ حسینی سادات کے چشم و چراغ ہیں۔

علوم اسلامیہ کی تحصیل

آپ نے درس نظامی مدرسہ فیض الغربا آرہ صوبہ بہار، شمس العلوم بدایوں، اور جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی میں لیا۔

اساتذۂ اکرام

مولانا محمد اسمٰعیل آروی، مولانا محمد ابراہیم آروی، مفتی محمد ابراہیم سمستی پوری، مولانا مفتی ابرار حسین صدیقی تلہری، مولانا احسان علی مظفر پوری، شیخ المحدثین علامہ مولانا مفتی نور الحسین رامپوری اور شمس العلماء علامہ ظہور حسین رامپوری وغیرہ

شعبان ۱۳۵۹ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۰ء میں جامعہ منظر اسلام بریلی سے سندِ فضیلت حاصل کی ۱۹۴۲ء میں الہ آباد بورڈ سے مولوی کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔

تدریس

جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی میں منصب افتا پر فائز رہے۔ شیخ الحدیث، صدر مدرس اور مفتی رہے۔ بعدازاں جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد سے شیخ الحدیث اور مفتی کی حیثیت سے منسلک رہے۔

بیعت و خلافت

۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء میں مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں کے دست پر سلاسل قادریہ میں بیعت ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں جمیع سلاسل طریقت کی اجازت و خلافت ملی۔

۱۹۴۶ء میں سید صاحب نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ آپ ۲۲ کتابوں کے مصنف ہیں۔

---

[1] تعارف علمائے اہلِ سنت صفحہ ۵۵

چند مشہور تلامذہ

نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا ریحان رضا خان بریلی، نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا اختر رضا خان بریلی مبلغ اسلام مولانا محمد ابراہیم خوشتر (برطانیہ) مولانا مفتی محمد حسین سابق ایم پی اے، سکھر (سندھ) مولانا جلال الدین نوری (بغداد شریف) مولانا محمود احمد رضوی مدرس دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد

اولاد

آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ سیّد شکیل رضا، سیّد تحصیل رضا اور سیّد محمد احمد اور دو صاحبزادیاں۔

حضرت سیّد شاہ نعمت اللہ ولیؒ کی پیشین گوئیاں

سید نعمت اللہ مشہور صوفی اور درویش تھے۔ وہ "برارا" کے رہنے والے تھے۔ ان کے آباء و اجداد سلطان محمد غوری کے دور میں ہندوستان وارد ہوئے اور ہانسی میں سکونت پذیر ہوئے۔ ان کے دادا سید اشرف نے مغل بادشاہ ہمایوں کے عہد میں منصب قضا قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کے والد سید عطا ان کے عہدِ طفلی ہی میں قضا کر گئے اس لیے ان کے دوست راجو خاں نے شاہ صاحب کی پرورش کی۔ تیرہ برس کی عمر میں تمام فنونِ سپہ گری میں طاق ہو گئے۔ شاہ نعمت اللہ عہدِ شاہجہانی میں وفات پا گئے۔ خان خاناں شاہجہاں لودھی اور مہابت خان کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔

ایک زمانہ تھا کہ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کے کشف و کرامات کا بڑا شہرہ تھا۔ احمد شاہ بہمنی شہرت سن کر ان کی خدمت میں ان کے مرید شیخ حبیب اللہ جنیدی کو میر شمس الدین قمی کے ہمراہ وکیل بنا کر روانہ کیا اور ان کے ذریعہ سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ شاہ صاحب نے اپنے مرید ملا قطب الدین کرمانی کو اپنے مکتوب کے ساتھ احمد شاہ کے پاس بھیجا جس میں احمد شاہ کو "اعظم الشہاں شہاب الدین احمد شاہ ولی"، مخاطب کیا۔ اس وقت سے احمد شاہ نے اپنے نام کے ساتھ ولی کا اضافہ کیا پھر خواجہ جمال الدین سمنانی اور مولانا سیف اللہ حسن آبادی کو شاہ صاحب کے پاس بھیج کر درخواست کی کہ اپنی اولاد میں سے کسی کو دکن روانہ فرمائیں اور عوام کو روحانی فیض بخشیں لیکن شاہ صاحب نے اپنے اکلوتے فرزند شاہ خلیل اللہ کی جدائی گوارا نہ کی بلکہ اپنے پوتے شاہ نور اللہ کو روانہ کر دیا۔ چنانچہ جب وہ احمد آباد بیدر کے قریب پہنچے تو احمد شاہ نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور جس جگہ ملاقات ہوئی تھی وہاں مسجد تعمیر کر کے اس جگہ کا نام نعمت آباد رکھا جو اب بھی قائم ہے۔ شاہ نور اللہ کو "ملک المشائخ" کا خطاب دے کر اپنی لڑکی ان سے بیاہ دی اور انہیں حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ اور ان کی اولاد پر فوقیت دی۔ جب شاہ نعمت اللہ کا وصال ہو گیا تو ان کے بیٹے شاہ خلیل اللہ بھی اپنے دو فرزندوں شاہ حبیب اللہ اور شاہ محب اللہ کے ساتھ بیدر پہنچے۔ شاہ حبیب اور شاہ محب بھی احمد شاہ

(دکن اور ایران سلطنت بہمنیہ صد ۱۴، ۲۶، ۲۸، از ڈاکٹر معین الدین عقیل)

اور اس کے بیٹے شہزادہ علاء الدین بہمنی کی لڑکیوں سے بیاہے گئے۔ شاہ خلیل کے بارے میں دو روائتیں [ہیں] ایک یہ کہ وہ اپنے وطن واپس چلے گئے دوسری یہ کہ وہ دکن ہی میں فوت ہو گئے۔ آخری روائت [...]ت ہے ان کا انتقال سنہ ۱۴۶۰ء میں ہوا ان کے مقبرہ پر مغیث شیرازی نے خطاطی کی تھی اس کے [...]بہی "تحتِ کرمانی"، نامی ایک دلکش عمارت تعمیر ہوئی۔ علاء الدین بہمنی کے دور میں جب شاہ [...]ب کا انتقال ہوا تو ان کے بعد ان کے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ سجادہ ہوئے۔ جنہیں سلطان علاء الدین [...] کے بیٹے سلطان ہمایوں نے مخالفت کی بنا پر قید میں ڈال دیا لیکن وہ قید سے فرار ہو گئے۔ اور آخر کار [...]ن ہوئے۔ احمد شاہ ولی نے زر کثیر صرف کر کے شاہ نعمت اللہ ولی کا شاندار مقبرہ تیار کرایا تھا۔

شاہ نعمت اللہ نے پیشین گوئی کے طور پر فارسی میں دو ہزار اشعار لکھے جو حرف بحرف [...]ے ہوئے۔ عہدِ برطانیہ کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ نصاریٰ کی حکومت سو برس سے [...]وزنہ کرے گی، جس سے گھبرا کر لارڈ کرزن نے ان کے قصیدہ کی اشاعت پر پابندی لگا دی تھی جنگِ [...]م کے آغاز پر پھر اس کی اشاعت ممنوع ہوئی لیکن اس کے باوجود شاہ صاحب کے الہامی اشعار [...]انوں کے دلوں میں محفوظ رہے۔ ذیل میں ان کے چند اشعار ترجمہ کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) پارینہ قصہ شویم از تازہ ہند گویم — افتاد قرن دویم افتاد از زمانہ

پرانے قصے کو چھوڑ کر ہندوستان کے پیش آنے والے واقعات بیان کرتا ہوں۔

(۲) صاحبِ قرآن ثانی نبیر آل گورگانی — شاہی کنند اما شاہی چوں ظالمانہ

صاحب قرآن ثانی اور شاہان گورگانی کی بادشاہت ظالمانہ ہو گی۔

(۳) عیش و نشاط اکثر گردد جگہ بخاطر — گم می کنند یکسر آں طرزِ ترکیانہ

وہ عیش و نشاط کی محفل برپا کریں گے اور ترکیانہ طرز عمل چھوڑ دیں گے

(۴) رفتہ حکومت از ایشاں آید بہ غیر بہماں — اغیار سکہ رانند از ضرب حاکمانہ

ان سے حکومت چلی جائے گی اور انگریزوں کے ہاتھوں میں آجائے گی۔

(۵) بعد آں شود چو جنگے بادرمیان جاپاں   جاپان فتح یابد برمکرِ روسیانہ

اس کے بعد روس و جاپان کے درمیان جنگ ہوگی جس میں جاپان فتحیاب ہوگا۔

(۶) سرحد جُدا نمائید از جنگ باز آیند   صلح کنند اما صلحِ منافقانہ

دونوں لڑائی ختم کر کے منافقانہ صلح کر لیں گے۔

__نوٹ__: کوریا پر تسلط قائم کرنے کے لیے جاپان نے روس کے خلاف اعلانِ جنگ کیا اور روسیوں کو ساحل کران سے دور بھگا دیا۔ ۱۹۰۵ء میں روسی بحری بیڑے کو گرفتار کر لیا گیا مجبوراً روس نے ۱۹۰۸ء میں جاپان سے صلح کر کے اپنی سرحدیں جدا کر لیں۔

(۷) طاعون و قحط یکجا گردد بہ ہند پیدا   پس مومناں بمیرد ہر جا ازاں بہانہ

ہند میں طاعون پھوٹ پڑے گا اور قحط سے مسلمان لقمۂ اجل بن جائیں گے۔

(۸) یک زلزلہ کہ آید چو زلزلۂ قیامت   جاپان تباہ گردد یک نصف ثالثانہ

ایک قیامت کا زلزلہ آئے گا جس سے جاپان کا چھٹا حصہ تباہ ہو جائے گا۔

نوٹ: ۱۹۲۴ء میں جاپان کے دو شہروں ٹوکیو اور یوکاہاما میں قیامت خیز زلزلہ آیا تھا۔

(۹) تا چار سال جنگِ افتد بہ غربی   فاتح الف بگردد جیم خاسقانہ

اس کے بعد یورپ میں چار سال تک جنگِ عظیم ہوگی جس میں انگلستان دھوکے سے جرمنی پر غلبہ پائے گا۔

(۱۰) جنگِ عظیم باشد قتلِ عظیم سازد   یک صد وسی یک لک باشد شمار جانہ

اس جنگِ عظیم میں قتلِ عظیم ہوگا اور ایک کروڑ ۳۱ لاکھ جانیں تلف ہوں گی۔

نوٹ: پہلی جنگ عظیم ۱۴ اگست ۱۹۱۴ء کو شروع ہوئی اور ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء کو ۱۱ بج کر ۱۱ منٹ پر یعنی چار سال بعد بند ہوئی۔ برطانیہ کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق اس جنگ میں ایک کروڑ ۳۰ لاکھ سے زیادہ جانی نقصان ہوا۔

(۱۱) اظہار صلح باشد چو صلح پیش بندی   بالمستقل نہ باشد ایں صلح درمیانہ

بظاہر صلح ہوگی مگر یہ صلح پائیدار نہ ہوگی بلکہ دوسری جنگِ عظیم ہوگی (جو ہوگئی)

(۱۲) ظاہر خموش لیکن پنہاں کنند ساماں   جیم الف مکرر رود مبارزانہ

دونوں بظاہر خاموش ہوں گے مگر درپردہ دوسری جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے اور انگلستان اور جرمنی کے درمیان لڑائیاں ہوں گی۔

(۱۳) وقتیکہ جنگِ جاپان با چین افتاد باشد   نصرانیاں بہ پیکار آیند باہمانہ

جب چین جاپان سے لڑ رہا ہوگا اس وقت نصرانی بھی آپس میں برسرِ پیکار ہو جائیں گے۔

(۱۴) پس سال بست و یکم آغاز جنگ دویم   مہلک ترین اول باشد بہ جارحانہ

پہلی جنگِ عظیم کے اکیس سال بعد دوسری جنگ عظیم شروع ہوگی جو پہلی سے زیادہ مہلک ہوگی۔

نوٹ: دوسری جنگِ عظیم ۳ ستمبر ۱۹۳۹ء کو شروع ہوئی اور ۹ مئی ۱۹۴۵ء کو ختم ہوئی۔

(۱۵) امدادِ ہندیاں ہم از ہند دادہ باشد   لاعلم ازایں کہ باشد آں حملۂ بیگانہ

ہند اس جنگ میں انگلستان کی مدد کرے گا مگر اس بات سے لاعلم ہوگا کہ اس کی یہ مدد بے سود ہوگی۔

(۱۶) آلاتِ برق پیما اسلاح حشر برپا   سازند اہلِ حرفہ مشہور آں زمانہ

اس زمانہ کے مشہور اہلِ حرفہ حشر برپا کرنے والے اسلحے اور آلاتِ برق پیما ایجاد کریں گے۔

(۱۷) باشی اگر بہ مشرق شنوی کلامِ مغرب   آید سرودِ غیبی بہ طرزِ عرشیانہ

اگر تم مشرق میں ہوگے تو ریڈیو اور ٹیلی وژن کے ذریعہ مغرب کے غیبی نغمہ و سرود سنو گے۔

(۱۸) دو الف و روس ہم چین مانند شہد شیریں   ہر الف و جیم اولیٰ ہم الف ثانیانہ

امریکہ و انگلستان اور روس و چین باہم شیر و شکر ہوں گے۔ اٹلی اور جرمنی۔

(۱۹) با برق تیغ مانند کرہ غضب دوانند   تا آنکہ فتح یابد از کینہ و بہانہ

جاپان پر مل کر بجلی کی تلوار چلائیں گے یہاں تک کہ دھوکہ سے فتح پائیں گے۔

(۲۰) این غزوہ تا بہ شش سال ماند بہ ہر پیدا   پس مرداں بمیرند ازجا ازاں بہانہ

یہ جنگ پورے چھ سال تک روئے زمین پر لڑی جائے گی اور انسانوں کے لیے موت کا بہانہ بن جائیگی۔

(۲۱) نصرانیاں کہ باشند ہندوستان سپارند   تخمِ بدی بہ کارند از فسق جاودانہ

نصرانی ہندوستان چھوڑ جائیں گے لیکن بدی کے بیج بو جائیں گے۔

(۲۲) تقسیم ہند ہر دو دردو حصص ہویدا   آشوب و رنج پیدا از مکر و از بہانہ

ہند کی تقسیم دو حصوں میں ہو جائے گی اور ہر دو حصے مزید دو حصوں میں بٹ گئے اور مختلف بہانوں سے ان کے درمیان شکر رنجی پیدا ہوگی۔

(۲۳) بے تاج بادشاہاں شاہی کنند ناداں   اجرا کنند فرماں فی الجملہ مہملانہ
بے تاج بادشاہ حکمرانی کریں گے اور مہمل احکام جاری کریں گے۔

(۲۴) از رشوت و تساہل دانستہ از تغافل   تاویل یاب باشد از احکام خسروانہ
رشوت، تساہل اور دانستہ تغافل سے شاہی احکام معرض تاخیر میں پڑ جائیں گے۔

(۲۵) عالم ز علم نالاں دانا ز فہم گریاں   ناداں برقص عریاں مصروف والہانہ
عالم علم سے بیزار ہو جائیں گے اور دانا اپنی عقل کا ماتم کریں گے۔ نادان عریاں رقص میں مصروف ہونگے۔

(۲۶) از امتِ محمدؐ سرزند شود بے حد   افعالِ مجرمانہ اعمالِ عاصیانہ
امتِ مسلمہ سے اعمالِ قبیحہ سرزد ہوں گے۔

(۲۷) شفقت بہ سردمہری تعظیم در دلیری   تبدیل گشتہ باشد از فتنۂ زمانہ
شفقت سرد مہری اور تعظیم زمانہ کے فتنہ کے سبب بے ادبی میں بدل جائے گی۔

(۲۸) حلت رود سراسر حرمت رود سراسر   عصمت رود برابر از جبرِ مغویانہ
عصمت و حرمت رخصت ہو جائے گی۔

(۲۹) بے مہرگی سراید بے پردگی در آید   عفت فروش باطن معصوم ظاہرانہ
بے پردگی اور برہنگی کا دور دورہ ہو گا۔ ظاہر میں معصوم ہوں گے باطن میں عفت فروش ہوں گے۔

(۳۰) دختر فروش باشند عصمت فروش باشند   مردانِ سفلہ طینت با وضعِ زاہدانہ
سفلہ طینت مرد زاہدانہ لباس میں عصمت فروش ہوں گے۔

(۳۱) شوقِ نماز روزہ حج و زکوٰۃ فطرہ   کم گردد و برآمد یکبار خاطرانہ
نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور فطرہ کا شوق بالکل کم ہو جائے گا بلکہ بارِ خاطر ہو گا۔

(۳۲) خونِ جگر نوشم با رنج با تو گوئم   للہ ترک گرداں ایں طرزِ راہبانہ
خونِ جگر پی کر اور رنجیدہ ہو کر تم سے کہتا ہوں کہ عیسائی طرز بالکل چھوڑ دو۔

(۳۳) قہرِ عظیم آید بہرِ سزا کہ شاید   اجراز خدا بسیار دیک حکمِ قاتلانہ
سزا کے واسطے ایک قہرِ عظیم آئے گا اور خدا کی طرف سے حکمِ قاتلانہ صادر ہو گا۔

(۳۴) مسلم شوند کشتہ افغاں شود حیراں   از دستِ نیزہ بنداں یک قوم ہندوانہ
ہندوؤں کی ایک نیزہ بند قوم کے ہاتھوں مسلم مارے جائیں گے۔

(۳۵) ارزاں شود برابر جائداد و جان مسلم   خوں می شود روانہ چوں بحرِ بیکرانہ
مسلمانوں کی جان و مال ارزاں ہو گا اور ان کا خون ندی کی طرح بہے گا۔

(۳۶) برعکس ایں برآید در شہرِ مسلماناں   قبضہ کنند مسلم بر ملک غاصبانہ
اس کے برعکس مسلمانوں کے شہر پر بھی ہندوؤں کا قبضہ ہو جائے گا۔

(۳۷) از قلب پنج آبی خارج شوند ناری   قبضہ کنند ہندو بر شہر جابرانہ
پنجاب سے ناری خارج ہو جائیں گے اور ان کی جائداد پر مسلمان قابض ہوں گے۔

(۳۸) شہرِ عظیم باشد اعظم ترین مقتل   صد کربلا چو کربل باشد بخانہ خانہ
سب سے بڑا اسلامی شہر مقتل بنے گا اور ہر گھر میں کربلا مچے گا۔

(۳۹) رہبر ز مسلماناں در پردہ یارِ انیاں   امداد دادہ باشد از عہد فاجرانہ
مسلمانوں کے رہبر در پردہ دشمنوں کے دوست ہوں گے اور چھپ کر کافروں کی مدد کریں گے۔

(۴۰) ایں قصہ بین العیدین از ش و نون شرطین   سازد ہنود بدرا معتوب فی زمانہ
یہ قصہ دو عیدوں کے درمیان ہو گا اور ساری دنیا ہندوؤں کی مذمت کرے گی۔

(۴۱) ماہِ محرم آید با تیغ یا مسلماں   سازند مسلم آں دم اقدامِ جارحانہ
محرم میں مسلمانوں کے پاس طاقت آ جائے گی اور مسلمان جارحانہ اقدام کریں گے۔

(۴۲) بعد آں شود چو شورش در ملکِ ہند پیدا   عثمان نماید آندم یک عزمِ غازیانہ
اس کے بعد ہندوستان میں شورش برپا ہو گی اس وقت عثمان جہاد کا اعلان کرے گا۔

(۴۳) نیز ہم حبیب اللہ صاحب قرآن من اللہ   گیرند نصرت اللہ شمشیر از میانہ
اللہ کی طرف سے حبیب اللہ صاحبِ قرآن اپنی تلوار نیام سے نکال کر بلند کرے گا۔

(۴۴) از غازیانِ سرحد لرزد زمیں چوں مرقد   بہر حصولِ مقصد آئندہ والہانہ
سرحد کے بہادر غازیوں کے خوف سے مرقد لرزے گی جو اپنے عزائم میں پکے ہوں گے۔

(۴۵) غلبہ کنند ہمچو مور و ملخ شباشب   حقا کہ قوم افغاں باشند فاتحانہ
یہ چیونٹیوں اور ٹڈوں کی طرح راتوں رات غلبہ کریں گے اور حق تو یہ ہے کہ افغان قوم فتحیاب ہوگی۔

(۴۶) یکجا شوند افغاں ہم دکنیا ں و ایراں   فتح کنند اینہاں کل ہند غازیانہ
افغانی، دکنی اور ایرانی مل کر تمام ہندوستان کو فتح کر لیں گے۔

(۴۷) کشتہ شدند جملہ بدخواہ دین و ایماں   خالق نماید اکرم از لطفِ خالقانہ
دشمنان دین مارے جائیں گے اور دینِ اسلام کا غلبہ ہوگا۔

(۴۸) از گ شش حروفے بقال کینہ پرور   مسلم شود بخاطر از لطفِ آں یگانہ
گاندھی کینہ پرور بنیا مسلمان ہو جائے گا جس کا نام گ سے شروع ہوگا اور چھ حرفوں پر مشتمل ہوگا۔

(۴۹) خوش می شود مسلماں از لطف و فضل یزداں   کُل ہند پاک باشد از رسم ہندوانہ
خدا کے فضل سے مسلمان قوم خوش ہو جائے گی اور ہندوستان ہندوانہ رسم و رواج سے پاک ہو جائیگا۔

(۵۰) چوں ہند ہم بہ مغرب قسمت خراب گردد   تجدید باب گردد جنگ سہ توبانہ
ہند کی طرح یورپ کی قسمت خراب ہوگی اور تیسری عالمی جنگ چھڑ جائے گی۔

(۵۱) آں دو الف کہ گفتم ایک الف الف گردد   داحلہ ساز باید بر الفِ مغربانہ
امریکہ بے لگام گھوڑے کی طرح ہوگا اور روس انگلستان پر حملہ کر دے گا۔

(۵۲) جیم شکست خوردہ بارا برا برآید   آلات نار آرد مہلک جہنمانہ
جرمنی روس کے ساتھ مل کر آتشیں اسلحہ تیار کرے گا۔

(۵۳) کاہد الف جہاں گو نقطہ رو نماید   اِلّا کہ نام و یادش باشد مورخانہ
انگلستان صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔

(۵۴) تعزیر غیب یابد مجرم خطاب گردد   دیگر نہ سرفراز شد بر طرزِ راہبانہ
اسے غیب سے سزا ملے گی وہ مجرم قرار پائے گا بلکہ سر نہ اٹھا سکے گا۔

(۵۵) دنیا خراب کردہ باشند بے ایماناں   گیرند منزل آخر فی النار دوزخانہ
بے ایمان ساری دنیا کو تباہ کر دیں گے اور خود بھی جہنم کے نذر ہو جائیں گے۔

نوٹ: انہی اشعار کی بنیاد پر لارڈ کرزن نے ان کی طباعت ممنوع قرار دی تھی۔

باب ۳۵

منظوم شجرے

شجرہ زیدی الواسطی از حضرت علیؑ تا سیّد ابوالفرح واسطی

علامہ عبدالجلیل بلگرامی کا منظوم شجرہ جو ۱۱۲۵ھ میں فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔

ماییم نخلِ سبز ریاضِ پیمبری   دارد بہار ماثر سایہ گستری
نخلیکہ اصل ثابت او ختم انبیاست   فرعش گذشتہ از سرِ چرخ چنبری
آں ختم انبیا کہ بتول است دخترش   زینت فزائے حجلۂ پاکیزہ گوہری
آں دخترِ نبی کہ بود بعل او علیؓ   مہرِ دامادِ رسولِ ساقیٔ صہبائے کوثری
فرزندِ اوست خامس آلِ عبا حسینؓ   فرمود در محیطِ شہادت شناوری
سجاد آں کہ آدمِ آلِ حسین بود   ایزد نصیب دشمن او کرد ابتری
زیدِ شہید مصحف اسرارِ اہلِ بیت   پیداست از مناقب او شانِ حیدری
عیسیٰ کہ شد بموتم الاشبال مشتہر   کردے شکار شیر ز روئے دلاوری
سیّد محمد آنکہ جہاں راز خلق او   پیچیدہ در دماغ نسیم معطری
سیّد علی کہ بہ در عالم پناہ او   کیواں ستادہ است بعنوانِ قنبری
سیّد حسین شمسۂ ایوانِ مکرمت   روح القدس کند بسدو اتش کبوتری
سیّد علی عراقی کہ از فیض مقدمش   خاکِ عراق یافتہ از عرش برتری
سیّد حسن کہ اخترِ اوج سیادت است   کسب سعادت از نظرش کرد مشتری
سیّد علی کہ دشمن شوریدہ بخت را   سازد کباب آتشِ خورشید محشری
شادابیٔ بہار گلستان خلق زید   میکرد دد تحفظ دلہا صنوبری
سیّد عمر کہ سرور عالی مقام بود   در بزم ہمیشہ ملک گرم مجمری
زید سوم کہ خسروِ اقلیم فقر بود   کردے زروئے آئینۂ دل سکندری
یحییٰ کہ در ریاض صفاتِ کمال او   یک شہر چشم حیراں کرد عبہری
سیّد حسین منتخب دودۂ شرف   باشد چراغ انجمن افروز مہتری
داؤد آں کہ دشمنِ فولاد جسم را !   چوں موم نرم ساخت ز دستِ دلاوری
والا گہر ابوالفرح واسطی کہ شست   از آبِ ذوالفقار بے نقش کافری

شجرہ زیدی واسطی از حضرت علیؓ تا سیدابوالفرح واسطی

نسب نامہ[1] منظوم بطور قصیدہ از سید سرفراز علی خاں شاکر

میں ہوں نہال سبز ریاض پیمبری	میری بہار ہے ثمر سایہ گستری
وہ نخل جس کی اصل ہیں محبوب کبریا	شاخیں بلند جسکی ہیں تا چرخ چنبری
دختر ہیں ان کی فاطمہ زہرا یہ زیب زیں	رونق فزائے حجلۂ پاکیزہ گوہری
شوہر ہیں ان کے حیدر صفدر بعزو شان	نفس رسول ساقی صہبائے کوثری
فرزند ان کے خاص آل عبا حسینؓ	دریائے خوں میں کی ہے جنہوں نے شناوری
سجاد وہ کہ آدم آل حسین تھے	تھی جن کے دشمنوں کے مقدر میں ابتری
زید الشہید مصحف اسرار اہل بیت	جن شنا میں صاف عیاں شان حیدری
عیسیٰ شہیر موتم الاشبال دھر میں	شیروں کو مارتے تھے زرڈئے دلاوری
سید محمد اپنے فضائل میں ایک تھے	تھا جن کے خون پاک میں خون پیمبری
سید علی جو حاتم دوراں سخا میں تھے	کرتے تھے جن کے در پہ سدا شاہ قنبری
سید حسین شمسۂ ایوان مکرمت	مرقد پہ جن کے کرتے ہیں قدسی مجاوری
سید علی عراقی جو مشہور عام تھے	ہوتے تھے جن کے ہاتھ سے کار غضنفری
سید حسن جوادج سیات کے مہر تھے	کرتے تھے جن سے ضیا ماہ و مشتری
سید علی کہ دشمن شوریدہ بخت کو	دکھلاتے تھے دغا میں اپنی بہادری
شادابیٔ بہار گلستاں خلق زید	دیتے تھے روز شاہ و گدا در پہ حاضری
سید عمر کہ سرور عالی مقام تھے	ذات مقدس انکی گناہوں سے تھی بری
زید سوم جو شاہ تھے اقلیم فقر کے	کرتے تھے جن کے در پہ ملک آکے چاکری
عالی جناب سید یحییٰ وہ ذی حشم	کس کا جگر کہ ان سے کرے لاف ہمسری
سید حسین منتخب روزگار تھے	جو توڑ دیں ارادوں سے سد سکندری
داؤد وہ کہ دشمن فولاد جسم بھی	ہوتا تھا موم دیکھ کے ان کی دلاوری
سید ابوالفرح کہ جو ہندوستان میں آئے	کھینچے ہوئے علی کی طرح تیغ حیدری

---

[1] تاریخ سادات باہرہ

منظوم شجرہ طریقت اشرفیہ[1]

بذات و صفات باسمائے خویش	باحمد علی و حسن نیک کیش
بو احمد فضیل اندھمہ ھمچو ماہ	خدیفہ نبیرہ و حماد شاہ
باسحاق و احمد محمد لطیف	بیوسف بمودود و حاجی شریف
بعثمان، معین، بقطب و فرید	نظام و سراج و علاء و حمید
باشرف برزاق و شاہ حسین	بجعفر بحاجی و محمود زین
براجو باحمد بفتح و مراد	بشاہ بہار یک گوہر نژاد
بشاہ توکل علی پُراز راز	بداؤد شاہ بشاہ نیاز
الٰہی بآں ہادیٔ خافقین	کہ اسمش بود شاہ اشرف حسین[2]
باحمد ابو شاہ نعیم نیک ظن	بشاہ نعیمی و شمسؒ الحسن
خدایا بکن	لطف خشم بہشت
مدم پاکہ نیکم	بہ پیران چشت

---

[1] لطائف اشرفی صفحہ ۴۰۹

[2] برادر خورد مصنف

ملاحظہ ہو شجرہ صفحہ ۲۶۷ تا ۲۶۸

نوٹ:

شجرہ طریقت
شمشاد علی
سید مختار علی
ابو احمد شاہ
شاہ اشرف حسین

جناب شمشاد علی اشرفی صاحب راقم کے استاد ہیں۔ یہ رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول، ڈھاکہ میں نویں دسویں جماعتوں کو حساب پڑھایا کرتے تھے۔ یہ بی ایس سی علیگ ہیں اور سلاسل اشرفیہ کے مرید ہیں اور بابرکت بزرگ ہیں۔ اس وقت ان کا فیض عام جاری ہے۔

منظوم نسبنامہ از سیّد نجم الحسن نجمؔ (مصنّف)

بطرز قصیدہ علامہ سیّد عبد الجلیل زیدی الواسطی بلگرامی

سیّد ابوالعزاس کہ ہنگامہ کارزار
انجام دیا کرتے تھے کارِ غضنفری

سیّد علی مسعود تھے دنیا میں بے نظیر
ہر جنگ میں عیاں تھی ایک شانِ حیدری

سیّد علی دلیر تھے اور "باگھ" تھا لقب
ہر جہاد میں دکھا گئے ہیں دلاوری

سیّد محمد خاص کردِ رسول کی جان تھے
راس آئی تھی جن کو شہادت شناوری

سیّد صدا یہ زید تھے شمشیر آبدار
آتی تھی جن کے نام سے دشمن کو تھرتھری

ابوالفتح ابراہیم تھے دنیا میں نامور
فتح کا نشان تھے گویا مظفری

تھے عزالدین سید سیادت میں نامور
ہند سے مٹا دیا تھا ہر نقشِ کافری

آسمو[1] میں محوِ خواب ہیں سیّد بدرالدین زید
مرقد پہ جن کے کرتے ہیں ملائک مجاوری

سیّد احمد جاجیری آکر بہار میں
تسخیر کی بہار کی مثلِ غضنفری

سانحہ کے سیدوں کے بُرہان امام تھے
مشہور تھے دیار میں اولادِ حیدری

سیّد شاہ جلال تقدس مآب تھے
رعب و جلال میں تھے وہ شیرِ صفدری

سیّد شہاب الدین تھے مانند ذوالفقار
"سو پشت[2] سے تھا پیشۂ آبا سپہگری"

بدر ناز و نعم میں تھے پلے شاہ کی طرح
جب سے کھلی تھی آنکھ دیکھی تونگری

سید جمال اسم تھا واقعی جمیل تھے
منیر تھے کہ ماہ تھے کہ مہر خاوری

سیّد کمال شاہ تھے دنیا میں باکمال
ابنِ علیؓ تھے آخر تھے اولادِ حیدری

سیّد قمر کی ضو سے عالم تھا ضوفشاں
جسکی ضیاء سے کسب کیا ماہ و مشتری

سیّد نصر کو دین کی نصرت جو مل گئی
جاں کی نہیں فکر تھی ہو دیں کی برتری

سید فخر تھے منکسر بالکل نیاز تھے
تھی موم سی نرمی میں بھی شانِ برتری

سید امیر سانحہ کے سالارِ قافلہ
تھے اسم بامسمیٰ تقدس مسافری

سپاہیانہ بانکپن تھی جاں سپرد کی
پھلواری[3] کی جنگ کے شہادت شناوری

سید علی کو باپ کے مرنے کا غم یہ تھا
گئی اکبر علی کیساتھ ہی گھر کی تونگری

سید امان علی اب تو غربت میں جا پڑے
افلاس ڈیرہ ڈالے تھی جو جملہ کمتری

سید قدرت علی کو لیکن قدرت پہ ناز تھا
چاہتے تھے اک دن مل جائے سروری

نوازش علی تھے علم جراحت میں نامور
مست رہے شان میں مگر کی نہ چاکری

خواجہ علی کے گرچہ پاؤں میں لنگ تھا
ہر چار سو مشہور تھی ان کی بہادری

سیّد رحمٰن بخش سدا سے قناعت پسند رہے
ہے ان کی نسل آج بھی اب تک ہری بھری

بدر الحسن سید کلکتہ پولیس میں تھے
بارعب تھے کہ ڈرتا تھا مینا پشاوری[4]

نجم تو بس نجم ہے چمکے گا ہر طرف
یہ شاعری نہیں ہے یہ ہے سخن وری

---

[1] موضع آسمو الٰہ آباد کے نزدیک واقع ہے۔

[2] حضرت غالب کی روح سے معذرت کے ساتھ۔

[3] ۱۷۴۲ء میں پھلواری کی جنگ میں میر اکبر علی نے ۳۰۰ سید سپاہیوں کے ساتھ جامِ شہادت نوش کیا۔

[4] مینا پشاور کلکتہ کا مشہور پٹھان مسلمان تھا۔

منظوم فارسی نسبنامہ محمد جمیل انصاری ایوبی حنفی مجددی سیوانی
مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

نوشتۂ نسب نامۂ عہد قدیم	محمد جمیل بن عبد الرحیم
شنو جدِ امجد امیر علی	ضیار عرف جھاؤ میاں چودھری
رفیع وابوالفتح وہم غوث داں	رحیم وکریم اللہ شیخِ زماں
بہ عبد اللہ ابن عبید اللہ او	وپسرش عبدِ حق عبد رحمٰن شنو
پس آں عبدِ قادر د اکبر فرید	ہم آں ہاشم وخواجہ سعدِ سعید
بہ میراں شہ نجم دینِ بلند	بہ عبد المجید ابن شمس ارجمند
عبد الملک ابنِ خواجہ شرف	وہاب احمد وحامد با شرف
ابوالفضل ہاشم بزرگ است یاں	ہم او ابنِ شیخ اسمٰعیل داں
پس ایں ہمہ خواجہ عبد اللہ نام	محدث مفسر وصوفی امام
آں عبد اللہ کہ شیخِ اسلامی است	زاولاد ایوب انصاری است
نسب نامہ او شہیر است داں	برو تذکرہ شیخ ذہبی بخواں
آں عبد اللہ ابن محمد شنو	علی و محمد واحمد بگو
علی جعفر وشیخ منصور داں	ہست ابنِ ایوب آخر بخواں

خدا یا آبائی انصاریم
زرنج ومحن تو نگہداریم (از جمیل انصاری مدرس)

ء ا کلیات نعت از شاہ نعمت اللہ صدیقی صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۲
تذکرۃ النجاۃ صفحہ ۱۲ والبسط فی رسالتی تذکرہ النبی

فٹ نوٹ :- ۱۔ شیخ امیر علی متوفی ۱۳۲۳ھ
۲۔ خواجہ عبد اللہ انصاری ایوبی حنبلی ہروی (متوفی ۴۸۲ھ
مصنف منازل السائرین والکلامؒ

[...]اب ۳۶

”شعرائے ترہت“

[...]عرائے لکھمینیہ

[...]ل لکھمینیوی[1]

شاہ افضال الرحمٰن نام تھا اور بسملؔ تخلص۔ شاہ محمد عثمان کے فرزند تھے۔
[...]ومسکن موضع (سلطانپور) لکھمینیہ تھا۔ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے
[...]سے حاصل کی۔ پندرہ سال کی عمر میں ضلع اسکول مونگیر سے میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۲۵ء میں ڈی جے کالج
[...]سے آئی اے کیا اور ۱۹۲۷ء میں پٹنہ کالج سے بی اے کی ڈگری لی۔ ۱۹۲۸ء میں موصوف ایم اے
[...]الر ن کے طالب علم تھے مگر مکمل نہ کرسکے اسی سال رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوگئے۔ ۱۹۳۰ء
[...]ئی اسکول فاربس گنج میں تین سال تک مدرس رہے۔ پروفیسر شاہ کلیم الرحمٰن ان کے عزیز تھے وہ
[...]کلکتہ لے گئے جہاں وہ سیٹی کالجیٹ اسکول میں مدرس ہوگئے۔ ۱۹۳۷ء میں واپس گھر لوٹ آئے۔
[...]س کے بعد آپ جموئی ہائی اسکول میں مدرس رہے اور چھ سال تک وہاں درس و تدریس میں منہمک
[...]کے بعد مقامی ایس اے ایس ہائی اسکول چھوٹی بلیا میں تاحیات درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے
[...] ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۸ء میں آپ کا انتقال ہوا جس وقت بسمل شاعر کی حیثیت سے روشناس ہو رہے
[...]اس وقت اختر شیرانی کی شہرت بام عروج پر تھی۔ بسمل ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ بسمل
[...]لیہ رقیہ خاتون موضع امرتھ کی رہنے والی تھیں وہ بھی ایک اچھی شاعرہ تھیں اور مخفی ان کا تخلص تھا۔
[...]کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

[...]لا لگتی بتا صیاد تو ہی تجھ کو لازم تھا	بھرے گلشن میں گل کے سامنے بے بال و پر کرنا
[...]ماشا گاہِ عالم میں چلے تو آئے ہو بسمل	تماشا گاہِ عالم ہیں تماشا مختصر کرنا !

[...]لکھمینیوی[2]

بدر الاسلام نام تھا اور بدرؔ تخلص۔ مولوی عبد النجیب کے صاحبزادے تھے۔
[...]ومسکن موضع لکھمینیہ، بیگوسرائے مونگیر تھا۔ سالِ ولادت ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء ہے۔ ابتدائی تعلیم

[...]ا بزم شمال صفحہ ۳۹۳ ء۲ بزم شمال صفحہ ۴۰۱

گھر پر ہوئی۔ ۱۹۴۰ء میں میٹرک کیا۔ ۱۹۴۲ء میں آئی اے کر کے مظفر پور کالج سے فارسی میں بی اے آنرز کیا۔ بعد ازاں تعلیمی اداروں سے منسلک ہو گئے۔ شاعری میں خلیل بیگوسرائی سے اصلاح کی اور دنیائے ادب میں نمایاں ہو گئے۔ مشاعروں میں نیم ترنم سے غزلیں سناتے اور دادِ تحسین حاصل کرتے تھے۔ ۱۲ رمضان ۱۳۷۸ھ/ ۲۲ مارچ ۱۹۵۹ء کو انتقال ہوا۔ بدر نے دو مجموعے 'شامِ اضطراب' اور 'صبحِ انقلاب' یادگار چھوڑے۔

نمونہ کا ایک شعر

رہے خوفِ دوزخ نہ کچھ فکرِ جنت — ارے ڈال بادہ کہ ہم پی بھی جائیں

مضطر لکھمینیوی[1]

محمد سعید اسمِ گرامی تھا اور مضطر تخلص۔ والد ماجد کا نام عبدالوحید تھا۔ موضع لکھمینیہ ضلع مونگیر مولد و مسکن تھا۔ ولادت ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ ۱۹۱۴ء میں جمالپور ضلع اسکول سے میٹرک فرسٹ ڈویژن سے کیا۔ ۱۹۱۵ء میں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ ۱۹۱۸ء میں ٹی این جے کالج بھاگلپور سے آئی اے پاس کیا۔ کچھ دنوں محکمۂ نمک میں سرکاری ملازمت کی۔ ۱۹۲۷ء میں پٹنہ کالج سے قانون کی ڈگری لی اور بیگوسرائے، ارریہ (پورنیہ) مونگیر اور سیول کی عدالتوں میں وکالت کرتے رہے۔ ۶۳ سال کی عمر پا کر ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء میں انتقال ہوا۔ مضطر نے شاعری کا شوق وراثت میں پایا تھا۔ خلیل بیگوسرائی، حافظ مشکی پوری، مہدی شیخپوروی اور سید حسن کی صحبتوں نے مضطر کی شعر گوئی کو بامِ عروج پر پہنچا دیا۔

ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو

اہلِ دنیا کو کبھی اس دلِ مضطر سے پوچھ — دوست کو دوست سے اس دہر میں بدظن دیکھا

ناشاد لکھمینیوی[2]

ضیاء الرحمٰن نام تھا اور ناشاد تخلص۔ حکیم سید محمد اسحاق کے چھوٹے فرزند تھے۔ ان کے بڑے بھائی حکیم رحمانی دانا پور پٹنہ میں ہمدرد دواخانہ کے بڑے حکیم ہیں۔ آپ کا مولد و مسکن لکھمینیہ تھا۔

---

۱ بزمِ شمال صفحہ ۲۶۳ ۲ بزمِ شمال صفحہ ۳۴۸

ولادت ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ مقامی ہائی اسکول جیوتی بلیا کے طالب علم تھے۔ ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء میں انتقال کر گئے۔ آپ خلیل بیگوسرائی کے حلقۂ تلامذہ میں تھے۔ نمونہ کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہجوم یاس والم میں جو مسکرا نہ سکا
وہ انتہائے سکوں میں سکوں پا نہ سکا

اگر ہے کچھ ذوقِ خیر خواہی نہ کرنا ناشاد لب کشائی
یہی تو ہے رازِ کبریائی بنا کے تجھ کو مٹا رہے ہیں!

سیّد محمد نجم الحسن نجم مونگیری

(شجرۂ نسب صفحہ ۴۸۱)

نام سیّد محمد نجم الحسن ہے اور تخلص نجم۔ والد ماجد کا اسمِ گرامی سید محمد بدر الحسن تھا۔ آپ پدری اور مادری دونوں نسبتوں سے نجیب الطرفین ساداتِ حسینی واسطی جاجنیری ہیں نجم مونگیری کی ولادت ۴ فروری ۱۹۳۲ء کو موضع ساکنہ پرگنہ بلیا ضلع مونگیر میں ہوئی۔ جب عمر چار سال کی ہوئی تو ان کی والدہ ماجدہ ہیضہ میں مبتلا ہوکر مختصر علالت میں قضا کر گئیں۔ اس وقت ان کے چھوٹے بھائی سیّد محمد شمس الحسن حسینی کی عمر صرف ڈیڑھ سال کی تھی۔ والدہ کی وفات کے بعد نانی محترمہ سیدہ سارہ خاتون نے دونوں خورد سال نواسوں کی پرورش و پرداخت کی ابتدائی تعلیم گاؤں کے پرائمری اسکول میں ہوئی جہاں ان کے اساتذہ میں مولوی سید وسیم الدین اور نیوہ لال گروجی قابلِ ذکر ہیں۔

بعد ازاں اپنے نانا جان سید عبد الرحمٰن تیگھروی کی زیر کفالت پورنیہ ضلع اسکول میں تعلیم حاصل کی جو اس زمانہ میں صوبہ بہار کے بہترین اسکولوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ نانا جان کے انتقال کے بعد ۱۹۵۱ء میں مشرقی پاکستان ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول ڈھاکہ سے میٹرک سکنڈ ڈویژن میں پاس کیا جہاں ان کے اساتذۂ اکرام میں سیّد مصباح الہدیٰ دسنوی سیّد حفیظ الرحمٰن، رمز کسمری، مولانا سید احمد ندوی اور شمشاد احمد بی ایس سی علیگ اور سیّد حسن رضا زیادہ مشہور تھے۔ انہوں نے انٹر ڈھاکہ گورنمنٹ کالج سے کیا جہاں پروفیسر سید اقبال عظیم (مشہور شاعر) اور پروفیسر سعد منیران کے اردو کے استاد تھے۔ گریجوئشن کا کورس پرائیویٹ طور پر مکمل کیا۔ ۱۹۵۸ء میں سرکاری ملازمت پر بحال ہوئے۔ ۱۹۷۱ء میں سقوطِ ڈھاکہ کے بعد کراچی منتقل ہوئے۔ ۱۹۷۶ء میں مقابلہ کا محکمہ جاتی امتحان ایس اے ایس پاس کیا۔ اور ۱۹۷۱ء میں ریلوے اکاؤنٹس اکیڈمی

تاریخِ حسن صفحہ ۶۰، ۸۱، ۱۰۰ کرسی نامہ مولانگر (قلمی نسخہ) صفحہ ۱۶، ۱۹، نسب نامہ دیسنہ صفحہ ۸، ۱۹، ۶۰ تحقیق الاقوام صفحہ ۸۳، ۸۴، ۹۰، تاریخِ بارہ گیاں صفحہ ۱۳۵ 'نشانِ منزل' صفحہ ۱۱ تا ۱۳

کوئٹہ سے اعلیٰ ٹریننگ حاصل کی۔ وہ ۱۹۸۶ء میں وفاقی حکومت میں آڈٹ آفیسر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ آج کل محکمہ آڈٹ، زکوٰۃ و عشر، اسلام آباد سے منسلک ہیں۔

انہوں نے چار زبانوں میں شاعری کی ہے اور شاعری میں عندلیب شادانی سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ ان کی ایک کتاب انگریزی نظموں کا مجموعہ "پوئمز آف پاکستان" ۱۹۸۷ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منظرِ عام پر آچکی ہے۔ بقیہ تین کتابیں زیرِ طبع ہیں:

(۱) اشرافِ عرب (۲) گل و گلستاں (۳) اے گلوزری آف انسیسٹری (گلدستۂ انساب)

نمونہ کلام

(محترم سعید عباسی بدایونی کے مجموعہ کلام "آبرنگ" پر منظوم تبصرہ)

"آبرنگ"

آبرنگ جلترنگ ہے اردو کی ایک کتاب ۔۔۔ روداد زندگی کی ہے منظوم انتساب
ہر شعر ہر غزل کا دل پہ ہوا ہے نقش ۔۔۔ ہر ایک غزل مرصع گویا کھلی کتاب
پیغامِ آشتی ہے اعجازِ عہدِ نو بھی ۔۔۔ وادی کی داستاں ہے کہ قصۂ چناب
موتی پرو گئے ہیں رولے گئے ہیں اشک ۔۔۔ عکسِ حیاتِ انساں ہے داخلِ نصاب

انوارِ صبحگاہی نجمِ سحر نقیب
شب کو سحر میں دیکھو اوڑھے ہوئے نقاب

(سیّد نجم الحسن نجم مونگیری)

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

****

شعراء بارو

عزیز باروی[1] سیّد عبدالعزیز نام تھا اور عزیز تخلص۔ سیّد رحمت علی مختار کے خلفِ اکبر تھے۔ مولد و مسکن محمد پور (بارو) ضلع مونگیر تھا۔ عزیز کے والد سید رحمت علی کلکتہ ہائی کورٹ میں ممتاز و محترم مختار تھے۔ راج بنیلی کے بھی مقرر کردہ مختار رہے۔ علاقہ میں ان کی بڑی شہرت تھی۔ اچھی خاصی جائداد کے مالک تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد عربی و فارسی کی طرف متوجہ ہوئے اور سند حاصل کی۔ مزاج میں سادگی بدرجہ اتم تھی۔ سب جج کے عہدہ پر فائز تھے۔ عزیز کو شعر و سخن سے بڑی دلچسپی تھی۔ ایک شعر ملاحظہ ہو ؎ بعد مرنے کے بھی حاجت ہمہ تن باقی ہے

منتِ مدفن و احسانِ کفن باقی ہے

حیرت باروی[2] سیّد زین الدین نام تھا اور حیرت تخلص۔ سیّد رحمت علی کے فرزندِ دلبند تھے مولد و مسکن قصبہ بارو (مونگیر) تھا۔ سنہ ۱۲۵۸ھ / سنہ ۱۸۴۲ء میں بارو میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر میں ہوئی پھر عظیم آباد شہر میں اقامت پذیر ہو کر عربی، فارسی اور اردو میں اچھی دستگاہ حاصل کر لی۔ خصوصاً علم طب میں کمال حاصل کیا۔ وہ اپنے عہد کے طبیبِ حاذق تھے۔ یہ آفتاب کی کرنوں کی حدت و حرارت سے بعض دوائیں تیار کرتے تھے اس فن میں بڑا نام پیدا کیا۔ اس کے علاوہ فنِ موسیقی سے بھی رغبت تھی۔

ساغر باروی[3] سیّد ارشد حسین نام اور ساغر تخلص تھا۔ قصبہ بارو مولد و مسکن تھا۔ پٹنہ ہائی کورٹ میں وکالت کرتے تھے۔ تقریباً سنہ ۱۳۵۹ھ / سنہ ۱۹۴۰ء میں انتقال فرمایا۔ علمی صلاحیت بڑی اچھی تھی شاعری کا ذوق بڑا اچھا تھا فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ داغ دہلوی کے ہمعصر تھے۔ اکثر داغ دہلوی کے کلام کی تضمین میں اشعار موزوں کرتے تھے۔ اس طرح داغ کے رنگ میں کافی غزلیں جمع ہو گئیں۔

۱۔ بزم شمال صفحہ ۲۷۲ ۲۔ بزم شمال صفحہ ۲۷۳ ۳۔ بزم شمال صفحہ ۲۹۶ تا ۲۹۷

مسلم شعرائے بہار صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۱

داغ دہلوی کا شعر ؎

کوئی نام و نشاں پوچھے تو اے قاصد بتا دینا
تخلص داغ ہے وہ عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

تضمین ؎

تخلص میرا ساغر ہے لگے ہیں ہونٹ دلبر کے
نہیں وہ داغ ہم جو عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

محمود باروی ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۲۷۷

★

✿

قمر تیگھروی[1]

سیّد قمرالہدیٰ نام قمر تخلص تھا۔ سیّد نثار احمد مختار تیگھروی کے صاحبزادے تھے۔ مولد و مسکن تیگھرہ (مونگیر) تھا۔ اردو فارسی اور عربی میں مہارت تھی۔ ہومیوپیتھ ڈاکٹر تھے اور بستی پور میں مطب کرتے تھے۔ ہومیو ہال شفاخانہ کھول رکھا تھا۔ جہاں مریضوں کا اژدہام ہوتا تھا۔ ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء میں انتقال فرمایا۔ جناب قمر کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی۔ ایک مطبوعہ رسالہ "مشکوٰۃ قرآن" دستیاب ہوا ہے۔ علامہ اقبال کی نظم شکوہ جواب شکوہ کے طرز پر نظم کہی تھی۔

نمونہ کے دو اشعار ملاحظہ ہوں ؂

ایک بھی بات نہیں باقی ہے ایمان کی اب
کشمکش میں ہے پڑی جان مسلمان کی اب

علم و ایماں ہوئے رخصت نہ کیا فکر نہ غور
لاکھ سمجھانے پہ بھی ان کے نہ بدلے کچھ طور

حافظ مشکی پوری[2]

ابوصالح حافظ محمد عبداللہ نام تھا۔ حافظ تخلص۔ آپ کا مولد و مسکن موضع مشکی پور ضلع کھگڑیا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد قادرہ آباد کے تھے جو نسباً مشائخ عثمانی تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ شعر و سخن سے دلچسپی تھی اور غزلیں اچھی کہہ لیتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی ہجرت کی جہاں ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء میں انتقال فرمایا۔ ان کے فرزند کا اسم گرامی حاجی محمد عباس ہے جو شرف آباد کراچی میں قیام فرماتے تھے۔ دوسرے سید احمد پوپنہ سیٹی (بہار) میں سکونت پذیر ہیں جن کے فرزند سید امان اللہ نشتر ہیں اور دوسرے ڈاکٹر سید علیم اللہ حالی ایم اے پی ایچ ڈی صدر شعبۂ اردو فارسی مگدھ یونی ورسیٹی۔ پٹنہ ہیں۔

حافظ مشکی پوری کے چند اشعار نمونہ کے طور پر ملاحظہ ہوں

شوق اللہ رے اظہار خود آرائی کا
آئینہ رکھتے ہیں وہ چشم تماشائی کا

دست با کار مگر دل ہے بہ یار اے حافظ
انجمن میں بھی ہمیں لطف ہے تنہائی کا

بنا ڈالا اسی دنیا کو جنت
جو آئے خلد سے سوئے زمیں ہم

---

[1] بزم شمال صفحہ ۴۲۴ [2] بزم شمال صفحہ ۳۵۷، مسلم شعرار بہار جلد اول صفحہ ۲۳۸ ماہنامہ ندیم (گیا) بہار نمبر جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۲۹۸

خلیل بیگوسرائی[1]

محمد خلیل نام خلیل تخلص۔ مولوی محمد اسحٰق مختار کے صاحبزادہ تھے۔ مولد و مسکن موضع سونکھ نریا ضلع مونگیر تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد کے زیر نگرانی گھر پر ہوئی۔ اردو فارسی اور عربی کی تعلیم اکابر اساتذۂ کرام کی سرپرستی میں حاصل کی۔ بیگوسرائے سے میٹریک پاس کیا پھر پٹنہ کالج میں داخل ہوئے۔ بعدازاں مختار کاری کا امتحان پاس کیا اور بیگوسرائے میں والد کے ہمراہ تا دمِ حیات قانون کی پریکٹیس کرنے لگے۔

شعر و سخن کا ذوق بچپن ہی سے تھا۔ بچپن ہی سے اساتذہ کا کلام زبانی یاد تھا۔ میرانیس کا کلام تو نوکِ زبان پہ ہوتا تھا۔ باضابطہ شاعری کی۔ شاعری میں مبارک عظیم آبادی سے اصلاح لی جو بیگوسرائے میں رہائش پذیر تھے۔ پھر عشرت لکھنوی کی طرف رجوع ہوئے اور عرصہ تک ان سے اکتسابِ فیض کیا۔ ریاض خیرآبادی اور جلیل مانکپوری کے بھی شاگرد رہے۔ دھیرے دھیرے کلام میں پختگی آتی گئی۔ ایک مجموعہ "گلزارِ خلیل" ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ آپ ۴۸ سال کی عمر میں ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۵۹ء میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ خلیل صاحب کا کلام عالمگیر (لاہور) میں بھی طبع ہوتا رہا ہے۔

چند نمونہ کے اشعار ملاحظہ ہوں ؂

نظر ساحرانہ ادا آذرانہ
کلیمی روائت خلیلی فسانہ

وجود و عدم دو مری داستانیں
ازل بھی کہانی ابد بھی فسانہ

پھر زبانِ خلق پر ہو قصۂ دار و رسن
آئیے عنوان سے پھر مرے افسانے میں آ

خیال مظفر پوری[2]

سیّد ریاض حسن خاں نام تھا اور اردو میں خیال اور فارسی میں دانش تخلص کرتے تھے۔ سیّد ریاض حسن حکیم سیّد محمد ہادی حسن خاں نایاب کے فرزند تھے۔ آپ کے دادا کا نام سیّد امیر حسن خاں تھا۔ دیوان مولا بخش سی آئی اے (نجم الہند) رئیس رسولپور ضلع مظفر پور آپکے پردادا تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں ہوئی۔

---

[1] بزم شمال صفحہ ۳۹۷، رسالہ ندیم (گیا) ۱۹۳۶ء صفحہ ۶۹ [2] بزم شمال صفحہ ۲۶۵

حسرت نعمانی[1]

سیّد عبدالقیوم نعمانی نام تھا اور تخلص حسرت۔ مرحوم سیّد عبدالغفور کے فرزند تھے۔ موضع جروہہ حاجی پور (ضلع مظفر پور) آپ کا وطن تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں ہوئی۔ ۱۹۲۶ء میں حاجی پور ہائی اسکول سے میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۲۸ء میں پٹنہ یونی ورسی ٹی سے آئی اے کیا۔ ۱۹۳۱ء میں کلکتہ یونی ورسیٹی سے اردو میں بی اے آنرز کیا اور ۱۹۳۴ء میں اردو میں ایم اے کیا اور صوبھر میں اول آئے۔ ۱۹۳۵ء میں فارسی میں ایم اے کیا۔ کچھ دنوں تک مدرسۂ عالیہ کلکتہ میں لکچرار رہے۔ پھر کلکتہ سنٹرل کالج میں عرصہ تک درس و تدریس میں معروف رہے۔ ۱۹۴۷ء میں مشرقی پاکستان ہجرت کی اور ڈھاکہ یونی ورسیٹی کے شعبۂ اردو میں لکچرر ہو گئے۔ آپ کے اکثر مضامین رسائل و جرائد میں چھپتے تھے۔ حیات نے وفا نہ کی اور آپ ڈھاکہ میں ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء میں ۴۲ سال کی عمر میں قضا کر گئے۔ آپ کو شعر و سخن سے گہری دلچسپی تھی۔ ابتدا میں محمد حسین رمز حاجی پور سے اصلاح لی بعد ازاں علامہ وحشت کلکتوی سے مشورہ سخن لینے لگے اور یہ سلسلہ تا دم حیات قائم رہا۔

نمونۂ کلام

اوج پر ہے ستارۂ اقبال ... جب سے حسرت نے رہنمائی کی
اے خوگرِ سجود مزاجِ آستاں کا دیکھ ... یہ جذبۂ نیاز تیرا رائیگاں نہ ہو
دیکھے قفس میں پھر کوئی خوابِ گلستاں ... جب آنکھوں ہی میں کیفیتِ گلستاں نہ ہو
کس کس ادا سے اس نے بڑھایا نظر کا ذوق ... مطلب یہ تھا کہ کوئی ادا رائیگاں نہ ہو

مظہر کاظمی[2]

سیّد مظہر حسن نام اور مظہر تخلص تھا۔ آپ کے والد کا نام سیّد ریاض الحسن تھا اور بڑے بھائی کا نام سیّد فیاض الحسن تھا۔ آپ کے خانوادہ کے لوگ غازی پور میں نونہرہ پارہ اور زنگی پور

---

[1] بزم شمال صفحہ ۳۵۲ تا ۳۵۲ و بنگال میں اردو صفحہ ۱۷۰ [2] بزم شمال صفحہ ۱۶۵ و تاریخ خاندان پیر دمڑیا (قلمی نسخہ)

نوٹ: حسرت نعمانی کے چھوٹے برادر سید ایوب نعمانی ہی کام مولف کے رفیق کار تھے اور مولف کے ان بڑے دیرینہ تعلقات تھے۔ ان کے ایک صاحبزادے ڈاکٹر ہیں۔

وغیرہ میں آباد تھے۔ غازی پور سید سالار مسعود غازی کے نام پر آباد ہوا تھا۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ غازی پور قاضی ٹولہ سے نقل مکانی کر کے گلزار باغ پٹنہ میں آ بسے۔ امام باندی بیگم نے اپنی تعمیر کردہ مسجد کی امامت تفویض کی۔

امام باندی بیگم کی شادی بانی حسن پورہ (سارن) سید شاہ حسن دانشمند کے خاندان کے ایک بزرگ میر ابو تراب کے معزز و محترم خانوادہ میں ہوئی تھی۔ میر ابو تراب مشہور زمانہ بادشاہ گر سادات بارہہ سید حسین علی خاں اور سید عبداللہ خاں کے بھانجہ تھے۔
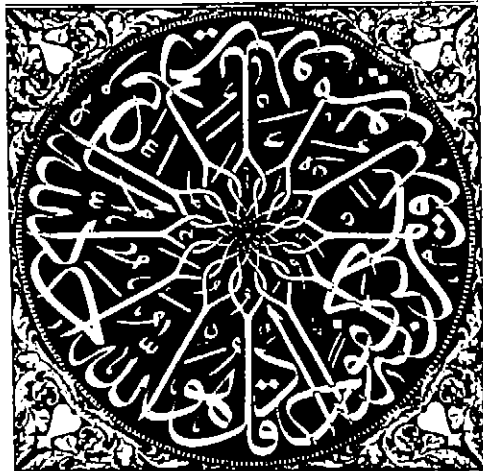
عاجز صدیقی[1] شیخ معین الحق نام اور عاجز تخلص تھا۔ آپ شیخ محمد یٰسین صدیقی کے بڑے فرزند تھے۔ اور ڈاکٹر پروفیسر آغا عماد الدین۔ النور سوسائٹی، کراچی کے دادا حاجی وحید الحق صدیقی کے حقیقی برادر تھے۔ شیخ یٰسین صدیقی کے دادا افتخار الدین حسین تھے خاں تھے جن کے دادا داروغہ نعیم اللہ خاں رئیس شتل پور، سمستی پور (دربھنگہ) اس خانوادہ کے مورثِ اعلیٰ تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے "خان" کا خاندانی خطاب اب متروک ہو چکا ہے۔ موضع شتل پور (سمستی پور) دربھنگہ آپ کا مولد و مسکن تھا۔ عاجز کی شادی علامہ فضل حق آزاد عظیم آبادی کی دختر سے ہوئی تھی جو لاولد فوت ہوئیں۔ عاجز کا انتقال ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں ہوا۔ عاجز کو شعر و سخن سے خاص لگاؤ تھا۔

نمونۂ کلام:- جب سلام اس نے مسکرا کے لئے ۔۔۔ دل بڑھے عرضِ مدعا کے لئے

آسماں نے بھی تاک رکھا ہے ۔۔۔ ہم غریبوں ہی کو دغا کے لئے

درد اپنی دوا کرے گا آپ ۔۔۔ کون منت کرے شفا کے لئے

خوب جی بھر کے ظلم کر ظالم ۔۔۔ وقف ہوں میں تیری جفا کے لئے

اور بھی تو ہیں چاہنے والے ۔۔۔ میری تخصیص کیا جفا کے لئے

عاصی چھپروی[2] شاہ محبوب عالم نام تھا اور عاصی تخلص۔ شیخ پیر نظر محمد بن فتح محمد بن عبد الغفور بن مولانا فرید الدین کے فرزند تھے۔ شیخ پیر نظر محمد کی شادی شاہ افضل بن شاہ عبد اللہ شہید بن مخدوم حاجی شاہ عبد الحکیم حامی مانکپوری کریم چکی کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ عاصی دادیہالی نسبت سے امام تاج فقیہ کی اولاد ہیں اور نانیہالی نسبت سے فاروقی ہیں اس لیے کہ اصحاب کریم چک کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔ سلاطین وقت نے قدر شناسی کے طور پر جاگیر میں جو گاؤں عطا کیا تھا۔ اس میں موضع چندن پور (ضلع سارن) کا گاؤں بھی تھا۔ دور دراز فاصلہ کے سبب یہ خاندان منیر سے منتقل ہو کر چندن پور میں آبسا۔ چندن شاہ شہید جنگ منیر اسی گاؤں میں مدفون ہیں۔ عاصی کی ولادت کا سال ۱۱۳۰ھ/۱۷۱۷ء تھا۔ آپ کے ماموں حکیم شاہ فصیح اللہ، مسیح اللہ اور عزت اللہ نے آپ کی تربیت کی۔ آپ ایک اچھے شاعر تھے۔

---

[1] بزمِ شمال صفحہ ۲۸۹ و آئینہ ترہت صفحہ ۲۶۴ [2] بزمِ شمال صفحہ ۴۵

سیّد محمد حسن بخاری بلیاوی

(شجرۂ نسب صفحہ ۲۴۴)

سید محمد حسن بخاری کے مورثِ اعلیٰ سید شاہ مسیح الدین بخاری کی ولادت ۱۱۰۱ھ میں ہوئی تھی اور وفات ۱۱۹۳ھ میں ہوئی۔ بڑی بلیا ضلع مونگیر میں ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔ وہ اردو و فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔ ان کا تخلص حسن بخاری تھا۔ یہ سید علاء الدین شطاریؒ کی ساتویں پشت میں تولد ہوئے تھے اور سید محمد حسن بخاری ان کی چھٹی پشت میں پیدا ہوئے۔ سید شاہ مسیح الدین بخاریؒ کی فارسی غزلوں کا ایک مجموعہ اور اردو اشعار کا ایک گلدستہ خانقاہ میں اب بھی موجود ہے۔

سیّد محمد حسن بخاری کو شاعری کا فن وراثت میں عطا ہوا ہے۔ وہ مولف کے ہم سبق رہے ہیں۔ اور ان سے دیرینہ تعلقات رہے ہیں۔

نمونۂ کلام صفحہ ۴۴۴ پر دیکھیں۔

اولاد سیّد محمد حسن بخاری بلیاوی

۱۔ سید محمد محمود حسن

۲۔ سیدہ پروین حسن

۳۔ سیدہ یاسمین حسن

۴۔ سیدہ نسرین حسن

۵۔ سید محمد مراد حسن

۶۔ سیدہ ثمرین حسن

نوٹ:- سید شاہ مسیح الدین حسن بخاری کا نمونۂ کلام، شجرہ و احوال صفحہ ۱۲۹ پر ملاحظہ ہو۔ (مؤلف)

---

[1] بزمِ شمال صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۴

سید محمد حسن بخاری
۱۲/سی ۔ ماجرہ آباد
ڈرگ کالونی نمبر ۲ ۔ کراچی

فعلِ کافرانہ

(واقعاتِ بنگلہ دیش)

رُلائے گی سب کو میری نوحہ خوانی ہے جذباتِ مظلوم کی ترجمانی
مٹی نام والوں کی ایک ایک نشانی مظالم کی ہر سمت تھی حکمرانی
وفا چشم غمگین میں آنسو کہاں تھا دلِ مضطرب پر بھی قابو کہاں تھا
فضا پر تھی چھائی ہوئی سوگواری عیاں شکل سے تھی دلِ بیقراری
لبوں پر تھی مظلوم کی آہ و زاری شکارِ مظالم ہوئے، سب بہاری
مریضوں کا بوڑھوں کا کیا تذکرہ تھا ستم گر کے ہاتھوں کوئی کب بچا تھا
نہیں کی کسی نے بھی مشکل کشائی تماشہ بنی تھی خدا کی خدائی
قیامت سے پہلے قیامت جو آئی تو کرنے لگا قتل بھائی کو بھائی
کہیں پر تو عصمت دری کی گئی تھی کہیں قتل و غارت گری کی گئی تھی
دمِ نزع زخمی نے پانی جو مانگا تو پیشاب لوگوں نے اسکو پلایا
کبھی نیزہ مخصوص حصّوں پہ مارا کبھی جسم کو آگ سے بھی جلایا
مصائب سے بچنے کی صورت نہیں تھی مہاجر کی جانوں کی قیمت نہیں تھی
کہیں جسم بے بس سے خوں بھی نکالا وہی خون ماں کو بہن کو پلایا!
کہیں شیر خواروں کو مارا گیا تھا کہیں زندہ ان کو جلایا گیا تھا
کیا جس نے مومن کو مومن سے بدظن وہ شیطان فطرت تھا انساں کا دشمن
ہمیشہ چلا وہ چال ساحرانہ مہاجر سے اس نے بھرا جیل خانہ
الجھنے کی شیطاں سے ہمت نہیں تھی مظالم کے سہنے کی قوت نہیں تھی
شکستہ دلوں میں جرأت نہیں تھی یہاں رہنے کی اب ضرورت نہیں تھی

حقیقت میں تھا ذہن بھی مجرمانہ
ہر اک فعل ظالم کا تھا کافرانہ

باب ۳۷

قدیم افغانستان

افغانستان کا قدیم "مہ شاہ بہار" تھا جو دراصل کابل کے معبد کا نام تھا جس میں گوتم بدھ کا بُت رکھا گیا تھا۔ جب غزنویوں کی حکومت قائم ہوئی تو اس علاقے کا نام غزنی پڑ گیا۔ سنسکرت کے لفظ "ویہارا" سے بہار بنا ہے جس کا فارسی میں مفہوم معبد یعنی بتکدہ ہے۔ اسی سنسکرت لفظ "ویہارا" سے بہار بنا ہے جو ہندوستان کا ایک صوبہ بھی ہے۔ اسی طرح قندھار، ننگرہار، نندھار، پوٹوہار، (موجودہ سلام آباد) چیپرہار، گلبہار، بینھار (موجودہ بونیر) بھی سنسکرت کے الفاظ ہیں۔

حدود العالم میں ص۳۶ پر درج ہے کہ :-

بینھار ایک مقام ہے جہاں کے لوگ بت پرست تھے اور تین بڑے بتوں کی پوجا کرتے تھے اور وہاں کا بادشاہ اپنے حرم میں بے شمار عورتیں رکھتا تھا۔

مفاتیح العلوم ص۱۲۷ پر خوارزمی نے لکھا کہ :-

"البھار بیت اصنام الھند"

تاریخ اسلام میں معبد "شاہ بہار" کا نام دو بار آیا ہے (البلدان ص۲۱) یہ نام کوہ ہندوکش کے اطراف میں غزنی میں "شیبار" کے نام سے باقی ہے اور اب وہ "شیبر" ہے مشرقی افغانستان میں "ش" کو "خ" تلفظ کرتے ہیں اس طرح یہ "شاہ بہار" سے "شیبار" اور پھر "شیبر" ہو گیا بعدازاں "شیبر" سے "خیبر" ہو گیا۔ شمالی کابل کے اسی معبد میں گوتم بدھ کا اسٹوپا تھا جس میں گوتم بدھ کا مجسمہ موجود تھا جہاں آریاؤں کا قدیم قومی نشان "سواستیکا" جسے فارسی میں "ھائے صد و شکوہ جلال" کہتے ہیں ہر ماہ پندرہ تاریخ کو شام سے صبح تک چمکتا رہتا تھا۔

اس کے دو نام اور بھی ہیں (۱) فرۂ ایزدی (۲) سمبول باستانی شاہان باختر پشاور کا معبد معمورۂ کنشک اور کشکول گوتم بدھ اور معابدۂ جلال آباد جہاں گوتم بدھ کے جسم کے ہڈیوں کا ڈھانچہ جسے مجسمہ گوتم بدھ کہتے ہیں موجود ہے۔ ننگرہار میں گوتم بدھ کا مقدس دانت محفوظ تھا اور دیہارہ عصائے گوتم بدھ یعنی گوتم بدھ کا وہ مندر جہاں اس کا عصا محفوظ رکھا گیا تھا۔

فاھیان | وہ بودھ مذہب کا چینی راہب تھا۔ وہ ۳۹۹ء میں جانگان سے روانہ ہوا اور ۱۴ سال کی مسافرت کے بعد ۴۱۴ء میں نانکن سے واپس ہوگیا اور ۸۶ سال کی عمر میں مرگیا۔ فاھیان کاشغر سے دریائے سندھ کے ساحل تک پہنچا اور گندھارا، پشاور، بنوں اور جلال آباد کے معابد کو دیکھا اس نے جلال آباد میں مجسمۂ گوتم بدھ بھی دیکھا جہاں گوتم بدھ کی قبر واقع تھی۔

ہوائے سنگ | وہ ایک چینی راہب تھا اور بدھ مذہب کا پیروکار تھا۔ وہ تاتاری ملکہ "تائے ہو" کی طرف سے ۵۱۶ء یا ۵۱۸ء میں سیاحت کے لیے ختن سے مشرقی افغانستان پہنچا۔ اس وقت شاہان ہیاطلہ میں گولاس یا مہر اگولا حکمران تھا۔ اس کے قلمرو کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ ہندوستان میں ترہت یعنی صوبہ بہار کے شمال ساحل گنگا سے قندھار اور ایران تک پھیلا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ ۴۰ ممالک محروسہ اس کے قلمرو میں شامل تھے جس کا نظم و نسق وہ چلاتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ معبد کیکا لام (شاید مہترلام)، نزد لغمان جہاں گوتم بدھ کا عبا (۱۳۰ پارچہ) اور گوتم بدھ کا عصا (۱۸ فٹ طول) موجود تھا۔ اسی شہر میں گوتم بدھ کا مقدس دانت اور موئے مبارک بھی محفوظ تھا۔

(قدیم تاریخ افغانستان از آقائے عبدالحی حبیبی صہ ۱۸، ۲۰، ۲۲)

فتوحاتِ اِسلامی

محمد بن جریر الطبری کے مطابق حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سیستان ۲۱ھ میں فتح ہوا ہوا تھا۔ اسی سال قندھار بھی فتح ہوا تھا۔ ۲۳ھ میں مکران درہ بولان تک عربوں نے فتح کرلیا تھا۔

۱۵ھ میں حضرت عمرؓ نے عثمان بن ابی العاص ثقفیؓ کو عمان اور بحرین کا حکمران مقرر کیا جس نے اپنے سگے بھائی حکم کو بحرین سے کشتی کے ذریعہ ہند کے ساحل پر بھیجا جس نے بندرگاہ تھانہ (درمیان گجرات وکوکن بمبئی)، پر قبضہ کرلیا بعد اس کے دوسرے بھائی مغیرہ بن ابی العاصؓ بحری راستے کے ذریعہ دیبل (نزد کراچی) پہنچے۔ حکمؓ نے بروص یعنی بھروچ (گجرات) پر بھی حملہ کیا اس وقت ملک رائے سندچ بن سیلا ئچ کے ۳۵ سال حکومت کرتے گزرے تھے۔ جب حضرت مغیرہؓ شہر دیبل کا محاصرہ کیا تو زبردست جنگ ہوئی۔ مغیرہ اس جنگ میں شہید ہوگئے۔ جب حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی تو جنگ سے منع فرما دیا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ۲۴ھ میں حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز سیستان میں اور حضرت عبداللہ بن معمر مکران میں اور حضرت مجاشع بن مسعود کرمان اور جبال قفص یعنی کوہسار کچھ میں برسرِ پیکار ہوئے۔ حضرت علیؓ کے دور میں حضرت ثاغر بن دعیر ۳۸ھ اور حضرت حارث بن مرہ عبدی بھروچ کے راستے کیکانان میں کوہ پایا کو تاراج کیا۔ اور ۴۲ھ میں ۲۰ کیکانی مردوں کو گرفتار کیا پھر مکران واپس آگئے۔ ۴۴ھ میں حضرت معاویہؓ کے عہد میں حضرت عبداللہ بن سوار عبدی۔ ۴ ہزار سوار کے ساتھ کیکانان پر حملہ آور ہوئے لیکن وہ جنگ میں شہید ہوگئے۔ اور اس لشکر کو شکست ہوئی بعد ازآں یہ لشکر مکران واپس آگیا۔ اس ہزیمت کے بعد خلفاء عرب اس علاقہ کی مہم میں احتیاط برتنے لگے۔ اس کے بعد حضرت راشد بن عمرو جدیدی نے کیکان سے مالیت وصول کی اور سیستان کے راستے واپس آرہے تھے کہ راستے میں ۵۰ ہزار کی فوج نے آپ کو گھیر لیا چنانچہ آپ شہید ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت سنان بن سلم ۶۰ھ میں ایک بودھ راہب کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ۶۱ھ میں حضرت ابوالاشعث منذر بن جارود عبدی نے جنگ کی اور

(تاریخ افغانستان صہ ۵۲، ۵۵، ۲۱۷، ۲۱۸)

خضدار پر قبضہ کر لیا لیکن طوران میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔ ان کے بعد ان کا بیٹا حضرت حکم بن منذر ۵۳ھ کے والی بنے لیکن چھ ماہ بعد واپس ہو گئے۔ ان کی جگہ پر ابن جری باہلی عبیداللہ بن زیاد کی طرف سے سندھ کے والی مقرر ہوئے۔ ۷۹ھ میں سندھ کا ایک راجہ انمل راجہ داہر سے باغی ہو گیا اور راجہ داہر کے خلاف برسرِ پیکار ہو گیا تھا۔

فتح قندھار و بخارا بلاذری فتوح البلدان میں رقم طراز ہے کہ حضرت ربیع بن زیاد حضرت معاویہؓ کے عہد میں زاہستان اور قندھار پر قبضہ کر لیا۔ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہؓ کی وفات کے بعد عربی قبائل کے درمیان اقتدار کے لیے رسہ کشی شروع ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے عہد خلافت (۶۳ھ تا ۷۳ھ) میں سرداران عرب زرنج آئے اور جنگ و جدال کے بعد زرنج واپس لیا۔ عبدالملک بن مروان کے عہد میں عربوں نے صلح کر لی تھی۔

عبیداللہ بن زیاد ۵۴ھ میں ۲۴ ہزار لشکرِ عرب کے ساتھ آمو ندی کے جنوب میں بخارا پر حملہ آور ہوئے لیکن باقبح خاتون ملکۂ بخارا نے ۱۰ لاکھ درہم سالانہ خراج دینے پر رضامند ہو کر صلح کر لی۔ ۵۶ھ میں حضرت سعید بن حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم خراسان کے والی مقرر ہوئے۔ انہوں نے دریائے آمو کو پار کیا اور بخارا کو فتح کیا۔ اس جنگ میں حضرت قثم بن حضرت عباسؓ بھی شریک تھے جو بعد میں سمرقند میں شہید ہو کر مدفون ہوئے۔

راجہ رائے سہاسی سیستان کا بادشاہ نیمروز سندھ پر حملہ آور ہوا تو ارور کا راجہ رائے سہرس (شری ہرشے) نے اس کا مقابلہ کیا اور ارور کی جنگ میں کام آیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا رائے سہاسی تخت پر بیٹھا۔ اس کا وزیر رام بدھی من تھا۔ اس کے بعد پنڈت چچ بن سیلا یچ وزیر بنا جو بعد میں خود مختار راجہ بن گیا۔ اس کے دور میں سندھ کی سرحد ملتان اور کشمیر تک تھی۔ اس نے ۲ھ میں ملتان کو سندھ میں شامل کیا تھا۔ وہ ۴۰ سال حکومت کر کے ۴۰ھ / ۶۶۰ء میں ارور میں دنیا سے رخصت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی یعنی چچ کا بھائی راجہ چندر ۷ سال تک حکومت کر کے ۴۸ھ میں فوت ہوا۔ وہ بدھ دھرم کا پیرو تھا۔ راجہ داہر اسی چچ کا چھوٹا بیٹا تھا جو راجہ داہر کے نام سے مشہور ہوا۔

(المسالک والممالک بن خردا ذبہ ص۵۶)

(تاریخ افغانستان ص۱۶۷، ۱۶۹، ۲۲۹)

خوارِج

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جنگ صفین ۳۷ھ میں لڑی گئی جو ایک سو دس دن تک جاری رہی تھی جس میں فریقین کے ستر ہزار افراد شہید ہوئے تھے۔ اسی دوران خارجی فرقہ وجود میں آیا تھا چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک خارجی ہی نے شہید کیا تھا۔ بعدازاں خوارج دیگر ممالک اسلامیہ میں منتشر ہو گئے۔ وہ بنو امیہ کے بھی مخالف تھے چنانچہ وہ فارس کے ذریعہ کرمان خراسان اور سیستان تک پہنچ گئے جن کی اولاد وادیٔ مکران اور بلوچستان میں آج بھی پائی جاتی ہے۔ ایک طویل مدت سے خوارج سیستان میں مرکزیت رکھتے تھے اس لیے وہاں ہر وقت مرکزِ خلافت قائم رہتا تھا۔ جس کا مقصد بغاوت و خروج ہوتا تھا۔ اسی لیے خراسان کی آزادی طلب کرنے والوں اور امارت امری سے روگردانی کرنے والوں کو خوارج کہتے ہیں چنانچہ عباسیوں کے عہد میں بھی یہ عبارت اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔

امیر حمزہ نے بارہا سندھ کو کرمان اور مکران کے راستے ہی تاراج کیا تھا۔ شہر خضدار بلوچستان میں خوارج کا پایۂ تخت تھا جہاں خوارج کا خلیفہ رہتا تھا وہ پرامن زندگی بسر کرتے تھے اور کبھی کبھی کشتی سے دریائے سندھ تک آتے تھے۔

حمزہ سیستان کا ایک مشہور و معروف مردِ مجاہد گزرا ہے۔ وہ بڑا متقی اور دیندار مسلمان تھا۔ حالتِ جنگ میں بھی وہ زیادتی اور مردم آزاری کو پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ خود کو امیر المومنین کہتا تھا اور خلافتِ عباسیہ کا مخالف تھا۔ وہ سیستان اور خراسان سے مکران آیا تھا جہاں اس نے اپنی حکومت قائم کر رکھی تھی۔ وہ کبھی ایک جگہ قیام نہیں کرتا تھا بلکہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ اپنے مخالف کے خلاف جہاد میں مشغول رہتا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی صورت میں وہ اپنا دفاع کرتا تھا۔ لوگوں کے ذہنوں میں امیر حمزہ کی جنگوں کی داستان موجود ہے جس نے افسانوی روپ دھار لی ہے۔ لوگ اسے نامور پہلوانوں میں شمار کرتے ہیں۔ بعد کے مولفوں نے غلطی سے اسے حضور کے چچا حضرت امیر حمزہؓ کے ساتھ خلط کر دیا ہے۔ قطوری کی کتابوں

(تاریخ افغانستان ص۲، ۲۵۰، ۲۶۶، ۲۷۲، ۸۸۰، ۸۸۳)

میں اس کے کئی قصے درج ہیں۔ علماء ملل نے اسے فرقۂ خوارج (حمزیہ) سے تعبیر کیا ہے۔ محمد شہرستانی نے اس طائفہ کو اصحابِ حمزہ بن آذرک میں شمار کیا ہے اور خوارج کہا ہے۔ اس کے خروج کا آغاز ۱۸۰ھ میں ہوا تھا۔ اس کا خروج دراصل دولتِ عباسی کے خلاف تھا لیکن عرب مورخوں نے اسے خارجی قرار دیا ہے۔ حمزہ ند طہماسپ کی نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ زبردست عالم، بزرگ اور جوان مرد تھا۔ آذرک دراصل اسلاف سبکتگین تھا۔ ۱۹۳ھ میں حمزہ جب کران کے راستے سیستان واپس جا رہا تھا کہ عبدالرحمن نیشاپوری بیس ہزار لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آیا۔ حمزہ کے پاس اس وقت صرف ۶ ہزار کا لشکر تھا۔ سخت مقابلہ ہوا۔ حمزہ کے بیشتر افراد تہہ تیغ کر دیے گئے وہ خود بھی جنگ میں کام آیا۔

باب ۳۸

ملتان
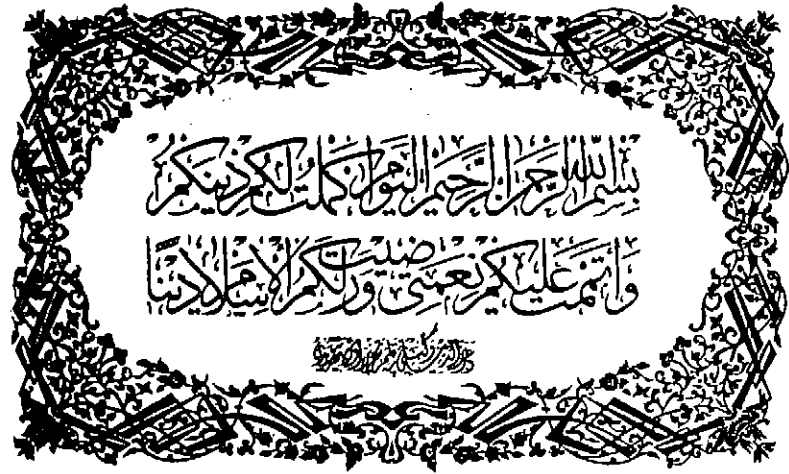
ملتان دنیا کا قدیم ترین شہر ہے یہ جتنا قدیم ہے اتنا ہی عظیم ہے۔

ہبوطِ آدم حضرت آدمؑ کا ہبوط بالاتفاق مورخین جزیرہ سراندیپ (لنکا) پر ہوا جہاں پہاڑ کی چوٹی پر قدم گاہِ آدم تمام مذاہب کے پیروکاروں کے لیے مقدس ہے جہاں بے شمار زائرین زیارت کے لیے ہر سال جاتے ہیں اور جس کی توثیق حضرت علیؓ، امام باقرؒ، امام جعفر صادقؒ کی روایات سے ہوتی ہے چنانچہ ابن الفقیہہ الہمدانی متوفی (۲۷۹ھ) نے نقل کیا ہے:

وفی الحدیث ان ادم اُھبط بالھند علی جبل سراندیب واھبطت حواء بجدۃ وابلیس اللعین بمیسان والحیۃ باصبھان

نیز حدیث میں ہے کہ آدم ہند میں سراندیپ (لنکا) کے پہاڑ پر اتارے گئے اور حوّا جدّہ میں اور ابلیس لعین "میسان" میں اور سانپ اصفہان میں:

"میسان" دراصل ملتان کا قدیم نام تھا جس کی تصدیق جہانگیر کے ایک امیر خان جہان لودھی اپنی کتاب "مراۃ الافاغنہ" مدے پر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

یعنی جنت بدر ہونے کے بعد حضرت آدمؑ جزیرہ سراندیپ (لنکا) میں حضرت حوّا جدّہ میں شیطان ملتان میں، سانپ ایران یعنی اصفہان میں اور مور ہندوستان میں اترا اور ملتان کو سب سے پہلے اولاد آدم نے ہی آباد کیا۔

ملتان میں زیادہ تر برہمن آباد ہوئے جن میں اکثریت سفیدوں کی تھی۔ دوسرا طبقہ ساگت کی اولاد سے تھا جو بعد میں "گت" یا "جٹ" کہلایا۔ مورخین کے مطابق دس ہزار قبل جب آریائی وادئ سندھ میں وارد ہوئے تو انہوں نے ملتان کو آباد کیا۔

تاج الدین مفتی کی غیر مطبوعہ "تاریخ پنجاب" (مولفہ ۱۸۶۸ء) کے مطابق حضرت نوحؑ کے طوفان کے وقت ملتان آباد تھا۔

رگ وید جلد نمبر ۱ اگیت نمبر ۱۲۶ کی رو سے ملتان کے مشرق و مغرب دونوں طرف سمندر تھا۔

امپریل گزیٹر آف انڈیا جلد ۴۲ صہ۲ کی رو سے پرانے زمانے میں موجودہ راجپوتانہ کا بہت سا علاقہ سمندر تھا جسے بحرِ راجپوتانہ کہتے تھے۔

بہرحال آج سے تین ہزار قبل سکندرِ اعظم جب چناب سے گزر رہا تھا اس وقت ملتان ایک تاریخی اور قدیم شہر تھا جسے اس نے فتح کیا۔

ملتان سلطان محمد تغلق، سلطان بہلول لودھی اور سلطان احمد شاہ ابدالی کی جائے ولادت بھی ہے۔

مکران کے مشرقی علاقے کو عرب سندھ کہتے تھے۔ سندھ ہند و کرمان کا وہ درمیانی حصہ تھا جہاں حضرتِ نوحؑ کا پڑپوتا پیدا ہوا تھا چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت نوحؑ کے بیٹے حام کے دو بیٹے مشہور ہوئے (۱) ہند ، سندھ، سندھ کے دو بیٹے مشہور ہوئے (۱) ٹھٹھہ (۲) ملتان۔ لہٰذا ملتان ہی حضرت نوحؑ کا وہ پڑپوتا تھا جس کے نام پر ملتان آج تک آباد ہے۔

آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل آریوں کی آمد کے وقت ملتان ایک آباد شہر تھا۔ جہاں ڈراویڈین قوم آباد تھی جو مشرق کی طرف بھگا دی گئی۔

مصر میں دنیا کی قدیم ترین سلطنت ۴۰۰۰ سال قبل مسیح میں قائم ہوئی جس کا بادشاہ مینس تھا جس نے ملتان پر قبضہ کیا جسے اسیرس کہا جاتا تھا۔ اٹھارہویں صدی قبل مسیح میں مصر کے بادشاہ سائرس نے ہندوستان پر حملہ کیا اور فتح کا جھنڈا لہراتا ہوا دریائے گنگا تک پہنچ گیا۔ اس نے ملتان میں اپنی فتح کا مینار تعمیر کرایا اور کلدانی علم نجوم رائج کیا۔

جس وقت آریائی ملتان آئے تو اس وقت ملتان ملکہ بابل سامی رامس کے زیرِ نگیں تھا۔ بعد ازآں ساتویں صدی قبل مسیح کے وسط میں وحشی تاتاری (سفید ہن) سندھ پر قابض ہوگئے جس کا دارالخلافہ ملتان تھا جن کی اولاد آج بھی جٹ کہلاتی ہے۔

شاہانِ ایران میں سے ہوشنگ، ضحاک اور جمشید بھی ملتان پر قابض رہے بلکہ فریدون بن جمشید نے بھی ملتان پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد ملتان نے ثرادش اعظم، دارا نوشیرواں عادل اور خسرو پرویز کا عہدِ حکومت بھی دیکھا۔

حضرت بہاءالدین زکریا ملتانیؒ کا ملتان کے متعلق ایک مشہور شعر ہے۔ ؎

ملتان ما بہ جنّتِ اعلیٰ برابر است　　آہستہ پا بنہ کہ ملک سجدہ می کند

پہلی صدی ہجری کے دوسرے عشرے میں خیر القرون کے مجاہدین نے ملتان میں اسلام کا پیغام پہنچایا تھا۔ ملتان میں گردیزی سیّدوں کا ایک خاندان آباد ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد کروڑ میں قریشیوں کا ایک خاندان خوارزم سے آکر آباد ہوا تھا جس میں حضرت بہاءالدین زکریا ملتانیؒ تولد ہوئے۔ کئی مرتبہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ ملتان میں حضرت زکریا ملتانیؒ کے مہمان رہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے دادا شیخ حسن طاہر ملتان میں تحصیل علم کے لیے آئے اور ابتدائی تعلیم مکمل کرکے بہار تشریف لے گئے جو اس زمانہ میں مشرق کا دارالعلوم دیوبند تھا۔ اسی لیے شاہجہان بادشاہ نے عالمگیر کی تعلیم و تربیت کے لیے صوبہ بہار کے عالم دین ملا موہن کو بلوایا تھا اور حضرتِ شاہ سلطان شمینویؒ کو اپنے شہزادہ شجاع کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ ملتان کے سلسلے میں ایک شعر تاریخی حیثیت رکھتا ہے ؎

چہار چیز است تحفۂ ملتان　　گرد و گرما، گدا و گورستان

ملتان

خطۂ پاکیزہ ملتان و سند　　ہست تصویرِ عرب در ملکِ ہند
سوئے ریگستان و نخلستان نگر　　جلوۂ خاکِ حجاز آید نظر
می کند اعلان ہر نخلِ بلند　　ایں زمیں از فیض یثرب بہرہ مند
از خرامِ اشتراں آیم بہ وجد　　یاد می آید مرا صحرائے نجد
بیں کہ در ملتانیانِ حق پرست　　روحِ اوصافِ حجازی مضمر است
اہلِ ملتان از تکلف بے نیاز　　سادہ دل شیریں زباں مہمان نواز
مایۂ ناز است بہر ایں زمیں　　نقشِ پائے ابنِ قاسم بر جبیں
در ضلالت خانۂ ہندوستان　　اولیں گہوارۂ اسلامیاں
ماندہ است ایں سرزمین اولیاء　　قبلۂ مقصودِ اربابِ صفا

ایں مقدس خاک را اے کردگار
از ہوائے مغربی محفوظ دار

(اسد ملتانی)

فتح ملتان محمد بن ہارون والیٔ مکران تھا۔ حجاج بن یوسف کے حکم پر تازہ دم فوج لے کر محمد بن قاسم کی مدد کو آپہنچا لیکن محمد بن ہارون قنبلی یعنی لس بیلہ میں انتقال کر گئے ان کا مزار لسبیلہ میں آج تک موجود ہے۔ یہی محمد بن ہارون سندھ کے خاصخیلی قبیلہ کے مورثِ اعلیٰ تھے ۹۵ھ میں محمد بن قاسم نے ملتان فتح کیا تو اسے سونے کے ۴۰ بت ہاتھ لگے۔ ہر بت کا وزن ۳۲۳ من تھا۔ بلاذری کے مطابق درج ذیل مالِ غنیمت دیبل سے کشتی کے ذریعہ حجاج بن یوسف کے پاس عراق بھیجا گیا۔

۶ کروڑ شاہی درھم۔ ملتان کے بتخانہ میں سونے کے چالیس بت تھے ہر بت ۳۲۲ من کا تھا جو ۱۳۲۲ من سونا کے برابر تھا جس کا وزن ۲۳۹۷۶۰۰ مثقال کے برابر تھا اور اس کی مالیت ۳۵۹۶۴۰۰ درھم تھی۔

تاریخ افغانستان ص۶۱۷ پر درج ہے کہ:۔

عبداللہ بن طاہر پوشنگی نے خلیفۂ بغداد کے پاس ۴۰۰ جوان دوشیزہ خراسان سے بھیجیں حالانکہ اس کے پاس چار ہزار جاریہ مدخولہ پہلے سے موجود تھیں۔ جعفر برمکی کی ماں کے پاس ۴۰۰ کنیزیں تھیں۔ خلیفہ ہارون الرشید کے پاس ۲۰۰۰ جاریہ دوشیزائیں تھیں۔ جن کی قیمت لاکھوں دینار ہوتی تھی۔ خود جعفر برمکی نے ایک کنیز ۴۰ ہزار درھم میں خریدی تھی۔

ایک دلچسپ قصہ

یعقوبی نے اپنی تاریخ الیعقوبی جلد دوم ص۲۸۶ پر ایک دلچسپ قصہ نقل کیا ہے:۔

"بعد از آنکہ گردن نیزک و خواہر زادہٴ او را زدند و سر ہائے بریدہ را بہ حجاج بن یوسف فرستادند قتیبہ زنِ باز ماندہٴ نیزک را گرفت و چوں باو نزدیک جست زنِ نیزک گفت:

"چہ نادان مردے! آیا گمان برے کہ من ترا دوست بدارم درحالیکہ ہمسرم را کشتہ و شاہی مرا گرفتہ؟ چوں قتیبہ ایں سخن را شنیدہ اندوے دورے جست و گفت: چہ جائیکہ می خواہی برو"

سیّد شاہ یوسف گردیزیؒ

سید ابو الفضل جمال الدین محمد یوسف گردیزیؒ ۴۵۰ھ میں گردیز میں تولّد ہوئے جو غزنی کے قریب واقع ہے۔ آپ کی والدہ عابدہ، زاہدہ اور خدا رسیدہ تھیں۔ آپ نے بچپن ہی میں والدہ کے زیر سایہ مقامات سلوک طے کیے۔ آپ نے طلبِ حق کے لیے بلخ، بخارا، سمرقند اور تاشقند کا سفر اختیار کیا۔ والد کے انتقال کے بعد آپ حجرہ نشیں ہو گئے۔ آپ مستجاب الدّعوات تھے۔ آپ نے اپنے والد کے حکم پر ۴۸۱ھ میں ۳۱ سال کی عمر میں ملتان وارد ہوئے۔ آپ صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ اہلِ ملتان کو آپ کی کرامت کا اس وقت اندازہ ہوا جب آپ ایک شیر پر سوار ہو کر ہاتھ میں تازیانہ لیے ملتان میں داخل ہوئے جس کی شہادت آپ کے مزار پہ کندہ یہ شعر دے رہا ہے۔

دانی سوارِ شیر کہ در دست مار کرد | مخدوم شاہ یوسف ایں جا قرار کرد

یہ شاہ موج دریا بخاریؒ کا زمانہ تھا۔ آپ ان کے دستِ راست بن گئے۔ ان کے وصال پر آپ کو بہت رنج پہنچا۔ آپ زیادہ تر وقت عبادت میں گذارتے یا رشد و ہدائت میں۔ جوق در جوق لوگ آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوتے۔ یہ سلسلہ ۵۰ سال تک جاری رہا آپ کا مقبرہ ملتان میں بوہڑ دروازہ کے قریب واقع ہے جو فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔ مزار کے اردگرد گردیزی خاندان آباد ہے۔

(ملتان ذیشان از منشی عبدالرحمٰن خان ص۱۸۹، ۱۹۰)

باب ۳۹

وادیٔ بالان

بہار | صوبہ بہار کے حوالے رامائن اور مہابھارت میں ملتے ہیں۔ چھ سو سال قبل مسیح یہاں جین دھرم کے بانی وردھامن جین اور بدھ مت کے بانی گوتم بدھ نے ہندو دھرم کے آمرانہ تقدس، ذات پات اور چھوت چھات کی تفریق کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔

جین مت | جین مت کا بانی وردھامن جین تھا جسے "مہاویر"، یعنی بہادر بھی کہتے تھے چھ سو سال قبل مسیح صوبہ بہار کے علاقہ ویشالی میں اس کی ولادت ہوئی تھی۔ ویشالی کو آج کل مظفر پور کہتے ہیں اور جائے ولادت بنیا بسارھ کہلاتی ہے جو پٹنہ سے ۲۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چھ سو سال قبل مسیح یہاں جمہوریہ ویشالی قائم تھا جب کہ شہری ریاست روم میں ۵۱۰ ق م اور ایتھنز میں ۴۱۱ ق م وجود میں آئی۔ اس سے پتہ چلتا ہے یونان سے ایک صدی قبل بہار میں جمہوریت رائج تھی جسے قدیم ترین کہہ سکتے ہیں۔

گوتم بدھ | گوتم بدھ کا زمانہ ۵۶۳ تا ۴۸۳ ق م تھا۔ گوتم بدھ کپل وستو میں پیدا ہوا جو دربھنگہ کے سلطنت متھلا کی عملداری میں شامل تھا جو آج کل سلطنت نیپال کی حدود میں شامل ہے۔ یہ گاؤں صوبہ بہار کے ضلع گیا میں گیا شہر سے چھ میل جنوب میں لیلاجن ندی کے مغربی کنارہ پر واقع ہے جو دنیائے بدھ کے مقدس ترین مقامات میں شمار ہوتا ہے۔ اسی مقام پر پیپل کے درخت کے نیچے گوتم بدھ کو عرفان حاصل ہوا تھا۔

مولانا سید مناظر احسن گیلانی اور مولانا ابوالکلام آزاد کی رائے میں کپل کا معرب کفل ہے اسی لیے گوتم بدھ کو "ذوالکفل" کہا گیا ہے جس کا مطلب ہے "کپل والے"

چانکیہ کوٹلیہ | ۳۲۰ قبل مسیح میں برہمن سیاستدان چانکیہ نے "راج نیتی"، اور ارتھ شاستر جیسی مشہور زمانہ کتابیں لکھیں وہ پاٹلی پتر کا رہنے والا تھا وہ موشنو گپتا کے اعلیٰ ترین خطاب سے نوازا گیا بلکہ اسے وزارت عظمیٰ کا منصب بھی پیش کیا گیا جبکہ اس کے ہمعصر ارسطو کو یونان میں اپنی شہرۂ

نوٹ : ارتھ شاستر کا اردو ترجمہ شان الحق حقی نے کیا ہے۔

(وادیٔ بالان ص۵)

آفاق کتاب "سیاسیات"، لکھنے پر ایتھنز سے فرار ہو کر کرلویا میں پناہ لینی پڑی۔

مسلم بہار | محمد بن بختیار خلجی نے بہار کو ۱۱۹۰ء میں فتح کیا۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کے وسط تک اس صوبہ پر مسلمانوں کا اقتدار اعلیٰ قائم رہا۔ جنگ پلاسی ۱۷۵۷ء اور جنگ بکسر ۱۷۶۰ء سے بہار کے مسلمانوں کا زوال شروع ہو گیا۔

بہار میں تقسیم برصغیر کے وقت مسلمانوں کی آبادی نصف کروڑ تھی جو صوبہ کی مجموعی آبادی کا بارہ فیصد تھی۔

مونگیر | بہار کے ضلع مونگیر کا قدیم نام "مدگا گیری"، تھا جو نویں صدی کے کتبوں پر کندہ تھا۔ مسلم حکمرانوں کے دور میں یہ شہر جنگی اہمیت کا حامل تھا اور مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ اکثر صوبائی گورنروں کی پائتگاہ رہا ہے۔ شاہ شجاع نے مونگیر میں ایک محل تعمیر کروایا تھا۔ ۱۷۶۱ء میں نواب میر قاسم نے مونگیر کو اپنا دارالخلافہ بنایا اس وقت بہار و بنگال پر اس کی حکمرانی تھی۔ مونگیر کا قلعہ ۱۵۸۰ء سے پہلے کا تعمیر کردہ تھا۔ مونگیر اسلحہ سازی کے لیے بہت مشہور تھا۔ وہاں سگریٹ سازی کی صنعت بھی عروج پر ہے۔

متھلا (دربھنگہ) | متھلا قدیم ہندوستان کی ایک سلطنت تھا۔ ساتویں اور آٹھویں صدی قبل مسیح کا دور اس کے عروج کا دور تھا۔ متھلا سلطنت "ویدیہا"، کا پایۂ تخت تھا یہ سلطنت شمالی بہار اور جنوبی نیپال پر محیط تھی جسے از گنگ تا سنگ کہتے ہیں۔ رام کی بیوی سیتا متھلا کے راجہ جنک کی بیٹی تھی جس کی زبان متھلی تھی۔ متھلی زبان میں عظیم رزمیہ نظم رامائن لکھی گئی۔ لہجہ کی شرافت، نزاکت، شیرینی اور غنائیت کے اعتبار سے میتھلی زبان فرانسیسی زبان سے زیادہ مشابہ ہے۔ اس زبان میں حقیقی ادب موجود ہے اس کا قدیم ترین ادیب ودیاپتی ٹھاکر تھا جو پندرھویں صدی میں ترہت (دربھنگہ) میں واقع سوگاؤنا کے راجہ شیو اسمہا کا درباری شاعر تھا۔ اس کی وجہ شہرت اس کے حسین نغمات تھے جن میں رادھا اور کرشن کی لازوال محبت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ صوبہ بہار میں متھلی زبان بولنے والوں کی تعداد تقریباً دو کروڑ ہے جو ہالینڈ اور چیکوسلاواکیہ کی آبادی سے زیادہ ہے۔

ابوالفضل نے آئینِ اکبری میں دربھنگہ کو "دیر گاہ بن گاہ"، لکھا ہے جس کا مطلب ہے مرکزِ دانش ہند (آئینِ اکبری جلد دوم ص۶۷) بعض نے "دربان گاہ"، بھی لکھا ہے۔

علمائے بہار شیر شاہ سوری کا جانشین اسلام شاہ بادشاہ فتویٰ حاصل کرنے کے لیے بہار کے عالمِ دین مُلّا عقانی کو دارالخلافہ دہلی طلب کرتا تھا۔

شہزادگان دہلی کے لیے اساتذہ کا تقرر صوبہ بہار ہی سے ہوتا تھا جن میں عالمگیر کے استاد مُلّا موہن اور مُلّا جیون، اورنگ زیب کی بیٹی شہزادی زیب النساء کے استاد مُلّا ابوالحسن اور شاہ عالم کے استاد مولانا سراج الدین صوبہ بہار کے رہنے والے تھے۔ مُلّا ابوالحسن اور مُلّا جیون کا تعلق دربھنگہ سے تھا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے علمائے بہار کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

"بلدۂ بہار کہ مجمع علماء بود"، (انفاس العارفین صـ۶۲)

حضرت تاج الدینؒ نے قادریہ سلاسلِ طریقت کو سوڈان میں عام کیا۔ مرزا رحیم اللہ بیگ درویش عظیم آبادی نے بلادِ اسلامیہ مثلاً روم، شام، حجاز، عراق، ماوراء النہر اور خراسان میں مجددیہ سلاسلِ طریقت کو فروغ دیا۔ (تاریخِ سوڈان جلد اوّل صـ۵۷)

مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کی تصانیف بالخصوص مکتوبات صدی کے متعلق مختلف آراء:

خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ فرماتے ہیں:

شیخ کے مکتوبات نے میرے سو سال کے کفر کو میری ہتھیلی پر رکھ کر دکھلا دیا۔

(تجلیاتِ شرف از علی اعظم خاں صـ۱۷۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

وہ ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے ہیں اور کسی کے محتاج نہیں کہ کوئی ان کی منقبت کرے۔ ان کی بہت سی اعلیٰ اور بلند پایہ تصانیف ہیں۔ (تجلیاتِ شرف صـ۱۷۲)

اکبر کے وزیر ابوالفضل نے کہا:

آپ کی بہت سی تصانیف یادگار ہیں۔ انہیں میں سے آپ کے مکتوبات بھی ہیں جو نفس کشی میں آزمودہ ہیں۔ (تجلیاتِ شرف صـ۱۷۳)

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے مخدوم صاحب کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے اور مکتوبات کے حوالے دیے ہیں۔ (تجلیاتِ شرف صـ۱۷۳)

اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ نے بھی اپنے ملفوظات میں مخدوم بہاری کے تصرفات اور کرامات کا ذکر کیا ہے۔ (تجلیاتِ شرف صـ۹۶)

وادیٔ بالان بالان دربھنگہ کے خاص دریاؤں میں دو دریا بالان اور چھوٹی بالان ہیں جن کی وادیوں پر دربھنگہ کا ایک بڑا علاقہ مشتمل ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۷ صـ۱۷۲) اسی لیے دربھنگہ کو عام طور پر وادیٔ بالان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

دریائے گنڈک اسی دریا کے کنارے سمستی پور شہر آباد ہے۔ لفظ گنڈک دراصل "خندق" کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ اس دریا کو خندہ بھی کہا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ کبھی خشک نہیں ہوتا اور سال بھر یکساں طور پر آبی گزرگاہ کا کام دیتا ہے۔

دریائے باگمتی دریائے باگمتی پر دربھنگہ شہر آباد ہے۔ لفظ "باگ" دراصل لفظ "باغ" کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ یہ دریا کسی زمانہ میں آم کے ایک بہت بڑے باغ کے وسط سے گزرتا تھا۔ جس کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے کہ مغل بادشاہ اکبر اعظم کے حکم سے دربھنگہ میں آم کا ایک عظیم الشان باغ لگایا گیا تھا جس میں ایک لاکھ آم کے درخت تھے۔ اس باغ کو لکھا باغ کہا جاتا تھا۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۱۴، صـ۸۰ ۔ ایڈیشن ۱۷۱۹ء)

دریائے کوسی دربھنگہ کے بہت سے دریاؤں میں سے ایک کا نام کوسی ہے دربھنگہ اور مونگیر کا علاقہ سالہا سال سے ان تباہ کن سیلابوں کا نشانہ بنتا رہتا ہے جو دریائے کوسی کے مستقلاً اپنا بہاؤ بدلنے کے نتیجہ میں رونما ہوتے رہتے ہیں۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۷ صـ۲۷)

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ

باب ۴۵

متفرقات

نادر شاہ بادشاہ ایران اور سید نجابت خاں بارہہ کے درمیان مکالمہ

جب ساداتِ بارہہ کے برادران بادشاہ گر دہلی کا زوال آیا اور اس کے بعد بچے کھچے ساداتِ بارہہ جنگ بھینسی میں تہ تیغ کر ڈالے گئے تو ایک سال کے اندر محمد شاہ بادشاہ دہلی کی کمزوریوں اور بدانتظامیوں کے سبب نادر شاہ بادشاہ ایران دہلی پر عذاب کی صورت نازل ہوا اس وقت بادشاہ کے امراء میں ساداتِ بارہہ میں سے صرف سید نجابت علی خاں برادر زادہ قطب الملک باقی رہ گئے تھے۔ نادر شاہ بادشاہ نے عند الملاقات محمد شاہ سے سادات کا حال دریافت کیا۔ محمد شاہ رنگیلا نے سادات کی بربادی کا حال سنایا اور سید نجابت علی خاں کا ذکر کیا۔ نادر شاہ بادشاہ نے فرمایا ہم ان کو دیکھیں گے ان کو بلوایئے۔ نجابت علی خاں نے شرط رکھی کہ میں سلام نہیں کروں گا۔ نادر شاہ نے منظور کرایا اور کہا کہ وہ ساداتِ بنی فاطمہ ہیں اگر سلام وعلیک نہ بھی کریں تو مضائقہ نہیں۔ چنانچہ سید نجابت علی خاں مسلح نادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام وعلیک سے پیش آئے۔ چونکہ سید نجابت علی خاں کی ریش (داڑھی) قصر اور زرانیدہ تھی۔ نادر شاہ نے پوچھا کہ "اے سید ریش راچرا قصر کردی" جواب میں عرض کیا "اگر ہماری ریش قائم ہوتی تو حضور اٹک سے آگے قدم نہ بڑھاتے" اگرچہ نادر شاہ بادشاہ سید نجابت علی خاں کے رعب و دبدبہ کے سبب خاموش رہا مگر یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ "افسوس بادشاہ نے ان بہادروں کی قدر نہ کی جنہوں نے تاریخ میں دہلی کے تمام سلاطین کی سلطنت کو استحکام بخشا۔"[1]

---

[1] سید التاریخ صـ ۱۱۷

علی وردی خاں

علی وردی[1] کا اصلی نام مرزا محمد علی تھا۔ اس کے والد کا نام مرزا محمد تھا اس کا دادا زیدی النسب تھا اور شہنشاہ اورنگ زیب کا رضاعی بھائی تھا اور اس کے دور میں مغل منصب دار کے عہدہ پر فائز تھا۔ اس کی والدہ خراسان کے تورانی قبیلہ افشار سے تعلق رکھتی تھیں۔ اسی نسبت سے شجاع الدین کی رشتہ دار تھیں۔ شجاع الدین مرشد قلی جعفر خاں کا داماد تھا اور اڑیسہ کا نائب ناظم تھا۔

مرزا محمد علی افلاس اور تنگدستی سے مجبور ہو کر شجاع الدین خاں کے دربار کٹک کی طرف گیا وہاں وہ اطمینان بخش اور وفادارانہ خدمات کے اعتراف میں اڑیسہ کے فوجداروں پر نگراں مقرر کر دیا گیا۔ شاہ عالم محمد شاہ بادشاہ دہلی نے سنہ ۳۳-۱۷۳۲ء میں بہار کو صوبہ بنگال سے الحاق کر دیا جو سنہ ۱۹۱۲ء تک رہا۔ اس طرح صوبہ بہار نواب شجاع الدین کے زیرنگیں آگیا جو اس وقت صوبہ بنگال کا صوبہ دار تھا۔ بہار کی نظامت کے لیے اس کی نظر انتخاب علی وردی خاں پر پڑی اسے بہار کا نائب صوبہ دار مقرر کیا۔ اس نئے منصب کے چند ہی روز پہلے اس کی چھوٹی دختر آمنہ بیگم کے بطن سے ایک فرزند تولد ہوا جس کا نام مرزا محمد رکھا گیا جو آگے چل کر نواب سراج الدولہ کہلائے۔

چکواروں سے جنگ[2]

علی وردی خاں عظیم آباد پہنچ کر سب سے پہلے بنجاروں کی سرکوبی پر توجہ مبذول کی۔ بنجاروں نے بہار میں ادھم مچا رکھی تھی اور لوٹ مار ان کا پیشہ بن چکا تھا جس سے شہری تنگ تھے۔ اس نے دربھنگہ کے افغانیوں کو مہم پر بھیج کر بنجاروں کی سرکوبی کی اور بے حساب مال غنیمت پایا۔ پھر اس نے سرکش زمینداروں کا قلع قمع کیا۔ گیا ضلع کا راجپوت زمیندار کامگار خاں سرکار کے حکم عدول ہوا بلکہ اس نے [illegible]

---

[1] علی وردی اور اس کا عہد صـ ۱۸ تا ۲۱۳ -

[2] علی وردی اور اس کا عہد صـ ۳۳ تا ۳۴، از کے کے دتا۔

نوٹ: علی وردی خاں کے دادا زیدی النسب تھے (مؤلف) (شجرہ سادات نہٹور)

کی جائداد ہڑپ کرلی تھی علی وردی خاں نے فوج بھیج کر اس کو مطیع بنایا دوسری طرف چکواروں کو مطیع کرنے پر اپنی توجہ مبذول کی۔ یہ ایک جنگجو اور طاقتور ہندو جماعت تھی جس کا مرکز موضع سانیہو (آج سانحہ) تحصیل بیگو سرائے ضلع مونگیر میں واقع تھا۔ چکواروں کے ظلم و ستم سے ساداتِ سانحہ تنگ آچکے تھے انہوں نے بزور شمشیر سادات کی جاگیریں ہڑپ کرلی تھیں۔ اسی موضع کے میر اکبر علی چکواروں کے ظلم و تعدی کے خلاف برابر برسرِ پیکار رہے بلکہ جدال و قتال کے نتیجہ میں بھاگلپور جیل خانہ میں اسیر رہے۔ آخر کار میر اکبر علی نے علی وردی خاں کے دربار میں حاضری دی اور علی وردی خاں کو چکواروں کی سرکشی سے آگاہ کیا۔ چکواروں کا عزم اتنا بڑھ گیا تھا کہ وہ خود کو نیم خود مختار سمجھنے لگے تھے۔ تقریباً دو تین عشرے سے ان کی سرکشی جاری تھی بلکہ جو مال و اسباب دریائے گنگا کے ذریعہ مونگیر سے گزرتا تھا اس پر قبضہ کرلیتے تھے۔ یورپی باشندوں کو اپنا سامانِ تجارت مختلف شہروں تک لے جانے کے لیے بحری محافظوں پر بھاری سالانہ اخراجات برداشت کرنے پڑتے تھے۔ ان کا بوڑھا اور بہادر راجہ ۱۷۴۰ء میں مرگیا۔ اس کا نوعمر لڑکا جو ۷ سال کا تھا اس کا جانشین ہوا وہ بہار کے دوسرے زمینداروں کا حشر دیکھ کر ایسا خوفزدہ ہوا کہ اس نے مختصر مقابلہ کے بعد علی وردی خاں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور دہلی کے شہنشاہ اور بہار کے صوبدار کی اطاعت قبول کرلی۔ سالانہ خراج طے ہوا جو باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جاتا رہا۔

علی وردی خاں کی خود مختاری

۱۷۳۹ء میں شجاع الدین خاں کا انتقال ہوگیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا سرفراز خاں بنگال کے تخت پر متمکن ہوا۔ ۱۷۴۰ء میں جنگ برپا ہوئی جس میں سرفراز خاں مارا گیا۔ میدان خالی ہوتے ہی علی وردی خاں بہار و بنگال کا خود مختار حکمراں بن گیا۔

---

[۱] میر اکبر علی سانحہ ضلع مونگیر بہار کے جاجنیری سید تھے اور راقم کے جدّ اعلیٰ تھے۔

نوٹ: شاہ خانم علی وردی کی سوتیلی بہن تھی اور میر محمد امین خاں اس کا سوتیلا بھائی۔ امین خاں کے بیٹے کا نام صادق علی تھا جس کی دختر فاطمہ بیگم کی شادی نواب میر قاسم قلعدار مونگیر سے ہوئی تھی۔ میر قاسم نے انگریزوں سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے جنگ کی آخر کار بکسر کی جنگ میں مارا گیا۔ یہ جنگ، جنگ پلاسی کے بعد آخری جنگ ثابت ہوئی اس کے بعد ہندوستان بلا شرکت غیرے انگریزوں کی عملداری میں آگیا۔

پھلواری کی جنگ

۱۷۴۱ء میں رستم جنگ نے اڑیسہ میں بغاوت کی اس کو فرو کرنے کے لیے علی وردی خاں اپنے بھتیجے سید احمد، صہام الدولہ صولت جنگ کے ساتھ دس بارہ ہزار سواروں کی معیت میں مرشد آباد سے روانہ ہوا اور رستم جنگ کی پیش قدمی کا مقابلہ گولی چلا کر کیا اور اس کی مزاحمت پر قابو پالیا اور پھر زبردست تصادم ہوا۔ رستم جنگ کا داماد مرزا باقر جوشِ جوانی میں برافروختہ ہوکر اپنے فوجی دستوں کے ساتھ جو ساداتِ بارھہ پر مشتمل تھے اپنے لشکر سے نکل کر جھپٹ پڑے اور علی وردی کی فوج پر حملہ آور ہوئے خونریز جنگ چھڑ گئی۔ پہلے ہی حملہ میں علی وردی نے رستم جنگ کے بارے توپ خانے پر قبضہ کرلیا لیکن اس کے باوجود رستم جنگ اور اس کی فوج ساداتِ بارھہ ایسی جان توڑ کر لڑائی کی کہ بنگال کے سپاہی میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور علی وردی کے ہاتھیوں کا تعاقب دو میل تک کیا گیا۔ علی وردی زبردست خطرہ میں گھر گیا مگر اچانک بردوان کا راجہ مالک چند جو ایک امدادی فوج لے کر چلا تھا پہنچ گیا جس سے علی وردی کو خاطر خواہ کمک مل گئی۔

رستم جنگ کی فوج میں کچھ دغا باز لوگ بھی شامل تھے۔ مثلاً مخلص علی خاں، عابد علی خاں، مغرب خاں اور دیگر افغان سردار بھی موجود تھے۔ دغا دے کر دشمن کی صف میں چلے گئے۔ جس سے جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا۔ مجتبیٰ علی، میر اکبر علی اور میر عبدالعزیز جیسے دلیر اور وفادار سالاروں کو مع اس کے تین سو سید سپاہیوں کے علی وردی کے "بہلیا" فوجی دستوں نے گولی مار کر ہلاک کردیا۔ اس طرح علی وردی نے یہ جنگ جیت لی۔ ۱۷۲۷ء میں بھیلسی کی جنگ میں بھی ۳۰۰ سادات مارے گئے تھے۔

نوٹ: میر اکبر علی موضع ادکھری سے تعلق رکھتے تھے جو ساداتِ بارھہ کی جاجنیری شاخ ہے۔ یہ سید احمد جاجنیری مورثِ اعلیٰ ساداتِ جاجنیری، بارہ گیاں، مونگیر کی گیارہویں پشت میں تھے۔ میر اکبر علی حضرت علیؓ کی اڑتیسویں پشت میں تھے۔ یہ واقعہ جانکاہ ۱۷۴۱ء میں وقوع پذیر ہوا۔ گر ۳۸ کو ۳۰ سے ضرب کردیں تو ۱۱۴۰ بنتے ہیں اس میں عیسوی اور ہجری سن کے فرق کے سبب ۶۰۰ جمع کردیں تو (۶۰۰ + ۱۱۴۰) = ۱۷۴۰ء بنتا ہے۔ اس طرح ثابت ہوا کہ اس جنگ میں کام آنے والے میر اکبر علی ضلع مونگیر کے تھے جو راقم کے جدّ اعلیٰ تھے۔ ساداتِ بارھہ میں ہمیں ایسے چند نام اور ملتے ہیں مثلاً میر علی اکبر برادر معز الملک جو اکبر کے دور میں فوج کے سردار تھے وہ اس سے پہلے گزر چکے۔ کچھ سینہ بہ سینہ روایتوں سے بھی ان واقعات کی تصدیق ہوتی ہے۔ بہرحال یہ امر تحقیق طلب ہے۔ ملاحظہ ہو شجرہ مصنف ص ۳۸۱ (مؤلف)

علی وردی کی سراج الدولہ کو نصیحت

۱۷۵۶ء میں جب علی وردی کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے نواب سراج الدولہ کو طلب کیا اور اس طرح مخاطب ہوا :-

"عزیز من جوانی کی طاقت بڑھاپے کے ضعف میں تبدیل ہو چکی ہے اور اب قضائے مبرم کا وقت قریب آگیا ہے۔ خدا کے فضل سے میں نے ایک نہایت شاندار ریاست بڑی جاں فشانی سے تمہارے لیے مہیا کر دی ہے۔ اب تمہارے لیے میرے آخری الفاظ یہ ہیں کہ تم کو صوبہ کے دشمنوں کو زیر کرنے اور دوستوں کو سربلند کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ نیز یہ کہ برائیاں اور بدانتظامیاں دور کر کے تم کو اپنی رعایا کے فلاح و بہبود میں ہمہ وقت مصروف رہنا چاہیئے۔ اتفاق کا نتیجہ خوش حالی اور نا اتفاقی کا نتیجہ بدحالی ہے۔ اگر تم نے عوام کی خیر خواہی پر اس کی بنیاد رکھی تو تمہاری حکومت مستحکم رہے گی۔ میرے نقوشِ قدم پر چلنا تاکہ تمہارے دشمن تم کو زندگی بھر کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اگر تم نے کینہ پروری اور خصومت کا راستہ اختیار کیا تو خوش حالی کا باغ خزاں رسیدہ ہو جائے گا۔"

یہ تھی اس شخص کی کہانی جو انتہائی معمولی درجہ سے ترقی کر کے تین صوبوں بنگال، بہار اور اڑیسہ کا بلا شرکت غیرے خود مختار حکمراں بن گیا۔

نواب علی وردی خاں کے روزانہ کے معمولات

علی وردی خاں روزانہ کی زندگی میں بڑی باقاعدگی کا عادی تھا اور وہ اپنے اوقاتِ کار کو اس طرح تقسیم کرتا تھا کہ اپنے ہر کارِ منصبی کو پوری توجہ سے انجام دے سکے۔ وہ نمودِ سحر سے دو گھنٹہ پہلے اپنا بستر چھوڑ دیتا تھا اور ضروریات سے فارغ ہو کر نماز، اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتا تھا۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد وہ چند پسندیدہ احباب کی صحبت میں "کافی" پیتا تھا۔ وہ اپنے دربار میں امور حکومت کی انجام دہی کے لیے ۷ بجے صبح آجاتا تھا۔ پھر وہ اپنے اہم ترین غیر فوجی اور فوجی افسران کو باریابی کا موقع دیتا تھا۔ ان کی عرض داشتوں کو بہ تحمل سنتا تھا اور سب کو مناسب جوابات دیتا تھا۔ دو گھنٹہ کے بعد وہ خلوت گاہ میں چلا جاتا تھا۔ جہاں اس کے مخصوص چند احباب اور اعزہ شریک صحبت ہوتے تھے۔ پورے ایک گھنٹہ وہاں اشعار اور قصہ کہانیاں سن کر اپنا دل بہلاتا تھا۔ وہ نفیس اور لذیذ

کھانے کا شوقین تھا۔ کبھی کبھی وہ بہ نفسِ نفیس غذائیں تیار کرنے کی نگرانی کرتا تھا اور اپنے خان ساماں کو کھانا پکانے کی نئی نئی ترکیبیں سمجھاتا تھا۔ مہمانوں کی کثیر تعداد میں موجودگی کے بغیر وہ کبھی کھانا نہیں کھاتا تھا۔ کھانے کے بعد وہ داستان گو حضرات کی خدمت سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ اس کے محافظوں کی حاضر باشی میں ایک مختصر ہلکی سی جھپکی لیتا تھا۔ وہ دوپہر ڈھلے ایک بجے اٹھ بیٹھتا تھا اور بعد نماز ظہر بآواز بلند قرآن مجید کا ایک پارہ تلاوت کرتا تھا۔ پانی کا ایک کٹورہ جس کو موسم کے مطابق شورہ یا برف سے ٹھنڈا کیا جاتا تھا اس کی پیاس بجھانے کو کافی ہوتا تھا۔ پھر متعدد دیندار اور علماء باریاب کیے جاتے تھے۔ وہ ان میں سے ہر ایک کا حسب مراتب خیر مقدم کرتا تھا۔ ان فضلاء کے رخصت ہو جانے کے بعد وہ پورے دو گھنٹے مسائل مملکت پر غور و فکر کرتا تھا۔ رات کی آمد پر وہ نمازِ شب میں مشغول رہتا تھا جس کے بعد اس کی بیگم، سراج الدولہ کی بیگم اور اس کے خاندان کی دیگر بیگمات اس کے حضور پہنچتی تھیں۔ رات کے وقت وہ صرف کچھ پھل اور مٹھائیاں ان بیگمات کے ساتھ کھاتا تھا۔ اس ہلکے عشائیہ کے اختتام پر وہ سونے چلا جاتا تھا۔ قصہ گو اس کو سکون بخش طریقے سے سلا دیتا تھا اور محافظت کرنے والے ساری رات بیدار اور مستعد رہتے تھے۔

علی وردی کے دور میں اجناس کی قیمتیں

نام اشیاء	قیمت
۱۔ باریک باسمتی چاول	۱ روپیہ میں ۱ من دس سیر
۲۔ موٹا دیسی چاول	۱ روپیہ میں ۴ من ۲۵ سیر
۳۔ گیہوں (عمدہ)	۱ روپیہ میں ۴ من
۴۔ جو	۱ روپیہ میں ۸ من
۵۔ تیل سرسوں عمدہ	۱ روپیہ میں ۲۱ سیر
۶۔ گھی عمدہ خالص	۱ روپیہ میں ساڑھے دس سیر

علی وردی کے دور میں صنعتی ترقی

علی وردی کے عہد میں بندوق سازی کے لیے مونگیر ایک مشہور مرکز تھا۔ یہیں کی بنی ہوئی ایک بندوق نواب علی وردی کے استعمال میں تھی۔ کچھ عرصہ بعد نواب میر قاسم نے "چقمقی توپیں اور چقماق

والی بندوقیں ممکن ہو سکیں مع ہر قسم کے لوازمات کے جنگ کے لیے مونگیر سے حاصل کی تھیں"۔

نوٹ:۔ حاجی مصطفیٰ مترجم سیر المتاخرین اظہار رائے کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یورپین قارئین اس کو تعجب سے سنیں کہ یہ پتھر کلا بندوقیں جو مونگیر کی بنی ہوئی تھیں ان بہترین حصار محافظ بندوقوں سے کہیں بہتر ثابت ہوئیں جو کمپنی کے استعمال کے لیے ہندوستان بھیجی گئی تھیں اور یہی اس وقت انگریز افسروں کی رائے تھی۔ جب انہوں نے کلکتہ کونسل کے زیر حکم ان کا باہم مقابلہ کیا۔ ان کے چقماق سب کے سب راج محل کے سنگ سلیمانی کے تھے اور ان کی دھات زیادہ پختہ تھی۔

۱۷۸۶ء میں ایک فرانسیسی کرنل مارٹن جس نے پچھلے بائیس سال انگریزوں کی ملازمت میں بڑا نام پیدا کیا تھا۔ اس نے ایک کارخانہ کھولا تھا جہاں وہ پستول اور ہلکی توڑے دار بندوقیں تیار کرتا تھا جو گھوڑے اور نال دونوں اعتبار سے ان بہترین اسلحہ سے جو یورپ سے آتے تھے بہتر ہوتی تھی۔ ان کا مقابلہ متعدد بار ہو چکا ہے اور سب کی یہی رائے ہے۔

سادات بارھہ کے بارے میں نواب میر محمد قاسم قلعدار مونگیر کا تبصرہ

نواب[1] میر محمد قاسم جو سادات بارھہ (باہرہ) اور شاہنواز خاں کا ایک ہمعصر اور ہم نسب تھا واضح طور پر دعویٰ کرتا ہے کہ اگر سادات نے حالات کو نہ بھانپ لیا ہوتا تو ان کی جانیں اور عزت محفوظ نہ رہتیں۔

مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی کے اشعار اور ان کے جواب

مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی آصف جاہ اوّل کے استاد تھے۔ انہوں نے سادات بارھہ (باہرہ) کے بارے میں ایک قطعہ کہا ہے۔ اس کے جواب میں سید عظمت اللہ[2] بے خبر بلگرامی نے

---

[1] سیدانِ بادشاہ گر صفحہ ۵، [2] سیدانِ بادشاہ گر صفحہ ۴۸،

نوٹ: نواب میر قاسم قلعدار مونگیر مادری نسب نامہ کی رو سے زیدی الواسطی تھا وہ میر سید نصیر الدین سکونت پورنیہ بہار، بن سید شاہ کمال الدین ترمذی کیتھلی کی دختر کی اولاد تھا۔ (سادات نہٹور صفحہ ۶)

بھی ایک قطعہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔

بیدل عظیم آبادی:۔

دیدی کہ چہ بادشاہ گرامی کردند　　صد جور و جفا از رہ خامی کردند

تاریخ چو از خرد بجستم فرمود　　سادات بسوئے نمک حرامی کردند

بیخبر بلگرامی:۔

بادشاہ جبزنی آنچہ شاید کردند　　از دستِ حکیم آنچہ آید کردند

بقراط خرد نسخہ تاریخ نوشت　　سادات دواش آنچہ باید کردند

اردو زبان کے ایک شاعر نے بھی کہا ہے ؎

فرخ سیر اک گربۂ محسن کش تھا

سادات سے کی نمک حرامی اس نے

راس الحکمۃ مخافۃ اللہ

دانائی کی بنیاد اللہ کا خوف ہے (حدیث نبوی)

علامہ مناظر احسن گیلانی اور ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی

(شجرۂ نسب صفحہ ۳۴)

ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی سیدان بادشاہ گر صفحہ ۳۹ پر فرماتے ہیں :۔

" ملاحظہ فرمایئے مناظر حسین گیلانی کی اول یہ عبارت کہ وہ تمام عمر خود کو سادات بارہہ کی جاجنیری شاخ سے منسوب کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف رہے اور پھر نظام دکن کا حق نمک ادا کرنے کے خیال سے موقع یا محل دیکھے بغیر اپنے متعصبانہ ملّائی انداز میں اس طرح کیچڑ اچھالنے میں مصروف رہے کہ تذکرہ شاہ ولی اللہ میں جہاں اس بات کا کوئی محل نہ تھا۔ سادات بارہہ سے اس طرح تبرّا فرماتے ہیں :۔

" مغل حکومت بھی عہدِ عالمگیری کے بعد فتنوں کے جس طوفان میں گھر گئی تھی جاننے والے جانتے ہیں کہ باہر سے جتنے سیلاب آئے ان کا سرچشمہ بھی اندر ہی تھا۔ جس کا افسانہ طویل ہے۔ اور عام طور سے تاریخ کی کتابوں میں مسطور ہے۔ میرا اشارہ اس اندرونی فتنے کی طرف ہے جس کی تعبیر عام کتابوں میں سادات بارہہ کے فتنے سے کی جاتی ہے "۔

" تذکرہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۱۴۸ "

جواب :۔ قطع نظر اس امر کے کہ سادات بارہہ کے سیاسی حقائق کے بارے میں علامہ مناظر احسن گیلانی کے خیالات کچھ بھی ہوں حقیقت یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علامہ مناظر احسن گیلانی سادات بارہہ کی شاخ سادات جاجنیری سے تعلق رکھتے تھے اور سید ابو الفراس کی اولاد ہونے کے ناطے ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی کے ہم جد تھے ملاحظہ ہو ان کا مکمل شجرۂ نسب صفحہ

میرے خیال میں اختلافی مسلک یا مختلف سیاسی نظریات سے نسب تبدیل نہیں ہوتا۔ سادات جاجنیری بہار جو زیادہ تر حنفی مسلک رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر سید صفدر حسین بلگرامی کے ہم جد ہیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے سہواً سید ابو الفرح ثانی کے برادر سید علی مسعود کو ان کا پرپوتا بنایا جو تاریخی حقائق کے منافی ہے۔
شجرہ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۸۷

راجہ رام نرائن موزوں (متوفی ۱۱۷۷ھ)

راجہ رام نرائن موزوں دیوان رنگ لال کے بیٹے تھے۔ ان کا آبائی وطن موضع کشن پور ضلع سہسرام تھا۔ تاریخ ہند میں ان کی بڑی شہرت ہے۔ مختلف عہدوں پر فائز رہنے کے بعد صوبہ بہار کے نائب ناظم ہوئے تھے اور عظیم آباد و بہار پر فرماں روائی کرتے تھے۔ ان کی صوبہ داری ۱۱۶۶ھ تا ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۵۳ء تا ۱۷۶۳ء رہی۔ رنگ لال نواب علی وردی خاں مہابت جنگ کے ۱۱۴۳ھ تا ۱۱۵۳ھ یعنی ۱۷۳۰ء تا ۱۷۴۰ء تک متوسلین میں تھے رام نرائن لال تو مہابت جنگ کے پروردہ تھے۔ وہ اپنے والد کی جگہ دیوان بھی رہ چکے تھے۔ لالہ جانکی رام نائب صوبہ دار بہار، عظیم آباد کے مرنے کے بعد یہ صوبہ دار مقرر ہوئے [1]۔

نواب کے جیتے جی مہاراجہ کی صوبہ داری میں کوئی خرخشہ واقع نہیں ہوا۔ نواب مذکور کے کے بعد ان کا نواسہ سراج الدولہ حکمران بنگال و بہار و اڑیسہ ہوا۔ نواب سراج الدولہ کا عہد ۱۱۷۰ – ۱۱۶۹ھ / ۱۷۵۶ – ۱۷۵۷ء تھا۔ اس مختصر عہد میں دربار اور قلمرو کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ ہر طرف تعیش، افترا پردازی اور سازشوں کا بازار سرگرم تھا۔ جب سراج الدولہ نے والیٔ پورنیہ شوکت جنگ کے خلاف چڑھائی کی تو راجہ رام نرائن لال نے عظیم آباد کی فوج کے ساتھ نواب کی مدد کی۔ نواب سراج الدولہ کامیاب ہوئے لیکن پلاسی کی جنگ میں میر جعفر کی سازش کے سبب شکست کھا گئے۔ اور جان بچا کر عظیم آباد روانہ ہوئے۔ راستہ میں گرفتار ہو کر میر جعفر کے بیٹے میرن کے پاس پہنچا دیا گیا جس نے بیدردی سے قتل کر دیا۔ بلکہ نواب کی ماں، خالہ، بھائی اور معصوم بچوں کو بھی قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۴ جولائی ۱۷۵۷ء کو ہوا۔ رام نرائن سراج کی بالکل مدد نہ کر سکے اور جلد ہی انگریزی فوج عظیم آباد میں متعین ہو گئی۔

علامہ اقبال نے اسی موقع کے لیے کہا ہے۔

جعفر از بنگال صادق از دکن ننگِ ملت، ننگِ دیں، ننگِ وطن

شہزادہ عالی گوہر ثانی کے بعد شاہ عالم کے لقب سے بادشاہ ہند ہوئے۔ جب بادشاہ عظیم آباد پہنچے تو راجہ رام نرائن اور میرن انگریزوں سے مل گئے۔ جنگ ہوئی۔ انگریز جیت گیا۔

۱۔ بہار میں اردو ادب کا ارتقاء صفحہ ۲۲۷ تا ۲۳۰ ۲۔ سیر المتاخرین جلد دوم صفحہ ۳۳۶

انگریزوں نے عاجز آکر میر جعفر کو معزول کر دیا اور میر قاسم کو سندِ نظامت بہار، بنگال اور اڑلیسہ کی اس کو عطا کی۔ میر قاسم کا عہد ۸۷ - ۱۱۷۴ھ مطابق ۶۴ - ۱۷۶۱ء ہے اسی زمانہ میں بادشاہ شاہ عالم اور انگریزوں میں صلح ہو گئی۔ وہ عظیم آباد بہ نفسِ نفیس تشریف لائے۔ انگریزی کوٹھی میں تخت نشینی کا انتظام ہوا۔ میر قاسم ناظم بنگال نے بھی آکر نذریں گذاریں۔ راجہ رام نرائن بھی شرف یاب ہوئے بادشاہ کے جانے کے بعد نواب میر قاسم نے راجہ رام نرائن سے پچھلے محاصل کی حساب طلبی کی۔ خیانتوں کا پتہ چلا۔ راجہ صاحب قید ہو گئے۔ اسی اثنا نواب میر قاسم علی خاں کی انگریزوں سے ٹھن گئی۔ انہوں نے مونگیر کو اپنا مرکز بنایا لیکن جنگ میں شکست کھا گئے۔ نواب میر قاسم عالی جاہ مونگیر سے عظیم آباد کی طرف فرار کرتے ہوئے آ رہے تھے کہ انہوں نے باڑھ کے قریب نزد مکامہ گھاٹ محبوسین کو دریائے گنگا میں غرق کر دیا۔ راجہ رام نرائن کے گلے میں ریت سے بھرا گھڑا باندھ کر انہیں دریا برد کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۱۷۷ھ مطابق ۱۷۶۳ء کا ہے۔ [۱]

راجہ رام نرائن فارسی میں بھی اشعار کہتے تھے اور شیخ حزیں کے شاگرد تھے۔ شیخ حزیں ۱۱۰۳ھ میں اصفہان میں پیدا ہوئے اور ۱۱۴۷ھ میں دہلی آئے۔ ۱۱۸۰ھ میں بنارس میں ان کا انتقال ہوا۔

نواب سراج الدولہ کی شہادت پر راجہ رام نرائن نے ایک شعر کہا ہے جو بہت مشہور ہوا۔

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری

کہا جاتا ہے کہ جس وقت رام نرائن موزوں کو دریائے گنگا میں غرق کرنے کے لیے کشتی پر بٹھا کر لے جانے لگے تو انہوں نے درج ذیل دردناک اشعار موزوں کیے۔

موذیوں کے قول پر ہر گز نہ کیجئے اعتبار — جونک اگر مٹی ملے تو بھی لہو پیتی ہے
چادرِ تقدیر کی ہرگز رفو ہوتی نہیں — تا قیامت سوزنِ تدبیر گر سیتی رہے
بلبلِ بے درد کو مطلب ہے کیا پروانے سے — وصل میں مرجائے یہ وہ ہجر میں جیتی ہے

[۱] سیر المتاخرین صفحہ ۴۲۴

فہرست اولیائے کرام، بہار و مواضعاتِ ساداتِ جاجنیری

مولانا محمد نصیرؒ [۱] نے شہزادہ عظیم الشان کی خدمت میں ایک عرضداشت میں ۵، مشائخ بہار کے مقابر کی مرمت کی درخواست کی تھی۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی	مدفن	نمبر شمار	اسمائے گرامی	مدفن
۱	شیخ شرف الدین منیریؒ	بہار شریف	۱۸	سید فضل اللہ گوسائیںؒ	سوہ بہار شریف
۲	شیخ شعیب جلالؒ	مالدہ شیخپورہ	۱۹	سید فرید طویلہ بخشؒ	〃
۳	سید محمدؒ	عظیم آباد	۲۰	تیم اللہ سفید بازؒ	〃
۴	شیخ خلیل شیخ تاجؒ	〃	۲۱	شیخ سعادتؒ	〃
۵	سید سلیمؒ	عالم گنج پٹنہ	۲۲	سید عطارؒ	〃
۶	درویش ارزاںؒ	درگاہ پٹنہ	۲۳	سید ابراہیم ملک بیاؒ	〃
۷	شیخ محمد محمودؒ	لودی کٹرہ	۲۴	خواجہ اسحٰق مغربیؒ	پیر پہاڑی سٹوکھر شیخپورہ
۸	عین الدین حسینی مدارؒ	〃	۲۵	شیخ یحییٰ منیریؒ	منیر شریف
۹	سید شہاب الدین جگجوتؒ	بلدہ حویلی پٹنہ	۲۶	شیخ جلالؒ	منیر
۱۰	شیخ آدم صوفیؒ	جیٹھلی پٹنہ	۲۷	حاجی صفی الدینؒ	شاہ پور منیر
۱۱	سید محمدؒ	قصبہ بہار	۲۸	حاجی نظام الدینؒ	〃
۱۲	سید احمد چرم پوشؒ	بہار شریف	۲۹	شیخ احمدؒ	〃
۱۳	شیخ بدر عالمؒ	سوہ بہار شریف	۳۰	شیخ دولتؒ	〃
۱۴	حسین نوشہ توحیدؒ	〃	۳۱	شاہ نورؒ (خواجہ قطب کاکی کے برادر خورد)	کھکور سلیم آباد
۱۵	شیخ حمید الدین آدم صوفیؒ	〃	۳۲	شیخ فتو و برہانؒ	〃
۱۶	سید یٰسین دانشمندؒ	〃	۳۳	سید فخر الدینؒ	اوکھدی
۱۷	مولانا حسام الدینؒ	〃	۳۴	سید صفیؒ	صفی پور بھیم پور

[۱] بہار میں اُردو کا ارتقاء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	مدفن	نمبر شمار	اسمائے گرامی	مدفن
۳۵	شیخ داؤد شطاریؒ	محب پور	۵۶	شیخ سلطان حسینؒ	در بھنگہ
۳۶	سید محمد جُمنؒ	ہلسہ	۵۷	شیخ شمس الدین ثمنؒ	〃
۳۷	سید منہاج راستیؒ	پھلواری	۵۸	شیخ ظہورؒ (رتن سرائے)	سارن
۳۸	ضیاء الدین سہروردیؒ	چنڈھوس	۵۹	دلاور شیر سوار (لوولی)	〃
۳۹	شیخ شمس الدین چنائیؒ	ہلوری	۶۰	میر عبدالمالکؒ (باڑہ)	〃
۴۰	شیخ کمال الدینؒ	ثنایاں	۶۱	شیخ یوسفؒ (قلعہ رہتاس کلاں)	〃
۴۱	سید محمدؒ	کلیر سارن	۶۲	چندن شہیدؒ (سہسرام)	〃
۴۲	سید احمد غازیؒ	امرتھ	۶۳	شیخ عثمانؒ (حسین پور رہتاس)	〃
۴۳	سید نوحؒ	لوچ پور	۶۴	شیخ عبدالحلیمؒ (مہسی چمپارن)	〃
۴۴	شیخ سعدؒ	ابراہیم پور	۶۵	سید عمر شہیدؒ (آرہ شاہ آباد)	〃
۴۵	ادریس نافعؒ	مونگیر	۶۶	سید علاء الدین ہمدانی (حوض رانی بہار)	〃
۴۶	سید چہاری بنباسیؒ	〃	۶۷	سید رکن الدینؒ 〃	〃
۴۷	شیخ مصطفٰےؒ	〃	۶۸	سید بیخودؒ 〃	〃
۴۸	سید ابراہیمؒ	سُوجگدیھا	۶۹	سید جہانگیرؒ 〃	〃
۴۹	شہبازؒ	بھاگلپور	۷۰	شیخ ہدیٰؒ 〃	〃
۵۰	سید اولیاءؒ		۷۱	بی بی مکہؒ 〃	〃
۵۱	شیخ عبدالحیٔؒ	حاجی پور	۷۲	سید موسیٰؒ 〃	〃
۵۲	شیخ قاضن شطاریؒ	حاجی پور	۷۳	قاضی شمس الدینؒ 〃	〃
۵۳	ابوالفتحؒ تنگول	〃	۷۴	سید عالم شہیدؒ 〃	〃
۵۴	مولانا خواجہ علیؒ	〃	۷۵	سید محمد سعیدؒ 〃	〃
۵۵	شیخ برکت اللہ قتالؒ (خلیفہ گیسو درازؒ)	در بھنگہ			

فہرست مواضعات جہاں سادات جاجنیری (بارہ گیاں) آباد ہیں۔

نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام
۱	حسین آباد	۲۰	پچھنہ	۳۹	تاربگھہ	۵۸	کھرانٹ
۲	مانہ	۲۱	چرپہاری	۴۰	پیربگھہ	۵۹	بازید پور
۳	مدام پور	۲۲	پنیڈ	۴۱	مسیاں	۶۰	امرتھہ
۴	فیروز پور	۲۳	یحیٰی پور	۴۲	ڈومراواں	۶۱	خضر چک
۵	منڈرہ	۲۴	چک مسکن	۴۳	جیر	۶۲	بارو
۶	محمد پور اکیساری	۲۵	چک منحلات	۴۴	قائم پور مداہا	۶۳	بنہرہ
۷	پیغمبر پور	۲۶	شیخپورہ	۴۵	پچپتن	۶۴	ٹھکری چک
۸	ندیاواں	۲۷	اوکھدی	۴۶	ملانواں	۶۵	پڑی بلیا
۹	سیانی	۲۸	مولانگر	۴۷	ویاؤ	۶۶	لکھمینیاں
۱۰	بروئی	۲۹	سورجگڈھ	۴۸	اوگانواں	۶۷	تیگھرہ
۱۱	سید پور	۳۰	اورین	۴۹	ہرگانواں	۶۸	جموانواں
۱۲	کنڈہ	۳۱	غوث آباد	۵۰	کوتند	۶۹	سرہبدا
۱۳	پتھریٹہ	۳۲	بلتھوا	۵۱	نور پور	۷۰	بہار شریف
۱۴	جموارہ	۳۳	مخصوص پور مونگیر	۵۲	مان پور	۷۱	کونک
۱۵	رسولپور	۳۴	باڑہ	۵۳	سیدے	۷۲	باڑھ
۱۶	کٹی کول	۳۵	پہرٹیا	۵۴	پھلواری	۷۳	سمری بختیار پور
۱۷	سانہاں	۳۶	گیلانی	۵۵	سیدی پور سرائے		اشرف چک
۱۸	جمارہ	۳۷	ویسنہ	۵۶	دھیاواں	۷۴	مالدہ
۱۹	امام نگر	۳۸	استھانواں	۵۷	میر نگر تورا		

قاموس الاسماء (اشاریہ)

بیشک سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں (القرآن)

اشاریہ مقامات

ب

بھ

پ

جھ

چ

چھ

ح

خ

د

ش

کھ

گ

م

ن

اشرافِ عرب کا انگریزی ترجمہ اور جلد دوم زیرِ طبع ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب منظرِ عام پر آنے والی ہے۔ (ادارہ)

(تنویر الکتابت اینڈ پرنٹنگ پوائنٹ کراچی)

اغلاط نامہ

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۵	عنوان	ہرست	فہرست
"	۶	یو این اے	یو این او
۱۰	۱۵	مناظر احسن گیلانی، مونگر	صرف مونگر ڈراپ کرنا ہے
۱۹	۵	اعجاز خسرو ں	اعجاز خسروان
۲۳	۱۹	مظفر کیلانی	مظفر گیلانی
"	۲۲	روار حسین	زوّار حسین
۳۴	۶	کے ہیڈ ماسٹر	کے اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر
۴۱	آخری	صفحہ ــــ	صفحہ ۴۲
۴۲	پہلی	صفحہ ــــ	صفحہ ۴۳
۴۶	"	صفحہ ــــ	صفحہ ۴۴
۵۰	۳	مالگا	مانگا
۵۳	۶	شعبان مہینے	شعبان کے مہینے
"	۱۲	۵۱۱ھ	۱۱ھ
"	۱۷	وجہ شد	کہ وجہ شد
۵۵	۲	کتیت	کُنیت
"	۱۶	قاروق	فاروق
۵۶	۱۶	کفانہ	کنانہ
"	۱۸	عنہا	عنہ
۵۷	۴	کہے	کہتے
۵۸	۱۵	کفانہ	کنانہ
۶۰	۸	صحاب	اصحاب
۶۱	۲	نوّے	نو
"	۴	[illegible]	زید
۶۴	۵	دس	گیارہ

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۷۹	۵	اساثذہ	اساتذہ
۸۱	۱۳	صفحہ صفحہ	ص ۸۲، ص ۸۸
۸۹	۱	(شجرہ صفحہ)	(شجرہ صفحہ ۸۱)
۹۱	۱	غازی الاشتر، النبہان	غازی الاشتر
۹۵	۲	لے جاں کنی	بے جاں کنی
۹۹	۲	امٹھوی	امیٹھوی
"	۶	۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء میں انتقال ہوا	. . . . .
۱۰۸	۱	(شجرہ صفحہ)	(شجرہ صفحہ ۸۳)
۱۱۱	۸	کانپور کا	کانپور کے
۱۱۶	۵	پاس رکھی	پاس رکھ
۱۱۷	۱۶	اب	اب
۱۱۸	۷	سید محمد سے	(سید احمد تک لکیر کھینچنی ہے)
۱۱۹	۳	وضاحت	فصاحت
۱۲۳	۱۵	ماطناً	باطناً
۱۳۳	۱۳	۱۸ سال	۱۸۰ سال
۱۴۴	۵	مسجور	مسعور
۱۴۷	۳	(صفحہ، صفحہ)	(ص ۱۴۸، ص ۱۴۸)
۱۵۰	۱	(شجرۂ نسب ص)	(شجرۂ نسب ص ۱۴۹)
۱۵۲	۱	ـــ "	ـــ ص ۱۵۲
۱۵۸	۹	شفقت	شغف
۱۶۰	۱	(ص)	(ص ۱۵۱)
۱۶۱	د	عطار رہ	عطارؒ نے
"	۷	بدفون	مدفون

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۱۶۳	۱۶	مرید ہوئے	مرید ہوئے
۱۶۵	آخری	(ص)	(ص ۵۱۵)
۱۶۸	۱	کو ولادت ہوئی	کو ہوئی
"	۱۲	۱۲۹ھ	۱۲۹۱ھ
۱۷۹	۱۱	شاعر بھی تھے	شاعر بھی ہیں
۱۹۹	۶	سید رشید ریاض	(نوٹ) الکٹرک نشان کھینچا ہے
"	"	ڈاکٹر اعجاز	
۲۱۱	عنوان	عبدالعزیز (عزیز ملت)	عبدالعزیز (عزیز ملت)
۲۱۲	۱۲	سید نائب علی	سید طالب علی
۲۱۴	۹	گجروں کی	گجروں کے
۲۳۴	۸	کا	کا انتقال
۲۳۶	۲	نماز پرھی	نماز پڑھی
۲۶۰	۲	ٹنڈو یاگو	ٹنڈو باگو
۲۶۶	آخری	پتہ چلتا	پتہ چلتا ہے
۲۶۹	۱۶	محمد شاہ	محمود شاہ
۲۷۲	نوٹ	پیر بابا لونیر	پیر بابا بونیر
۲۷۹	۲۰	صاحب تے	صاحب نے
۲۸۰	۱۳	تعش	نعش
۲۸۲	۵	ذیل ہی	ذیل ہے
۲۸۴	۱۰	تقفی	ثقفی
۲۹۷	۵	حاتم رسول	حاتم رہوی
۳۰۰	۱۴	نشتیں	پشتیں
۳۰۱	۱۸	سید بدرالدین	سید بدرالدین بن
"	آخری	ملاحظہ ہو	ملاحظہ ہو صفحہ ۳۰۲
۳۰۶	۱۶	سبب ہو	سبب ہو
۳۰۸	آخری	سبب ہوا	سبب ہوا

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۲۱۳	۱۶	پرگنہ نوادر	پرگنہ نوادہ
۲۲۹	۱۲	حکم سید مختار احمد	حکیم سید مختار احمد
۲۴۴	۵	سید محمد نشاط حسن	نشاط
۲۴۵	۵	عبدالرشید غیر کفو	عبدالرشید
۲۴۶	۵	پوشا	یوشا
۳۵۰	۱۱	جہانگیر سمنانیؒ	جہانگیر سمنانیؒ
۳۶۵	۲	اظراف	اطراف
۳۷۱	۳	خلیفہ	خلیلیہ
۳۷۵	۱۸	ملکیت تھیں	ملکیت تھیں
۳۸۱	۲	(صفحہ)	(صفحہ ۳۸۹)
"	۵	(صفحہ)	(صفحہ ۳۸۰)
۳۹۲	۳	غلام مرتضیٰ بن غلام مصطفیٰ	غلام مصطفیٰ بن غلام مرتضیٰ
۳۹۵	۲	سید مستقیم بن معیز الدین	سید مستقیم بن معین الدین
۳۹۷	۸	پیر آف بچھونا	پیر آف بچھوتا
۴۰۲	۹	ہر کام پر	ہر گام پر
۴۰۶	۱۰	- مرتا	مرنا
۴۱۰	۱۲	الرکات	البرکات
۴۱۱	۳	واجد علی	واجد علی بن نجابت علی تھانوی
۴۲۵	۸	بیت المقدوس	بیت المقدس
"	"	بہار میں ہوتے	بہار میں آباد ہوتے
۴۳۱	عنوان	فاضن	فیاض
۴۳۵	۷	بٹھانا	پٹھانا
۴۳۷	۳	لکھپنیاں	لکھینیاں

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۴۴۵	۱۴	فرماتے	فرماتے
۴۴۹	۹	موجودگی	موجود
۴۵۲	۳	میرنگری ہونگری	میرنگری
۴۵۴	۱۶	تنقید لغات	تنقید اللغات
۴۵۵	۱۶	عیاز	صبار
"	۱۳	سالوں	ساتوں
۴۶۰	۱	- - - -	امّ رمّان
۴۶۹	۳	مدرس	مسدّس
۴۷۲	۲	یلیا	بلیا
۴۸۲	۱	چھیرہ	چھپرہ
"	۹	. . . "	"
۴۸۳	۵	- - - - -	محمود الحق بن منصور الحق
۴۸۵	۸	بروشلم	پروشلم
۴۹۴	۵	سانحے	سانچے
۴۹۵	۱	(ص)	(ص ۴۹۶)
۴۹۷	۹	حاصل کی	حاصل کیا
۴۹۹	۱۲	فریاد کی	فریاد کن
۵۰۰	۷	علم کے	علم کے لیے
۵۰۱	۱۲	مشتفیض	مستفیض
"	۱۳	فرقت اللہ	فرحت اللہ
"	۱۸	خدا کا	خدا نما
۵۰۳	۶	۱۱ حسین	حسین
۵۰۸	۴	ہیئیت	ہیئت
"	۵	خلسقہ	فلسفہ
۵۰۹	۱۰،۹	صبح	حج

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۵۰۹	۱۳	روانگی کے وقت	روانگی کے وقت جماعت
۵۱۰	۷	تنقید الحواب	تنقید الجواب
۵۱۱	۴	جنگ شاہی	جنگِ شاملی
۵۲۷	آخری	تفصلات	تفصیلات
۵۳۹	۲	شہاب	وفات
۵۴۰	۲	حطاب	خطاب
"	۷	والاجان	والاجان
۵۴۲	۷	چالینس	چالیس
۵۴۵	۱۳	(ص)	(ص ۵۴۴)
۵۵۱	۴	الگ ہوکیا	الگ ہوگیا
۵۵۲	آخری	فیاصوں	فیّاضیوں
۵۵۵	۷	والبسی	واپسی
۵۵۶	۱۱	محمد قائم	محمد قاسم
۵۵۷	۲۱	۴۸- نصیر الدین ہمایوں	۴۲- نصیر الدین ہمایوں
۵۵۸	۸،۷، ۱۰،۹، ۱۲،۱۱	شاہ عالم	اکبر شاہ ثانی
	۱۳		ایضاً
۵۶۱	۱۶	بکر فاجیت	بکرماجیت
۵۶۲	۱۵	تعلق	تعلق
۵۶۴	۲	آفتانہ	آفتانہ
"	۸	متامر	معاصر
۵۶۷	آخری	ارمیا عزیزؔ نے	ارمیا عزیزؔ
۵۷۲	۶	اژالہ	ازالہ
۵۷۹	۱۷	کٹشک	کنشک

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۵۸۰	۴	بچپن	بچپن
"	۱۳	طور	طور پر
۵۸۴	۱	یافت	یافث
"	۱۷	شنسب بن صدلق	شنسب بن حرلق
۵۸۷	۱۸	محمود غزنوی	محمود غزنوی نے
۵۸۸	۴	اصل گا	اصل گاؤں
۵۸۹	۴	تبدیل ہوگیا	تبدیل ہوگئی
۶۰۰	۵	آپ جلال الدین رومی	حضرت جلال الدین رومیؒ نے آپ
"	۶	شمس تبریزؒ کو	شمس تبریز سے
"	۷	رومی سے	رومی کو
۶۰۷	۲	التساب	اکتساب
"	۴	ھی۔ شاہجہاں	تھی۔ شاہجہاں
"	۹	سیالکوی	سیالکوٹی
	۱۸	تعسیر	تفسیر
۶۰۸	۷	صرف ونجو	صرف ونحو
۶۱۳	۵	گوہائی	گوہاٹی
۶۱۴	۹	لندن	لندن میں
۶۱۶	آخری	خت جگر	لخت جگر
۶۱۸	۱	محدت	محدث
۶۳۲	۵	خانقانہ	خالقانہ
۶۳۴	۴	پاکیزہ	پاکیزہ
"	۸	جن ثنا	جوکی ثنا
"	۱۴	سیات	سیادت
۶۳۵	۱۴	صفحہ ۲۶۷ تا ۲۶۸	صفحہ ۳۸۰

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۶۳۶	۳	عیاں تھی اک	عیاں تھی جن کی
۶۳۷	آخری سطر	مینا پشاور	مینا پشاوری
"	"	بیٹھان	پٹھان
۶۴۱	۱	جھوٹی بلیا	چھوٹی بلیا
۶۴۲	آخری سطر	سنہ ۱۹۷۱ء	سنہ ۱۹۸۱ء
۶۴۳	۴	استفادہ حاصل کیا ہے	استفادہ کیا ہے
۶۴۴	۸	دلپسند	دلبند
۶۴۶	۱۳	پونیر	پورنیہ
۶۴۸	۷	چھیتے	چھپتے
"	۱۳	مزاج	مزاج
۶۵۱	آخری سطر	صفحہ ۱۲۹	صفحہ ۲۵۸
۶۵۳	۳	بہا	بہار
۶۵۵	۱	فتح ہوا ہوا تھا	فتح ہوا تھا
۶۵۶	۸	زرغ	زرنج
۶۶۵	۱۰	سنہ ۵۸۰ء	سنہ ۱۵۸۰ء
۶۶۸	۶	عندر الملاقات	عندالملاقات
۶۶۹	آخری سطر	خاں نے سرکار کے حکم عدول ہوا	خاں نے سرکار کی حکم عدولی کی
۶۷۳	۱	خان ماں	خان ساماں
۶۷۶	۱۶	صفحہ —	صفحہ ۳۲۷
۶۷۷	۹	نوسہ	نواسہ
"	۱۹	تانی	ثانی